مجموعۂ مضامین

دُگانہ لیلۃ القدر

ترتیب وتدوین

وحید اشرف

اردو کمپوزنگ

شاہ نور محمد نظامی SanComputerCentre

طابع

4.Point Digital,Sobedar Ameer Ali Khan Road

ISBN-978-91-9090306

Printer: S.M.Printers.Chatta Bazar.-9885214979

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم o

نام کتاب :مجموعہ ہائے مضامین دُگانہ **لیلۃ القدر**

سنِ اشاعت :۱۴۳۴ہجری- 2013ء

تعداد :بارِاوّل100عدد

باردوم :اضافہ کے ساتھ-200 عدد- ۱۴۳۴ہجری- 2013ء

صفحات :272

قیمت :-/250روپیہ

ترتیب وتدوین وحید اشرف

طابع : 4.Point Digital

Chanchalguda ,Hyderabad -500024(A.P)

فراہمیٔ مضامین : شاہ نور محمد نظامی San Computer Centre

Chanchalguda,Hyderabad-500024(A.P)

کتاب ملنے کا پتہ

San computer Centre

Subedar Ameer Ali Khan Road (New Road)

Chanchalguda, Hyderabad--5000 24 (A.P)

انتساب

فی

لیلۃ القدر

آیاتہا ٥ | (٩٧) سُوْرَۃُ الْقَدْرِ مَکِّیَّۃٌ (٢٥) | رکوعہا ١

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

اِنَّاۤ اَنْزَلْنٰہُ فِیْ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ ① وَمَاۤ اَدْرٰىكَ مَا لَیْلَۃُ الْقَدْرِ ②

لَیْلَۃُ الْقَدْرِ ۙ۬ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَہْرٍ ③ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَۃُ وَالرُّوْحُ

فِیْہَا بِاِذْنِ رَبِّہِمْ ۚ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ ④ سَلٰمٌ ۛ ہِیَ حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ ⑤

اُن لوگوں کے لئے جنھوں نے اللہ کا شکر ادا کرنے کو ''فرض'' جانا

بحمد اللہ تعالیٰ

فہرست

سلسلہ نمبر	مضمون	مصنف	صفحہ نمبر
I	کلماتِ فقیر	حضرت ابوسعید سید خدا بخش خوندمیری میانجی میاں صاحب اہلِ دائرہ نو	6
1	فرضیت دُگانہ شبِ قدر	حضرت بندگی میاں شاہِ قاسم مجتہدِ گروہؒ	9
2	شانِ نزول سورۂ قدر	حضرت بندگیمیاں سید اسحاقؓ بن بندگیمیاں سید محمودؒ	12
3	نماز لیلۃ قدر کی حقیقت	حضرت علامہ سید نصرتؒ مولف کحل الجواہر	15
4	لیلۃ القدر	حضرت سید ولی میاں صاحبؒ سکندر آبادی	22
5	نماز لیلۃ القدر کی حقیقت	سلطان الواعظین ابواشرف سید عیسیٰ حاجی میاں صاحبؒ	23
6	دُگانہ شبِ قدر	افضل العلماء حضرت سید نجم الدین صاحب اہلِ بچپڑیؒ	28
7	مختصر بیان لیلۃ القدر	بحر العلوم حضرت علامہ سید اشرف شمسی صاحبؒ یداللّٰہی	48
8	شبِ قدر	خان علامہ محمد سعادت اللہ خاں صاحبؒ مندوزئی	52
9	دُگانہ شبِ قدر	لسان القوم علامہ حضرت محمد نعمت اللہ خاں صاحب صوفیؒ	55
10	لیلۃ القدر	حضرت ابوالعرفان سید خوندمیر صاحبؒ منوری	72
11	دُگانہ شبِ قدر	محققِ قوم حضرت سید یعقوب صاحبؒ بزمی مصنف مقدمہ سراج الابصار	76
12	لیلۃ القدر اور قرآنِ حکیم	حضرت ابوالہادی سید محمود میاں صاحبؒ اکیلوی	82
13	شبِ قدر	حضرت سید میرانجی عابد خوندمیری صاحب	112
14	نماز دُگانہ لیلۃ القدر	حضرت ابوسعید سید خدا بخش خوندمیری میانجی میاں صاحب اہلِ دائرہ نو	117
15	نماز لیلۃ القدر کی فرضیت	علامہ حضرت سید حسین محمودی صاحب	126
16	نماز لیلۃ القدر	حضرت مولانا سید نجم الدین صاحب مجتہدی	128
17	سورۂ قدر معہ ترجمہ	حضرت سید نصرت مجتہدی صاحبؒ	130
18	لیلۃ القدر	حضرت سید محمد روشن میاں صاحبؒ اہلِ ہسنیتڑہ	131
19	نماز لیلۃ قدر کی اہمیت وعظمت	حضرت سید قطب الدین خوندمیری صاحب	142
20	لیلۃ القدر کا تعین	مولوی سید محمود صاحب یداللّٰہی	144
21	چھٹی نماز فرض کہاں سے آئی	مفکرِ قوم جناب نامدار خاں صاحب بوزئی کراچی	145
22	شبِ قدر	جناب سید یوسف صاحب بنگلور	159

22	مبارک رات	فقیر مقصود علی خاں صاحب سحرؔ مدیر ماہنامہ ''نورِ ولایت'' حیدرآباد	172
23	نمازِ دُگانہ	فقیر محمد عمر خاں صاحب مہمندزئی مرحوم	176
24	جبرئیلؑ کی لیلۃ القدر	حضرت سید نجم الدین صاحب یدللّٰہی	187
25	قدر کی رات	مولوی سید افتخار اعجاز صاحب	193
26	نمازِ شبِ قدر	فقیر محمد نورالدین عربی صاحب	196
27	افضل ترین رات	حضرت سید نور محمد خوندمیری صاحب (کرگاول)	199
28	لیلۃ القدر	سید روشن منور صاحب بنگلور	203
29	شبِ قدر	جناب سید عبدالقادر مجاہد صاحب	209
30	لیلۃ القدر لیلۃ النزول القرآن	حضرت سید اشرف روحی خوندمیری صاحب	217
31	شبِ قدر کا تعین	حضرت سید ابراہیم صاحب اہلِ بچپڑی	225
32	دُگانہ لیلۃ القدر	فقیر سید یعقوب سلیم صاحب مرحوم	227
33	جشنِ خلافتِ آدم	فقیر سید مشتاق حسین صاحب اہلِ مصدق آباد	231

منظوم بیان لیلۃ القدر

1	لیلۃ القدر کا بیان	حضرت سید سعداللہ صاحب سید نجی سعدؔا کیلوی	243
2	لیلۃ القدر	حضرت سید علی صاحبؒ اہلِ دائرہ نوہمنا آباد	254
3	بیان فرضیت دُگانہ لیلۃ القدر	حضرت میاں سید سلام اللہ ممتازؔ	256
4	دُگانہ لیلۃ القدر کی فرضیت	فقیر سید علی اطہرؔ یدللّٰہی صاحب	258
5	قطعات	حضرت سید یعقوب باقر منظور صاحب	260
6	لیلۃ القدر	حضرت ابواشرف سید نجی اللہ صاحب منجوقمرؔ یدللّٰہی	261
7	شبِ قدر	حضرت سید موسیٰ کلیم یدللّٰہی صاحب	262
8	شبِ قدر	جناب نثار مہدی علی خاں صاحب ساندوزئی	263
9	شبِ قدر	جناب سید سمیع اللہ صاحب سمیعؔ	265
10	شبِ قدر	حضرت محمد نورالدین صاحب عربی	266
11	نظم شبِ قدر	جناب محمد نعمت اللہ خاں صوفیؔ	268
12	نظم شب قدر	جناب شاہ نور محمد نظامی سلیمؔ	269
13	آج کی شب یہ انقلاب بھی ہو	جناب داؤد رفیق صاحب مدیر روزنامہ ''آوازِ دوست'' حیدرآباد	270

باسمہٖ تعالیٰ

حضرت ابوسعید سید خدا بخش

میانجی میاں صاحب قبلہ دائرہ نو **کلماتِ فقیر**

زیرِ نظر مجموعۂ مضامین ایک ہی عنوان '' لیلۃ القدر'' کی فرضیت اور اہمیت اور طریقۂ ادائیگی پر قدیم و جدید طرزِ تحریر پر مشتمل ہیں جن کو بڑی ہی محنت وجستجو سے اکھٹا کر کے قارئین کی نظر کیا ہے۔ اس سعی پر قابلِ مبارکباد ہیں۔

قرآنِ حکیم کا مطالعہ کریں تو جابجا'' اقیم الصّلوٰۃ '' کا حکم ملتا ہے۔ اوقاتِ صلوٰۃ اور تعینِ رکعت کی وضاحت کا قرآن میں کہیں بھی ذکر نہیں ملتا۔'' فرض'' ''سنّت'' '' واجب'' اور'' شکرانہ'' کی وضاحت بھی فقہ کی کتابوں ہی میں ملتی ہے۔

جہاں''دین'' کا ادراک حقیقت سے حاصل ہوتا ہے وہیں''مذہب'' کا انحصار روایت پر ہوتا ہے اور روایت تو بس اختلافِ مذاہب کا سرچشمہ ہوتی ہے۔ چنانچہ حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی، اور جعفری مذاہب کی ایک تاریخی مثال ہیں، جن سے انکار ممکن نہیں۔ نماز لیلۃ القدر کا تعین، اس کی فرضیت اور اس کی ادائیگی کا وقت اور طریق پڑھنے نیز سمجھنے کے لئے کچھ باقی ہی نہیں رہتا ہے۔

وقتاً فوقتاً کچھ اختلافی اور انکار کی آوازیں اُٹھتی ہیں تو بس انتشار پیدا کرنے کے لئے اُٹھتی ہیں، جن کا نفسِ ہدایت سے کوئی تعلق نہیں ہوتا ہے اور ایسی آوازوں سے نہ تو حقیقت کو جھٹلایا جاسکتا ہے اور نہ ہی کسی کی بالادستی حاصل ہوسکتی ہے۔ ہدایت دینا اور گمراہ کرنے کا اختیار اللہ تعالیٰ نے خود اپنے ہاتھ لے رکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے عرش پر تمام انبیاء ومرسلین کو دو رکعت نماز خاتم النبیین محمد رسول اللہ ﷺ کی امامت میں ادا کرنے کا حکم دیا اور اسی نے فرش پر دو رکعت نماز لیلۃ القدر تمام مومنین ومصدقین کو خاتمِ ولایت محمد مہدی موعود علیہ السلام کی امامت میں ادا کرنے کا حکم دیا۔ پس اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کرنا ہی فرض ہوتا ہے۔

موجودہ دور میں افرادِ قوم، مختلف افرادِ قوم، مختلف مسالک، افکار اور اعمال رکھنے والی جماعتوں سے کچھ زیادہ ہی میل جول رکھنے لگے ہیں اور یہ بھول گئے ہیں کہ ''عبادت'' اللہ تعالیٰ اور بندہ کے درمیان کا معاملہ ہے، نہ کہ بندہ اور بندہ کے درمیان کا معاملہ ہے۔ دین اور عبادت کی اساس قرآن اور عملِ رسول ﷺ، خلیفۂ خدا کے احکام اور عمل پر تدبر وفکر کرنے پر قائم ہے، نہ کہ اختلافی روایتوں پر۔

آخر میں جناب وحید اشرف صاحب کو ان کی سعی پر مبارکباد دیتے ہوئے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کاوش کو قبول فرمائے اور بطورِ اجر، ایمان کی دولت کے ساتھ ساتھ فکر وتدبر اور فراستِ دین کی توفیق عطا فرمائے۔ ۞۞۞۞۞

نعت در شان خاتمِ نبوت صلی اللہ علیہ وسلّم

ازشاہ عبدالعزیز محدث دہلوی

00000

یَا صَاحِبُ الجَمَالُ وَ یَا سَیِّد اَلبَشَرُ

مِنْ وَجْهِکَ المُنِیْرُ لَقَدْ نُوْرَ القَمَرُ

لَایَمْکِنُ الثَّنَاءُ کَمَا کَانَ حَقُّهُ

بَعْدُ اَزْ خُدا بزرگ تُوئی قِصَّهُ مُخْتَصَرُ

نعت در شان خاتمِ ولایت محمدیہ علیہ السلام

ازخان علامہ محمد سعادت اللہ خان صاحب ہوشؔ مندوزئی علیہ الرحمہ

00000

یَا صَاحِبُ الوِلَایَة یَا هَادِیَ اَلبَشَرُ

اَز جَلْوَه تُو جُمْلَه جَهَانُ گشْتَه جَلْوَه گَرُ

لَا یُدْرِکُ العُقُوْلُ کَمَا کَانَ وَصُفَهُ

هَم پَایَهٔ رَسُوْلُ تُوئی قِصَّه مُخْتَصَرُ

وحید اشرف

لمحۂ فکر

قلم یقیناً انقلابی تحریکوں کا امام ہے۔قلم اس وقت تک ساکت اور ایک عام شئے کی طرح ہے، جب تک کہ یہ کسی دانشور، محقق، وعالم باعمل، ادیب، ومفکر کے انگشت ودست کی گرفت میں نہیں آجاتا اور جب آتا ہے تو اپنی پوری طاقت سے اقوام میں ایک مثبت ہیجان اور ایک عام انسانی ذہن کو جھنجھوڑتا ہوا اس میں ایک سیمابی کیفیت پیدا کردیتا ہے۔یہی انقلاب ہے جو انسانی اجسام کو صحیح راہوں پر گامزن کر کے چھوڑتا ہے۔جب کبھی معاشرہ میں انحطاط اور عقائد میں تنزل اور کمزوری عود کر آتی ہے تو پھر ایسی کسی تحریک کی ضرورت شدت سے محسوس ہوتی ہے۔آج کا وقت نفسانفسی کی حالت کا شکار ہے۔ہر چہار طرف سے تمام انسانی طبقوں پر مخصوص مکتبِ فکر کے محدود گروہ حملہ آور ہوتے رہتے ہیں۔یہ علّتِ عام ہر جگہ اور ہر مقام پر موجود ہے۔ہر طبقہ بجائے اجتماعی طور پر احاطہ کرتے ہوئے اپنے معاشرہ، سماج، عقائد، ایمان ومذہب کی مدافعت میں کمزور ہے۔کیونکہ بنسبت ماضی کے آج محققانہ، عالمانہ، دانشورانہ اور علمی صلاحیتوں کی گرانی ہے ہمارے دانشوروں کی آواز کا دائرہ محدود ہوگیا ہے۔ایسی تحریکوں اور گروہی حملوں کی مدافعت کا بہترین ذریعہ آج بھی تحریر و ذرائع ابلاغ ہے۔

ہمارے دینی وعلمی ذخیرہ میں سرعت کے ساتھ کمی واقع ہورہی ہے۔علومِ دینی آہستہ آہستہ دیمک کی خوراک بنتے جارہے ہیں۔ جس کسی کے قبضۂ دست میں ہیں وہ ان علوم کی حقیقت سے کماحقہ واقف نہیں مگر حفاظت کررہے ہیں لیکن کسی صورت اس سے دوسروں کو استفادہ کی اجازت نہیں اور پڑھنے کے لئے دینا تو کجا ایک نظر دیکھنے بھی نہیں دیتے۔ایسی صورت میں رہا سہا علمی ذخیرہ بھی ختم ہونے کی کگار پر ہے۔ہمارے کام کا طریقہ کسی سے کتاب لکھوانے کے بجائے عقائد پر مبنی قدیم کتب، مضامین کو مختلف رسائل اور جرائد سے اخذ کر کے اس کو کتابی شکل دینا ہے۔یہ عمل اس لئے پائدار ہے، کہ ایک مختصر مضمون یا رسالہ اتنی مضبوط اہمیت کا حامل نہیں ہوتا اور اس کا اثر بھی ذہنوں پر دیرپا ثابت نہیں ہوتا جب ایک ہی موضوع پر مشتمل مضامین کا مجموعہ کتابی شکل میں سامنے آتا ہے تو اس کی افادیت بڑھ جاتی اور اس طرح ایسے مجموعے ہمارے علمی ذخیرہ میں بیش بہا اضافہ کا سبب بن جاتے ہیں۔چنانچہ ''احسن الاسفار'' ''مجموعہ مضامین حضرت شاہِ قاسمؒ ''اور بہت زیادہ پسند کیا جانے والا عقائدی موضوع ''دُگانہ لیلۃ القدر'' پر لکھے گئے بزرگانِ دین، دانشورانِ ملّت کے قدیم وجدید مطبوعہ مضامین کو ایک جگہ جمع کیا گیا۔اس سے دُگانہ لیلۃ القدر کی فرضیت واضح طور پر سمجھ میں آجاتی ہے۔یہ ایک نہایت نازک مسئلہ ہے اس کو مخالفین عقائدی حربہ کے طور پر استعمال کرتے ہوئے نوجوان ذہنوں کو متاثر کرتے آرہے ہیں۔مختلف رسائل، کتب، اور مستند مقدموں سے تمام مضامین کو بڑی ہی تلاش اور محنت کے بعد جمع کرلیا ہے۔یہ ایک ایسا عظیم کام ہے جو ہماری کتابوں کے ذخیرے میں دُرِّ نایاب ثابت ہوگا۔اس مجموعۂ مضامین ''دگانہ لیلۃ القدر'' کے بعد اس موضوع پر پھر کسی نئی تحریر کی اب ضرورت باقی نہیں رہے گی۔

حضرت بندگی میاں شاہ قاسم مجتہد گروہؒ

ترجمہ: حضرت سید خدا بخش رشدیؒ صاحب قبلہ

فرضیت دُگانۂ شب قدر

جان لو اے گروہِ راشدہ موافقین وجمیع مصدقین امام مہدی موعودؑ جو یہاں حاضر ہیں اور جو حاضر نہیں ہیں اس بات کو کہ شاہ لطف اللہ ابن شاہ علی پنڈ سالی جو شہر بیدر میں ساکن ہیں یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ شب قدر میں دُگانہ سنت ہے اس کو سنت کی نیت سے ادا کریں اپنے پیروؤں کو یہی تعلیم دیتے ہیں اور تاکید کرتے ہیں کہ یہ دُگانہ رسول اللہ علیہ السلام کی سنت ہے کیونکہ قرآن میں تین جگہ حق تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ پر وحی نازل کی ہے کہ ہم نے اتارا اس کو مبارک رات میں اور یہ کہ ہم نے اتارا اس کو شب قدر میں اور یہ کہ رمضان کا مہینہ ہی ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا۔ یہاں متابعت مہدی علیہ السلام کہنے کی کیا ضرورت ہے بلکہ یہ دُگانہ سنت موکدہ رسول اللہ علیہ السلام ہے کیونکہ قرآن حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر نازل ہوا ہے نہ کہ حضرت مہدی علیہ السلام پر انتہیٰ۔ جاننا چاہئے کہ نہ ان کو کتب سماوی کا قانون معلوم ہے نہ ارشاد سالکین راہ خدا کے سماع سے کچھ حاصل ہے محض اپنی ذاتی ناکارہ رائے کو دلیل بنائے ہوئے ہیں اور جو کچھ کہہ رہے ہیں بلا دلیل کہہ رہے ہیں۔ مفسرین کے اجماعی بیان پر ان کی نظر نہیں چنانچہ تفسیر ینابع الحکم میں مفسر کا بیان یہ ہے کہ اختلاف کیا علماء نے اس باب میں کہ شب قدر کونسی شب ہے پس بعض نے کہا کہ وہ شب تمام سال میں گھومتی ہے ماہ رمضان کے ساتھ مخصوص نہیں ہے یہ قول حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ ماہ ذی الحجہ کے پہلے عشرہ میں ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ ماہ محرم کی دسویں شب ہے اور ابوحنیفہؒ سے روایت ہے کہ فرمایا ہے حضرت حسن بصریؒ نے کہ وہ شب سوائے رمضان کے مہینے کے اور کسی مہینے میں نہیں کیونکہ رمضان ہی وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا ہے۔ نزول قرآن ماہ رمضان کے ساتھ مختص ہونا قرآن ہی سے ثابت ہے۔ حق تعالیٰ کے فرمان سے کہ ہم نے نازل کیا ہے اس کو شب قدر میں یہ صاف دلیل ہے اس بات کی کہ وہ ماہ رمضان ہی میں ہے اور بہت ساروں کا قول یہ ہے کہ وہ شب گھومتی ہے ماہ رمضان ہی میں کبھی پہلے دہے میں ہوتی ہے کبھی بیچ کے دہے میں کبھی آخری دہے میں۔

ہدایہ میں مرقوم ہے جب نبی علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ شب قدر کب ہے تو آنحضور ﷺ نے فرمایا وہ رمضان کے آخری دہے میں ہے۔ چنانچہ کتاب متفق الواعظین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا انہوں نے گِنے میں نے لیلۃ القدر کے حروف کو ایک دفعہ نہیں تین دفعہ تو جان لیا میں نے کہ وہ ستائیسویں رات ہے آخری دہے میں

رمضان کے۔لیکن کسی نے بھی معین کر کے نہیں کہا کہ فلاں شب ہی شب قدر ہے۔اور اگر تو اے طالب حق یہ کہے کہ اس شب میں حق تعالیٰ نے بے واسطہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن کی تعلیم دی پھر کس طرح وہ شب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر پوشیدہ رکھا تو جان اے عزیز اس کا ظاہر کرنا حضرت امام مہدی علیہ السلام کی خصوصیات سے تھا کیونکہ وہ شب حضرت مہدی علیہ السلام پر ظاہر کی جانے والی تھی۔پس حضرت محمد ﷺ کے قلب مبارک سے حق تعالیٰ نے اس کو ایسا بھلا دیا کہ وہ شب آنحضرت ﷺ کو مطلقاً یاد ہی نہیں رہی جیسا کہ اپنے کلام مجید میں حق تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ جو کوئی آیت ہم منسوخ کروا دیتے ہیں یا جس کو بھلا دیتے ہیں اس سے بہتر یا اس جیسی ہی نازل بھی کر دیتے ہیں۔پس حکم قرآنی سے یہ قول صادق ہے کہ مہدی علیہ السلام کی یہ فضیلت نصِ قرآنی سے ثابت ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت مہدی علیہ السلام ہی پر شب قدر کو ظاہر فرمایا پس ہم مصدقان امام مہدی علیہ السلام ہیں ہم پر (بحیثیت فرض) لازم ہے کہ ہم حضرت مہدی علیہ السلام کے فعل وقول کی متابعت کریں اور ہم تمام اصحاب مہدی علیہ السلام کے تابعین ہیں اور تمام اصحاب خاص وعام مہدی علیہ السلام کے دُگانہ لیلۃ القدر میں متابعت المہدی کی نیت کرنے پر مامور ہوئے ہیں (نہ کہ سنت رسول اللہ ﷺ کہنے پر) پس ہم پر فرض عین ہو گیا کہ تمام فرائض امور مہدی موعود علیہ السلام اور دیگر فرائض عبادت میں اعتقاداً کوئی فرق نہ کریں کیونکہ تصدیق اس ذات کی فرض ہے اور جس کسی امر کا آنحضرت ﷺ نے حکم فرمایا ہے وہ اکبر الفروض ہے چنانچہ ترک دنیا (زبان سے اس کے اقرار کے ساتھ) فرض ٗ طلب دیدار خدا (زبان سے اس کے اقرار کے ساتھ فرض) صحبت صادقاں فرض ہجرت از وطن (یا از خانماں) فرض ٗ نماز دُگانہ شب قدر فرض (طالبان خدا فقراء دائرہ کے درمیان) سویت فرض ٗ نماز با جماعت فرض (دین و دائرہ کے ضروری کام میں) اجماع فرض (ذکر خدا میں بوقت شب ایک پہر کی) نوبت فرض بوقت مرگ یعنی موت کے قریب دائرہ اجماعِ مہدی علیہ السلام میں حاضر رہنے کی کوشش فرض اور یہ تمام احکام وارکان معمولات مشہورہ ہی سے نہیں بلکہ اصطلاحات (معروفہ) سے ہیں اور ایک دلیل قوی تر اس مسئلہ میں یہ ہے کہ اگر شب قدر حضرت رسول اللہ صلعم پر ظاہر رہتی اور اس میں کوئی نماز معین فرما کر آپ پڑھتے تو ہم بھی آپ کی اتباع کرتے ٗ سب صحابہ مہاجرین وانصار جنہوں نے آنحضرت ﷺ کی اتباع کی اس سنت کی بھی اتباع کرتے آج تک بلکہ روز قیامت تک وہ نماز امت مرحومہ کے حق میں سنن موکدہ ہی سے ہوتی لیکن اس باب میں کوئی نقل کتب احادیث میں ہے نہ تفاسیر میں نہ تواریخ میں کسی ایسی نقل کا ذکر کہیں بھی نہیں ہے نہ عبارتاً نہ اشارتاً پس دل سے تصدیق کے ساتھ زبان سے اقرار ہمارے پاس اس امر کا کیا جاتا ہے کہ لیلۃ القدر کو اللہ تعالیٰ نے حضرت مہدی علیہ السلام پر ظاہر فرمایا اور یہ رات آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوئی پس آپ نے اس رات میں یہ حکم سنایا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہوتا ہے کہ اے سید محمد یہی رات لیلۃ القدر ہے میں نے تجھے یہ رات دی ہے پس تو اس میں دو رکعت نماز پڑھ

جیسا کہ نماز فجر پڑھی آدم صفی اللہ ؑ نے اور نماز ظہر پڑھی ابراہیم خلیل اللہ ؑ نے اور نماز عصر پڑھی یونس ؑ نے اور نماز مغرب پڑھی عیسیٰ علیہ السلام روح اللہؑ نے اور نماز عشاء پڑھی موسیٰ کلیم اللہ ؑ نے اور نماز وتر پڑھی محمد رسول اللہ ﷺ نے اور توائے سید محمد نماز لیلۃ القدر پڑھ۔ پس حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے گیارہ اصحاب کے ساتھ (جو اس وقت حاضر تھے) دُگانہ شب قدر ادا فرمایا اور جب دوسرا سال آیا تو اسی رات میں سب مردوں اور عورتوں کو ساتھ لے کر خود امام ہوکر پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے ساتھ سورہ والضحیٰ اور دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے ساتھ سورہ قدر پڑھ کر یہ دُگانہ ادا فرمائے۔ پس (فرض اللہ تعالیٰ کے ساتھ) متابعت مہدی علیہ السلام کی نیت سے اس دُگانہ کی ادائی سب مردوں اور عورتوں پر فرض ہوئی اس حکم کو ماننے سے کوئی فرد اس گروہ کا خارج نہیں ہے اس دُگانہ کو سنت رسول اللہ ﷺ کہنا کس دلیل سے ثابت ہوتا ہے؟

واقعہ یہ ہے کہ شخص مذکور بغیر کسی دلیل نقلی کے اجتہاد سے کام لے کر سنت رسول اللہ ﷺ کہتا اور اپنے پیروؤں کو سنت رسول اللہ ﷺ کہنے کی تاکید کرتا ہے۔ حالانکہ اس دُگانہ کا متابعت مہدیؑ سے ہونا ان جلیل القدر دلائل سے ثابت ہوا ہے اور جیسا کہ نماز تہجد کی نیت میں متابعت رسول اللہ ﷺ صحیح ہے اسی طرح شب قدر کے دُگانے میں متابعت مہدی علیہ السلام لازم ہوئی ہے۔ اور جیسا کہ ثابت ہے علماء امت کے اتفاق سے دُگانہ تحیت الوضو کے بارے میں کہ پنجگانہ نمازوں کے فرض ہونے سے پہلے رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا حکم یہ تھا کہ جب کبھی وضو کریں دو رکعت تحیت الوضو کے پڑھا کریں پس پنجگانہ فرائض کا حکم ہونے کے بعد آنحضرت ﷺ تحیۃ الوضو کے دو رکعت کی ادائی ہمیشہ پابندی سے نہیں فرماتے تھے اسی لئے دُگانہ تحیۃ الوضو کو سنت رسول اللہ ﷺ نہیں کہا جاتا پس ہم کو لازم ہے کہ تحیۃ الوضوٗ کا دُگانہ بھی متابعت مہدیؑ کی نیت سے پڑھا کریں۔ اس لئے کہ بفرمانِ خدائے تعالیٰ حضرت میراں سید محمد مہدی موعود علیہ السلام نے دُگانہ تحیت الوضو میں بتخصیص ادا فرمایا ہے پس ہم تحیۃ الوضو کے تمام دوگانے بھی متابعت مہدیؑ ہی کی نیت سے پڑھتے ہیں اور جو لوگ اس دُگانہ میں بھی سنت رسول اللہ ﷺ کہتے ہیں ان کے بارے میں میاں عبدالواحد اور میاں عبدالغفور سجاوندیؒ نے قسم کھا کر یوں کہا کہ اس بات کو ہمارا دل قبول نہیں کرتا اور میاں سید جلال اور میاں عبداللطیف نوری نے امر حق کا اظہار کیا کہ یہ بات ہمارے ضمیر میں نہیں سماتی اور میاں یعقوب اور مرزا معصوم نے کہا ہے کہ ہم تلقین میاں وزیر الدینؒ (خلیفہ شاہ دلاورؓ) کے ہیں۔ ہمارے نزدیک حق یہی ہے کہ دُگانہ تحیت الوضو کی نیت میں متابعت المہدیؑ ہی کہیں، پس بخوبی جاننا چاہئے کہ تمام اصحاب مہدی علیہ السلام کے اتفاق سے اور تمام گروہ مہدیؑ کے اجماع سے دُگانہ تحیت الوضو میں بھی متابعت المہدی کہنا لازم (بحیثیت واجب) ہے اور نماز شب قدر میں (فرض اللہ تعالیٰ کے ساتھ) متابعت المہدیؑ کہنا فرض ہے ۔

۞۞۞

حضرت بندگی میاں سید اسحاقؒ
ابن حضرت بندگی میاں سید محمودؒ

شانِ نزول سورۂ قدر

بنی اسرائیل میں ایک شخص شمعون نامی تھے وہ رات کو عبادت کرتے دن کو روزہ رکھتے اور کافروں سے جہاد کرتے اسی طرح ایک زمانہ گذرا کافران سے عاجز اور مجبور ہو کر مجاہد کی عورت کو ہموار کیا اور سازش کر کے کہا کہ تیرا شوہر تیری طرف متوجہ نہیں دن کو جہاد میں اور رات کو عبادت میں مشغول رہتا ہے اور ہم کو بھی تکلیف پہنچاتا ہے۔ ہماری رائے وصلح یہ ہے کہ کسی طرح اسے قید کریں اور تکلیف دیں تا کہ وہ تیری طرف متوجہ ہو اور ہم اس کے عذاب سے چھوٹیں۔عورت ان کی باتوں سے راضی اور خوش ہوئی۔کافروں نے اس عورت کو ایک بالوں کی رسی دے کر کہا کہ اس سے تیرے شوہر کو اچھی طرح باندھ دے۔ جب شمعون سو گئے تو عورت نے ان کے ہاتھ پاؤں باندھ دیئے۔جب وہ ہوشیار ہوئے اور پوچھا کہ تو نے مجھے کیوں باندھ رکھی ہے؟ عورت کہی کہ دیکھوں کہ تیری قوت کتنی ہے یہ سن کر شمعون نے زور کیا رسیاں ٹوٹ گئیں۔شمعون نے کہا کہ میری قوت اس سے زیادہ ہے جب کافروں سے یہ واقعہ کہی کافروں نے اس کو لوہے کی زنجیر دی دوسرے روز شمعون کو زنجیر سے باندھی تو شمعون نے اسے بھی توڑ دیا اور کہا کہ میری قوت اس سے بھی زیادہ ہے۔کافراں یہ واقعہ سن کر مجبور ہوئے اور یہ مشورہ دیئے کہ تیرے شوہر سے پوچھ کہ تو کس چیز سے عاجز ہوگا عورت کے پوچھنے پر کہا کہ میرے سر کے بال لانبے ہیں اگر اس سے باندھا جائے تو میں مجبور ولاچار ہو جاؤں گا۔ جب عورت نے اس کو سر کے بالوں سے باندھا اور کافروں کو خبردار کیا تو انہوں نے شمعون کے ہاتھ پیر کاٹ کر شہر کے باہر پھینک دیا۔جب نماز کا وقت ہوا تو شمعون نے تہہ دل سے آہ وزاری کی اور کہا کہ اے باری تعالیٰ تو بہتر جانتا ہے کہ جو کافروں نے میرے ساتھ سلوک کیا۔اور التجا کی کہ میرے ہاتھ پیر درست کر دے ان کی دعا قبول ہوئی اسی وقت ہاتھ پاؤں اور بدن ان کا درست ہو گیا۔اور قوت بھی آگے سے زیادہ ہوگئی یہاں تک کہ اگر بالوں سے بھی باندھا جائے تو عاجز نہ ہو۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کا بے حد شکر ادا کئے۔اور ان کی ہزار مہینے تک زندگی رہی۔

جب یہ قصۂ شمعون حضرت جبرئیلؑ نے حضرت رسول اللہ ﷺ کے دربار میں ظاہر کیا تو حضرت اور صحابہؓ پر اپنی کم قوتی کے باعث رقت طاری ہوئی اور حضرت بھی متاثر ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے نبی کریم ﷺ کی امت کی رنجیدگی اور رقت سے سورہ قدر نازل فرمایا اور اس میں شمعون کی ہزار مہینوں کی ریاضت مقبولہ سے شب قدر بہتر ہونے کی

تعریف فرمائی۔

اس کے بعد اس شب قدر سے واقف اور اس کے فضائل سے مستفید ہونے کے لئے صحابہ کرام نے حضرت نبی ﷺ سے امکانی کوشش کی آنحضور ﷺ کی حیات مبارک تک وہ شب خدائے تعالیٰ کی مشیت سے پوشیدہ رہی۔

چنانچہ مشکوٰۃ شریف کے باب لیلۃ القدر کی حدیث سے ظاہر ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ ’’میں نے لیلۃ القدر کی تلاش کی تو مجھے بتلائی جا کر بھلا دی گئی اور میں نے اس رات میں نماز پڑھی‘‘

اس رات کو خلیفۃ اللہ حضرت میراں علیہ السلام خدائے تعالیٰ کی ذات سے معلوم کر کے شب قدر کو ظاہر کرنا لازم آتا ہے اور ایسا ہی ہوا یعنی ۹۰۹ھ رمضان شریف کی ستائیسویں رات میں ادائی فرض عشاء کے بعد خدائے تعالیٰ کی ذات سے حضرت سید محمد مہدی موعود خلیفۃ اللہ علیہ السلام کو یہ فرمان خداوندی شرح صدور لایا کہ سید المرسلین پر قران شریف اسی شب میں نازل کر کے سورۂ قدر میں اس کا بیان کیا جا کر تمہارے لئے پوشیدہ رکھی گئی تھی۔

انا انزلنٰہ فی لیلۃ القدر ہم نے اتارا لیلۃ القدر کو وما ادراک ما لیلۃ القدر وہ لیلۃ القدر کیسی ہے لیلۃ القدر خیر من الف شھر لیلۃ القدر بہتر ہے ہزار مہینے کی مقبولہ عبادت سے تنزل الملئکۃ والروح اترتے ہیں اس رات میں فرشتے اور روح فیھا باذن ربھم من کل امر سلام قفo ھی حتیٰ مطلع الفجر اللہ تعالیٰ کے حکم سے اور سلام پہنچاتے ہیں نیک بندوں پر اور جو اس رات میں جاگتے ہیں یہاں تک کہ فجر طلوع ہونے تک۔

’’اے سید محمد یہ رات ہم نے تم کو دی اٹھو اور دُگانہ شکرانہ ادا کرو۔ اسی وقت حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے بحسب فرمان رب غفور با جماعت شب قدر ادا فرمائی اور اسی سنہ مذکور سے اس فرض نماز کو یقین کے ساتھ قوم مہدویہ نے بطفیل امامنا مہدی موعود علیہ السلام مستفید اور مشرف ہو رہی ہے۔ خدا کا فضل ہے اس کو جس کو چاہے یا اللہ اس سورہ مبارک کے اور اس مقدس رات کے طفیل سے اور اپنے فضل و کرم سے خاتمین علیہما السلام کے صدقہ سے ہم کو اور سارے حاضرین کو اسی طرح ریاضت شمعون کا ثواب عطا فرما اور حاضرین کو اعمال کی توفیق عطا فرما آمین ثم آمین یارب العالمین

بعد دُگانہ شب قدر پڑھنے کی دعائیں

اَللّٰھُمَّ اَحْیِنَا مِسْکِیْنًا وَّاَمِتْنَا مِسْکِیْنًا وَّاحْشُرْنَا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ فِیْ زُمْرَۃِالْمَسَاکِیْنَ بِفَضْلِکَ وَکَرَمِکَ یَا اَکْرَمَ الْاَکْرَمِیْنَ وَبِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ .

اَللّٰھُمَّ صَغِّرِ الدُّنْیَا بِاَعْیُنِنَا وَعَظِّمْ جَلَالَکَ فِیْ قُلُوْبِنَا وَوَفِّقْنَا لِمَرْضَاتِکَ وَثَبِّتْنَا عَلٰی دِیْنِکَ وَطَاعَتِکَ وَمُحَبَّتِکَ وَشَوْقِکَ وَعِشْقِکَ بِفَضْلِکَ وَکَرَمِکَ یَا اَکْرَمُ الْاَکْرَمِیْنَ وَبِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ .

اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَّارْزُقْنَا اِتِّبَاعَهٗ اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلاً وَارْزُقْنَا اجْتِنَابَهٗ بِفَضْلِکَ وَکَرَمِکَ یَا اَکْرَمُ الْاَکْرَمِیْنَ وَبِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ ط رَبَّنَا لاتُؤَاخِذْنَا اِنْ نَسِیْنَا اَوْ اَخْطَانَا رَبَّنَا وَلاَ تَحْمِلْ عَلَیْنَا اِصْرًا کَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلاَ تُحَمِّلْنَا مَالاَ طَاقَةَ لَنَا بِهٖ وَاعْفُ عَنَّا قف وَاغْفِرْلَنَا وَارْحَمْنَا قف اَنْتَ مَوْلَانَا فَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکَافِرِیْنَ ۔ رَبَّنَا اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِیًا یُّنَادِیْ لِلْاِیْمَانِ اَنْ آمِنُوْا بِرَبِّکُمْ فَآمَنَّا رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَکَفِّرْ عَنَّا سَیِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَاوَعَدْتَّنَا عَلٰی رُسُلِکَ وَلاَ تُخْزِنَا یَوْمَ الْقِیَامَةِ ط اِنَّکَ لاَ تُخْلِفُ الْمِیْعَادُ

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ رَبَّنَا لاَ تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَیْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَةً ط اِنَّکَ اَنْتَ الْوَهَابَ اِنَّکَ اَنْتَ الْوَهَابَ اِنَّکَ اَنْتَ الْوَهَابَ

ترجمہ:۔ یا اللہ ہم کو مسکین زندہ رکھ مسکین مار اور قیامت کے دن ہمارا مسکینوں کے ساتھ حشر کر اپنے فضل اور اپنے کرم سے اے سب کرم کرنے والوں سے زیادہ کرم کرنے والے اور اپنی رحمت سے اے سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والے۔ یا اللہ دنیا کو ہماری نظروں میں چھوٹی اور حقیر کر کے بتلا اور اپنے جلال کی عظمت ہمارے دلوں میں بٹھا اور اپنی مرضی سے ہم کو واقف کر اور ہم کو اپنے دین اور اپنی اطاعت اور اپنی محبت اور اپنے شوق اور اپنے عشق پر ثابت قدم رکھ اپنے فضل سے اور اپنے کرم سے اے سب کرم کرنے والوں سے زیادہ کرم کرنے والے اور اے سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والے یا اللہ ہم کو حق کو حق کر کے بتلا اور اس کی اتباع روزی کر یا اللہ ہم کو باطل کو باطل کر کے بتلا اور اس سے دوری ہم کو روزی کر اپنے فضل اور اپنے کرم سے اے سب کرم کرنے والوں سے زیادہ کرم کرنے والے اور اپنے رحم سے اے سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والے۔ اے ہمارے پروردگار ہم کو بھول اور خطا پر نہ پکڑ اے ہمارے پروردگار ہم پر بھاری بوجھ مت رکھ جیسا کہ تو نے ہم سے پہلے لوگوں پر رکھا تھا اے ہمارے پروردگار ہم سے وہ بار نہ اٹھا جس کی ہم کو طاقت نہیں اور درگزر کر ہم سے اور بخشدے ہم کو اور رحم کر ہم پر تو ہی ہمارا مولا ہے پس مدد کر ہماری کافروں کی قوم کے مقابلے میں اے ہمارے پروردگار بیشک ہم نے سنا ایک منادی (یعنی مہدی) کو جو بلاتا ہے ایمان کی طرف یہ کہ تم ایمان لاؤ اپنے پروردگار پر پس ہم ایمان لائے اے ہمارے پروردگار پس ہمارے گناہ بخشدے اور ہماری برائیاں اتار دے اور نیک لوگوں کے سات ہم کو موت دے اے ہمارے پروردگار ہم کو عطا کر وہ چیز جس کا وعدہ تو نے اپنے رسولوں کے ذریعہ کیا ہے اور قیامت کے دن ہم کو رسوا مت کر بیشک تو اپنے وعدہ کا خلاف نہیں کرتا اے ہمارے پروردگار ہم کو عطا کر اس دنیا میں بھلائی اور آخرت میں بھلائی اور ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچا اے ہمارے پروردگار ہمارے دلوں کو ہدایت دینے کے بعد مت پھیر اور اپنے پاس سے ہم کو رحمت عطا کر بیشک تو سب کچھ دینے والا ہے بیشک تو سب کچھ دینے والا ہے بیشک تو سب کچھ دینے والا ہے۔

علامہ حضرت علامہ سید نصرت صاحبؒ

ماخوذ از ''کحل الجواہر'' حصہ اول

نماز لیلۃ القدر کی حقیقت

مولف صاحب (ہدیہ مہدویہ) نے نسخ کے ثبوت میں دُگانہ ستائیسویں رمضان کو بھی ذکر کیا ہے جیسا کہ لکھا ہے ''سوائے نمازوں فرض کے ایک اور نماز ششم کہ دُگانہ ستائیسویں رمضان کا ہے فرض ٹھہرایا''

اس مسئلہ کے متعلق ہم ذرا تفصیل سے بحث کر دینا مناسب سمجھتے ہیں تا کہ ناظرین کرام کو اس کی تفصیلات معلوم ہوسکیں۔

اس کا بیان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بفضلہٖ وکرمہٖ ایک رات امت محمدیہ کو عنایت فرمائی ہے جس کو ''لیلۃ القدر'' کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ اور اس کی فضیلت وعظمت سورہ قدر میں یہ ظاہر فرمائی گئی ہے۔

ترجمہ: ہم نے قرآن کو لیلۃ القدر میں نازل کیا۔ تم کیا سمجھتے ہو کہ لیلۃ القدر کیا چیز ہے لیلۃ القدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے اس میں اپنے پروردگار کے حکم سے جبرئیل اور فرشتے اترتے ہیں وہ رات امن وسلامتی کی رات ہے اور وہ طلوع فجر تک ہے

علمائے اصول کی اصطلاح کے موافق یہ لیلۃ القدر کی فضیلت پر عبارت النص ہے۔ تو اس رات کی عبادت کا امر معنوی ان آیتوں کا اقتضاء النفس ہے یعنی خدائے تعالیٰ کا اس کی فضیلت کو جتانا معنی اس کی عبادت کا حکم دینا ہے کیونکہ حاکم کا کسی امر کی تعریف کرنا معنی اس امر کا حکم دینا یا اس پر آمادہ کرنا ہوتا ہے یا کسی امر کی برائی و ندامت بیان کرنا اس سے منع کرنا سمجھا جاسکتا ہے۔ چنانچہ اس قسم کی نظائر قرآن شریف ہی میں بہت سی موجود ہیں۔

احادیث میں بھی '' لیلۃ القدر'' کے بہت سے فضائل مذکور ہیں جیسے:

من قال لیلۃ القدر ایمانا واحتسابا غفر لہ ما تقدم من ذنبہ (بخاری کتاب الصوم باب الترغیب فی قیام رمضان ومسلم کتاب الصلوۃ) جو شخص اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھ کر حصول اجر وثواب کے لئے لیلۃ القدر میں عبادت کرے اس کے پچھلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

من یقم لیلۃ القدر فیوافیھا ایمانا واحتسابا یغفر لہ ما تقدم من ذنبہ (کنز العمال) جو شخص لیلۃ القدر میں عبادت کرے پس اس کو پالے اس شخص کے پچھلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

فمن قامھا ایمانا واحتسابا غفر لہ ما تقدم من ذنبہ وماتاخر جو شخص اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھ کر حصول اجر وثواب کے لئے لیلۃ القدر میں عبادت کرے اس کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

حضرت رسول اللہ ﷺ کا عمل اس قدر اہتمام کے ساتھ پایا جاتا ہے کہ رمضان کا عشرہ اخیرہ آتے ہی آپ خود عبادت میں مصروف ہوتے اور اہل وعیال کو جمع کر کے نماز ادا فرماتے۔ چنانچہ عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے۔

عن عائشه قالت كان رسول الله ﷺ اذادخل العشر احيى الليل وايقظ اهله وجد وشدميزره (صحیح مسلم باب الاجتہاد فی العشر الاواخر من رمضان) عائشہؓ سے روایت ہے کہ جب آخری دہا شروع ہوتا رسول اللہ ﷺ رات کو عبادت کرتے اور اپنے اہل وعیال کو بیدار کرتے اور کوشش کرتے۔

ایضاً: **قالت عائشة كان رسول الله ﷺ يجتهد فى الا وآخر ما لا يجتهد فى غيره** عائشہؓ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ آخری دہے میں دوسرے دنوں سے زیادہ عبادت کی کوشش فرماتے تھے۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے ''غنیۃ الطالبین'' میں اس عشرہ اخیرہ میں رسول اللہ ﷺ کے عمل کی تفصیل ابوذر غفاریؓ کی روایت سے اس طرح لکھی ہے۔

ترجمہ روایت: ابوذر غفاریؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ تیئیسویں رمضان کی رات میں رسول اللہ ﷺ نے ثلث رات تک ہم کو نماز پڑھائی پھر چوبیسویں رات کو آپ تشریف نہیں لائے پچیسویں رات کو آپ نکلے اور ہم کو آدھی رات تک نماز پڑھاتے رہے ہم نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ اچھا ہوتا اگر آپ یہ تمام رات ہم کو نماز پڑھاتے رہتے فرمایا جو شخص امام کے ساتھ نماز کو کھڑا رہے اور امام کے ساتھ ختم کرے تو اس کو پوری رات کی عبادت ہی کا ثواب ملتا ہے پھر چھبیسویں رات کو آپ برآمد نہیں ہوئے جب ستائیسویں رات آئی آپ نے ہم سب کو اور اپنے اہل وعیال کو جمع کیا اور ہم کو اتنی دیر تک نماز پرھاتے رہے کہ ہم کو سحری کے فوت ہونے کا اندیشہ ہوگیا۔

لیلۃ القدر کے فضائل مذکور ہونے کے باوجود اس کا تعین کہ کس مہینے کی کونسی رات ہے قرآن شریف میں نہیں کیا گیا ہے۔ احادیث میں بھی واضح اور قطعی طور پر اس کا تعین مذکور نہیں ہے بلکہ اس کی نسبت مبہم الفاظ وارد ہیں جیسے

تعينو اليلة القدر فى العشرالاواخر (مسلم) **اوقال فى السبع الاوا خر** (ایضاً) **فالتسموما فى العشر الفواب** (مسلم) لیلۃ القدر کا عشرہ اخیر میں انتظار کرو یا فرمایا کہ ہفتہ اخیر میں اس کو بقیہ عشرہ میں تلاش کرو۔

تحر واليلة القدر فى العشر الاواخر من رمضان قدر ايت هذه الليلة ما نسيتها فالتمسوها فى العشر الا واخرفى كل وتر (ایضاً) لیلۃ القدر کو رمضان کے آخر دہے میں تلاش کرو میں نے اس کو دیکھا تھا پھر بھلادیا گیا پس اس کو آخری دہے کی ہر طاق رات میں تلاش کرو۔

غرض قرآن واحادیث سے لیلۃ القدر کا تعین واضح اور یقینی طور پر نہ ہونے کی وجہ ہے کہ صحابہ رسول اللہ ﷺ سے لے کر تابعین وتبع تابعین، ائمۂ مجتہدین ومفسرین ومحدثین تک اس رات کے تعین میں بہت مختلف القول نظر آتے ہیں کسی نے اس کو سال بھر میں گشت کرنے والی رات قرار دیا ہے کہ یہ کبھی کسی مہینے میں آجاتی ہے اور کبھی کسی مہینے میں اور کوئی رمضان ہی میں

اس کے ہونے کے قائل ہیں۔ رمضان میں اس کا وجود تسلیم کرنے والوں میں بھی اس کی تاریخ میں بہت اختلاف معلوم ہوتا ہے چنانچہ امام نووی نے شرح مسلم میں لکھا ہے۔

ترجمہ: قاضی کا قول ہے کہ لیلۃ القدر کی نسبت اختلاف ہے ایک جماعت کا قول ہے کہ وہ منتقل ہوتی رہتی ہے ایک سال ایک رات ہوتی ہے اور دوسرے سال دوسری رات اور اسی طرح ہر سال بدلتی رہتی ہے اسی سے احادیث میں تطبیق ہوسکتی ہے۔ اور کہا جاسکتا ہے کہ اس کے تعین وقت کے متعلق جو احادیث آئی ہیں ان میں تعارض نہیں ہے۔ یہ قول مالکؒ ثوریؒ احمدؒ اسحاقؒ ابوثورؒ کا ہے۔ دوسروں نے کہا ہے کہ وہ رمضان کے عشرہ اخیر ہی میں منتقل ہوتی رہتی ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ کل رمضان میں منتقل ہوتی رہتی ہے۔ بعض کا قول ہے کہ وہ کبھی منتقل نہیں ہوتی بلکہ وہ ہر سال ایک مقررہ رات ہے جو بدلتی نہیں۔ علی ہذاالقیاس یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ سال بھر میں ہے یہ ابن مسعود اور ابوحنیفہ اور ان کے دونوں شاگردوں کا قول ہے۔ ابن عمر اور صحابہ کی ایک جماعت کا قول ہے کہ یہ رات تمام رمضان کے مہینہ میں ہے بعض کہتے ہیں کہ یہ رات درمیانی اور آخری عشرہ میں ہے بعض کہتے ہیں کہ عشرہ اخیر ہی میں ہے اور عشرہ کی طاق راتوں سے مخصوص ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ عشرہ اخیرہ کی جفت راتوں میں ہے۔ جیسا کہ ابوسعید کی حدیث میں ہے یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کو سترہویں ۱۷ یا اکیسویں ۲۱ یا تیئسویں ۲۳ رات میں تلاش کیا جائے۔ علیؓ اور ابن مسعود سے تیئسویں ۲۳ رات منقول ہے اور یہی اکثر صحابہ وغیرہ کا قول ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ چوبیسویں ۲۴ رات ہے اور یہ بلالؓ ابن عباسؓ حسنؒ قتادہ کا قول ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ ستائیسویں ۲۷ رات ہے اور یہ صحابہ کی ایک جماعت کا قول ہے۔ زید ابن ارقم اور ابن مسعود سے سترھویں ۱۷ رات منقول ہے یہ بھی کہا گیا ہے کہ انیسویں ۱۹ رات سے ابن مسعود ہی سے یہ بھی روایت آئی ہے اور ایسا ہی علی کرم اللہ وجہ سے بھی مہینہ کی آخری رات بھی بعض سے منقول ہے۔

لیلۃ القدر کے تعین میں جو اختلاف اقوال ثابت ہو رہا ہے ان میں سے کسی ایک صحابی و تابعی یا مجتہد وغیرہ سے متعدد اقوال منقول ہیں ہر ایک کے قول کے دوسرے کے قول پر کوئی وجہ ترجیح نہیں پائی جاتی کیونکہ یہ سب اقوال قیاسی معلوم ہوتے ہیں جو مفید ظن ہوسکتے ہیں کوئی امر منصوصی نہیں ہے جو موجب قطع و یقین ہوسکے۔ اہل سنت کے اعتقاد میں سب غیر معصوم بھی ہیں کسی ایک کو دوسرے کے مقابل کوئی ایسی وجہ ترجیح حاصل نہیں ہے جو دوسرے میں نہ پائی جائے۔

مہدویہ کے لئے لیلۃ القدر کے تعین کا یہ اختلاف اور تذبذب قطع و یقین سے اس طرح بدل گیا ہے کہ حضرت امام مہدی موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ سے یہ معلوم کیا گیا کہ لیلۃ القدر رمضان کی ستائیسویں (۲۷) رات ہی ہے۔ اور یہ حکم ہوا کہ اس فضل ایزدی کے شکریہ میں جو تعین لیلۃ القدر کا یقینی علم حاصل ہونے کی صورت میں حضرت پر اور حضرت کے متبعین پر ہوا دو رکعت نماز ادا کی جائے۔ حضرت نے اس حکم کی تعمیل میں سنت رسول اللہ ﷺ کو تازہ کیا اور اہل و عیال کو جمع کر کے معہ جماعت حاضرین اس رات میں دو رکعت نماز پڑھی اور اس کے بعد بھی حیات تک اسی طرح ادا فرماتے رہے پس مہدوی اس حکم الٰہی کی تعمیل اور حضرت امامنا علیہ السلام کی اتباع میں اس کو فرض و لازم جان کر ادا کرتے ہیں۔ یہی نماز لیلۃ القدر یا دُگانہ لیلۃ القدر ہے جس کو مولف صاحب نے نسخ شریعت محمدیہ سمجھا ہے۔ حالانکہ اس کی فرضیت کی حکمت و فوائد پر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس کی فرضیت کا معنی یہ ہے کہ اس رات میں روزانہ فرائض و سنن کے علاوہ کم از کم یہ دو رکعت ضرور ادا کی

جائیں۔

مولف صاحب کے دعویٰ نسخ کی تحقیق وتنقید کے لئے اس مسئلہ کے متعلقات یا جزئیات پر علیحدہ علیحدہ غور کیا جائے تو یہاں امور ذیل قابل غور ہیں۔

(۱) لیلۃ القدر کا تعین (۲) لیلۃ القدر میں نماز پڑھنا (۳) دو رکعت کا تعین (۴) ان کو فرض ولازم جاننا۔ اس میں سے کسی بھی امر سے نسخ شریعت لازم نہیں آتا۔

امر اول اہل سنت کے ضوابط پر کسی طرح بھی نسخ شریعت نہیں۔ چنانچہ جن صحابہ وتابعین وتبع تابعین وائمہ مجتہدین ومفسرین وغیرہ نے اپنی اپنی معلومات کے موافق اس کا جو تعین کیا ہے اس کے اس تعین کو نسخ نہیں کہا جاتا اور نہ کوئی اہل سنت ان کو اس وجہ سے ناسخ شریعت محمدیہ خیال کرسکتا ہے کہ انہوں نے لیلۃ القدر کا اپنی دانست کے مطابق تعین کرلیا ہے۔ اسی طرح حضرت امامنا علیہ السلام نے معلومات الٰہی کی بناء پر لیلۃ القدر کا تعین فرمادیا ہے کہ یہ رمضان کی ستائیسویں رات ہے تو اس سے نسخ شریعت لازم نہیں آسکتا کیونکہ نفس تعین کے اعتبار سے تو اس میں کوئی فرق نہیں ہے اگر فرق ہے تو یہی کہ یہ الہام معصوم ہے اور خود اہل سنت کے نزدیک الہام معصوم مفید قطع ویقین ہوتا ہے۔

علمائے اہل سنت اس کے بھی قائل ہیں کہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہے وہ لیلۃ القدر کو ہر سال تحقیقی طور پر ظاہر کرسکے گا۔ چنانچہ امام نووی شرح مسلم باب فضل لیلۃ القدر کے تحت لکھتے ہیں۔

واعلم ان لیلۃ القدر موجودۃ کما سبق بیانہ فی اول الباب فانھا تری ویتحققھا من شاء اللہ من بنی آدم کل سنۃ فی رمضان کما تظاھرت علیہ ھذہ لاحادیث السابقۃ فی الباب واخبار الصالحین بھا وروئیتھم لھا اکثر من ان تحصر

ترجمہ: یہ معلوم رکھو کہ لیلۃ القدر موجود ہے جس طرح اس کا بیان پہلے ابتدائے باب میں گزرا ہے خدائے تعالیٰ جس کو چاہے اس کو ہر سال رمضان میں اس کی تحقیق ہوگی اور وہ اس کو نظر آئے گی جیسا کہ یہ احادیث اس پر کھلی دلالت کررہی ہیں اور اسی باب میں صالحین کے خبر دینے اور اس کو دیکھنے کی اتنی روایتیں آئی ہیں جن کا حساب نہیں کیا جاسکتا۔

لیلۃ القدر میں نماز پڑھنا نہ کسی مسلمان کے نزدیک قابل اعتراض ہوسکتا ہے اور نہ کوئی مسلمان اس کو نسخ شریعت کہہ سکتا ہے کیونکہ یہ منشاء قرآنی کی عین تعمیل اور سنت نبوی ﷺ کی عین اتباع ہے۔

دو رکعت کا تعین بھی احکام دین اسلام کے لحاظ سے کوئی ممنوع امر نہیں ہے کیونکہ یہ اصولی ضابطہ ہے کہ **الامر یقع علی اقل جنسہ** یعنی امر مطلق کا اطلاق کم از کم جنس پر ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ مقدار جس پر نماز کا اطلاق ہوسکے وہ دو رکعت ہی ہے اس سے کم مقدار پر نماز کا اطلاق نہیں ہوسکتا۔

اس کوفرض ماننا بھی کئی عقلی ونقلی وجوہ سے اہل سنت کے اصول پر نسخ شریعت محمدیہ کا مستلزم نہیں ہوسکتا مثلاً اللہ تعالیٰ کی طرف سے لیلۃ القدر کے تعین کا یقینی وقطعی علم عطا ہونا اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل وامتنان ہے اور آیت فاشکروالی ولا تکفرون (میرا شکرادا کرواور کفران نعمت نہ کرو) کے حکم کے مطابق اس نعمت خداوندی کا شکر فرض ہے۔

ادائے شکر کی مختلف صورتوں میں سے دو رکعت نماز کی ادائی لازمی قرار دینا احکام دین اسلام کے مغائر نہیں بلکہ احکام اسلامی کے لحاظ سے سنت انبیاء علیہم السلام کی عین مطابقت ہے جیسا کہ بعض احادیث سے ثابت ہے کہ نماز پنج وقتہ میں سے ہر ایک نماز کو بعض انبیاء نے فضل ونعمت ایزدی کے شکریہ ہی میں ادا فرمایا ہے۔ چنانچہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے ''غنیۃ الطالبین'' میں لکھا ہے۔

روی فی بعض الاخبار ان رجلا من الانصار سال النبی ﷺ عن صلوۃ الفجر من صلاھا اولا فاخبرہ ان من صلاھا اولا آدم والظھر صلاھا ابراھیم حین نجاہ اللہ من نار نمرود والعصر صلاھا یعقوب حین اخبرہ جبرئیل بیوسف والمغرب صلاھا داؤد حین تاب اللہ علیہ وصلوۃ العشاء صلاھا یونس بن متی حین اخرجہ اللہ من بطن الحوت

ترجمہ: بعض احادیث میں ہے کہ انصار کے کسی شخص نے نبی ﷺ سے پوچھا کہ نماز فجر سب سے پہلے کس نے پڑھی ہے رسول اللہ ﷺ نے خبر دی کہ اول نماز فجر آدم علیہ السلام نے پڑھی اور ظہر کی نماز ابراہیمؑ نے پڑھی جب کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں نمرود کی آگ سے نجات دی۔ اور عصر کی نماز یعقوب علیہ السلام نے پڑھی جب کہ جبرئیل نے انہیں یوسفؑ کی بشارت دی۔ مغرب کی نماز داؤد علیہ السلام نے پڑھی جب کہ خدائے تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول کی۔ عشاء کی نماز یونس علیہ السلام نے پڑھی جب کہ خدائے تعالیٰ نے انہیں مچھلی کے پیٹ سے نکالا۔

اکابرین اہل سنت کے اقوال اس سے پہلے نقل کئے گئے ہیں ان سے ثابت ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام کی ذات خلیفۃ اللہ اور معصوم عن الخطا ہے جس کی توثیق حدیث **یقفوا ثری ولا یخطی** سے ہوتی ہے۔ حضرت کو خدائے تعالیٰ اور روح رسول اللہ ﷺ سے بلا واسطہ علم حاصل ہوتا ہے۔ حضرت کے احکام رائے وقیاس پر مبنی نہیں بلکہ عین خدا اور رسول کے احکام اور حقیقی شرع محمدی ہیں اور ارفع واعلیٰ حیثیت کے نظر کرتے جو تمام خلفاء اللہ سے مخصوص ہے حضرت نے خدائے تعالیٰ کے حکم سے اس دو رکعت نماز کی ادائی فرض قرار دی ہے تو وہ ضرور فرض ہے۔

اگر اس اعلیٰ منصب اور اس کے خصوصیات سے قطع نظر کر کے تمام اسلامی احکام کے ماخذ کے اصول پر بحث کی جائے تو ظاہر ہے کہ مجتہدین بالاتفاق معصوم عن الخطا نہیں ہیں اور خود پیروان مجتہدین ان کے اقوال میں احتمال خطا ہونے کے قائل ہیں اس کے باوجود مجتہدین اپنی رائے وقیاس سے کسی فعل کو واجب وفرض اور کسی کو مکروہ یا حرام قرار دے سکتے ہیں اور ان کے پیرو اپنے اپنے مجتہد کی تصریح کے مطابق ان افعال کو فرض وواجب یا ناجائز ومکروہ ہی سمجھتے ہیں۔ جن کی چند مثالیں اوپر پیش کی گئی

ہیں اور بہت سی مثالیں ان کے علاوہ موجود ہیں۔اس قسم کے تمام اقوال کا ماخذ چونکہ آیات واحادیث ہی ہیں اس لئے کوئی بھی ان احکام سے جدا یا آیات واحادیث سے مغائر یا شریعت اسلامیہ کا ناسخ نہیں کہہ سکتا۔

پس اس مسئلہ کی بھی ظاہری صورت یہی ہے کہ آیات قرآنی سے لیلۃ القدر کی جو فضیلت اور اس کی عبادت کا امر معنوی ثابت ہے۔احادیث میں اس رات میں عبادت کرنے کی جو تاکیدات اور فضائل وارد ہیں اور خود رسول اللہ ﷺ کا عمل جس پابندی واہتمام کے ساتھ پایا جاتا ہے ان سب کے نظر کرتے حضرت امامنا مہدی موعود علیہ السلام نے لیلۃ القدر کی عبادت کو فرض قرار دیا اور اس کے مقابل دوسرے ائمہ ومجتہدین نے اس کو مستحب سمجھا جب کہ دوسرے آئمہ ومجتہدین کے اقوال احکام اسلامی کے مغائر یا آیات واحادیث کے ناسخ نہیں کہلاتے تو حضرت امامنا علیہ السلام کا یہ حکم بھی احکام اسلامی کا نہ مغائر کہلاسکتا ہے اور نہ ان کا ناسخ۔کیونکہ یہ بھی اسی اصل ماخذ سے ماخوذ ہے۔

اب رہا یہ شبہ کہ نماز لیلۃ القدر کے فرض قرار دینے سے ایک چھٹی نماز کی زیادتی ہوتی ہے اور اس سے شریعت کا نسخ لازم آتا ہے تو ایسا شبہ بھی صحیح نہیں ہے کیونکہ جو امر اصول شرعیہ پر مبنی اور انہی سے متخرج ہو اس سے نسخ شریعت لازم نہیں آسکتا ورنہ جیسا کہ اس سے پہلے لکھا گیا ہے تمام ائمہ وعلماء مجتہدین کے اختلافی مسائل میں بھی نسخ شریعت کا حکم عائد کرنا لازم آئے گا ۔حالانکہ کوئی بھی اس کا قائل نہیں ہے اور نہ ہوسکتا ہے نیز اس کی فرضیت سے نہ کسی امر شرعی کا ازالہ ہوتا ہے اور نہ شریعت محمدی کی تبدیلی لازم آتی ہے۔

اس کے علاوہ خود علمائے اصول نے اس امر کی تصریح کردی ہے کہ چھٹی نماز کی زیادتی بھی نسخ نہیں ہے۔چنانچہ اصول فقہ کی مشہور کتاب ''توضیح تلویح'' میں لکھا ہے۔

فقد اختلفوا ان الزيادة على النص نسخ ام لا يعنى ان الزيادةان كانت عبادة مستقلة كزيادة صلوة سادسة فلا نزا ع بين الجمهور فى انها لا تكون نسخا

اس میں اختلاف ہے کہ نص پر زیادتی نسخ ہے یا نہیں اگر وہ زیادتی مستقل عبادت ہو جیسے ایک چھٹی نماز کی زیادتی تو جمہور اصولین کے پاس بلا اختلاف یہ زیادتی نسخ نہیں ہے۔

پس بقول مولف صاحب اگر دُگانہ لیلۃ القدر کو چھٹی نماز ہی فرض کرلیا جائے تو تب بھی علمائے اصول کے ضوابط کے مطابق اس سے نسخ شریعت لازم نہیں آتا پھر مولف صاحب کا اس کو اثبات نسخ کی دلیل میں پیش کرنا صریح غلط ہوا۔

ان سب مراحل کے طئے ہونے کے بعد ایک اور واضح مثال ایک مستقل نماز ہی کی دیکھو جو ظاہری طور پر لیلۃ القدر سے مشابہ ہے۔نماز وتر کی نوعیت میں ائمہ مجتہدین مختلف القول ہیں مثلاً امام شافعیؒ امام مالکؒ امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک وتر

سنت ہے۔امام اعظمؒ کے پاس واجب ہے۔شاگردان اما م اعظمؒ میں امام یوسفؒ اور امام محمدؒ اس کو سنت اور امام زفران سب کے خلاف اس کو فرض کہتے ہیں۔چنانچہ شیخ اکمل الدین محمد بابرتی نے عنایہ شرح ہدایہ میں لکھا ہے۔

قیل لیس فی الوتر روایة منصوصة فی الظاهر لکن روی یوسف بن خالد السطمی عن ابی حنیفة انها واجبة وهو الظاهر من مذهبه وروی نوح ابن ابی مریم انها سنة وبه اخذ ابویوسف ومحمد والشافعی وروی حماد بن یزید منه انها فریضة وبه اخذ زفر (باب الوتر)

ترجمہ:وتر کے متعلق ظاہرالروایۃ میں کوئی صاف منصوصی روایت نہیں ہے۔لیکن یوسف بن خالد سہمی نے ابوحنیفہ سے روایت کی ہے کہ وہ واجب ہے اور یہی امام کا ظاہر مذہب ہے۔نوح بن ابی مریم نے امام سے روایت کی ہے کہ وہ سنت ہے اور اسی کو ابو یوسفؒ اور محمدؒ اور شافعیؒ نے اختیار کیا ہے۔حماد بن یزید نے امام سے روایت کی ہے کہ وہ فرض ہے اور یہی زفر کا مذہب ہے۔

ظاہر ہے کہ ایک ایسی نماز جس کا ذکر قرآن میں نہیں جس کی ادائی امر معنوی بھی قرآن میں نہیں اور جس کی نوعیت معین کرنے سے احادیث بھی ساکت ہیں۔خود امام اعظمؒ سے بھی مختلف روایتیں آئی ہیں کوئی صاف روایت مروی نہیں ہے۔ تعداد رکعات کا بھی رسول اللہ ﷺ سے قطعی تعین ثابت نہیں ہے۔چنانچہ ’’اوتر بواحدة‘‘ کے الفاظ بھی ملتے ہیں کہ آپ نے وتر کی ایک رکعت پڑھی ہے۔اسی بناء پر امام شافعیؒ کا قول ہے کہ وتر میں ایک رکعت سے گیارہ رکعت تک پڑھی جاسکتی ہے۔ لیکن امام اعظمؒ نے اس کی تین ہی رکعتیں معین کردی ہیں اور ائمہ ثلاثہ (امام شافعیؒ امام مالکؒ اور امام حنبلؒ) کی تحقیق کے خلاف اس کو واجب کہا ہے اور امام زفر تو اس کو فرض کہتے ہیں تو کیا بقول مولف صاحب ’’ہدیہ‘‘ یہاں یہ کہا جائے گا اور یہ کہنا درست بھی ہوگا کہ ’’حضرت رسالت مآب ﷺ سے تقریباً دوسو برس بعد امام اعظمؒ نے سوائے نمازوں فرض کے ایک اور نماز ششم واجب اور امام زفرؒ نے ایک چھٹی نماز فرض قرار دیا ہے جو شرع جدید ہے اور جس سے شریعت محمدیہ کا نسخ لازم آتا ہے‘‘

اگر ایسا کہنا درست نہیں اور قطعاً درست نہیں تو پھر لیلۃ القدر میں دو رکعت کا تعین اور اس کو فرض جاننا بھی شرع جدید یا نسخ شریعت نہیں ہوسکتا جب کہ اس کو قرار دینے والے اور وتر کو واجب وفرض کہنے والوں میں بقول اکابرین اہل سنت معصوم وغیر معصوم کا فرق و امتیاز بھی ہے۔

حضرت مولانا سیدولی صاحب سکندرآبادیؒ

ماخوذاز:''سوانح مہدی موعودؑ''

لیلۃ القدر کا دُگانہ

نصرپور کاہہ میں جناب سیدنا امام علیہ السلام نے رمضان کا چاند دیکھا۔جب چھبیسویں تاریخ کا دن گزر چکا۔ستائیسویں (۲۷) رات آئی۔آپ عشاء پڑھ کر بی بی ملکانؒ کے حجرے میں تشریف لے گئے۔آدھی رات گزرنے پر یکایک آپ کو خدائے تعالیٰ کا حکم ہوا کہ آج کی رات لیلۃ القدر ہے۔اے سید محمد دورکعت نمازشکرانہ اس عطیہ کا مع یارواصحاب کے ادا کرو۔ پس اسی وقت آپ حجرے سے باہر تشریف لائے اور چند اصحاب کو فراہم کر کے اس عطیہ کی خوشنودی ظاہر فرمائی۔دائرہ معلیٰ میں تمام کو اس حکم کی منادی کرائی گئی۔غرض جناب سیدنا امام علیہ السلام ے دورکعت شکریہ کی جماعت کے ساتھ ادا فرمائیں۔ سلام کے بعد دعا مانگی۔

(۱) اَللّٰھُمَّ اَحۡیِیۡنَا مِسۡکِیۡناً وَّ اَمِتۡنَا مِسۡکِیۡناً وَّ احۡشُرۡنَا یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ فِیۡ زُمۡرَۃَ الۡمَسَاکِیۡنَ اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الۡحَقَّ حَقّاً وَّرۡزُقۡنَا اِتِّبَاعَہٗ وَ اَرِنَا الۡبَاطِلَ بَا طِلاً وَّ ارۡزُقۡنَا اِجۡتِنَا بَہٗ اَللّٰھُمَّ صَغِّرِ الدُّنۡیَا بِاَعۡیُنِنَا وَ عَظِّمۡ جَلَالَکَ فِیۡ قُلُوۡبِنَا وَفِّقۡنَا لِمَرۡضَاتِکَ وَ ثَبِّتۡنَا عَلٰی دِیۡنِکَ وَطَاعَتِکَ وَ مُحَبَّتِکَ وَشَوۡقِکَ وَعِشۡقِکَ بِفَضۡلِکَ وَکَرَمِکَ یَا اَکۡرَمَ الۡاَکۡرَمِیۡنَ وَ بِرَحۡمَتِکَ یَا اَرۡحَمَ الرَّحِمِیۡنَ.

اس کے بعد فرہ میں حضرت پر دو شب قدر آئیں۔دونوں دفعہ میں لوگوں کا زیادہ ہجوم ہوا۔تعین وتشخص اس رات کی سوائے جناب رسالت مآب ﷺ کے تمام مرحومہ پر مخفی تھا بواسطہ جناب خاتم الولایت محمد یہ مقیدہ ﷺ کے یقینی علم ہم کو حاصل ہوا۔

☆☆☆☆☆

سلطان الواعظین حضرت ابواشرف سید عیسیٰ حاجی میاںؒ صاحب

سجادہ دائرہ چنچل گوڑہ

لیلۃ القدر

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ o وَمَآ اَدْرٰىکَ مَالَیْلَةُ الْقَدْرِ o لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ o تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِکَةُ وَالرُّوْحُ فِیْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ج مِنْ کُلِّ اَمْرٍ o سَلٰمٌ هِیَ حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ o

ترجمہ: ہم نے قرآن کو شب قدر میں اتارا ہے۔ اے محمدؐ تم جانتے ہو کہ شب قدر کیا ہے شب قدر خیر و برکت میں ہزار مہینے سے بہتر ہے۔ اس میں پروردگار کے حکم سے فرشتے اور جبرئیل اترتے ہیں۔ وہ سلامتی کی رات ہے طلوع فجر تک اس کی برکت رہتی ہے۔

اس سورہ مبارک کی شان نزول یہ ہے کہ ایک مرتبہ بعض صحابہ رسول اللہ ﷺ آپس میں چند عابدین بنی اسرائیل کا تذکرہ کررہے تھے مثلاً یوشع بن نون، خرقیل شمعون وغیرہ۔ وہ یہ کہ ان کی عمریں بہت زیادہ تھیں اور زہد و تقویٰ بلحاظ عمر بڑھا ہوا تھا۔ چنانچہ ان میں سے بعض نے ہزار ماہ روزہ رکھا اور بعض نے نماز پابندی سے پڑھی اور بعض کفار سے جہاد فی سبیل اللہ کرتے رہے پس بلحاظ اعمال بہر عنوان ہم امت محمدیہ اُن سے عمل میں بڑھ نہیں سکتے اور بروز قیامت جب حساب کتاب پیش ہوگا اعمال دیکھے جائیں گے ہم کو ان کے مقابلے میں ندامت وشرمساری ہوگی۔ ہم افضل الرسل خاتم الانبیاء کی امت کہلائیں اور بروز حشر ندامت وشرمساری اٹھائیں۔ اس گفتگو کے ختم ہونے کے بعد صحابہ رسول اللہ ﷺ کے قلب پر ایک اثر پیدا ہوا جس کی وجہ سے پراگندہ خاطر اور ملول تھے اتنے میں سرور کائنات ﷺ حجرہ مبارک سے تشریف فرما ہوئے چونکہ اس واقعہ سے صحابہؓ کے قلوب متاثر ہو چکے تھے۔ آنحضرت ﷺ کے روبرو پیش ہوگئے اور عرض کیا کہ اے سرور کائنات ﷺ ہماری عمر تھوڑی اور عمل بہ نسبت بنی اسرائیل کے بہت کم ہے پھر ہم کس طرح بروز قیامت عمل میں بنی اسرائیل کے برابر ہوں گے۔ آنحضرت ﷺ کے قلب مطہر پر بھی اس کا اثر ہوا اور خیال ہوا حقیقت میں میری امت کی عمر بہ نسبت بنی اسرائیل کے بہت کم ہے اور اسی لحاظ سے عمل بھی بہت گھٹا رہے گا۔ کسی قدر آنحضرت ﷺ کو فکر ہوئی تھی کہ ساتھ ہی جبرئیلؑ کو حکم ہوا کہ ہمارا حبیب فکر مند ہے اس کی امت کے مدارج و مراتب وفضائل واعمال زیادہ کرنے کے لئے یہ حکم پہنچادو۔ وہ یہ کہ انا انزلنٰہ فی لیلۃ القدر الخ اس سورہ سے ثابت ہوا کہ قرآن مجید کا نزول لیلۃ القدر ہی میں ہوا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ

فرماتا ہے **انا انزلنہُ فی لیلة القدر** (اتارا ہم نے اُس کو لیلۃ القدر میں) اس ایک مختصر جملہ میں تین باتیں نکل آتی ہیں۔ اول یہ کہ اس کتاب مقدس کو اتارنے والے کی ذات کا پتہ چلتا ہے وہ کون خدائے قدوس ہے۔ دوسرا یہ کہ وہ چیز جو اتاری گئی یعنی فرقان حمید قرآن مجید ہے۔ تیسرا یہ کہ نزول کے لئے تخصیص لیلۃ القدر یعنی اس عظمت والی رات میں ہم نے قرآن کو نازل کیا اور یہ اس طرح کہ کامل قرآن مجید کا نزول قلب مطہر پر آنحضرت ﷺ کے لیلۃ القدر میں ہوا۔ اس کے بعد بواسطۂ جبرئیلؑ وحی اول یعنی سب سے پہلی وحی بھی لیلۃ القدر ہی میں آئی من بعد نجماً نجماً حسب ضرورت احکام الٰہی کا نزول ہوتا رہا۔ جس ذات اقدس پر یہ قرآن مجید نازل ہوا اس سورہ قدر میں اس کی صراحت نہیں ہے بلکہ مقدر ہے کہ نزول احکام الٰہی کا ختمی مرتبت سرور کائنات ﷺ پر ہوتا رہا کیونکہ دوسری آیت میں اس کی صراحت ہو چکی ہے۔ چنانچہ ارشاد فرماتا ہے۔ **وانزل علیٰ عبده الکتاب** جملہ مفسرین کو اتفاق ہے کہ عبد سے مراد سرور کائنات ﷺ کی ذاتِ اقدس ہے۔ ارشاد باری ہوتا ہے کہ **لیلة القدر خیر من الف شهر** یعنی اس رات کی عبادت ہزار ماہ کی عبادت سے بہتر ہے وہ اس طرح کہ اس میں لفظ خیر آیا ہے تو معلوم ہوا کہ بندہ اس کی بہتری کو نہیں جانتا کہ اس میں کتنی بہتری ہے بلکہ اس کا بہتر جاننے والا خدا ہی ہے کہ اس میں کتنی بہتری ہے اور کتنا درجہ و مرتبہ و ثواب عطا فرمائے گا۔ پھر ارشاد باری ہوتا ہے کہ ملائکہ اور جبرئیلؑ اترتے ہیں اپنے پروردگار کے حکم سے تاکہ معائنہ کریں عمل امت کا اس کی وجہیں ہیں منجملہ ان کے ایک خاص وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جب حضرت آدمؑ کو پیدا کرنا چاہا تو اس وقت ملائکہ سے کہا کہ میں اپنا ایک خلیفہ زمین پر بنانا چاہتا ہوں تو ملائکہ نے عرض کیا کہ اے پروردگار ہم تیری تسبیح و تقدیس کرتے ہیں۔ تیرے حکم کی تعمیل کرتے ہیں پھر تو ایسی مخلوق کو کیوں پیدا کرتا ہے جو زمین پر فساد و خونریزی کرے۔ ارشاد ہوا تم نہیں جانتے میں جانتا ہوں چنانچہ وہ ارشاد باری یہ ہے۔

اذ قال ربک للملائکة انی جاعل فی الارض خلیفه قالوا اتجعل فیها من یفسد فیها ویسفک الدماء ونحن نسبح بحمدکَ نقدس لک قال انی اعلم ما لا تعلمون اس رات ملائکہ کے نازل ہونے میں ایک مصلحت یہ ہو سکتی ہے کہ ملائکہ اپنے کہے ہوئے پر نادم ہوں کہ ہم اعتراض تو کئے تھے کہ اے باری تعالیٰ ایسی مخلوق کو مت پیدا کر کہ وہ جا کر زمین پر فساد و خونریزی پیدا کرے گی۔ بخلاف اس کے ملائکہ کو امت محمدیہ صلعم عمل صالح کرتی نظر آتی ہے۔

اس لئے بھی ملائکہ کا نزول ہوتا ہے کہ چند چیزیں ملائکہ کو آسمانوں پر دیکھنا نصیب نہیں ہوتیں چنانچہ "نوم" ملائکہ نوم سے محفوظ ہیں۔ باری تعالیٰ کو یہ بتلانا مقصود تھا کہ امت محمد صلعم باوجود ایک ایسی نعمت کے جوان کو عطا کی گئی ہے اور بڑی آرام دہ ہے اپنی خواہشات نفسانی کو ترک کر کے اپنے نفس پر جبر کر کے میرے حکم کی تعمیل میں کس قدر مصروف عبادت ہیں۔ دوسرے استغفار یعنی توبہ کہ مومنین باوجود اطاعت و فرمانبرداری کے اپنے قصور عمل پر نادم ہوتے ہیں اور توبہ کرتے ہیں جو عین

تقاضائے عبدیت ہے۔

غرض ان وجوہات بالا سے باری تعالیٰ کا منشاء یہ تھا کہ ملائکہ کو بتلایا جائے کہ تم نے جو اعتراض نزول آدمؑ کے متعلق کیا تھا وہ صحیح نہ تھا۔ جس کو اللہ بہتر جانتا ہے کیونکہ وہ علیم وحکیم ہے۔ اس کا علم اور اس کا فعل حکمت سے خالی نہیں۔ اب اس امر میں اختلاف ہے کہ لیلۃ القدر کونسی شب ہے علماء اسلام میں یہ شب مختلف فیہ ہے کسی نے کہا کہ یہ شب سال بھر چکر لگاتی ہے کبھی کسی مہینے میں اس کا ظہور ہوتا ہے اور کبھی کسی مہینے میں رمضان سے خاص نہیں۔ کسی نے کہا کہ نہیں رمضان ہی میں ہے۔ لیکن تاریخ کا تعین نہیں رمضان میں کسی ایک رات میں آجاتی ہے بعض علماء کہتے ہیں کہ نہیں آخر رمضان یعنی عشرہ آخر میں اس کا ظہور ہوتا ہے۔ اس میں بھی تعین تاریخ کا یقین نہیں چنانچہ بعض نے ۲۱ بعض نے ۲۳ بعض نے ۲۵ بعض نے ۲۷ اور بعض نے ۲۹ کہا ہے۔ غرض یہ کہ اس رات کا تعین یقینی نہیں البتہ حنفیہ کے نزدیک ستائیسویں شب ہے یہی اختلاف چلا آرہا ہے اور آئندہ بھی بلحاظ اپنے معتقدات کے رہے گا۔ لیکن باری تعالیٰ کا بے حد حساب شکر واحسان ہے کہ اس نے اپنے فضل وکرم سے اس کا اظہار یعنی لیلۃ القدر ستائیسویں شب ہونے کو حضرت امامنا سیدنا خاتم الاولیاء سید محمد مہدی موعود علیہ السلام کی ذات پر منحصر فرمادیا۔ جس سے ہر مہدوی کے لئے اس شب کا تعین قطعی ویقینی ہوگیا ہے۔ اور اس تذبذب سے جو چلا آرہا ہے بے فکری ہوئی اور نجات ملی۔ چنانچہ حضرت مہدی موعودؑ کو حکم باری تعالیٰ ہوا کہ اے سید محمد اس رات جو علم یقینی دیا گیا ہے اس کے شکرانہ میں دو رکعت نماز ادا کر وحسب فرمان باری تعالیٰ حضرت مہدی موعودؑ نے مع الرجال والنساء بمقام نصر پور کاہہ دو رکعت نماز ادا فرمائی۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود سے بھی مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ تعین لیلۃ القدر خود آیت ہی میں موجود ہے جس کی تائید آیت ہی کے الفاظ وارشادات سے بھی ہوتی ہے لیکن اس پر غور نہیں کیا گیا۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ لیلۃ القدر کے ۹ حروف ہیں اور قرآن مجید میں لیلۃ القدر تین جگہ آیا ہے اس کو تین مرتبہ جمع کر لیجئے یا ضرب دیجئے تو ۲۷ نکل آئیں گے دوسری توجیہ یہ کرتے ہیں کہ لفظ (ہی) ستائیسویں لفظ ہے جو دلالت کرتا ہے اس امر پر کہ ۲۷ ہی لیلۃ القدر ہے اس روایت سے بھی ستائیسویں ہی کی تائید ہوتی ہے۔

حضرت امامنا مہدی موعود نے ادائے نماز کے بعد اپنی ذات کے لئے دعا فرمائی جو سنت انبیاء ہے۔ حضرت کے صحابی بندگی میاں سید سلام اللہؓ نے عرض کیا کہ میرا نجی حضرت کی گروہ اس دعا سے چھوٹ گئی تو پھر دوسرے سال بمقام فرہ بوقت دعا اپنی گروہ کو بھی شریک فرمایا دعا یہ تھی **اللھم احیینا مسکینا وامتنا مسکینا واحشر نا یوم القیامۃ فی زمرۃ المساکین** یہ دعا بارگاہ ایزدی میں مقبول ہو چکی اسی لئے مہدویہ حب دنیا سے محفوظ ہیں اور نہ کوئی مہدوی جو عاشق خدا ہے وہ

دولت کا طالب ہے۔ ہر مہدوی اپنی موت کو پیش نظر رکھ کر اپنی زندگی کے کسی نہ کسی حصے میں ترک دنیا کر کے (امتــــــا مسکینا) کا مستحق بنتا ہے جو طریقہ صالحین ہے۔

لیلۃ القدر بڑی خیر و برکت والی اور بڑی عظمت و فضیلت والی رات ہے اس رات کے فضائل بے شمار ہیں۔ اس رات میں اول شام سے طلوع فجر تک تجلیات الٰہی کا ظہور ہوتا رہتا ہے۔ خوش نصیب و ذی مرتبت ہیں وہ بندے جو تمام رات ذکر اللہ و نماز میں ختم کر دیتے ہیں۔ باعظمت و صاحب فضیلت ہیں وہ بندے جو اپنے وقت عزیز کو ضائع نہیں کرتے بلکہ رات کے تمام حصے کو عبادت الٰہی میں صرف کر دیتے ہیں۔ یہ وہ رات ہے جس میں فرشتے اور حضرت جبرئیل کا نزول زمین پر ہوتا ہے جو نہایت قابل قدر ہے۔ اس وجہ سے کہ دنیا میں حضرت جبرئیل کا نزول انبیاء کی خدمت میں احکام باری پہنچانے کے لئے ہوتا تھا جب وہ زمانہ ختم ہو چکا تو پھر کوئی وجہ ان کے تشریف لانے کی باقی نہیں رہی چونکہ اللہ تعالیٰ کو امت محمدیہ کے مدراج و فضائل زیادہ کرنا مقصود تھا اس لئے روح القدس کو حکم دیا گیا کہ سالانہ اس قدر والی رات میں اتریں اور امت محمد جو مشغول عبادت الٰہی ہے اس پر رحمت بھیجیں یہ وہ عظمت والی رات ہے جس میں جملہ ملائکہ کی پیدائش ہوئی ہے۔ یہ وہ رات ہے جس میں بہشتیں آراستہ ہوئیں۔ یہ وہ رات ہے جس میں حضرت آدمؑ کا مادہ تیار ہوا۔ یہ وہ رات ہے جس کی عبادت ہزار ماہ کی مقبولہ عبادت سے بہتر ہے۔ یہ وہ رات ہے جس میں مرد مومن ایک مرتبہ سورہ انا انزلنا پڑھ کر پورے ختم قرآن کے ثواب کا مستحق ہوتا ہے۔ یہ وہ رات ہے جو مرد مومن ایک نیکی کر کے سات سو نیکیوں کا مستحق ہوتا ہے۔ یہ وہ رات ہے جس کے فضائل کثیرہ کو سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے نبی اوالوالعزم نے آرزو کی کہ اے پروردگار مجھے اس رات کی فضیلت عطا فرما۔ حکم ہوا کہ تم اس فضیلت میں شریک نہیں ہو سکتے یہ امت محمدیہ کے لئے خاص ہے۔ عرض کیا یا باری تعالیٰ اگر ایسی صورت ہے تو مجھے دوبارہ امت محمدیہ میں مبعوث فرما تا کہ لیلۃ القدر کی فضیلت مجھے حاصل ہو۔ قابل غور امر ہے کہ ایک نبی اولوالعزم اس فضیلت کے حاصل کرنے کی اس قدر کوشش کریں اور امت آنحضرت ﷺ اس فضیلت سے غافل و بے فکر رہے۔

یہ وہ رات ہے اور سب سے زیادہ قابل فضیلت ہے جس میں باری تعالیٰ کا آخری پیغام یعنی قرآن مجید رسالت مآب ﷺ پر نازل کیا گیا جس کی فضیلت کی کوئی حد نہیں قرآن مجید کا نزول اسی لئے ہوا کہ حسب فرمان ایزدی اس پر عمل کریں اور عمل میں اتنی سہولت پیدا کر دی گئی کہ جس کا ٹھکانا نہیں۔ چنانچہ اس رات میں اگر کوئی مرد مومن ۱۲ گھنٹہ کامل عبادت کرتا ہے تو ۸۳ برس چار ماہ کی عبادت کرنے کے موافق اجر و ثواب پاتا ہے اب بتلایئے کہ اس سے بڑھ کر کیا سہولت ہو سکتی ہے۔ یہ خاص پروردگار عالم کا فضل ہے جو امت محمد صلعم کے ساتھ کیا گیا ہے جب خدائے تعالیٰ کی اتنی زبردست مہربانی امت کے ساتھ ہوئی ہے تو امت کا فرض ہے کہ تمام رات طاعت الٰہی میں ہمہ تن مصروف رہے اور اس برکت والی رات کی قدر کرے

اوراس عبادت کواپنی نجات کا ذریعہ تصور کرے اورعمل خیر میں منہمک ہوجائے جو باعث خوشنودی اللہ وخاتمینؑ ہے بلحاظ اعمال عمل تو بہت ہیں مگر بلحاظ فرمان خاتمینؑ ذکراللہ بہترین عمل ہے یوں تو حسب فرمان ایزدی فاذکر واللہ قیاما وقعودا وعلی جنوبکم یعنی اللہ کواٹھتے بیٹھتے اور پہلوؤں پر لیٹے ہوئے یادکرو مگر خصوصاً قدروالی رات میں اپنے قلوب کو ذکراللہ سے منور کرو حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ای باللیل والنھار فی البر والبحر والسفر والحضر والمرض والصحت والسر والعلا نیۃ یعنی رات میں دن میں خشکی میں سمندر میں سفر میں حضر میں بیماری میں تندرستی میں پوشیدہ علانیہ ہرحال میں ذکراللہ کریں۔ یادرہے کہ اللہ کی یاد سے بندے کے قلب میں خوف پیدا ہوتا ہے جس کے قلب میں خدا کا خوف ہو وہ نجات پاتا ہے اس قدروالی رات میں اگر کوئی بندہ مومن ذکراللہ میں مصروف ہوگیا تو حسب فرمان ایزدی ایک نیکی سے سات سونیکیاں حاصل کرے گا تو اس حساب سے حساب کیجئے کہ ایک دم اللہ کی یاد میں صرف کیا تو سات سودم اللہ کی یاد میں صرف کرنے کے بعد جتنے ثواب کا مستحق ہوتا تھا صرف ایک دم اتنا اجروثواب پائے گا اب اس پر قیاس کرلیجئے کہ تمام رات میں اس کے کتنے دم صرف ہوں گے اسی حساب سے وہ اجر کا مستحق ہوگا اگر کوئی مردمومن اتنا نہ کرسکتا ہوتو حسب فرمان نبویؐ سورہ انا انزلنا کی تلاوت کرے ایک مرتبہ اگر کوئی سورہ انا انزلنا پڑھے گا تو ایک قرآن مجید ختم کرنے کا ثواب کا مستحق ہوگا ۔اسی طرح جتنے مرتبہ سورہ قدرختم کرے گا اتنے قرآن ختم کرنے کا ثواب پائے گا۔ جب بندہ مومن کا یہ عمل رہے گا تو ملائکہ بھی اس عمل صالح کو دیکھ کر حیران ہوجائیں گے کہ کیا نیکوکار بندہ ہے اپنے خواہشات نفسانی کو ترک کرکے اپنی ذات پر سختی وتکلیف برداشت کرکے نیند کو حرام کرکے اللہ کی یاد میں ہمہ تن مصروف ہے تو ایسی حالت میں ملائکہ کو حکم ہوتا ہے کہ اسی بندے پر رحمت نازل کرو اور دعا مغفرت کرو اور اس سال سے سال آئندہ تک اسی طرح رحمت کی بارش ہوتی رہتی ہے۔ اے رب العالمین اس گناہ گار کی التجا کو قبول فرما جملہ مومنین ومومنات ومصدقین ومصدقات کو تو اپنے حبیب خاتمین ﷺ کے طفیل جن کو رحمت للعالمین بنا کر دنیا میں ہدایت کے لئے روانہ فرمایا ہے اسی طرح ان کی جملہ امت وگروہ کو نیکوکاروں میں محشور فرما اور ان کے قلوب کو ہدایت وایمان سے منور فرما اور ان کے اعمال صالح کو قبول فرما اور اس کی توفیق عطا فرما کہ وہ نیک بندے ہمیشہ تیرے حکم کی تعمیل میں پابندوکاربند ہوجائیں اللھم وفقنا لمرضاتک وثبتنا علی دینک وطاعتک وعشقک وشوقک بفضلِک وکرمک یا اکرم الاکرمین وبرحمتک یا ارحم الراحمین ۰

۞۞۞۞۞

افضل العلماء حضرت مولانا الحاج سید نجم الدین صاحب قبلہؒ

دُگانۂ شب قدر

دُگانۂ شبِ قدر یعنی شبِ قدر میں دو رکعت نماز با جماعت پڑھنا فرض ہے۔ اس کی فرضیت، شب قدر کی فضیلت پر مبنی ہے۔ شب قدر کے بارے میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ

" لَیۡلَۃُ الۡقَدۡرِ خَیۡرٌ " مِّنۡ اَلۡفِ شَهۡرٍ " شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔

اس کا شانِ نزول یہ ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کے ایک عابد "شمعون" نے ایک ہزار مہینے اللہ کی راہ میں جہاد کیا تھا اور پھر ان کا ایک طویل قصہ بیان فرمایا امام رازی نے مجاہد سے روایت کی ہے کہ

کان فی بنی اسرائیل رجل یقوم اللیل حق یصبح ثم یجاھد حتی یمسی ففعل ذٰلک الف شهر فتعجب رسول الله ﷺ والمسلمون من ذٰلک فانزل الله هٰذه الأیة ای لیلة القدر لامتک خیر من الف شهر لذٰ لک الاسرائیلی الذّی حمل السلاح الف شهر

ترجمہ:۔ "بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جو ایک ہزار مہینے تک رات بھر عبادت کرتا اور دن بھر جہاد کرتا رہا۔ رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کو تعجب ہوا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ ایک لیلۃ القدر آپ کی اُمّت کے لئے اس اسرائیلی کی ہزار مہینوں کی عبادت اور جہاد سے بہتر ہے"

ایک روایت یہ بھی ہے کہ حضرتؐ نے ایوب، زکریا، خرقیل اور یوشع علیہم السلام کے بارے میں فرمایا کہ انہوں نے کبھی اللہ کی نافرمانی نہیں کی اور اسّی، اسّی برس تک اللہ کی عبادت کرتے رہے۔ صحابہؓ کو رنج و ملال ہوا کہ ہماری عمریں ۶۰ اور ۷۰ سال کے درمیان ہیں۔ تہائی عمر سونے میں باقی عمر تلاشِ معاش، دوسری ضروریات، بیماری و سُستی میں ضائع ہو جاتی ہے۔ عبادت کیلئے کتنی عمر باقی رہی۔ حضرتؐ کے خاطر اقدس پر بھی یہ بات گراں گزری اور خیال آیا کہ سابقہ امتیں جن کی عمریں زیادہ تھیں کثرت عبادت کی وجہ سے ثواب میں بڑھ جائیں گی اور میری اُمت قلّتِ ثواب سے شرمندہ ہوگی۔ حکم ہوا " لا تَحۡزَن یا محمدؐ ولا تَغۡتَم آپ رنجیدہ نہ ہوں اگرچہ آپ کی امت کی عمریں کوتاہ ہیں لیکن ان کو ایک رات ایسی دی جاتی ہے کہ اس ایک رات کی عبادت ہزار مہینوں کی عبادت سے بہتر ہے چنانچہ سورۂ قدر نازل ہوا۔

اِنَّآ اَنۡزَلۡنٰهُ فِیۡ لَیۡلَةِ الۡقَدۡرِ o وَ مَآ اَدۡرٰکَ مَا لَیۡلَةُ الۡقَدۡرِ o لَیۡلَةُ الۡقَدۡرِ خَیۡرٌ " مِّنۡ اَلۡفِ شَهۡرٍ o تَنَزَّلُ

الْمَلٰٓئِکَۃُ وَالرُّوْحُ فِیْھَا بِاِذْنِ رَبِّھِمْ ج مِنْ کُلِّ اَمْرٍo سَلٰمٌ " قف ھِیَ حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِo (سورہ قدر پارہ ۳۰)

یعنی "ہم نے قرآن کو شب قدر میں نازل کیا۔ محمد! آپ نہیں جانتے کہ شب قدر کیا ہے؟ شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ فرشتے اور روح اس شب میں اپنے رب کے حکم سے اُترتے ہیں۔ ہر کام میں سلامتی ہے۔ وہ رات صبح تک ہے"

قرآن مجید دفعۃً وکاملاً لوح محفوظ سے سماء دنیا پر شب قدر میں نازل کیا گیا۔ اور غار حرا میں پہلی مرتبہ رسول اللہ ﷺ پر سورۂ اقرا کی پانچ آیتیں نازل ہوئیں تو محققین کے پاس ۲۷/ رمضان ہی تھی۔ اور پھر حسب ضرورت تھوڑا تھوڑا بذریعہ جبرئیل ۲۳ سال تک رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوتا رہا۔ اس شب قدر کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے ارشاد فرمایا گیا ہے کہ اس کی غایت فضیلت کو آپ نے کیا سمجھا؟ پھر اس استفہام کا خود ہی جواب ارشاد فرمایا کہ شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ یعنی اس ایک رات کی عبادت ہزار مہینوں کی عبادت سے بہتر ہے۔ ایک ہزار مہینے کے ۸۳ سال، چار مہینے ہوتے ہیں یا بالفاظ دیگر اس ایک رات کی عبادت ۳۰ ہزار دن اور ۳۰ ہزار راتوں کی عبادت سے بہتر ہے، اور کتنی بہتر ہے اللہ ہی بہتر جانتا ہے روح سے مراد جبرئیل علیہ السلام ہیں۔ اللہ فرماتا ہے کہ اس شب میں جبرئیل اور بیشمار فرشتے خدائے تعالیٰ کے حکم سے زمین والوں کو مستفیض کرنے کیلئے ہر قسم کے امور خیر لے کر اترتے ہیں غروب آفتاب سے صبح صادق تک یہی سلسلہ جاری رہتا ہے۔ یعنے پوری کی پوری رات باعظمت واحترام ہے اور اس رات میں سلامتی ہی سلامتی ہے۔ آیت کریمہ اِنَّآ اَنْزَلْنٰـہُ فِیْ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ. میں کوئی شک نہیں کہ انزلنٰہ کی ضمیر قرآن شریف ہی کی طرف راجع ہے۔ اور قطعاً و یقیناً یہی معنی ہیں کہ "ہم نے قرآن شریف کو شب قدر میں نازل کیا ہے۔"

خدائے تعالیٰ نے ایک دوسری جگہ فرمایا ہے

وَالْکِتٰبِ الْمُبِیْنِ اِنَّآاَنْزَلْنٰہُ فِیْ لَیْلَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ اِنَّا کُنَّا مُنْذِرِیْنَ فِیْھَا یُفْرَقُ کُلُّ اَمْرٍ حَکِیْمٍ (سورہ دخان)

یعنی کتاب مبین کی قسم ہے ہم نے اس کو ایک مبارک رات میں نازل کیا ہے۔ ہم کہہ سنانے والے ہیں۔ اسی رات میں ہر حکمت والا کام جدا کر دیا جاتا ہے"۔

یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اس آیت میں "کتاب مبین " سے قرآن مجید اور "لیلۃ مبارکہ" سے " لیلۃ القدر" مراد نہیں ہے۔ بلکہ کتاب مبین سے لوح محفوظ اور لیلۃ مبارکہ سے شب برات مراد ہے جس کے متعلق احادیث میں تفصیل بیان کی گئی ہے کہ ایک سال تک وقوع پذیر ہونے والے واقعات وحادثات، شب برات میں لوح محفوظ سے سماء دنیا پر نازل ہوتے ہیں اور وہاں سے دفتر مرتب ہوکر فرشتوں (متصدیوں) کے حوالے کئے جاتے ہیں کہ ایک سال تک اس کے موافق عمل کریں۔

لیکن بعض مفسرین نے سورۂ دخان والی آیت میں ”کتاب مبین“ سے قرآن مجید اور ” لیـلـة مبار که“ سے لیلۃ القدر (شب قدر) مراد لی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ لیـلـة مبار که سے شب برات ہی مراد ہے اور اسی رات میں احکام قضا وقدر لوحِ محفوظ سے سماءِ دنیا پر نازل ہوتے ہیں۔ البتہ شب قدر میں ملائکہ کے تفویض کئے جاتے ہیں۔ لیکن مفسرین محققین کے پاس یہ دونوں قول صحیح نہیں ہیں یعنی سورۂ دخان والی آیت میں ”کتـاب مبین“ سے قرآن مجید نہیں بلکہ لوحِ محفوظ اور لیـلـة مبار که سے شب قدر نہیں شب برات مراد ہے۔ یعنی شب برات میں احکام قضا وقدر شعبہ ہائے تکونیات میں کام کرنے والوں کے حوالہ کئے جاتے ہیں۔ شب قدر میں نہیں“۔ یہ قول اصح الاقوال ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن مجید میں ”کتاب مبین“ یا صرف ”کتاب“ کا لفظ دونوں معنی میں مستعمل ہوا ہے۔ کہیں اس سے قرآن مجید اور کہیں لوحِ محفوظ مراد ہے۔ مثلاً فرماتا ہے۔

ذٰلِکَ الْکِتَابُ لاَرَیْبَ فِیْه (اِ ۔ع ا) ”اس کتاب میں کوئی شک نہیں ہے“۔

یعنی قرآن مجید کے کلام الٰہی ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہوسکتا یا فرماتا ہے۔

قَدْ جَاءَ کُمْ مِنَ اللّٰهِ نُور“ وَّ کِتَاب“ مُبِیْن“ (٦ ع۔)

یعنی ”تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور اور ایک کتاب مبین آئی ہے“ اس آیت میں نور سے ذات پاک سرور کائنات ﷺ اور کتاب مبین سے قرآن شریف مراد ہے۔

اسی طرح لوح محفوظ کو بھی ”کتاب“ اور ”کتاب مبین“ کے الفاظ سے یاد فرمایا گیا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے۔

کُلِّ شَیْءٍ اَحْصَیْنَاهُ کِتَاباً (۳۰ ۔ع ا) یعنی ”ہم نے ہر چیز کو کتاب میں گن کر رکھا ہے“

یہاں کتاب سے مراد لوحِ محفوظ ہے۔ یا فرماتا ہے۔

وَمَا تَسْقُطُ مِن وَرَقَةٍ اِلَّا یعلمها وَلاَ حَبَّةٍ فِیْ ظُلُمَاتِ الْاَرْضِ وَلاَ رَطْبٍ وَلاَ یَابِسٍ اِلَّا فِی کِتَابٍ مُبِیْن (۷ ۔ع ۱۳)

یعنی ایک پتہ بھی اگر جھڑتا ہے اور ایک دانہ بھی زمین کے اندھیروں میں گرتا ہے تو اللہ اس کو جانتا ہے اور ہر رطب و یابس کتاب مبین میں ہے“

ایضاً وَمَا یَعْزُبُ عَنْ رَبِّکَ مِنْ مِثْقَالِ ذَرَّةٍ فِی الْاَرْضِ وَلاَ فِیْ السَّمَاءِ وَلاَ اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِکَ وَلاَ اَکْبَرَ اِلَّا فِی کِتَابٍ مُبِیْن (۱۱ ۔ع ۱۲)

یعنی ”ایک ذرہ برابر بھی زمین و آسمان میں تیرے پروردگار کے علم سے پوشیدہ نہیں ہے اور ہر چھوٹی اور بڑی چیز کتاب مبین میں ہے“

ان آیتوں میں کتاب اور کتاب مبین سے لوح محفوظ مراد ہے قرآن مجید نہیں۔ جب کتاب مبین کا لفظ، قرآن اور لوح محفوظ دونوں کے لئے استعمال ہوا ہے تو یہ ضروری نہیں ہے کہ سورۂ دخان میں وَالْکِتَابِ الْمُبِیْنِ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةٍ مُّبَارَکَةٍ میں کتاب مبین سے قرآن مجید ہی مراد لیا جائے۔ یہاں کتاب مبین سے لوحِ محفوظ مراد ہے۔ اسی صورت میں آیت کے معنی یہ ہوں گے کہ ہم نے لوحِ محفوظ کو لیلۃ مبارکہ میں نازل کیا اور ظاہر ہے کہ لوح محفوظ کا نزول ممکن نہیں ہے۔ چونکہ کتاب کے حقیقی معنی (لوح محفوظ) لیا جانا متعذر رہے۔ اس لئے حسب ضابطہ معنی مجازی لئے جائیں گے یعنی کتاب کے احکام ،الکتاب میں الف لام مضاف کا عوض ہے یعنی احکام الکتاب اس صورت میں آیت کے معنی یہ ہوں گے کہ ہم نے لوحِ محفوظ کے احکام کو ایک برکت والی رات (شب برات) میں نازل کیا۔ اسی طرح لیلۃ مبارکۃ اور لیلۃ القدر الگ الگ ہیں۔ ان کو ایک قرار دیں تو تکرار کے سوا کیا حاصل ہوا۔ کلام کی بلاغت یہ ہے کہ ہر لفظ و جملہ سے فائدۂ جدیدہ حاصل ہو۔ پس سورہ دخان والی آیت کا مطلب یہ ہوا کہ لیلۃ مبارکہ یعنی شب برات میں سال بھر ہونے والے واقعات لوح محفوظ سے سماء دنیا پر اترتے اور وہاں سے اسی شب میں کارپردازان قضا و قدر کے حوالہ کئے جاتے ہیں۔ شب قدر کو اس سے کوئی تعلق نہیں ہے یہ رات صرف شرف و کرامت کی رات ہے۔ اس رات میں صرف قرآن مجید لوح محفوظ سے سماء دنیا پر نازل ہوا ہے۔ جن لوگوں نے لیلۃ مبارکہ اور لیلۃ القدر کو ایک سمجھا اور لفظ قدر کو دیکھکر شب قدر میں نزول تقدیرات یا تقسیم تقدیرات مراد لئے صحیح نہیں ہے۔ صاحب تفسیر طبری نے لکھا:۔

واشبه الاقوال فی ذٰلک بظاهر التنزیل قول من قال عمل فی لیلة القدر خیر من الف شهر لیس فیها لیلة القدر واما اقوال الآخر فدعاوی معان باطلة لادلالة علیها من خبر ولا عقل ولا هی موجودة فی التنزیل

یعنی ''ظاہر قرآن سے صرف اس شخص کا قول صحیح معلوم ہوتا ہے جو کہتا ہے کہ لیلۃ القدر کا عمل ہزار مہینوں کے عمل سے بہتر ہے جن میں لیلۃ القدر نہ ہو دوسرے اقوال غیر صحیح ہیں۔ عقل، حدیث اور آیت سے ان اقوال کی تائید نہیں ہوتی''

اس وقت سورۂ قدر کی تفسیر اور اسکے مالہ و ماعلیہ سے بحث مقصود نہیں ہے۔ غرض صرف یہ ہے کہ شب قدر کی فضیلت کیا ہے ؟ قرآن مجید میں ایک جگہ ارشاد فرمایا گیا ہے کہ

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ (یعنی ''رمضان کا وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا'')

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ o (یعنی ''ہم نے قرآن کو شب قدر میں نازل کیا ہے'')

اس سے قطعی طور پر یہ ثابت ہوا کہ شب قدر رمضان میں ہے۔ لیکن صراحتاً یہ نہیں فرمایا کہ شب قدر رمضان کی کونسی تاریخ

ہے۔سید المرسلین خاتم النبین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ الطاہرین کو اس کا علم یقینی حاصل تھا مگر صرف اس قدر فرمایا کہ

” تحدوا لیلۃ القدر فی العشر الاواخر فی رمضان “ یا فرمایا التمسوھا فی العشر الاواخر یعنے شب قدر کو رمضان کے آخری دہے میں تلاش کرو۔کبھی فرمایا شب قدر وہی تھی جس رات تم کیچڑ پانی میں سجدہ کر رہے تھے۔ وغیر ذلک من الاحادیث یہی وجہہ ہے کہ صحابہ و تابعین سے لیکر آئمۂ مجتہدین تک اس کے تعیُّن میں مختلف القول ہیں

اس اخفاء میں خدا و رسول کی مصلحت یہی تھی کہ حضرت امام خیر الانام خلیفۃ اللہ الودود مہدی موعود خاتم ولایت محمدیہ علیہ افضل الصلواۃ والتحیہ کے ذریعہ اُمت مسلمہ کو اس کا علم یقینی حاصل ہو۔چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے حضرت مہدی علیہ السلام کے ذریعہ اس کا علم یقینی عطا فرمایا یہ اس کا انعام و احسان ہے اور شکر مُنعم واجب ہوتا ہے۔شکریہ کی مختلف صورتوں میں سے اس کی درگاہ بے نیاز میں سجدہ ریز ہوجانا شکریہ کی بہترین صورت ہے۔رسول اللہ ﷺ نے شب قدر کے فضائل بیشمار بیان فرمائے ہیں ان کا استقصا نہیں ہوسکتا۔یہاں چند فضائل پر اکتفا کیا جاتا ہے مثلاً فرمایا کہ۔

شب قدر میں جبرئیلؑ آئے اور کہا یا رسول اللہ آسمان کے طرف دیکھئے میں نے دیکھا کہ جنّت کے دروازے کھلے ہوئے ہیں پہلے دروازہ پر ایک فرشتہ ندا کر رہا تھا اس شخص کو خوشخبری ہو جو آج کی رات رکوع میں ہے۔دوسرے دروازہ پر ایک فرشتہ کہہ رہا تھا اس کو خوشخبری ہو جو آج کی شب سجدہ میں ہے تیسرے پر کہہ رہا تھا اس کو خوشخبری ہو جو اللہ سے دعا مانگ رہا ہے۔ چوتھے دروازے پر کہہ رہا تھا اس کو خوشخبری ہو جو آج یاد الٰہی میں ہے۔پانچویں دروازہ پر کہہ رہا تھا اس کو خوشخبری ہو جو خدائے تعالیٰ کے خوف سے گریہ وزاری میں ہے۔چھٹے دروازہ پر کہہ رہا تھا اس کو خوشخبری ہو جو مشیّت کے آگے سر تسلیم خم کر چکا ہے۔ ساتویں دروازہ پر ایک فرشتہ کہہ رہا تھا کہ آج کی شب جو دعا میں مشغول ہے اس کو خوشخبری ہو کہ خدائتعالیٰ اس کی دعا کو قبول کرنے والا ہے۔

فرمایا قیامت کے روز عرش کے نیچے دسترخوان بچھایا جائے گا۔روزہ دار اس پر کھاتے رہیں گے اور اہل محشر حساب و کتاب میں گرفتار رہیں گے۔عرض کریں گے پروردگار ہم یہاں محاسبہ میں ہیں اور یہ لوگ دسترخوان نعمت پر مشغول طعام ہیں۔ارشاد ہوگا یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے رمضان میں دن کو روزے رکھے اور تم کھاتے پیتے رہے۔انہوں نے شب قدر میں عبادت کی اور تم سوتے رہے۔فرمایا۔شب قدر میں ہر آسمان پر ایک فرشتہ یہ ندا دیتا ہے کہ جو مومن مرد یا عورت آج کی رات کامل ندامت اور خلوص سے اپنے گناہوں کی معافی چاہے تو ستر ہزار فرشتے طلوع فجر تک اس کی مغفرت کیلئے دعا کرتے ہیں۔اور خدائے تعالیٰ ستّر مرتبہ ان کی طرف نظر فرماتا ہے اور ہر نظر پر اس کی ایک ایک حاجت کو پوری کرتا ہے۔فرمایا

عرش کے نیچے ایک فرشتہ ہے جس کا ایک پر مشرق میں اور ایک مغرب میں ہے بلند آواز سے جس کو جن وانس کے سوا خدا

کی سب مخلوق سنتی ہے یہ ندا کرتا ہے کہ جو شخص آج کی رات توبہ کرتا ہے، خدائے تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول کرتا ہے۔ جو شخص دعا کرتا ہے خدائے تعالیٰ اس کی دعا کو قبولیت عطا فرماتا ہے کوئی مظلوم ہے تو اس کی مدد کرتا ہے۔ کوئی سائل ہے تو اس کے سوال کو پورا کرتا ہے۔

ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ دو آدمی رسول اللہ ﷺ پر ایمان لائے تھے۔ جن میں ایک غزوہ میں شہید ہو گیا اور دوسرا ایک سال کے بعد فوت ہوا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ فوت شدہ تو جنت میں داخل ہو گیا ہے اور شہید ابھی جنت سے باہر ہے۔ مجھے تعجب ہوا، میں نے صبح میں یہ خواب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا تو فرمایا اسلام لانے کے بعد ایک سال تک زندہ رہنے کی وجہ سے اس کو رمضان کے روزے رکھنے اور شب قدر میں عبادت کرنے کی سعادت حاصل ہوئی تھی اور شہید کو اس کا موقع نہیں ملا تھا۔

موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا پروردگار! میں تیرا قرب چاہتا ہوں۔ فرمایا موسیٰ میرا قرب اس کو حاصل ہوگا جو شب قدر بیداری میں گذارے عرض کیا تیرے رحم وکرم کا امیدوار ہوں فرمایا میری رحمت کا وہ شخص مستحق ہے جو شب قدر میں کسی مسکین و فقیر پر رحم کرے۔ عرض کیا میں پُل صراط سے اس طرح گذر جاؤں جس طرح بجلی کوند جاتی ہے۔ فرمایا یہ صفت تو اس شخص کی ہے جو شب قدر میں فی سبیل اللہ صدقہ وخیرات دے۔ عرض کیا میں چاہتا ہوں کہ جنت کے درختوں کے سایہ میں رہوں اور ان کے میوے کھاتا رہوں۔ فرمایا یہ تو اس کا کام ہے جو شب قدر میں اللہ کی تسبیح (سبحان اللہ۔ الحمد للہ) کہتا رہے شب قدر کی خصوصیت یہ ہے کہ حضرت جبرئیلؑ اور اس قدر فرشتے زمین پر اترتے ہیں کہ زمین تنگ ہو جاتی ہے۔ قدر کے معنی تنگی کے بھی ہیں بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ اسی وجہ سے اس کو شب قدر کہتے ہیں۔ صحیح یہ ہے کہ یہ رات اپنے شرف وکرامت کی وجہ سے شب قدر کہلاتی ہے۔

روایت ہے کہ شب قدر میں جو لوگ سو رہے ہیں ان پر فرشتے، اور جو بیدار ہیں ان پر جبرئیل علیہ السلام سلام بھیجتے ہیں۔ اور جو لوگ مصروف عبادت ہیں ان پر باری تعالیٰ سلام بھیجتا ہے۔ جبرئیل علیہ السلام ہر عبادت گزار سے مصافحہ کرتے ہیں بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جانا دل میں رقت پیدا ہونا آنکھوں سے آنسو جاری ہونا، جبرئیل علیہ السلام کے مصافحہ کرنے کی علامت ہے ۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر کوئی شخص شب قدر میں اتنی دیر عبادت کرے جتنی دیر میں ایک بکری کا دودھ دوہا جا سکتا ہے تو اس قدر عبادت بھی مجھے عمر بھر کے روزوں سے زیادہ محبوب ہے۔

فرمایا۔ شب قدر میں فوت شدہ نمازوں کی قضا پڑھی جائے تو ہر ایک نماز کی قضا کا اتنا ثواب ملے گا کہ اس نے ستّر نمازوں کی قضا کی۔

فرمایا۔ دو رکعت نفل نماز پڑھنا ایک فرض نماز کے برابر ہے۔

فرمایا رمضان کی کسی رات میں دو رکعت نفل امام کے ساتھ پڑھنا گویا تمام رمضان عبادت میں گزارنا ہے۔ اس حدیث شریف سے ظاہر ہے کہ جب رمضان کی کسی بھی رات میں نفل نماز کی یہ فضیلت ہے تو شب قدر میں دو رکعت فرض نماز (دُگانۂ شبِ قدر) جو جماعت سے پڑھی جاتی ہے پوری شبِ قدر کی عبادت کے قائم مقام ہے۔

روایت ہے کہ اگر کوئی شخص سورۂ قدر غیر رمضان میں پڑھے تو اس کو ربع قرآن کا ثواب ملتا ہے۔ رمضان میں پڑھے تو نصف قرآن کا اور اگر شبِ قدر میں پڑھے تو گویا اس نے پورا قرآن ختم کیا۔ یہی وجہ ہے کہ امامنا مہدی موعود علیہ السلام نے شبِ قدر میں تین مرتبہ یعنی فرض عشاء دُگانۂ شب قدر اور وتر میں اس سورہ کی قراءت فرمائی ہے۔

اسی طرح سورۂ اخلاص بھی اس شب میں پڑھا جائے تو ثوابِ عظیم کا باعث ہے رسول اللہ ﷺ مدینہ سے بہت دور غزوۂ تبوک میں ہیں، جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ، مدینہ میں معاویہ المزنی کا انتقال ہو گیا ہے۔ آپ فرمائیں تو زمین کو لپیٹ دیتا ہوں اور آپ ان پر نماز جنازہ ادا فرما سکتے ہیں فرمایا ضرور جبرئیلؑ نے اپنے پر مارے اور جنازہ حضرت ﷺ کے سامنے موجود تھا حضرت ﷺ نے نماز جنازہ پڑھی آپ کے پیچھے دو صفیں تھیں جن میں جبرئیل و میکائیلؑ کے علاوہ ہر صف میں ستر ہزار فرشتے تھے۔ حضرت نے فرمایا جبرئیلؑ معاویہ المزنی کو یہ ثواب کیوں حاصل ہوا؟ عرض کیا یا رسول اللہ! یہ ہر وقت اور شبِ قدر میں سورۂ اخلاص زیادہ پڑھا کرتے تھے اسی کی برکت سے اللہ نے ان کو یہ مرتبہ دیا ہے

شبِ قدر کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس شب میں توبہ بہت جلد قبول ہوتی ہے توبہ کرنے والے کی توبہ ابھی ختم نہیں ہوتی کہ ''اجابت از درحق بہر استقبال می آید'' چنانچہ فرمایا اگر کوئی شخص اس رات

''رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَتُبْ عَلَیَّ اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَابُ الْغَفُوْر''

۱۰۰ مرتبہ کہے تو اس کی توبہ اور دعائے مغفرت فی الفور شرفِ قبولیت پاتی ہے۔ فرشتے جو اس کے گناہوں کو لکھتے رہے ہیں خود بھول جاتے اور نامۂ اعمال سے اس کے گناہ محو ہو جاتے ہیں اور اس کے اعضاء جو قیامت میں اس کے گناہوں کی گواہی دینے والے ہیں بیان کرنے پر قادر نہ ہو سکیں گے اس دعا کا ترجمہ یہ ہے ''اے میرے پروردگار مجھے بخش دے اور میری توبہ قبول فرما۔ تو توبہ قبول کرنے والا اور بخشنے والا ہے'' حضرت عائشہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر میں شبِ قدر کو پالوں تو کیا عمل کروں فرمایا یہ دعا کرو۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عفُو'' کَرِیْم'' تُحِبُّ الْعَفْوَا فَاعْفُ عَنِّی

اسی طرح سکراتِ موت اور عذابِ قبر سے امان کے لئے چار رکعت نفل پڑھی جائیں ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ ایک

بارسورہ اَلْھٰکُمُ التَّکَاثُرُ ایک باراورسورۂ اخلاص کی تین بار تکرار کی جائے۔

ایک حدیث شریف میں ہے کہ اگر شب قدر میں کوئی شخص دورکعت نماز ادا کرے جس کی ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ ایک بار اورسورۂ اخلاص سات بار پڑھے اورسلام کے بعد اَسۡتَغۡفِرُ اللّٰہِ وَاَتُوۡبُ اِلَیۡہِ (میں اللہ سے مغفرت چاہتا ہوں اوراس کی جناب میں توبہ کرتا ہوں) ستر مرتبہ کہے تو وہ اپنے مقام سے اٹھنے بھی نہ پائے گا کہ اللہ تعالیٰ اس کو اس کے ماں اور باپ کو بخش دے گا۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ نماز **عماد الدین** '**راس الطاعات والعبادات** یعنی دین کا ستون اورتمام عبادتوں کا سرچشمہ ہے۔ادعیۂ ماثورہ بھی جن کا مختصر ذکر کیا گیا ہے ضرور قابل عمل ہیں لیکن مہدویہ کے پاس ذکر الٰہی کی بڑی اہمیت ہے یہ سب سے بڑی عبادت ہے۔کسی مہدوی کو شب قدر میں اس سے غافل نہ رہنا چاہئے۔

پوری کی پوری رات گنجینۂ شرف وکرامت ہے غروب آفتاب سے طلوع فجر تک سلامتی ہی سلامتی ہے۔لیکن نصف آخر میں بڑی برکت ہے۔یہ وقت نزول رحمت کا ہے۔حدیث میں آیا ہے کہ نصف آخر میں عرش رحمٰن جنبش میں آجاتا ہے۔ایک مرتبہ عرض کیا گیا کہ عبادت کے لئے رات کا کونسا حصہ افضل ہے تو فرمایا ''**نصف اللیل الغابر** ''یعنی آدھی رات کے بعد کا حصہ۔حضرت مہدی علیہ السلام کو بھی نصف لیل کے بعد ہی خدائے تعالیٰ کا حکم ہوا ہے کہ آج شبِ قدر ہے دو رکعت نماز پڑھو۔چنانچہ اس فرمانِ واجب الاذعان کی بناء پر آج تک بھی دُگانۂ شب قدر نصف شب کے بعد ہی ادا کیا جاتا ہے جو بڑی خیر وبرکت کا وقت ہے۔احیاناً اول شب غفلت میں گزر جائے تو نصف آخر بیداری وعبادت میں گزرتا ہے اوراعتبار خاتمہ کا ہے

کسی مہدوی کے دل میں دُگانۂ شب قدر کی فرضیت کے بارے میں خلجان نہ ہونا چاہئے۔خدائے تعالیٰ کا حکم بصیغۂ امر بلا قرینہ مانعہ واقع ہو تو فرضیت پر دلالت کرتا ہے۔خدائے تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا **اقیمو الصلوٰۃ وا تو الزکوٰۃ** . نماز پڑھو اور زکوۃ دو۔یہ نہیں فرمایا کہ تم پر نماز اور زکوۃ فرض ہے۔اسی طرح مہدی علیہ السلام کی ذاتِ اقدس معصوم عن الخطا ہے۔ہم کو خدائے تعالیٰ کا حکم ایک امام معصوم کے ذریعہ پہنچا کہ شب قدر میں دو رکعت نماز پڑھو تو یقیناً اس کی ادائی لازم اور متحتم ہے اسی کو اصطلاح میں فرض کہتے ہیں اس کے علاوہ مختلف وجوہات سے اسکی فرضیت کو ثابت کیا جاسکتا ہے۔

دُگانۂ شب قدر کی فرضیت کو سمجھنے سے پہلے بطور مقدمہ دو باتوں کو سمجھنا ضروری ہے۔ایک یہ کہ حضرت مہدی علیہ السلام کے فرمانِ صداقت نشان اور ائمہ مجتہدین کے استخراج مسائل میں کیا فرق ہے دوسری بات یہ کہ مہدی علیہ السلام اور ائمہؒ مجتہدین میں کیا نسبت ہے۔

مہدی علیہ السلام کے بارے میں نہ صرف مہدویہ بلکہ اکابرین اہلسنت اس بات کے قائل ہیں کہ مہدی علیہ السلام معصوم

عن الخطا ہیں۔ آپ ﷺ کی عصمت کے بارے میں دلیل عقلی اور دلیل نقلی دونوں طرح سے بحث کی جاسکتی ہے۔ دلیل عقلی یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس بھی معصوم عن الخطا ہے اور علماء اہل سنت حضرت ﷺ کی عصمت کے تعلق سے یہ عقلی بحث کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کی ذات مبارک خلافت الٰہیہ سے متصف ہے تو حضرت ﷺ کا معصوم عن الخطا ہونا ضروری ہے اگر آپ کو معصوم عن الخطا نہ مانا جائے تو خلافت الٰہیہ کے اعتبار سے جو احکام آپ بیان فرمائیں گے وہ صدق و کذب کے متحمل ہوں گے اور آپ کے اوامر و نواہی سے امان اٹھ جائے گا اور ان کا تسلیم کرنا عقلاً جائز نہ ہوگا۔ اسی طرح مہدی علیہ السلام کو بھی رسول اللہ ﷺ نے خلیفۃ اللہ فرمایا ہے اور ظاہر ہے کہ جو ذات اقدس خلافتِ الٰہیہ سے مشرف و ممتاز ہو اس کا معصوم عن الخطا ہونا عقلاً ضروری ہے۔

دلیل نقلی یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مہدی علیہ السلام کے بارے میں فرمایا ہے کہ

اَلْمَهْدِیُ مِنِّی یَقْفُوْ اَثَرِیْ وَلَا یُخْطِیُ یعنی مہدیؑ میری اولاد سے ہیں میرے نقش قدم پر چلیں گے اور خطا نہیں کریں گے''

مختلف مجموعہ احادیث مہدی میں یہ حدیث مذکور ہے اور اکابرین اہل سنت نے مہدی علیہ السلام کی عصمت پر اس حدیث سے استدلال کیا ہے۔ چنانچہ حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربیؒ فتوحات مکیہ میں فرماتے ہیں۔

ما نص رسول الله علی امام من ائمة الدین ان یکون بعده یرثه ویقفوا اثره ولا یخطی الا المهدی خاصةً (باب۳٦٦)

یعنی ''رسول اللہ ﷺ نے ائمہ دین میں سے کسی کے بارے میں یہ نہیں فرمایا کہ وہ میرے بعد میرا وارث ہوگا اور میرے نقشِ قدم پر چلے گا اور خطا نہ کرے گا۔ مگر یہ بات صرف مہدی علیہ السلام کی شان میں فرمائی ہے''

اور پھر لکھتے ہیں۔ **قد اخبر علیه السلام عن المهدی اندلا یخطی وجعله ملحقاً بالانبیاء علیهم الصلوٰة والسلام فی ذلک الحکم**

یعنی ''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ مہدی خطا نہ کریں گے اور عدم صدور خطا کے تعلق سے رسول اللہ ﷺ نے مہدی علیہ السلام کو انبیاء علیہم السلام کے ساتھ ملحق فرمایا ہے''۔

مشہور فقیہ حنفی علامہ طحطاوی در المختار کی شرح میں مہدی علیہ السلام کے بارے میں لکھتے ہیں۔

وهو لا یخطی قطفانه معصوم فی احکامه بشهادة النبی صلعم

یعنی ''مہدی علیہ السلام کبھی خطا نہ کریں گے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے فرمان سے مہدی علیہ السلام اپنے احکام میں معصوم ہیں''

ملا معین الدین ''دراسات اللبیب'' میں اسی حدیث سے استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

ان عدم صدور الخطا ومن المهدی علیه السلام لیس برد اعتقاد الحفظ فیه کسائر الاولیاء مع جواز صدوره عمله لو رود النص الصحیح فیه خاصةً بالاخبارعن عدم خطائه فصدوره عنه مستحیل لضرورة صدق المخبر صلی الله علیه وسلم

یعنی ''مہدی علیہ السلام سے خطا کا صادر نہ ہونا دوسرے اولیاء اللہ کی طرح آپ کے محفوظ عن الخطا ہونے کے محض اعتقاد پر مبنی نہیں ہے بلکہ مہدی علیہ السلام کے خطا نہ کرنے کی نسبت خاص طور پر نص صریح وارد ہے پس مہدی علیہ السلام سے خطا صادر ہونا اس وجہ سے محال ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا اپنی خبر میں صادق ہونا ضروری ہے''۔

حدیث شریف ''**المهدی منی یقفوا اثری ولا یخطی** '' کے دو جزو ہیں۔ایک یہ کہ مہدی علیہ السلام، رسول اللہ ﷺ کی اولاد سے ہیں۔دوسرا یہ کہ آپ معصوم ہیں۔ پہلے جزو کی تائید ابوداؤد دارقطنی ،طبرانی ،حاکم اور امام احمد حنبلؒ کی روایت سے ہوتی ہے کہ مہدی علیہ السلام کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

انه من اهل بیتی یواطی اسمه اسمی و اسم ابیه اسم ابی . یعنی ''مہدی میری اولاد سے ہوں گے ان کا نام میرے نام کے جیسا اور ان کے باپ کا نام میرے باپ کے نام کے جیسا ہوگا''

دوسرے جزو کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے جس کی محدث حاکم ،ابونعیم اور ابن ماجہ نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔**فبایعوه واوحبوا علی الثلج فانه خلیفة الله المهدی**

یعنی ''جب تم سن لو کہ مہدی کی بعثت ہوگئی ہے تو اُن سے بیعت کرو اگرچہ تم کو برف پر سے جانا پڑے کیونکہ وہ اللہ کے خلیفہ مہدی ہیں'' اور ظاہر ہے کہ اللہ کے خلیفہ کا معصوم ہونا ضروری ہے۔پس حدیث مذکور لفظاً ومعناً دونوں طرح صحیح ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان سے کہ

''اَلْمَھْدِیُ مِنِّی یَقْفُوْ اَثَرِیْ وَلَا یُخْطِیُ''

دو باتیں بداہتاً ثابت ہورہی ہیں۔

(۱) مہدی علیہ السلام کا معصوم ہونا یا خطا نہ کرنا

(۲) دوسری رسول اللہؐ کے قدم بقدم چلنا یا آپ کی کامل اتباع کرنا

اور مجتہدین میں سے کسی کو یہ شان منزلت حاصل نہیں ہے کیونکہ مجتہد کی نسبت اہل سنت کا اتفاق ہے کہ **المجتهد لا یخطی قد یصیب** یعنی ''مجتہد کا قول خطا وصواب دونوں کا متحمل ہوتا ہے''

اس کے برخلاف حضرت مہدی علیہ السلام کی ذاتِ اقدس خلیفتہ اللہ اور معصوم عن الخطا ہے اسلئے آپ کا قول وفعل شائبہ خطا سے مبرّ او منزّ ہ ہے۔ ملاعلی القاری نے لکھا تھا کہ

''یہ بات غلط ہے کہ مہدی علیہ السلام امام ابوحنیفہ کی تقلید کریں گے کیونکہ مہدی علیہ السلام مجتہد مطلق ہیں ان کو کسی کی تقلید جائز نہیں ہے۔''

لیکن ملاعلی قاری کا یہ قول بھی غلط ہے نہ مہدی علیہ السلام مقلد ہیں نہ مجتہد ہیں کیونکہ مجتہد مطلق بھی تو آخر خاطی ہی ہوتا ہے اسی بناء پر بعض محققین اہل سنت نے ملاعلی قاری کے اس قول کی تردید کی ہے چنانچہ امام طحطاوی نے لکھا ہے۔

ملاعلی قاری نے اس شخص کے قول کو دلائل شافیہ سے رد کیا ہے جو کہتا ہیکہ مہدی علیہ السلام ابوحنیفہ کی تقلید کریں گے۔ مگر ملا علی قاری نے مہدی علیہ السلام کو مجتہد مطلق قرار دیا ہے اور یہ شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کے قول کے مخالف ہے جو انہوں نے فتوحات میں لکھا ہے۔

اس کے بعد طحطاوی نے شیخ اکبرؒ کا قول تفصیل سے نقل کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ''امام مہدی علیہ السلام وہی حکم دیں گے جو منجانب اللہ آپ پر القا ہوتا ہے اور یہی شرع محمدی ہے۔ اگر رسول اللہ ﷺ کی ذات مقدس زندہ ہوتی اور آپ کے حضور میں وہ مقدمہ پیش ہوتا تو آپ وہی حکم دیتے جو مہدی علیہ السلام نے دیا ہے۔ آپ پر قیاس حرام ہے۔ اسی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ مہدی میرے نقش قدم پر چلیں گے اور خطا نہ کریں گے''۔ اس کے بعد امام طحطاوی نے لکھا۔

''اس سے ثابت ہے کہ مہدی علیہ السلام مجتہد نہیں ہیں کیونکہ مجتہد قیاس سے حکم کرتا ہے اور مہدی علیہ السلام پر قیاس سے حکم کرنا حرام ہے اور نیز اس وجہ سے مہدیؑ مجتہد نہیں ہیں کہ مجتہد خطا کرتا ہے اور مہدی علیہ السلام کی ذات خطا سے مُبّرا ہے کیونکہ رسول اللہؐ کی شہادت سے مہدی علیہ السلام اپنے احکام میں خطا سے معصوم ہیں'' (طحطاوی حاشیہ درالمختار)

تمام دینی احکام جو آیات واحادیث سے نکالے جاتے ہیں اور ان کے استخراج میں ائمہ مجتہدین اور علمائے امت میں جو اختلافات پائے جاتے ہیں ان پر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ یہ اختلافات ماخذ کے اختلافات پر مبنی ہیں۔ مثلاً کسی نے کسی آیت وحدیث کی بناء پر ایک حکم لگایا تو دوسرے نے دوسری آیت وحدیث کے تحت دوسرا حکم لگایا۔ ان مختلف احکام میں ممکن ہے کہ کسی کا استدلال قوی اور کسی کا ضعیف ہو۔ کسی کی رائے ماخذ سے احکام نکالنے میں صحیح واقع ہوئی ہو اور کسی کی رائے میں غلطی موجود ہو لیکن جب سب کی بنا قرآن وحدیث ہی ہیں تو ان احکام کو دین اسلام اور شریعت محمدیہ کے مغائر نہیں کہا جاسکتا۔ اختلافِ ائمہ کے متعلق اہلِ سنت کا ضابطہ بھی یہی ہے کہ

الحق دائر بین الائمة الاربعة ''یعنی چاروں ائمہ مجتہدین میں حق دائر وسائر ہے''

اسی طرح فرض، واجب، سنت، مستحب وغیرہ اصطلاحی الفاظ ہیں۔خدا و رسول کی طرف سے عبادات میں کسی فعل کے فرض و واجب یا سنت و مستحب ہونے کی تصریح بہت کم ملتی ہے۔البتہ مجتہدین نے آیات و احادیث میں غور کر کے حکم کی اہمیت اور تاکیدات وغیرہ قرآن کے نظر کرتے اپنے قیاس واجتہاد کی بناء پر کسی فعل کو فرض کسی کو واجب کسی کو سنت، کسی کو مستحب قرار دیا ہے۔یہی وجہ ہے کہ ایک ہی فعل ایک مجتہد کے پاس فرض ہے تو دوسرے کے پاس واجب، تیسرے کے پاس سنت یا مستحب ہے۔اس کی بدیہی مثال یہ ہے کہ امام اعظم فرماتے ہیں کہ وضو میں چوتھائی سر کا مسح فرض اور پورے سر کا مسح کرنا مستحب ہے اس کے برخلاف امام مالکؒ کے پاس پورے سر کا مسح کرنا فرض ہے۔

خدائے تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے کہ

یا ایھا الذین امنوا اذا قمتم الی الصلوٰۃ فاغسلوا وجوھکم وایدیکم الی المرافق وامسحوا بروسکم وارجلکم الی الکعبین

’’اے بندگانِ مومنین جب تم نماز کے لئے اُٹھو تو اپنے منہ اور دونوں ہاتھوں کو کہنیوں تک دھوو اور سر کا مسح کرو اور پاؤں ٹخنوں تک دھوؤ‘‘

اس آیت سے ثابت ہے کہ وضو میں منہ اور ہاتھ دھونا، سر کا مسح کرنا اور ٹخنوں تک پاؤں دھونا صرف یہ چار فعل فرض ہیں لیکن بعض ائمہ مجتہدین نے اس نص قرآنی پر بعض احادیث یا سیاق کلام اور عربیت وغیرہ کی بناء پر زیادتی کی ہے چنانچہ امام مالک نے فرمایا کہ ان اعضاء کا پئے در پئے دھونا بھی فرض ہے۔امام شافعی کے پاس وضو کی نیت کرنا بھی فرض ہے اور امام احمد حنبل کے پاس وضو کرتے وقت ’’بسم اللہ‘‘ کہنا فرض ہے اور حضرت امام اعظم کے پاس یہ تینوں امور مستحب ہیں۔

پس جس طرح قرآن وحدیث سے تمام احکام و مسائل کا استخراج کیا جاتا ہے اور کسی فعل کو فرض و واجب اور کسی کو مستحب قرار دیا جاتا ہے اسی طرح دُگانہ شب قدر کی فرضیت پر بھی قرآن و حدیث سے استدلال کیا جاسکتا ہے لیکن اس حقیقت کو فراموش نہ کرنا چاہئے کہ ائمہ مجتہدین اور امام مہدی علیہ السلام کے احکام و استخراج مسائل میں نہ صرف ہمارے نزدیک بلکہ اکابرین اہل سُنت کے نزدیک بھی یہ بین فرق ہے کہ مجتہدین جو کچھ کہتے ہیں اپنی رائے اور قیاس سے کہتے ہیں جس میں خطا کا احتمال ہے۔مہدی علیہ السلام معصوم عن الخطاء خلیفۃ اللہ اور حاکم شرع محمدی ہیں آپ کے احکام رائے اور اجتہاد سے مستنبط نہیں بلکہ بلاواسطہ خدائے تعالیٰ کے الہام اور رسول اللہ ﷺ کی تعلیم پر موقوف ہیں جو بعینہ خدا اور رسول کے احکام ہیں۔

اس اصول کو پیش نظر رکھ کر غور کیا جائے تو ثابت ہوتا ہے کہ دُگانہ شب قدر کی فرضیت بالکل قطعی اور یقینی ہے۔لیلۃ القدر کا ذکر قرآن شریف میں موجود ہے۔اس کی فضیلت قرآن میں مذکور ہے کہ وہ ہزار مہینوں سے بہتر ہے یعنی اس ایک رات کی

عبادت کا ثواب ہزار مہینوں کی عبادت کے ثواب سے بھی زیادہ ہے اور اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ کس قدر زیادہ ہے۔اس رات میں روح الامین (جبرئیل) اور فرشتے خدائے تعالیٰ کے حکم سے زمین پر اترتے ہیں اور رات سلامتی ہی سلامتی ہے۔

احادیث سے شبِ قدر کی عظمت اور اس میں عبادت کرنے کی فضیلت ثابت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ

من قام لية القدر ايمانا و احتسابا غفرله ماتقدم من ذنبه (کنز العمال ج ۱)

یعنی ”جو شخص خدائے تعالیٰ پر ایمان رکھ کر حصول ثواب کی نیت سے لیلۃ القدر میں عبادت کرے تو اس کے پچھلے گناہ بخش دئے جائیں گے“

من يقيم ليلة القدر فيو افيها ايمانا و احتسابا يغفرله ماتقدم من ذنبه (کنز العمال ج ۱)

یعنی ”جو شخص لیلۃ القدر میں عبادت کرے پس اس کو پائے تو اس کے پچھلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

من قامهاايمانا و احتساباً غفرله ماتقدم من ذنبه و ماتاخر (کنز العمال ج ۱)

یعنی ”جو شخص اللہ پر ایمان رکھ کر حصول ثواب کے لئے لیلۃ القدر میں عبادت کرے تو اس کے اگلے اور پچھلے گناہ بخش دیئے جائیں گے“۔

ان فرامین کے علاوہ خود رسول اللہ ﷺ کا عمل اس قدر اہتمام کیساتھ پایا جاتا ہے کہ عشرۂ آخرہ (آخری دہا) آتے ہی آپ عبادت میں مصروف ہوجاتے اور اہل وعیال کو جمع کرکے نمازیں ادا فرماتے۔ چنانچہ مشکوٰۃ میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ”رسول اللہ ﷺ رمضان کے آخری دہے میں عمل اور عبادت میں اس قدر محنت اور کوشش فرماتے تھے کہ دوسرے مہینہ کے آخری دہے میں اتنی نہ فرماتے تھے“۔

ایضاً ”رسول اللہؐ رمضان کا آخری دہا آتے ہی عبادت کے لئے مستعد ہوجاتے تمام رات عبادت میں گزارتے اور اپنے اہل خانہ کو اُٹھاتے تھے“۔

لیلۃ القدر کی اس مسلمہ فضیلت اور حضرت سرور کائنات احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کے اس اہتمام عبادت کے باوجود لیلۃ القدر کے تعین میں صحابہ سے لے کر ائمہ مجتہدین تک سب میں اختلاف نظر آتا ہے۔ کسی نے تو اس کو سال بھر میں گشت کرنے والی رات قرار دیا اور کسی نے رمضان ہی میں اس کا ہونا بتایا ہے۔ جو لوگ رمضان میں ہونے کے قائل ہیں وہ بھی غرہ سے لے کر ۲۹/ تاریخ تک مختلف القول ہیں اور ایک صحابی یا مجتہد نے جو بھی تاریخ تعین کی ہے اس کو دوسروں کے تعین پر کوئی ترجیح نہیں دی جاسکتی کیونکہ سب غیر معصوم ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے کسی تاریخ کا تعین نہیں فرمایا البتہ یہ ضرور فرمایا کہ لیلۃ القدر کو رمضان کے آخری دہے میں تلاش کرو۔

شب قدر کے تعین میں شدید اختلاف ہے مثلاً

ابوزینؒ	یکم/ رمضان	
محمد بن اسحاقؒ	۱۱/ رمضان	
حسن بصریؒ	۱۷/ رمضان	
انسؓ	۱۹/ رمضان	
بلالؓ و ابن مسعودؓ	۲۴/ رمضان	
ابوذر غفاریؓ	۲۵/ رمضان	
ابن عباسؓ اور اکثر صحابہؓ	۲۷/ رمضان	
عائشہؓ	۲۹/ رمضان	کو شب قدر ہونے کے قائل ہیں۔

عبدالحق محدث دہلوی شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں کہ ''امام اعظمؒ کے پاس لیلۃ القدر رمضان سے خاص نہیں ہے اور ایک روایت یہ بھی ہے کہ رمضان ہی میں ہے لیکن کبھی کسی تاریخ آتی ہے اور کبھی کسی تاریخ'' مگر عام اور مشہور روایت یہ ہے کہ امام اعظمؒ ۲۷/ رمضان ہی قرار دیتے ہیں۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ شب قدر رمضان کے آخری دہے میں کسی تاریخ ہے۔ امام شافعیؒ کے پاس شب قدر ۲۱ ویں رات ہے۔

شب قدر کے تعین میں جو اختلاف اور تذبذب تھا وہ مہدویہ کے لئے اس طرح قطعی یقین سے بدل گیا کہ حضرت امامنا مہدی موعود علیہ السلام کو خدائے تعالیٰ کی طرف سے علم ہوا کہ لیلۃ القدر ستائیسویں رمضان ہی ہے اور حکم دیا گیا کہ اس انعام باریٔ تعالیٰ کے شکریہ میں جو تعین لیلۃ القدر کو اور حضرتؑ کے متبعین کو ہوا ہے دو رکعت ادا کی جائے۔

امامنا علیہ السلام سفر خراسان میں ہیں ٹھٹھ سے رخصت ہوکر بارادۂ قندھار کاہہ میں تشریف لائے ہیں۔ یہیں رمضان مبارک کا چاند نظر آیا۔ ستائیسویں شب میں نماز عشاء کے بعد اپنے حجرۂ مبارکہ میں تشریف لے گئے۔ نصفِ شب کے بعد خدائے تعالیٰ کا حکم ہوا کہ آج کی رات ''شبِ قدر'' ہے اس عطیہ کے شکریہ میں معہ یار و اصحاب کے دو رکعت نماز ادا کرو۔ حضرت علیہ السلام حجرہ سے باہر تشریف لائے۔ اصحاب کو اس عطیہ کا مژدہ سنایا دائرہ معلیٰ میں منادی کی گئی اور حاضر الوقت اصحابؓ کے ساتھ حضرت نے دو رکعت نماز جماعت سے ادا فرمائی اور اس کے بعد فرح مبارک میں دو سال جمِ غفیر کے ساتھ حضرت نے دُگانۂ شب قدر ادا فرمایا۔

شبِ قدر کا تعین جو سرورِ کائنات علیہ التحیۃ والتسلیمات کے سوا تمام امت پر مخفی تھا حضرت خاتم ولایتِ محمدیہ مہدی موعود

علیہ السلام کے واسطہ سے اس کا علم یقینی ہم کو حاصل ہوا ہے۔ہم تمام مہدوی خدائے تعالیٰ کے حکم کی تعمیل اور حضرت مہدی علیہ السلام کی اتباع میں اس کو فرض جان کر ادا کرتے ہیں۔انصاف نامہ کی روایت ہے حضرتؓ نے فرمایا۔

ایں دو رکعت رابجائے فرض بشمارید

اور یہ نقل پوری قوم میں مشہور و متواتر ہے کہ حکم الٰہی صادر ہوا کہ سید محمد! یہ دو رکعت تم پر اور تمہارے گروہ پر فرض ہیں۔

یہاں تین امور حل طلب ہیں۔

(۱) لیلۃ القدر میں نماز پڑھنا (۲) دو رکعت کا تعین (۳) اس کو فرض جاننا۔

نماز پڑھنا کسی مسلمان کے لئے قابل اعتراض نہیں ہوسکتا۔دو رکعت کا تعین بھی دینی احکام کے لحاظ سے کوئی ممنوع و مقبوح نہیں ہے۔ضابطہ یہ ہے کہ

"اَلْاَمْرُ یَقَعُ عَلٰی اَقَلِّ جِنْسِہٖ" یعنی حکم کا اطلاق کم از کم اقل جنس پر ہوتا ہے

اور ظاہر ہے کہ نماز کی کم سے کم مقدار جس پر نماز کا اطلاق ہو سکے وہ دو رکعت ہی ہے اور اس سے کم مقدار پر نماز کا اطلاق نہیں ہوسکتا۔نماز لیلۃ القدر کی دو رکعت قرار دینے کی یہی وجہ ہوسکتی ہے اس کو فرض ماننا بھی عقلی و نقلی وجوہ سے اہل سنت کے اصول پر قابل اعتراض نہیں ہے۔غور کیا جائے کہ لیلۃ القدر کی نسبت جو اختلاف صحابہ و مجتہدین کے اقوال میں پایا جا رہا تھا وہ سب اقوال غیر معصوم ہونے کی وجہ سے ایک قول کو دوسرے پر ترجیح دینے کی کوئی وجہ نہ تھی اور وہ سب اقوال مفید ظن تھے۔اس کے مقابل حضرت مہدی علیہ السلام پر اور آپ کے واسطہ سے آپ کے متبعین پر اللہ تعالیٰ کا یہ فضل و امتنان ہے کہ اس نے لیلۃ القدر کے تعین کا یقینی و قطعی علم عطا فرمایا ہے۔پس اس نعمت خداوندی کا شکر یہ آیت قرآنی

"وَاشْکُرُوْ الِیْ وَلاَ تَکْفُرُوْنَ" (میرا احسان مانو اور ناشکری مت کرو) کے مطابق فرض ہے۔

بعض احادیث سے ثابت ہے کہ نماز پنج گانہ میں سے ہر ایک نماز ایک ایک نبی نے فضل و نعمت خداوندی کے شکریہ ہی میں ادا فرمائی ہے۔چنانچہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

''انصار میں سے ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ نماز فجر سب سے پہلے کس نے پڑھی۔فرمایا آدمؑ نے اور ظہر سب سے پہلے ابراہیمؑ نے پڑھی جب کہ ان کو خدائے تعالیٰ نے نمرود کی آگ سے نجات دی۔اور نماز عصر یعقوبؑ نے پڑھی جب کہ جبرئیلؑ نے ان کو یوسفؑ کی خوشخبری دی اور جب خدائے تعالیٰ نے داؤدؑ کی توبہ قبول فرمائی تو انہوں نے نماز مغرب پڑھی اور جب یونسؑ کو خدائے تعالیٰ نے مچھلی کے پیٹ سے نکالا تو انہوں نے نماز عشاء پڑھی'' (غنیہ)

پس ادائے شکر خداوندی کی مختلف صورتوں میں سے دو رکعت نماز کی ادائی کا فرض قرار دینا بھی احکام دین اسلام کے مغائر

نہیں ہے بلکہ سنت انبیاء علیہم السلام کی عین اتباع ہے

یہ بحث اوپر گزر چکی ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام کی ذات خلیفۃ اللہ ہے اور عصمت لازمۂ خلافت الٰہیہ ہے جس کی توثیق حدیث " یقفو اثری و لا یخطی " سے ہوتی ہے الہام معصوم قطعی و یقینی ہوتا ہے۔

حضرتؑ کو اخذ علم خدائے تعالیٰ اور روحِ رسول اللہ ﷺ سے ہے۔ آپؑ جو حکم دیں رائے و قیاس پر مبنی نہیں بلکہ عین خدا و رسولؐ کا حکم اور حقیقی شرع محمدی ہے اگر رسول اللہ ﷺ موجود ہوتے تو مہدی علیہ السلام کے حکم کو برقرار رکھتے یا آپ کے روبرو یہ مقدمہ پیش ہوتا تو آپ بھی وہی حکم دیتے جو مہدی علیہ السلام نے دیا ہے۔ اس ارفع و اعلیٰ حیثیت کے نظر کرتے جو تمام خلفاء اللہ سے مخصوص ہے حضرت مہدی علیہ السلام نے ان دو رکعتوں کی ادائی فرض قرار دی ہے تو وہ ضرور فرض ہے۔

اگر اس اعلیٰ منصب کے خصوصیات سے بھی قطع نظر کر کے تمام اسلامی احکام کے ماخذ کے اصول پر بحث کی جائے تو ظاہر ہے کہ مجتہدین بالاتفاق معصوم عن الخطا نہیں ہیں اور خود مجتہدین کے پیرو ان کے اقوال میں خطا کا احتمال ہونے کے قائل ہیں اس کے باوجود مجتہدین اپنی رائے و قیاس سے کسی فعل کو واجب اور فرض اور کسی کو مکروہ یا حرام قرار دے سکتے ہیں اور ان کے پیرو اپنے مجتہد کی تصریح کے موافق ان کو فرض یا واجب یا ناجائز ہی سمجھتے ہیں جن کی چند مثالیں اوپر پیش کی گئی ہیں۔ اور بہت سی مثالیں ان کے علاوہ موجود ہیں۔ ائمہ مجتہدین کے اس قسم کے تمام اقوال کا ماخذ چونکہ آیات و احادیث ہی ہیں اس لئے کوئی شخص ان احکام کو اسلامی احکام سے جدا یا آیات قرآنی اور احادیث کے مغائر نہیں کہہ سکتا۔ بلکہ یہی خیال کیا جاتا ہے کہ ایک مجتہد نے ان احکام میں سے ایک حکم کی یا ایک حکم کے خاص پہلو کی بنا پر یہ حکم دیا ہے اور دوسرے مجتہد نے دوسرے حکم یا اس کے دوسرے پہلو پر اپنے قیاس کی بنا قائم کی ہے۔

پس نماز لیلۃ القدر کی نسبت بھی حضرت مہدی علیہ السلام کے منصب، خلافت الٰہی اور اس حکم ربانی سے جو حضرت کو ہوا اور جس کی بناء پر حضرتؑ نے حکم دیا ہے قطع نظر کر کے یہ کہا جاسکتا ہے کہ حضرتؑ کے اس فرمان کا ماخذ بھی قرآن اور احادیث ہی ہیں اور جو حکم حضرتؑ نے دیا ہے وہ قرآن و حدیث ہی کی بنا پر دیا ہے۔ چنانچہ ابھی ذکر کیا گیا ہے کہ لیلۃ القدر کا ذکر قرآن میں موجود ہے اس کی فضیلت قرآن شریف سے ثابت ہے جس طرح آیۂ کریمہ "لَیۡلَۃُ الۡقَدۡرِ خَیۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَھۡرٍ" اس رات کی فضیلت پر علمائے اصول کی اصطلاح کے موافق "عبارۃ النص" ہے اسی طرح اس رات کی عبادت کا امر معنوی اس آیت کا "اقتضاء النص" ہے اسی طرح اس رات کی عبادت کا امر معنوی اس آیت کا اقتضاء النص ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ نصوص شرعیہ یعنی قرآن و حدیث سے احکام مستنبط کئے جاتے ہیں تو ظاہر کلام سے جو بات سمجھ میں آتی ہے اور کلام سے وہی بات مقصود ہوتی ہے تو کہتے ہیں کہ یہ حکم عبارۃ النص سے ثابت ہے مثلاً اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اقیمـــو الـصّـلـوٰة

واتوا الزکوٰۃ نماز پڑھو اور زکوٰۃ دو۔ گویا نماز پڑھنا اور زکوٰۃ دینا عبارۃ النص سے ثابت ہورہا ہے۔ اقتضاء النص کا معنی یہ ہے کہ جو حکم ثابت ہورہا ہے وہ ظاہر کلام سے نہیں بلکہ ثبوت حکم کے لئے وہاں کسی لفظ کو محذوف ماننا ضروری ہے تا کہ وہ حکم سمجھ میں آجائے۔ مثلاً خدائے تعالیٰ فرماتا ہے حرمت علیکم المیتة ۔تم پر مردار حرام کیا گیا ہے۔ یہاں لفظ ''اکل'' محذوف ہے یعنے مردار جانور کا کھانا حرام ہے۔ اسی طرح لیلة القدر خیر من الف شهر میں عبارۃ النص سے لیلۃ القدر کا ہزار مہینوں سے بہتر ہونا ثابت ہے لیکن کسی لفظ کو محذوف مانے بغیر معنی سمجھ میں نہیں آتے کہ کس جہت سے بہتر ہے۔ وہ محذوف لفظ احادیث شریفہ کی روشنی میں ''عبادت'' ہے یعنی اس ایک رات کی عبادت ہزار مہینوں کی عبادت سے بہتر ہے۔ پس ''لیلة القدر خیر من الف شهر'' سے شب قدر کی فضیلت عبارۃ النص سے اور اس میں عبادت کا امر معنوی اقتضاء النص سے ثابت ہے۔ یعنے خدائے تعالیٰ کا اس رات کی فضیلت کو جتانا اس رات میں عبادت کا حکم دینا ہے کیونکہ حاکم کا کسی امر کی تعریف کرنا گویا اس امر کا حکم دینا اور اس پر آمادہ کرنا اور کسی امر کی برائی بیان کرنا اس سے منع کرنا سمجھا جاتا ہے۔ چنانچہ اس قسم کے کئی نظائر قرآن شریف ہی میں ملتے ہیں۔

اس آیت کریمہ کے علاوہ احادیث سے اس رات میں عبادت کرنے کی تاکید اور اس کے فضائل ثابت ہیں جن سے آیت کے مفہوم کی توضیح ہوجارہی ہے۔ اور خود رسول اللہ ﷺ کے عمل سے اس کی اہمیت ثابت ہے کہ رمضان کا آخری دہا آتے ہی حضرت ﷺ عبادت میں خاص اہتمام فرماتے تھے، خود رات کو عبادت کرتے اور اپنے اہل وعیال کو بیدار فرماتے تھے۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ ''غنیۃ الطالبین'' میں اس عشرہ اخیرہ کی عبادت کی تفصیل حضرت ابوذر غفاریؓ کی روایت سے اس طرح بیان فرماتے ہیں۔

''ابوذر غفاریؓ کہتے ہیں کہ رمضان کی تیئیسویں رات کو رسول اللہؐ تشریف لائے اور تہائی رات تک ہم کو نماز پڑھائی چوبیسویں رات کو آپ تشریف نہیں لائے پچیسویں رات کو تشریف لائے اور آدھی رات تک ہم کو نماز پڑھاتے رہے ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ اچھا ہوتا اگر آپ تمام رات ہم کو نماز پڑھاتے رہتے۔ فرمایا جو شخص امام کے ساتھ نماز کو کھڑا رہے اور امام کے ساتھ ختم کرلے تو اس کو بھی پوری رات کی عبادت ہی کا ثواب ملتا ہے۔ پھر چھبیسویں رات کو آپ برآمد نہیں ہوئے۔ ستائیسویں رات کو تشریف لائے اور ہم سب کو اور اہل خانہ کو جمع فرمایا اور سب کو لے کر اتنی دیر تک نماز پڑھاتے رہے کہ ہم کو سحری کے فوت ہوجانے کا اندیشہ ہوگیا''

حضرت امامنا مہدی موعود علیہ السلام نے اسی سنت کو زندہ کیا اور لیلۃ القدر میں اہل وعیال، متعلقین اور دوسرے مومنین و مصدقین کو جمع کرکے نماز ادا کی اور اپنے متبعین کو ہمیشہ اس سنت کے مطابق عمل کرنے کی تاکید فرمائی۔

یہ خیال نہ کیا جائے کہ ایک چھٹی نماز کی زیادتی سے شریعت کا نسخ لازم آتا ہے۔ کیونکہ جوامر اصول شرعیہ پر مبنی ہو اور انہی سے مستخرج ہو اس سے نسخ شریعت نہیں ہوتا ورنہ مجتہدین کے تمام اختلافی مسائل میں بھی نسخ شریعت لازم آجائے گا۔ حالانکہ کوئی بھی اس کا قائل نہیں۔ نیز دُگانۂ شب قدر کی فرضیت سے نہ کسی امر شرعی کا ازالہ ہوتا ہے نہ شریعت محمدیہ کے کسی حکم کی تبدیلی ہوتی ہے۔

اس کے علاوہ خود علمائے اصول نے اس امر کی صراحت کی ہے کہ اگر کوئی چھٹی نماز بھی فرض ہوجائے تو شریعت محمدیہ کا نسخ لازم نہیں آتا چنانچہ علامہ تفتازانی اصول فقہ کی مشہور کتاب ''تلویح'' میں لکھتے ہیں۔

فقد اختلفوا ان الزیادة علی النص نسخ ام لا یعنی ان الزیادة ان کانت عبادة مستقلة کزیادة صلوٰة سادسیة فلا نزاع بین الجمهور فی انها لاً تکون نسخاً

یعنی ''علمائے اصول کو اس امر میں اختلاف ہے کہ نص پر زیادتی نسخ ہے یا نہیں۔ یعنے اگر یہ زیادتی عبادت مستقل ہے جیسے چھٹی نماز کی زیادتی تو اس کو جمہورِ علما نے نسخ نہیں قرار دیا ہے''

ولو بالفرض اگر دُگانۂ شبِ قدر کو چھٹی نماز بھی کہا جائے تو نہ اس سے شریعت کا نسخ لازم آتا ہے نہ اس پر کوئی اعتراض وارد ہوسکتا ہے۔

اس سے پہلے جو مثالیں پیش کی گئی ہیں ان میں کوئی خاص رکن بتایا گیا تھا کہ ایک مجتہد نے اس کو مستحب یا نا جائز کہا ہے تو دوسرے مجتہد نے اُس کو واجب یا فرض قرار دیا ہے۔ مثلاً امام اعظمؒ کے پاس وضو میں صرف چار فرض ہیں لیکن امام مالکؒ نے پے در پے اعضاء دھونے اور امام احمد بن حنبلؒ نے وضو کرتے وقت ''بسم اللہ'' کہنے کا ایک ایک فرض بڑھا کر پانچ اور امام شافعیؒ نے وضو میں ترتیب اور نیت کرنے کے دو فرض بڑھا کر چھ کردیئے، یہ نسخ نہیں، شریعت میں تبدیلی نہیں، بدعت نہیں، یہ وہی ماخذ کا اختلاف ہے اور ہر ایک کا استدلال بجائے خود صحیح ہے۔ اس سے بھی واضح ایک اور مثال مستقل نماز ہی موجود ہے جو ظاہری طور پر نمازِ لیلۃ القدر سے پوری مشابہہ ہے۔ نماز وتر کے بارے میں ائمہ مجتہدین مختلف القول ہیں۔ امام مالکؒ، امام شافعیؒ ، اور امام احمد حنبلؒ کے پاس نمازِ وتر سنت ہے۔ امام محمد سنت اور امام زفرؒ ان سب کے خلاف نمازِ وتر کو فرض کہتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ایسی نماز جس کا ذکر قرآن میں نہیں جس کی فضیلت قرآن میں نہیں جس کی ادائی کا امرِ معنوی قرآن میں نہیں اور جس کی نوعیت بیان کرنے سے احادیث بھی ساکت ہیں۔ تعداد رکعات کا بھی رسول اللہ ﷺ نے تعین نہیں فرمایا نہ ہمیشہ آپ تین رکعت ہی پڑھتے رہے۔ اوتر بواحدة کے الفاظ بھی ملتے ہیں کہ آپ نے وتر کی ایک رکعت پڑھی ہے۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ امام شافعیؒ نے فرمایا کہ وتر میں ایک رکعت سے گیارہ رکعت تک پڑھی جاسکتی ہیں لیکن امام اعظمؒ نے تین ہی رکعت مقرر

کردی ہیں۔اور پھر امام مالک وشافعی واحمد رحمہم اللہ کی تحقیق کے خلاف اس کو واجب فرمایا اور امام زفرؒ تو اس کو فرض کہتے ہیں لیکن چونکہ یہ اختلافات ماخذ کے اختلاف پر مبنی ہیں اس لئے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ امام اعظمؒ نے ایک چھٹی نماز واجب اور امام زفرؒ نے ایک چھٹی نماز فرض قرار دے کر نسخ شریعت کیا یا نص پر زیادتی کی۔کیونکہ مجتہدین نے قرآن وحدیث ہی سے ان مسائل کا استخراج کیا ہے۔

اس کے برخلاف لیلۃ القدر کا ذکر قرآن میں لیلۃ القدر کی فضیلت قرآن میں، لیلۃ القدر کی عبادت کا امر معنوی قرآن میں، قول وفعل رسول اللہ ﷺ سے عبادت لیلۃ القدر کی اہمیت اور ضرورت ثابت ہے۔یہاں بھی یہی کہا جاسکتا ہے کہ اس کی فرضیت کا حکم قرآن وحدیث ہی سے ماخوذ ہے۔خصوصاً جب کہ اس کو فرض کہنے والا اللہ کا خلیفہ، خطا سے معصوم اور حاکم شرعِ محمدی ہونے کی خصوصیات وامتیازات سے ممتاز بھی ہے۔جس طرح دوسرے فرائض واحکام مثلاً نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ وغیرہ کی حکمت وفوائد سے بحث کی جاتی ہے کہ نماز کے فرض کرنے میں یہ حکمت ہے۔روزہ کے یہ فوائد ہیں، حج اورزکوٰۃ کے فرض ہونے میں یہ مصالح مضمر ہیں۔اسی طرح اس نماز کی حکمت اور فوائد پر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس کی فرضیت کے یہ معنی ہیں کہ ہر شخص اس رات میں، روزمرہ عبادت، فرض وسنت کے علاوہ کم ازکم یہ دو رکعت بھی ادا کرے تاکہ اس کو اس رات کی عبادت کی فضیلت باتباعِ رسول کریمؐ حاصل ہو۔اور بفرمان حضرت رسالتمآب ﷺ اس کو پوری رات کی عبادت کا ثواب ملے جیسا کہ مشکوٰۃ شریف میں ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ کے حوالہ سے روایت کی گئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان کی ۲۵ ویں رات میں آدھی رات تک نماز پڑھائی۔ابوذرؓ نے عرض کیا اچھا ہوتا آپ ہم کو اور زیادہ نماز پڑھاتے۔فرمایا

ان الرجل اذا صلی مع الامام حتی ینصرف حسب له قیام لیلة۔

یعنی ''جب کوئی شخص امام کے ساتھ نماز پڑھے یہاں تک امام واپس ہوجائے تو اس کو پوری رات کی عبادت کا ثواب ملتا ہے''

یہ پوری حدیث غنیۃ الطالبین مولفہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے اوپر گذر چکی ہے

پس دُگانۂ شب قدر کی ظاہری صورت یہ ہے کہ جس طرح دوسرے بہت سے مسائل میں کسی امام یا مجتہد نے ایک ہی فعل یا ایک ہی عمل کو مستحب قرار دیا ہے اور دوسرے نے اسی کو واجب یا فرض کہا ہے۔اسی طرح مجتہدین نے لیلۃ القدر کی عبادت کو مستحب قرار دیا اور حضرت امامنا مہدی موعود علیہ السلام نے فضیلت لیلۃ القدر کی نسبت جو آیات قرانی نازل ہوئی ہیں اور جو احادیث رسالت پناہی وارد ہیں اور حضرت رسول اللہ ﷺ کا جو خاص اہتمام عمل ثابت ہے ان سب کے نظر کرتے لیلۃ القدر کی عبادت کو فرض قرار دیا۔اگر فرق ہے تو یہی کہ اہل سنت کے نزدیک ائمہ مجتہدین غیر معصوم ہیں اور مہدی علیہ السلام کا معصوم

عن الخطا ہونا اہل سنت کا مسلمہ ہے۔ لہذا جب مجتہدین اور مہدی علیہ السلام کے احکام متضاد ہوں تو اس کا فیصلہ علمائے اہل سنت نے اس طرح کا ہے کہ۔ یکون قول الامام المھدی الموعود حجۃ یخطی مخالف (فواتح الرحموت مولانا بحرالعلوم)
یعنی ''امام مہدی موعود کا قول حجت ہے جو آپ کا مخالف ہے وہ بر سر خطا ہے''

اور اس نماز کی فرضیت کے فوائد و نتائج کو دیکھو تو صاف ظاہر ہوتا ہے کہ دوسرے برادران اسلام جو اس رات کے تعین میں مشتبہ ہوں یا جن کے پاس اس عبادت کی اہمیت نہ ہو ممکن ہے کہ وہ اس رات کو کھو دیتے ہوں۔ لیکن کسی مہدوی سے لیلۃ القدر کبھی فوت نہیں ہونے پاتی اور یہ ہر مہدوی کا ان دو رکعتوں کو اپنے آپ پر فرض جاننے کا نتیجہ ہے۔

ذٰلک فضل اللہ یوتہ من یشاء۔

ناظرین نے ملاحظہ فرمایا کہ ان تمام وجوہ سے دُگانہ لیلۃ القدر کی فرضیت قرآنِ شریف۔ احادیث رسول مقبول ﷺ اور اہل سنت کے مسلمہ اصول کے عین مطابق ہے اور کوئی مسلمان عبادت کو اور خاص کر نماز کو جو اسلامی احکام کی رو سے تمام عبادات کی مکمل صورت ہے اور پھر وہ ایسی رات میں جس کو خدائے تعالیٰ نے ''خیر من الف شھر '' فرمایا ہے مورد اعتراض نہیں ٹھیرا سکتا نہ اس کو غیر ضروری اور بدعت کہہ سکتا ہے۔

اس مختصر بحث کے بعد دوگانۂ شب قدر کی فرضیت میں کوئی شبہ نہیں کیا جا سکتا اور کسی مہدوی کے دل میں کوئی خلجان باقی نہیں رہ سکتا۔ اس کے بعد یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے حضرت مہدی علیہ السلام نے نماز پنجگانہ میں بہت کم امامت فرمائی ہے۔ میاں لاڑ رضی اللہ عنہ یا اور کوئی صحابیؓ امام ہوا کرتے تھے لیکن جب خدائے تعالیٰ نے مہدی علیہ السلام کو دُگانۂ شب قدر کی ادائی کا حکم دیا تو یہ بھی حکم محکم شرف صدور لایا کہ آپ خود اپنی امامت سے یہ دو رکعت ادا کریں چنانچہ پہلی مرتبہ اور اس کے بعد حیات طیبہ تک ہر شب قدر میں حضرتؑ ہی نے امامت فرمائی ہے۔ اور سلام کے بعد اُن آیاتِ کریمہ کی تلاوت فرمائی ہے جو انبیاء علیہم السلام اور ابرار کی دعاؤں کا خلاصہ ہے اور جو قرآن مجید میں نقل کی گئی ہیں۔

بحکم خداوندی حضرت (مہدی موعود علیہ السلام) کی امامت کرنے سے اس نماز کی اہمیت ظاہر ہے اور غالباً یہی وجہ ہے کہ بزرگوں نے اس کو افعال ارشادی میں شمار کیا ہے۔ پانچسو سال سے یہی عملدرآمد جاری ہے۔ آج بھی ہر مہدوی کسی مجبوری کے سوا دُگانۂ شب قدر کو کسی ایسے مرشد، پیر طریقت اور ایسے بزرگ کی اقتدا میں ادا کرنا ضروری سمجھتا ہے جس کی بیعت و خلافت کا سلسلہ مہدی علیہ السلام تک مسلسل پہنچتا ہے اور وہ ''جانشین مہدی'' کہلانے کا مستحق ہے۔ اور یہ نماز کسی حالت میں بھی فوت نہ ہونی چاہئے کیونکہ اس کی قضا بھی نہیں ہے۔ اور پھر یہ دولت یہ نصیب سال بھر میں ہوگی۔

بحرالعلوم علاّمہ حضرت سید اشرف شمسی صاحبؒ

مختصر بیان لیلۃ القدر

حامداً و مصلیاً . قرآن مجید سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ قرآن مجید رمضان کے مہینے میں رسول اللہ ﷺ پر اترا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے شهر رمضان الذی انزل فیه القرآن یعنی رمضان کا وہ مبارک مہینہ ہے کہ اس میں قرآن مجید رسول اللہ ﷺ پر اتارا گیا ہے۔

قرآن مجید کے اترنے کے کئی معنی ہیں۔اول یہ کہ علم باری سے لوح محفوظ پر رمضان شریف میں قرآن کا نزول ہوا۔دوم یہ کہ لوح محفوظ سے قلب رسول اللہ ﷺ پر رمضان شریف میں نزول ہوا ہے۔سوم یہ کہ رسول ﷺ کے قلب مبارک پر ہر رمضان میں پورا قرآن اتارا جاتا تھا اور پھر حضرت حسب موقع ہر آیت کو اللہ کے حکم سے جو کہ بواسطۂ جبرئیل آپ کو ہوتا تھا اپنے اصحاب پر ظاہر فرماتے تھے۔بعض اصحاب نے آنحضرت ﷺ کے زمانے میں اس کی تالیف بھی کی ہے چنانچہ بخاری و مسلم میں روایت ہے عن انسؓ قال جمع القران علی عهد رسول الله اربعه کلهم من الانصار ابی ابن کعب و معاذ ابن جبل و زید ابن ثابت و ابو زید قال الانس من ابو زید قال احد عمومتی یعنی انس ابن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں چار آدمیوں نے قرآن مجید کو جمع کیا ہے اور یہ سب انصار تھے ان میں سے ایک ابی ابن کعبؓ ہیں دوم معاذ ابن جبلؓ ہیں سوم زید بن ثابتؓ ہیں چہارم ابوزیدؓ ہیں اور فرمایا کہ اگر تم کو محاورۂ قرآن پر کہیں شبہ ہو تو اس کو قریش کی زبان سے مطابق کرلو چنانچہ اس حدیث کے یہ الفاظ ہیں۔اذا اختلفتم و زیدابن ثابت فی شیءٍ من القران فاکتبوهُ بلسان قریش فانما انزل بلسانهم

یعنی تم اور زید ابن ثابت کو قران مجید کے کسی نقط میں اختلاف ہو تو اس کو قریش کی زبان پر لکھو کیونکہ قران مجید انہی کی زبان کے موافق اترا ہے۔

خاص رمضان کے مہینے میں نزول قرآن کی وجہ یہ ہے کہ یہ مہینہ اللہ کے علم میں بہت ہی بزرگ ہے۔واضح ہو کہ رمضان کی فضیلت میں بہت سی صحیح حدیثیں کتب احادیث میں مروی ہیں۔عن ابی هریرةؓ قال قال رسول الله ﷺ کل عمل ابن آدم یضاعف خمسه عشر امثالها الی سبع مائة ضعف قال الله تعالیٰ الّا الصوم فانه لی و انا اجزیٰ به یدع شهوته و طعامه من اجلی ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا انسان کے ہر عمل کا ثواب بڑھتا جاتا ہے یہاں تک کہ پندرہ درجوں سے سات سو درجوں تک پہونچ جاتا ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ روزہ کے ثواب کی یہ کیفیت نہیں ہے کیونکہ روزہ میرے لئے رکھا گیا ہے اور میں ہی اس کا ثواب دوں گا۔روزہ دار نے خاص میرے لئے اپنی خواہش اور اپنی

غذا چھوڑ دی ہے۔

نسائی نے روایت کی ہے عن ابی ھریرۃؓ قال' رسول اللہ ﷺ قال اذا دخل شھر رمضان فتحت ابواب الجنّۃ وغلقت ابواب النّار وصفدت الشیاطین . ابوھریرۃؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب ماہ رمضان آتا ہے جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں اور شیاطین قید کردیئے جاتے ہیں اور یہ بھی روایت کی ہے ان ابن عباس کان یقول رسول اللہ اجود الناس وکان اجود مایکون فی رمضان حین بلقاہ جبرئیل وکان جبرئیل بلقاۂ فی کل لیلۃ من شھر رمضان فیدراہ القران قد کان رسول اللہ ﷺ حین بلقاۂ جبرئیل اجود بالغیر من الرمیح المرسلہ

ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رمضان کے مہینہ میں زیادہ تر سخاوت کرتے تھے اور زیادہ تر سخاوت اسوقت فرماتے تھے جبکہ آپ کی ملاقات جبرئیل سے ہوتی تھی۔رمضان کے مہینہ میں ہر رات آپ کی جبرئیل سے ملاقات ہوتی تھی اور آپ کو وہ قرآن مجید کا درس دیتے تھے اور جب کبھی آپ جبرئیل سے ملاقات کرتے تھے زیادہ تر سخاوت کرتے تھے۔ان احادیث سے ثابت ہے کہ رمضان کا مہینہ دوسرے مہینوں کے مقابلے میں زیادہ تر بزرگ ہے اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ قرآن مجید کو ماہ رمضان میں آنحضرت پر اتارا کیونکہ زیادہ بزرگ چیز زیادہ بزرگ وقت میں نازل ہونا زیادہ مناسب ہے۔غرض قران مجید رمضان میں نازل ہوا ہے۔ جب یہ بات معلوم ہوگئی تو اب ہم یہ بیان کرتے ہیں کہ رمضان کی سب راتوں میں لیلۃ القدر زیادہ بزرگ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انا انزلناہ فی لیلۃ القدر وما ادرک ما لیلۃ القدر لیلۃ القدر خیر'' من الف شھر تنزل الملائکۃ والرُّوح فیھا باذن ربھم من کل امر سلام ھی حتی 'مطلع الفجر۔ یعنی ہم نے قران مجید کو لیلۃ القدر میں اتارا ہے کس نے اے محمد تم کو معلوم کرایا کہ لیلۃ القدر کس مرتبہ کی ہے۔لیلۃ القدر ہزار مہینوں کی بزرگی سے بہتر ہے اس رات میں فرشتے اور روح نازل ہوتے ہیں اللہ کے حکم سے ہر حکم کو لئے ہوئے اس رات میں طلوع فجر تک سلامتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ لیلۃ القدر تین وجہ سے زیادہ بزرگ ہے اول یہ کہ لیلۃ القدر کی بزرگی ہزار مہینوں کی بزرگی سے بہتر ہے اس کے یہ معنی ہیں کہ اس رات میں جو عبادت کی جاتی ہے وہ افضل ہے اس عبادت سے جو ہزار مہینوں میں کی جاتی ہے دوم یہ کہ اس رات میں فرشتے آسمان سے اترتے ہیں تا کہ اس رات کی برکتوں سے فائدہ اٹھائیں۔ فرشتوں کے اس رات میں اترنے کا سبب یہ ہے کہ دن اور رات کا وجود آفتاب کے طلوع وغروب سے ہوتا ہے یعنی جب آفتاب طلوع ہوتا ہے تو دن ہوجاتا ہے اور جب وہ غروب ہوتا ہے تو رات ہوجاتی ہے مگر آفتاب کے طلوع وغروب کا اثر عالم سفالی یعنی دنیا میں ہوتا ہے تو دن رات کا وجود آسمان پر ثابت نہ ہوگا غرض اس رات کی برکتیں زمین سے مخصوص ہیں لہذا ان برکات کے حصول کے لئے فرشتے اترتے ہیں اور مومنین کے ساتھ اس رات میں عبادت کرتے ہیں۔روح میں مفسرین نے اختلاف کیا ہے بعضوں کا یہ بیان ہے کہ روح سے مراد حضرت عیسیٰؑ ہیں اور بعضوں کا یہ بیان ہے کہ روح سے مراد ایک

فرشتۂ معظم ہے اور بعضوں نے بیان کیا ہے کہ روح سے مراد ایک گروہ فرشتوں کا ہے۔خلاصہ یہ کہ عالم ارواح کا نزول زمین پر اس وجہ سے ہوتا ہے کہ برکات لیلۃ القدر سے مشرف ہوں۔

واضح ہو کہ لیلۃ القدر کو لیلۃ القدر اس وجہ سے کہتے ہیں اس رات میں ان امور اور اشیاء کی تقدیر کی جاتی ہے جن کا ظہور اس رات کے بعد دنیا میں ہوتا ہے نیک بختی و بد بختی کفر و ایمان بھلائی و برائی دولت وفقر علم و نادانی غرض ہر چیز کی تقدیر اللہ تعالیٰ اس رات میں فرماتا ہے۔بعضے مفسرین کی یہ رائے ہے کہ آیت انا انزلنا ہ فی لیلۃ مبارکہ میں بھی لیلۃ القدر ہی مراد ہے۔اور بعضوں کو اس رائے سے اختلاف ہے مگر صحیح یہی ہے کہ عالم دنیا کا موازنہ تفصیلی اسی رات میں ہوتا ہے۔سوم یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اس رات میں سلامتی کی خبر دی ہے اور سلامتی سے خیر و برکت مراد ہے یعنی صبح صادق تک اس رات کی برکتیں نمازیوں اور اس رات سے برکت طلب کرنے والوں کو پہنچتے ہیں۔غرض اس رات میں جو نیک عمل کیا جاتا ہے اس کے ثواب کی مقدار اس سے زیادہ ہے کہ کسی نے وہی عمل ہزار مہینوں تک جاری رکھا ہو مگر ان مہینوں سے مراد ایسے مہینے ہیں جن میں لیلۃ القدر نہ ہو پس مومنین کو ضرور ہے کہ اس رات میں نیک عمل کریں اچھی ہدایت کریں سخاوت کریں اہل حاجت کی مدد کریں مساجد کو آباد رکھیں یعنی اس رات میں بیدار رہیں۔علماء کو اختلاف ہے کہ یہ رات کونسے مہینے میں ہے۔بعضوں کا یہ خیال ہے کہ یہ رات ہر مہینے میں آتی ہے اس کا دورہ بارہ مہینوں میں ہوتا ہے یعنی کبھی یہ رمضان میں آتی ہے تو کبھی شوال میں آتی ہے اسی طرح اس کا دورہ ہر مہینے میں ہوا کرتا ہے۔علماء نے اس رائے کی بناء بعضے ضعیف حدیثوں پر ڈالی ہے اور صحیح یہ ہے کہ یہ رات رمضان کے مہینے میں ہے کیونکہ بہت صحیح حدیثوں سے یہی بات ثابت ہوتی ہے اور جمہور محدثین اور بہت سے فقہاء کی یہی رائے ہے۔قرآن شریف بھی اسی بات کو بتاتا ہے کہ لیلۃ القدر رمضان کے مہینہ میں ہے کیونکہ یہ بات ثابت ہے کہ رمضان میں قرآن مجید اترا ہے اور اس سورۃ سے ثابت ہے کہ لیلۃ القدر میں نزول قران ہوا ہے تو ان دونوں کو ملانے سے یہی بات ثابت ہوگی کہ لیلۃ القدر رمضان شریف میں ہی ہے پھر اس بات میں اختلاف ہے کہ یہ رات رمضان کے کونسے عشرے میں ہے۔بعضوں کا یہ خیال ہے کہ رمضان کی ہر تاریخ میں اس کا انتقال ہوا کرتا ہے۔بعضوں کی یہ رائے ہے کہ یہ رات مبہم نہیں ہے بلکہ آخری دہائی میں یہ رات معین ہے۔بعضوں کا یہ قول ہے کہ اکیس رمضان کی یہی رات ہے امام شافعیؒ کا یہی مذہب ہے اور بعض کہتے ہیں کہ رمضان کی تئیسویں شب ہے بعض کہتے ہیں کہ چوبیسویں تاریخ ہے اور بعض کہتے ہیں کہ رمضان کی ستائیسویں شب یہی رات ہے۔یہ مذہب عبداللہ بن مسعود اور بعضے دیگر صحابہ کا ہے امام اعظمؒ نے بھی اس رائے کو پسند کیا ہے اسی واسطے اکثر حنفیہ اس رات کی تعظیم کرتے ہیں نوافل پڑھتے ہیں قرآن ختم کرتے ہیں بیدار رہتے ہیں تسبیح پڑھتے ہیں ذکر کرتے ہیں یہ سب کچھ ہے لیکن احادیث صحیحہ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ فقہاء و مجتہدین سے اس رات کے تعین کا فیصلہ نہیں ہوسکا کیونکہ جو حدیثیں اس رات کے تعین کو ثابت کرتی ہیں آپس میں متعارض اور صحیح وقوی ہیں پس ان میں سے بعضے احادیث کو بعضے حدیثوں پر ترجیح نہیں ہوسکتی حاصل یہ کہ علماء و مجتہدین کو لیلۃ القدر کے تعین میں ہمیشہ تردد ہی رہا

تا آنکہ زمان فیض رساں امام مہدیؑ آگیا اور ہدایت وارشاد کا آفتاب چمکنے لگا ہدایت وعدالت کے اشاعت دنیا میں ہونے لگی ۔گنج مخفی کے خزانے لوگوں پر تقسیم ہونے لگے بالآ خر اللہ تعالیٰ کے حکم سے حسب فرمان رسول اللہ ﷺ دعوت مہدیت علی روس الاشہاد آپ نے فرمایا اپنی ہدایت کی برکتوں سے مومنین کے دلوں کو منور فرمایا۔

ولایت محمدیہ کے احکام واصول کی پوری تعلیم دی قرآن مجید سے ان اصول وفرائض پر استدلال فرمایا غرض وہ احکام جو ولایت محمدیہ سے متعلق تھے اور آنخضرت ﷺ نے فرمایا تھا ان کا اظہار اوران کی تبلیغ زبان مہدی سے جو میری اولا دیعنی اولاد فاطمہؓ سے ہے ہوگی ۔یہی امام خلیفۃ اللہ اور خاتم دین رسول اللہ ﷺ ہے ۔پس مہدی کا خاتم دین ہونا اسی وجہ سے ہے کہ آپ کی دعوت سے احکام ولایت کا ظہور ہوا گویا دین رسول اللہ ﷺ کے دو حصے تھے ایک وہ حصہ جو احکام نبوت سے متعلق تھا اور دیگر وہ حصہ جو احکام ولایت سے متعلق تھا پس پہلے حصہ کی دعوت آنخضرت ﷺ نے کی اور حصہ دوم کی دعوت حضرت مہدیؑ نے کی چونکہ یہ دعوت اخیر حصہ کی تھی اور حضرت مہدی نے ان احکام کی دعوت کی ہے لہذا مہدیؑ کے خاتم دین ہونے کی آنخضرت ﷺ نے خبر دی ہے

اس تقریر سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ مہدی نے بہت سے وہ احکام جو ولایت محمدیہ سے متعلق تھے بیان فرمائے اسی طرح خدا کے حکم سے لیلۃ القدر کا تعین بھی فرمادیئے

اسکی تفصیل یہ ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام مہدیؑ نماز عشاء کے بعد محل میں رونق افروز ہوئے ۔ستائیسویں شب کے نصف کے بعد امام علیہ السلام کو خدا کے حکم سے اس رات کا انکشاف ہوا ہے ۔مشہور ہے کہ حضرت کو خدا سے یہ حکم ہوا کہ سید محمد آسمان کی طرف دیکھو۔حضرت علیہ السلام نے آسمان کی طرف دیکھا تو اسے نہایت مزّین پایا۔فرشتوں کی صفیں اس حالت میں دیکھیں کہ وہ خدا کی طاعت میں مصروف ہیں اور جنّتیوں کو بہت ہی آراستہ دیکھا اس کے بعد حکم ہوا کہ یہ سب کچھ اس وجہ سے ہے کہ ''آج لیلۃ القدر ہے اس کا حال مخفی تھا جو تم پر ظاہر کردیا گیا۔تم اس کے شکریہ میں دورکعت ادا کرو'' حضرت مہدی علیہ السلام نے اس فرمان کے بعد صحابیوں کے ساتھ اظہار لیلۃ القدر کے شکریہ میں دورکعتیں ادا فرمائیں پھر اس کے بعد دوسرے رمضان میں جماعت کثیر کے ساتھ دورکعتیں لیلۃ القدر کی پڑھیں ۔خلاصہ یہ کہ لیلۃ القدر کی تعین کا انکشاف حضرت امام مہدی علیہ السلام پر ہوا ہے۔

واضح ہو کہ لیلۃ القدر کا ہم گنہ گاروں پر بواسطۂ امام مہدی موعود علیہ السلام ظاہر ہوجانا ایک نعمت عظمیٰ ہے ۔کیونکہ اگر کسی شخص پر ایک مرتبہ لیلۃ القدر آجائے اور وہ اس رات میں عبادت خدا میں مصروف ہوجائے تو اس کی شبینہ عبادت ہزار مہینوں کی عبادت مقبولہ سے بہتر ہوجاتی ہے تو جب اس رات میں ہر عاقل وبالغ اپنی زندگی تک ہر سال مستفید ہوتا ہے تو اس کی زیادتی کا کیا ٹھکانہ۔اب اس تقریر کو ختم کرتا ہوں اور عام مومنین کے لئے دعا کرتا ہوں۔آمیـــــــن

خان علامہ محمد سعادت اللہ خاں مندوزئیؒ

ماخذ تفسیر سعادۃ البیان

شب قدر

شب قدر جو ہزار مہینوں سے بہتر رات ہے جس میں فرشتے اور روح ہر اس امر کے لئے اترتے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ آئندہ سال تک اپنے بندوں کے لئے مقدر کر دیتا ہے۔ اور اس شب میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے لئے سلامتی اور خیر بھی مقدر کرتا ہے۔ دوسری راتوں میں بلا اور سلامتی دونوں کو مقدر کرتا ہے۔ **سلام ھی حتی مطلع الفجر** کے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ شب قدر سلامتی ہی سلامتی ہے کیونکہ فرشتے جب آسمان سے اترتے ہیں مومنوں کو (جو اللہ کی اطاعت وعبادت میں مصروف رہتے ہیں) السلام علیکم کہتے ہیں فرشتے چونکہ کثرت سے اترتے ہیں اور ان کا سلام مومنوں پر کثرت سے ہوتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے شب قدر کو سلام فرمایا ہے یعنی وہ سراپا سلامتی ہے۔ اکثر علماء کا قول یہ ہے کہ شب قدر رمضان شریف کی ستائیسویں شب ہے (از تفسیر کشاف) ابی بن کعبؓ کے متعلق مروی ہے کہ وہ قسم کھا کھا کر کہتے تھے شب قدر رمضان کی ستائیسویں شب ہے۔ اور فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم کو اس کی علامت کی خبر دی پس ہم نے گنتی کی اور یاد رکھا (از ترمذی) ابی بن کعبؓ جیسے جلیل القدر صحابی قسم کھا کر کہنے کے باوجود رمضان کے آخری دہے میں تلاش کرنے کی روایتیں جو آئی ہیں اس کا سبب سنن ترمذی ہے یہ بتایا گیا ہے کہ نبی ﷺ اسی طریقہ پر جواب دیتے جس طرح آپ سے سوال کیا جاتا تھا کوئی آ کر پوچھتا تھا کیا ہم فلاں شب میں شب قدر کو تلاش کریں تو آنحضور ﷺ فرماتے تھے ہاں فلاں رات میں تلاش کرو اور کوئی آ کر پوچھتا تھا کیا ہم فلاں رات میں شب قدر کو تلاش کریں تو آنحضور ﷺ فرماتے تھے ہاں فلاں رات میں تلاش کرو اس طرح مختلف راتوں میں شب قدر ہونے کی روایتیں ظہور میں آئیں۔ (از ترمذی شریف جلد اول ابواب الصوم تحت باب ما جاء فی لیلۃ القدر) رسول اللہ ﷺ نے پوچھنے والوں کو منع اس لئے نہیں فرمایا کہ وہ لوگ ہر رات کے متعلق یہ خیال لے کر آتے تھے کہ اس میں عبادت الٰہی کریں آپ ہاں نہ کہکر لا فرماتے تو گویا عبادت الٰہی سے اس شب میں روکنے کے مترادف ہوتا یہ کام پیغمبر کا نہ تھا۔ یا یہ کہ شب قدر کے تعین کا علم ہونے سے پہلے رسول اللہ ﷺ نے تلاش شب قدر کا حکم کیا تھا۔ ابی بن کعبؓ کے حلف سے ثابت ہوتا ہے کہ صحابہؓ کو نبی علیہ السلام نے بتا دیا تھا کہ ستائیسویں شب ہی شب قدر ہے لیکن رسول اللہ ﷺ کی وفات شریف کے بعد روایتوں کا اختلاف باعث تردد تھا

رمضان کے آخری دہے کی کسی شب خاص پر یقین نہ تھا حضرت امام علیہ السلام پر جب بذریعہ فیضان الٰہی یہ بات منکشف ہوگئی بحیثیت امام معصوم عن الخطاء کے علم یقینی تھا آپ نے دُگانہ شکر اس شب میں ادا فرمایا (از مولف)

علاوہ بریں رسول اللہ ﷺ کا رمضان کی ستائیسویں شب میں عبادت الٰہی کا اہتمام کرنا اور اپنی عورتوں اور خاندان کے لوگوں کو جمع کرنا ابی بن کعبؓ کے بیان کی تائید کرتا ہے۔

ترجمہ: ابوذرؓ سے مروی ہے کہتے ہیں ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روزہ رکھا پس آپ نے ہم کو نماز نہیں پڑھائی حتی کہ مہینہ میں سے سات راتیں باقی رہ گئیں۔ یعنی تیئیسویں شب کو ہمارے ساتھ قیام کیا حتی کہ تہائی رات کا حصہ چلے گیا پھر چوبیسویں شب ہم کو لے کر قیام نہیں کیا اور قیام کیا ہم کو لے کر پچیسویں شب میں حتی کہ رات کا ایک حصہ چلے گیا ہم نے کہا یارسول اللہ کاش آپ ہم کو مزید نفل نمازیں ہماری باقی رات میں پڑھادیتے تو اچھا تھا فرمایا جو شخص امام کے ساتھ اپنے گھر کو واپس ہونے تک قیام کرے تو لکھا جاتا ہے اس کے لئے قیام اللیل ہی کا ثواب۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ہم کو نماز نہیں پڑھائی حتی کہ مہینے کی تین راتیں باقی رہ گئیں پس ستائیسویں شب میں نماز پڑھائی اور بلایا اپنے اہل اور عورتوں کو پس ہم کو لے کر قیام کیا اتنی دیر تک کہ ہم کو فلاح کا خوف ہوا پس میں نے اس سے کہا فلاح کیا بات ہے تو کہا سحر۔

مہدویہ کے پاس موافق فرمان وعمل حضرت امام سید محمد جونپوری مہدی موعود علیہ السلام ستائیسویں شب ہی ہے۔ امام علیہ السلام اس شب میں اللہ کی جانب سے رمضان کی ستائیسویں شب ہی شب قدر ہونے کا علم ہونے پر دُگانہ شکرانہ ادا کیا تھا (اور اس نماز کے فرض ہونے کا حکم سب کو سنایا)

نبی کریم ﷺ کے متعلق بھی ایسے خاص موقعہ پر سجدہ شکر اور دُگانہ شکرانہ ادا کرنے کی روایتیں ملتی ہیں۔ چنانچہ ابن ماجہؒ کی یہ حدیث اس پر دلالت کرتی ہے۔

ترجمہ: نبی ﷺ نے دو رکعت نماز پڑھی جس دن ابوجہل کا سر اس کے تن سے اتارنے کی خوشخبری آپ کو دی گئی اور سنن ابن ماجہؒ میں انس بن مالکؓ سے یہ بھی روایت کی گئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ایک حاجت تھی وہ حاجت برآنے پر آپ سجدہ میں گر گئے۔ منفرد سجدہ شکر میں جو حصول نعمت اور دفع بلا کی صورت میں کیا جائے علماء کا اختلاف ہے۔ امام شافعی اور امام احمد حنبل رحمہا اللہ کے پاس یہ سجدہ سنت ہے۔ یہی قول امام محمدؒ کا ہے۔ سجدہ شکر منفردہ میں بھی بہت سے احادیث اور آثار ملتے ہیں۔ امام بوحنیفہ اور امام مالک رحمہا اللہ کے پاس سجدہ شکر منفردہ سنت نہیں ہے بلکہ مکروہ ہے۔ یہ ائمہ فرماتے ہیں کہ سجدہ شکر منفردہ کے متعلق جو احادیث وآثار ملتے ہیں اس سے دو رکعت نماز ہی ہے۔ سجدہ پر صلوۃ کا اطلاق ایسا ہی ہوا ہے جیسا کہ کل کا اطلاق جزء پر ہوتا ہے۔ اور ان بزرگوں نے کہا ہے کہ اللہ تعالی کی نعمتیں بے شمار ہیں اور بندہ اس کا شکر ادا کرنے سے عاجز

ہے۔ایسے سجدوں کی تکلیف اگر چہ کہ بطریق سنت واستحباب ہوموجب تکلیف مالا یطاق ہوتی ہے لیکن جولوگ صلوۃ شکر کے عامل ہیں ان کا ارادہ ان عظیم نعمتوں کے حاصل ہونے پر دُگانہ شکرانہ ادا کرنا ہے جو نادر طور پر ہوا کرتی ہیں چاہے وہ نعمتیں منتظرہ ہوں یا غیر منتظرہ۔رسول اللہ ﷺ نے جو دُگانہ شکرانہ ادا فرمایا ہے ایسے ہی موقع پر ادا فرمایا ہے ہر نعمت کے موقع پر نہیں ادا فرمایا ورنہ اللہ کی نعمتوں میں وجود اور اس کے لوازم کی نعمتیں ایسی ہیں جو ہمیشہ انسان کے ساتھ رہتی ہیں۔بعض خلفائے راشدین نے بھی رسول اللہ ﷺ کے بعد دُگانہ شکرانہ ادا کیا ہے۔چنانچہ ابوبکر صدیقؓ کے عہد خلافت میں جب مسیلمہ کذاب کے قتل کی خبر پہنچی تو ابوبکر صدیقؓ نے دُگانہ شکرانہ ادا کیا۔اور حضرت علیؓ کے عہد خلافت میں جب فرقہ خوارج کے سردار ذوالثدیہ کے قتل کی خوشخبری پہنچی تو حضرت علیؓ نے دُگانہ شکرانہ ادا کیا۔کعب بن مالکؓ غزوہ تبوک میں نہیں گئے تھے جب ان کو رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ان کی توبہ قبول ہونے کی خوشخبری ملی تو دُگانہ شکرانہ ادا کیا تھا (از لمعات شرح مشکوۃ صفحہ ۱۰۱؍ابن ماجہ) کسی عظیم الشان نعمت کے حصول پر دُگانہ شکرانہ ادا کرنا سنت رسول ہے۔مہدویہ ہر سال شب قدر میں باتباع امام علیہ السلام دُگانہ فرض ادا کرتے ہیں اور عبادت الٰہی میں مصروف رہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے گزشتہ شب قدر سے اس شب قدر تک جس خیر و برکت اور نعمتوں کا نزول فرمایا اس کے شکریہ میں بارگاہ الٰہی میں سر بسجود ہو کر دو رکعت دُگانہ فرض ادا کر کے اپنی بندگی اور خشوع وخضوع کا اظہار کریں۔ابوبکرؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کے پاس جب کوئی امر آتا جو آپ کو مسرور کر دیتا یا کوئی خوشخبری آپ کو سنائی جاتی تو اللہ کا شکر ادا کرنے کے لئے سجدہ میں گر جاتے۔(یعنی دو رکعت نماز شکریہ کے طور پر ادا فرماتے)

لسان القوم حضرت محمد نعمت اللہ خاں صاحب صوفیؒ

دولت زئی۔ دُگانۂ شب قدر

سوال:۔مہدوی رمضان کی ستائیسویں رات میں آدھی رات کے بعداذان دے کرعشاء کی نماز کے ساتھ دُگانۂ شبِ قدر فرض کی نیت سے ادا کرتے ہیں۔کیاان کا یہ عمل قرآنِ مجید وحدیث کے تحت صحیح ہے؟

جواب:۔اس سوال میں دو باتیں بیان کی گئیں ہیں۔ایک یہ کہ مہدوی عشاء کی نماز اپنے وقت پرادانہ کرکے آدھی رات کے بعد کیوں ادا کرتے ہیں؟ دوسری یہ کہ دُگانہ شب قدر کی نماز فرض کی نیت سے ادا کرتے ہیں تو کیا اسلام کی پانچ وقت کی نمازوں کے علاوہ چھٹی نماز فرض کی جاسکتی ہے؟

پہلے ہم سوال نمبرایک جوآدھی رات کے بعد کیوں ادا کرتے ہیں اس کا جواب دیں گے۔اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں نماز کا جوحکم دیا ہےاس کے الفاظ یہ ہیں۔ اَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃ یعنی نماز قائم کرو۔اس حکم میں فرض اللہ تعالیٰ کے الفاظ نہیں ہیں بلکہ صرف نماز قائم کروکہا گیا۔یہ اَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃ کا حکم قرآن مجید میں کوئی (۷۰) مقامات پرآیا ہے۔مگرکہیں اس بات کی تفصیل نہیں ہے کہ کتنی نمازیں قائم کی جائیں؟ کون کونسے وقت قائم کی جائیں؟ کتنی رکعتوں والی نمازیں قائم کی جائیں؟اس کی ادائی کا طریقہ کیا ہونا چاہئے؟ کونسی نماز فرض کونسی واجب کونسی سنت کونسی نفل یہ سب کچھ نہیں صرف نماز قائم کروکاارشاد ہورہا ہے۔

اس کی تعلیم حضرت رسول اللہ ﷺ فرمارہے ہیں اور صحابۂ کرامؓ سیکھ رہے ہیں۔صرف دونمازیں ادا ہورہی ہیں۔ایک آفتاب نکلنے سے پہلے اور دوسری آفتاب غروب ہونے سے پہلے (غایۃ الاوطار) حضور اکرم صلعم کو معراج ہوتی ہے۔ پانچ وقت کی نمازیں فرض ہوتی ہیں۔قرآن مجید کی آیت کریمہ بھی نازل ہوتی ہے کہ

اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتۡ عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ کِتَابًا مَّوۡقُوۡتًا معراج ہی میں عشاء کی نماز میں فرض وسنت کے علاوہ وتر کا بھی اضافہ ہوجاتا ہے۔اس کے بعد ہر نماز کی تعلیم مکمل ہوجاتی ہے۔فرض،واجب اورسنتوں کا بھی تعین ہوجاتا ہے۔ ہر نماز کی رکعتیں بھی مقرر کردی جاتی ہیں۔نمازوں کی ادائی کے طریقے کی بھی تعلیم ہوجاتی ہے۔

نماز کے لئے بلانے کا طریقہ بھی اذان کے ذریعہ مقرر ہوجاتا ہے۔اذاں کے الفاظ بھی مخصوص مقرر کردیئے جاتے ہیں اس کے ساتھ ساتھ پانچ نمازوں کے وقت بھی مقرر کردیئے جاتے ہیں اور ہر نماز کے ابتدائی وانتہائی اوقات بھی مقرر کردیئے جاتے ہیں چنانچہ

(۱) نماز فجر کا وقت طلوع صبح صادق سے آفتاب کے کنارے کے طلوع ہونے سے پہلے تک

(۲) نماز ظہر کا وقت طلوع صبح صادق سے آفتاب کے کنارے سوائے سایۂ اصلی کے دو چند ہونے تک۔

(۳) نماز عصر کا وقت ہر چیز کا سایہ سوائے سایۂ اصلی کے دو چند ہونے کے بعد سے غروبِ آفتاب تک۔(آفتاب زرد ہونے کے بعد عصر کی نماز کراہت تحریمی کے ساتھ جائز ہے(نورالہدایہ)

(۴) نماز مغرب کا وقت غروبِ آفتاب سے غروبِ شفق سفید تک

(۵) نماز عشاء کا وقت غروبِ شفق سفید کے بعد سے طلوع صبح صادق تک ہے۔

اب ایک مثال پر غور کیجئے کہ ظہر کی نماز کا وقت زوالِ آفتاب کے بعد سے ہر چیز کے سایۂ اصلی کے سوائے دو چند ہونے تک ہے۔فرض کر لیجئے کہ ایک بجے سے چار بجے یا ساڑھے چار بجے تک ہے۔اگر ایک شخص ڈیڑھ بجے یا دو بجے کے بجائے ساڑھے تین بجے یا چار بجے یا اس کے بعد مگر وقت کے ختم ہونے کے اندر ظہر کی نماز ادا کرتا ہے تو اس کی نماز ادا ہو جائے گی یا نہیں؟ ظاہر ہے کہ اس کی نماز یقیناً ادا ہو جائے گی۔کیونکہ اس نے شرع مبین نے جو وقت مقرر کیا ہے اس کے اندر نماز ادا کی ہے۔اسی طرح عشاء کی نماز کا وقت غروب شفق سفید کے بعد کثرت سے تارے نکل جانے کے بعد طلوع صبح صادق تک ہے اگر ایک شخص نے ۸ یا ۹ بجے شب کے بجائے ایک بجے یا دو بجے رات کو عشاء کی نماز ادا کی تو اس کی نماز میں یا ادائی میں کوئی ہرج یا خرابی آ سکتی ہے؟ ہرگز نہیں آ سکتی کیونکہ شرع مبین نے عشاء کی نماز کا جو وقت مقرر کیا ہے اس کے ختم ہونے سے پہلے اس نے نماز ادا کی یقیناً اس کی نماز ادا ہوگئی۔اس میں کسی قسم کی خرابی نہیں آ سکتی۔یہ بھی شرع مبین کا قاعدہ اور قانون ہے کہ اگر کسی مسجد میں اس وقت اذاں نہ ہوئی ہو تو آخر وقت میں آنے والے مصلی کو چاہئے کہ پہلے اذاں دے کر وقت کی نماز ادا کرے۔

شرع مبین کے ان قاعدوں کے مطابق مہدوی رمضان کی ستائیسویں رات میں آدھی رات کے بعد اذاں دے کر جو عشاء کی نماز ادا کرتے ہیں وہ بالکل صحیح اور عین احکام خدا اور اطاعتِ شریعت حقہ اور حضرت رسول اللہ صلعم کے احکام واعمال کے تحت ہے۔

اب آدھی کے بعد کی رات پر غور کیا جائے کہ اس وقت کی کیا اہمیت ہے۔تہجد کی نماز کس وقت پڑھی جاتی ہے؟ کیا آدھی رات کے پہلے حصے میں پڑھی جاتی ہے یا آدھی رات کے بعد پڑھی جاتی ہے۔ظاہر اور ثابت ہے کہ آدھی رات کے بعد پڑھی جاتی ہے۔یہ کیوں؟ محض اس لئے کہ آدھی رات کے بعد کے اوقات اپنے فیوض وبرکات اور انوار ربانی وتجلیاتِ رحمانی کے اعتبار سے خاص ہیں۔

احادیث سے ثابت ہے کہ ملائکہ یعنی فرشتے اس وقت میں بطور خاص اللہ تعالی کا ذکر اور اس کی تسبیح کرتے رہتے ہیں۔

اس کے علاوہ یہ بات بھی ثابت ہے کہ اولیاء کرامؒ جس قدر بھی عبادت وریاضت کیا کرتے تھے وہ آدھی رات کے بعد ہی کیا کرتے تھے۔عبادت وریاضتِ اولیاءاللہ کا وقت بھی آدھی رات کے بعد اور ولایت کی تمام عبادتیں آدھی رات کے بعد ہی ہوا کرتی ہیں۔

چنانچہ حدیث کی کتاب صحیح مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ''حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ رات کے تیسرے حصہ میں ایک گھڑی ایسی ہوتی ہے کہ اس وقت بندہ مسلمان اللہ تعالیٰ سے جو مانگے وہ اسے عطا کرے''

نماز وتر پر غور کیا جائے یہ نماز عشاء کی نماز میں داخل ہے یا کیا؟ جو لوگ تہجد کی نماز ادا کرتے ہیں۔اگر اول وقت عشاء کی نماز ادا کرلیں تو وتر کی نماز نہیں پڑھا کرتے بلکہ باقی رکھ کر چھوڑ دیتے ہیں اور تہجد کی نماز کے ساتھ ادا کرتے ہیں اور جو لوگ تہجد نہیں پڑھتے عشاء کی نماز کے ساتھ ادا کرلیتے ہیں۔ایسی صورت میں وتر کی نماز کو کس وقت کی نماز میں داخل کیا جائے آیا عشاء کی نماز میں داخل کیا جائے یا تہجد کی نماز میں داخل کیا جائے۔ایک عمل سے تہجد کی نماز کا ایک حصہ ثابت ہورہی ہے دوسرے عمل سے عشاء کی نماز کا حصہ قرار پا رہی ہے اور اکثریت یہی ہے۔

چنانچہ آئمہ کرام میں بھی وتر کی نماز سے متعلق اختلاف ہے۔حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس وتر کی نماز واجب ہے اور شاگردانِ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ میں حضرت امام ابو یوسفؒ اور امام احمدؒ اس کو سنت کہتے ہیں۔حضرت شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امام مالکؒ اور حضرت امام احمد حنبلؒ کے نزدیک وتر کی نماز سنت ہے۔اور حضرت امام زفرؒ ان سب کے خلاف وتر کی نماز کو فرض کہتے ہیں۔

غور کا مقام ہے کہ یہ تمام آئمہ کرام معصوم نہیں ہیں۔ان سے غلطی اور خطا کا امکان ہے اور تمام قیاس سے کام لے رہے ہیں۔اس کے باوجود ہر امام کے پیروؤں کا اعتقاد ان کے امام کے کہنے پر ہے۔

حضرت امام اعظمؒ کے پیروؤں کے پاس وتر کی نماز واجب ہوگئی۔حضرت امام شافعیؒ حضرت امام مالکؒ اور حضرت امام احمد حنبلؒ کے پیروؤں کے پاس سنت ہوگئی۔اور حضرت امام زفرؒ کے پیروؤں کے پاس فرض ہوگئی۔

حضرت امام اعظمؒ اور حضرت امام زفرؒ کے پیروؤں سے کوئی پوچھے کہ حضرت رسول اللہ صلعم کے دو سو برسوں کے بعد یہ چھٹی نماز کیسے فرض یا واجب ہوگئی جبکہ اس کا ذکر قرآن مجید میں نہیں اور جس کی ادائی کا امر معنوی بھی قرآن میں نہیں اور جس کی نوعیت کو احادیث بھی ظاہر نہیں کرتیں۔اس کے علاوہ وتر کی نماز کی تعداد رکعت میں بھی آئمہ کرام میں اختلاف ہے

الغرض اختلاف اور اکثریت کے عمل کے نظر کرتے وتر کی نماز کو عشاء ہی کی نماز میں داخل تصور کرلیا جائے تو پھر عشاء کی نماز کا ایک حصہ یعنی وتر کو آدھی رات کے بعد کیوں پڑھا جارہا ہے؟ اس سے ثابت ہورہا ہے کہ عشاء کی پوری نماز ہو یا اس کا

کوئی حصہ آدھی رات کے بعد پڑھا جاسکتا ہے۔اور خصوصاً اولیاء اللہ اور اللہ کے نیک صالح بندے اور تہجد گذار لوگ آدھی رات کے بعد ہی نمازوں میں اور عبادتوں میں مصروف ہوتے ہیں۔اس کے علاوہ غور کیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب مکرم ﷺ کو جب معراج میں بلایا تھا اور آسمانوں کی سیر کرائی تھی۔انبیاء علیہم السلام سے ملاقات اور نمازیں ادا کروائی تھیں اور مقام وحدۃ میں داخل فرمایا تھا وہ کونسا وقت تھا؟ یہ سب کچھ آدھی رات کے بعد ہی ہوا تھا۔

اس تفصیل سے ثابت ہوا کہ آدھی رات کے بعد کا وقت خاص انوارِ ربانی اور تجلیات رحمانی کا وقت ہے۔اسی لئے مہدوی شب قدر کی خاص نماز دُگانہ لیلۃ القدر اسی خاص انوارِ ربانی اور تجلیاتِ رحمانی کے وقت ادا کرتے ہیں۔

اب راتوں پر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ سال تمام کی بعض بعض راتیں عام راتوں پر بہت ہی فضیلت رکھتی ہیں۔مثلاً شب برأت، شب معراج وغیرہ یہ کیوں؟ محض اس لئے کہ ان راتوں میں اللہ تعالیٰ کے خاص خاص برکات اور انوار و تجلیات کا ظہور ہوتا ہے۔ان راتوں میں بھی عبادات کس وقت کی جاتی ہیں آدھی رات ہی کے بعد کی جاتی ہیں۔

قرآن مجید میں شب معراج اور احادیث شریف میں شب برأت کے حالات اور واقعات بیان ہوئے ہیں۔ان راتوں کی عبادات بھی خاص فضیلت رکھتی ہیں مگر قرآن مجید میں ایسی خاص اہمیت سے ذکر نہیں کیا گیا جیسی کہ شب قدر کا کیا گیا ہے۔

شب قدر کی تعریف اور اس کی اہمیت ملائکہ کا نزول اور اس کی فضیلت کا بتلانا اور بطور خاص ایک سورہ اس کی شان میں نازل فرمانا آخر کیا معنی رکھتا ہے؟ محض اس رات کی عبادت کا بطور معنی حکم کرنا مقصود ہے اب غور کیجئے کہ ایسی اہمیت والی رات جو ایک ہزار مہینوں سے افضل و اعلیٰ ہے۔ایسی رات کی عبادت کس وقت کی جانی چاہئے کیا اول وقت ہی میں ادا کر کے باقی رات کو کھو دینا چاہئے یا اس خیر و برکت والی رات کے اس خاص الخاص وقت میں یعنی آدھی رات کے بعد ادا کرنی چاہئے۔ ظاہر ہے کہ آدھی رات کے بعد انوارِ ربانی اور تجلیات رحمانی کے وقت ہی میں ادا کرنی چاہئے۔

اور ایک مسئلہ بھی ہے کہ نماز کے انتظار میں جو وقت گزرتا ہے وہ نماز ہی میں گزرنے کے برابر تصور کیا جاتا ہے۔اب اس لحاظ سے غور کیا جائے کہ شب قدر میں آدھی رات کے بعد نماز ادا کرنے سے تمام رات عبادت میں گزرنے کے برابر ہوجاتی ہے

چنانچہ رمضان شریف کی پچیسویں رات میں حضور سرور کائنات صلعم کا عمل اور ارشاد اس بات کی شہادت دے رہا ہے۔ مشکوٰۃ شریف کی حدیث جو حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت سے لکھی گئی ہے کہ ’’جبکہ پانچ راتیں رہیں یعنی پچیسویں رات ہوئی۔ ہمارے ساتھ قیام کیا یہاں تک کہ آدھی رات گئی پس میں نے کہا یا رسول اللہ کاش کہ ہمارے لئے اس رات میں زیادہ قیام کرتے یعنی آدھی رات سے زیادہ قیام کرتے تو بہتر تھا۔فرمایا تحقیق (بے شک) آدمی جس وقت فرض نماز امام کے ساتھ پڑھتا ہے یہاں تک کہ امام فارغ ہوتا ہے۔اس کے لئے رات تمام کا قیام گنا جاتا ہے۔یعنی عشاء اور فجر پڑھنے کے سبب

سے تمام رات کے قیام کا ثواب حاصل ہوتا ہے''

اسی رات کی کیفیت کو حضرت محبوب سبحانی غوث اعظم دستگیر شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز اپنی کتاب ''غنیۃ الطالبین'' میں حضرت ابوذر غفاریؓ کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں۔

''حضرت رسول اللہ ﷺ پچیسویں رات میں تشریف لے آئے اور ہم کو نماز پڑھائی یہاں تک کہ آدھی رات اسی میں بسر ہوگئی بعد میں ہم نے عرض کیا اگر ہم اس رات میں نفل ادا کریں تو ہمارے واسطے یہ ہر صورت میں بہتر ہوگا۔ اس کے جواب میں آپؐ نے فرمایا کہ اگر کوئی آدمی اس وقت امام کے ساتھ کھڑا رہے جب تک وہ کھڑا ہو تو اس کو پوری رات کے قیام کا ثواب ملتا ہے''

(۱) مشکوٰۃ شریف کی حدیث شریف سے تین باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ ایک یہ کہ رمضان کی پچیسویں رات میں حضورِ اکرم ﷺ نے آدھی رات تک نماز پڑھائی۔ دوسرے یہ کہ عشاء کی فرض نماز پڑھائی۔ تیسرے یہ کہ اس رات کی عشاء اور فجر کی نمازیں امام کے ساتھ پڑھنے سے تمام رات کے قیام کا ثواب ملتا ہے۔

اور محبوب سبحانی غوثِ الاعظم دستگیر شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہ العزیز نے جو حدیث شریف حضرت ابوذر غفاریؓ کی روایت سے تحریر فرمائی ہے اس میں ایک اور بات معلوم ہوئی کہ

''حضور اکرم ﷺ نے اتنی دیر نماز پڑھائی کہ آدھی رات بسر ہوگئی'' اس کے بعد میں عرض کیا گیا کہ ''اگر ہم اس رات میں نفل ادا کریں تو ہمارے واسطے یہ ہر صورت میں بہتر ہوگا'' تو حضور اکرم ﷺ نے اس کی اجازت نہیں دی بلکہ یہ جواب دیا، کہ ''اگر کوئی آدمی اس وقت امام کے ساتھ کھڑا رہے جب تک وہ کھڑا ہو تو اس کو پوری رات کے قیام کا ثواب ملتا ہے'' یعنی یہ کہ فرض نماز عشاء کی ادائی ہی میں پوری رات کے قیام کا ثواب ملتا ہے۔ نفل نمازوں کی ضرورت نہیں۔ لہذا ثابت ہوا کہ تمام رات قیام اور عبادت میں گزرنے کے برابر ہوگئی۔

ان تمام دلیلوں اور منزلوں کے بعد دیکھئے کہ اس شب قدر کی ستائیسویں رات میں معلم کائنات حضور اکرم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے کیا عمل کیا؟ آیا اول وقت ہی نماز ادا فرمادی یا کونسے وقت میں ادا فرمائی؟ مشکوٰۃ شریف باب قیام شہر رمضان کی فصل ثانی میں حضرت ابوذر غفاریؓ سے یہ روایت بیان کی گئی ہے۔

''پس جب کہ تین راتیں رہیں یعنی ستائیسویں رات ہوئی حضرتؐ نے اپنے اہل کو اور اپنی عورتوں کو اور لوگوں کو جمع کیا۔ پس یہاں تک ہمارے ساتھ قیام کیا کہ ہم ڈرے کہ ہم سے فلاح فوت ہو جائے۔ کہا راوی نے کہ فلاح کیا ہے؟ تو ابوذرؓ نے کہا کہ سحر کا کھانا پھر باقی مہینے میں یعنی اٹھائیسویں اور انتیسویں شب میں ہمارے ساتھ قیام نہ کیا'' اس روایت کو ابوداؤد

ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے بھی لکھا ہے۔

گویا صحاح ستہ کے چار آئمہ حدیثؒ نے اس روایت سے اتفاق کیا اور تفصیل سے ستائیسویں رمضان کی رات کی کیفیت اور مولائے کائنات حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے عمل کو بتلایا ہے۔ اسی حدیث شریف کو حضرت ابوذر غفاری صحابیؓ کی روایت سے حضرت محبوب سبحانی غوث اعظم شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہ العزیز نے بھی اپنی کتاب ''غنیۃ الطالبین'' میں تحریر فرمایا ہے۔ اس مستند حدیث کی تفصیلات سے صاف ظاہر ہے کہ

(۱) حضور سرور کائنات حضرت رسول اللہ ﷺ نے رمضان شریف کی ستائیسویں رات کی نماز کا بڑا اہتمام فرمایا۔

(۲) خاص اپنے آل کو اور اپنی عورتوں کو بھی جمع فرمایا۔

(۳) اور لوگوں کو بھی جمع فرمایا۔ یعنی تمام مسلمان مرد عورتوں اور بچوں کو بھی جمع فرمایا۔

(۴) اس اہتمام سے آپؐ نے اور کوئی نماز ادا نہیں فرمائی۔

(۵) آدھی رات کے بعد ہی عشاء کی فرض نماز پڑھائی۔

(۶) اتنی دیر تک نماز پڑھائی کہ سحری کھانے کا وقت ختم ہونے کا ڈر ہونے لگا۔

(۷) تراویح کی نماز نہیں پڑھائی (جس کا ثبوت آئندہ دیا جارہا ہے)

ان تفصیلات کے ساتھ اس حدیث شریف پر چار زبردست ائمہ حدیث نے اتفاق کیا ہے یعنی یہ حدیث شریف صحیح اسناد کے ساتھ صرف ایک امام کے پاس نہیں بلکہ صحاح ستہ کے چاروں اماموں کے پاس پہنچی ہے جس کو چاروں آئمہ نے قبول کیا ہے۔ اس کے علاوہ صاحب کشف و کرامات حضور غوث اعظم شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہ العزیز نے بھی اس حدیث شریف کو نہایت صحیح اور مستند قرار دیا اور اپنی کتاب ''غنیۃ الطالبین'' میں تحریر فرمایا''

حدیث شریف کی ان تمام تفصیلات کی روشنی میں مہدویوں کے عمل کو دیکھئے۔ رمضان شریف کی ستائیسویں شب قدر کی نماز کس اہتمام سے ادا کرتے ہیں؟

اس شب قدر کی نماز میں وہ سارا اہتمام کرتے ہیں جو حضور معلم کائنات حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اور اس رات میں وہی اعمال کرتے ہیں جو حضور سرور کائنات حضرت رسول اللہ ﷺ نے کیا۔ اور اسی وقت نماز پڑھتے اور ختم کرتے ہیں جس وقت حضور امام الکائنات حضرت رسول اللہ ﷺ نے ختم فرمائی۔ گویا مہدویوں کے اس رات میں جس قدر عبادات اور اعمال ہیں عین سنت حضرت رسول اللہ ﷺ کے اتباع میں ہیں۔ اب رہا یہ سوال کہ اس متبرک اور نہایت قدر والی رات میں مہدوی تراویح کی نماز کیوں نہیں پڑھتے؟

شرع مبین نے عبادات کے چار اقسام مقرر کیے ہیں۔

ایک فرض :۔ جو دلیل قطعی سے بہ صیغہ امر ثابت ہو۔ اس کی دو قسم ہیں ایک فرض عین دوسرا فرض کفایہ۔ فرض عین اس کو کہتے ہیں جس کی ادائی ہر عاقل بالغ پر بلا عذرِ شرعی فرض ہے جیسے نماز' روزہ وغیرہ۔ فرض کفایہ اس کو کہتے ہیں جو بعض لوگوں کے ادا کرنے سے سب کی جانب سے ادا ہو جائے۔ جیسے نماز جنازہ۔

دوسرا واجب :۔ جو دلیل ظنی سے ثابت ہو۔ جس کا ترک کرنے والا گنہگار اور قابلِ عذاب ہے جیسے نماز وتر اور نماز عیدین وغیرہ

تیسری سنت :۔ جس کو حضرت رسول اللہ ﷺ نے اکثر کیا ہو اور جس کی ادائی کے لئے تاکید فرمائی ہو۔ سنت کی دو قسم ہیں۔ ایک موکدہ اور دوسرے غیر موکدہ' سنت موکدہ اس کو کہتے ہیں جس کی ادائی کے لئے حضرت رسول اللہ ﷺ نے تاکید فرمائی ہو اور خود بھی ہمیشہ اس کو ادا فرمایا ہو۔ جیسے نماز فجر وظہر وعشاء کے ساتھ کی سنتیں۔ سنت غیر موکدہ وہ ہے جس کی ادائی کی نسبت حضرت نبی کریم ﷺ نے تاکید نہ فرمائی ہو اور کبھی کبھی خود بھی اس کو ترک فرمایا ہو جیسے فرض عشاء کے قبل چار رکعت سنت۔ اس کے ادا کرنے میں ثواب ہے اور اس کے ترک کرنے میں عذاب نہیں۔

چوتھا مستحب :۔ جو فرض اور واجب اور سنت کے سوا اس سے زائد ہو۔ اس کے ادا کرنے پر ثواب حاصل ہوتا ہے اور ترک کرنے پر عذاب نہیں۔

اب غور کیجئے اور بتایئے کہ نماز تراویح عبادات کی کونسی قسم میں داخل ہے؟ فرض یا واجب ہے یا سنت ہے یا مستحب ہے؟ ہمارا غور اور ہماری فکر کچھ کام نہیں دے سکتی۔ ہم کسی عبادت کو کسی حکم میں اپنی طرف سے داخل نہیں کر سکتے۔ ہم کو شرع مبین' آئمہ کرامؒ اور احادیثِ حضرت رسول اللہ ﷺ کی طرف رجوع کرنا پڑے گا۔

چنانچہ حضرت امام العرفان محبوب سبحانی غوث الاعظم شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہ العزیز نے اپنی کتاب غنیۃ الطالبین کے باب تراویح میں صحیح مسلم حدیث کی کتاب کے حوالہ سے تحریر فرمایا ہے کہ ''نمازِ تراویح باجماعت مستحب ہے''

اس کے علاوہ مشکوٰۃ شریف کے باب تراویح میں حضرت ابوہریرہؓ کے حوالے سے یہ حدیث صاف اور صریح الفاظ میں موجود ہے کہ ''رسول اللہ ﷺ تراویح کی رغبت دلاتے تھے اور تاکیدی حکم نہیں فرماتے تھے''

پس فرماتے تھے کہ جو شخص رمضان میں اعتقادِ صحیح کے ساتھ طلبِ ثواب کے واسطے نہ کہ دکھانے اور سنانے کے لئے تراویح پڑھے' بخشے جاتے ہیں اس کے گناہِ صغیرہ۔

پس رسول اللہ ﷺ کے آخر وقت تک یہی امر تھا۔ اور خلافتِ حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ میں بھی یہی عمل تھا یعنی جو کوئی

ثواب کے واسطے چاہتا بطورِ خود پڑھ لیتا۔ جماعت مقرر نہ تھی اور خلافتِ حضرت عمرؓ کے اول زمانہ میں بھی یہی عمل تھا۔ پھر حضرت عمرؓ نے جماعت کا حکم دیا‘‘

حضرت ام المومنین بی بی عائشہ صدیقہؓ سے بھی یہ حدیث روایت کی گئی ہے۔ حضرت امام العرفان محبوب سبحانی غوث الاعظم شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی قدس اللہ سرہ العزیز نے بھی اپنی کتاب غنیۃ الطالبین میں باب تراویح میں حضرت ابو ہریرہؓ اور صحیح مسلم کے حوالے سے اور حضرتہ ام المومنین بی بی عائشہ صدیقہؓ کے حوالے سے تحریر فرمایا ہے کہ

’’حضرت پیغمبر ﷺ نے ایک ہی رات تراویح کی نماز پڑھی۔ اور بعض کا قول ہے کہ دو رات اور بعض کہتے ہیں کہ تین رات نمازِ تراویح پڑھی ہے۔ (اتباع سنت میں مہدوی رمضان کی ابتدائی تین راتوں میں تراویح لازماً پڑھتے ہیں اس کے علاوہ مہدویہ کے بعض خاندانوں میں دس دن اور بعض خاندانوں میں پورا مہینہ تراویح پڑھتے ہیں۔)

اس کے بعد پیغمبر خدا ﷺ اصحاب کے پاس تشریف نہیں لائے حالانکہ وہ آپ کے منتظر رہے اور اس کے بعد آپؐ نے فرمایا کہ اگر میں اس وقت نکل آتا تو تم لوگوں پر تراویح کی نماز فرض ہو جاتی۔

’’پس حضرت عمرؓ کی خلافت کے دنوں میں ماہ رمضان کا سارا مہینہ تراویح پڑھی گئی اسی واسطے یہ نماز انہیں کی طرف منسوب ہے۔ ان دونوں حدیثوں سے ثابت ہوا کہ

(۱) حضور اکرم حضرت رسول اللہ ﷺ نے رمضان شریف کی اول صرف صرف تین راتوں میں نماز تراویح پڑھی اور پڑھائی ہے۔

(۲) رمضان کی باقی راتوں میں نماز تراویح پڑھی اور نہ پڑھائی۔

(۳) ایسی صورت میں صاف بات ہے کہ رمضان کی ستائیسویں رات میں بھی حضور اکرم حضرت رسول اللہ ﷺ نے نماز تراویح نہیں پڑھی بلکہ عشاء کی نماز ادا فرمائی۔

ان ارشادات اور اعمال حضور سرور کائنات حضرت رسول اللہ ﷺ کی روشنی میں ثابت ہوا کہ اس متبرک اور نہایت قدر والی رمضان کی ستائیسویں رات میں مہدویوں کے جس قدر بھی اعمال اور عبادات ہیں عین اتباع حضرت رسول اللہ ﷺ میں ہیں۔

اب ہم سوال کا دوسرا حصہ کہ ’’مہدوی دُگانہ شب قدر کی نماز فرض کی نیت سے ادا کرتے ہیں تو کیا اسلام کی پانچ وقت کی نمازوں کے علاوہ چھٹی نماز فرض کی جا سکتی ہے؟‘‘ کا جواب دیں گے۔

حضور اکرم حضرت رسول اللہ ﷺ کے ظاہر کو نبوت اور حضور اکرم حضرت رسول اللہ ﷺ کے باطن کو ولایت کہتے

ہیں۔ محققین صوفیاءِ کرام کا تسلیم کیا ہوا اور مانا ہوا مسئلہ ہے کہ کوئی نبی اس وقت تک نبوت کے منصب پر آ نہیں سکتا تاوقتیکہ اس کو پہلے ولایت کا درجہ نہ ملے اور یہ بھی ایک مانی ہوئی حقیقت ہے کہ ہر نبی کو مشکوٰۃ ولایتِ محمدی ﷺ سے ہی فیض ملتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی قربت اور نزدیکی کو مقامِ ولایت کہتے ہیں اور احکام و فیضانِ الٰہی کی تقسیم کے مقام کو مقام نبوت کہتے ہیں۔ یعنی نبی مشکوٰۃِ محمدی ﷺ سے احکام و فیصان الٰہی حاصل کرتا ہے۔ اور مخلوق کو پہونچاتا ہے۔ مقام نبوت پر یہ احکام الٰہی بذریعہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نازل ہوتے ہیں جس کو قرآن کی زبان میں وحی کہتے ہیں۔

سرورِ کونین حضرت رسول اللہ ﷺ نے جب اپنی نبوت کا اظہار فرمایا تو سنت اللہ کے قاعدے کے مطابق یہاں بھی احکامِ الٰہی وحی کی صورت میں حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ذریعہ نازل ہوئے جس کے مجموعہ کا نام قرآن مجید ہے۔

چونکہ نزولِ احکامِ الٰہی کے اعتبار سے دین کو مکمل کردینا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے کلامِ آخر میں احکامِ نبوت کے ساتھ ساتھ احکامِ ولایت بھی نازل فرمادیئے۔ کیونکہ اس کے بعد اور کوئی کتاب الٰہی آنے والی نہیں تھی۔ اس آخری کتاب الٰہی کی آخری اور مکمل تعلیم کے لئے حضور معلم کائنات سردارِ دوجہاں خاتم الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو روانہ فرمایا۔ تاکہ حضور اکرم ﷺ کے ارشادات کے ذریعہ قولی تعلیم آپؐ کے اعمال کے ذریعہ عملی تعلیم آپؐ کے سراپا حال کے ذریعہ حالی تعلیم اور آپؐ کے اسرار کے ذریعہ اسرار کی تعلیم مکمل ہوجائے۔

چونکہ حضور اکرم حضرت رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں دین اسلام اپنے ابتدائی منازل میں تھا اور علم الاسلام و علم الایمان جو قرآن حکیم کے دو اہم حصے ہیں پہلے انہیں احکام کی تعلیم مکمل ہونی تھی اس لئے انہیں احکام پر زیادہ توجہ کی گئی۔

اب رہ گئی ولایت کے احکام کی تعلیم جو نبوت کا باطن ہے جس کو قرآن کی زبان میں علم الاحسان کہتے ہیں۔ نبوت کے زمانہ میں اس کی بھی تعلیم ہوئی لیکن خاص طریقے پر صلاحیت اور قابلیت کے اعتبار سے ہوئی۔ مگر عام تام بطور دعوت نہیں ہوئی جس طرح کہ احکامِ نبوت یعنی علم الاسلام اور علم الایمان کی تعلیم عام تام بطور دعوت کی گئی۔

یہاں اس حقیقت کو بھی ظاہر کردینا ضروری اور مناسب ہوگا کہ حضور اکرم حضرت رسول اللہ ﷺ نے اگرچہ احکامِ ولایت یعنی علم الاحسان کے احکام کی قولاً بطور دعوت تعلیم نہیں فرمائی مگر فعلاً و حالاً تو عام تام اس کا اظہار فرمایا۔ لیکن عام لوگوں نے اس کو سمجھا نہیں۔ جن لوگوں میں نورِ بصارت تھا انہوں نے حضور مکرم حضرت رسول اللہ ﷺ کو احکامِ ولایت پر عمل کرتے دیکھا۔ جن لوگوں میں نورِ عقل و فہم تھا انہوں نے حضرت رسول اللہ ﷺ کے حال کو اور احکامِ ولایت کو سمجھا اور عین مطابق پایا۔ تفصیلات کا اس وقت موقع نہیں صرف چند مثالیں سمجھ میں آنے کے لئے پیش کردی جاتی ہیں۔

مثلاً احکام ولایت میں سب سے پہلا حکم ترکِ دنیا کا ہے۔ جس کا ظاہری مطلب تو یہی ہے کہ تجارت، زراعت، ملازمت

اور تمام معاش کے ذریعوں کو ختم کر کے اپنے آپ کو صرف اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دینا ہے۔

چنانچہ ترک دنیا کے اسی مطلب اور کیفیت کو حضرت امام العرفان محبوب سبحانی غوث الاعظم شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانیؒ نے اپنی کتاب ''فتوح الغیب'' میں ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔

پہلی منزل خلقت اور کسب پر بھروسہ:۔''اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کے بے واسطہ نعمتوں سے محروم ہے کہ تو خلقت' اسباب' صنعت اور کسب پر بھروسہ کرتا ہے۔خلقت تجھ کو مسنون طریق سے کما کر کھانے سے روکتی ہے جب تک تو خلقت کے فضل و بخشش کا امیدوار ہے ان کے دروازوں پر سوال کرتا رہے گا تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ خلقت کو شریک بنانے والا ہے اور اپنے کسب اور حلال کمائی سے نہ کما کر کھانے کے باعث اللہ تعالیٰ تجھ کو عذاب کرے گا''

دوسری منزل کسب پر بھروسہ اور اطمینان :۔''پھر جب تو خلقت کی طرف متوجہ ہونے سے توبہ کرے اور اسے پروردگار کے ساتھ شریک نہ بنائے گا اور کسی کسب کو اختیار کرے گا اور اسی سے کما کر کھائے گا اور اس کسب پر بھروسہ کرے گا اور اس پر مطمئن ہو جائے گا۔اور اللہ کے فضل وکرم کو بھلا دے گا تو پھر بھی تو مشرک ہوگا۔فرق صرف اتنا ہی ہے کہ شرک پہلے کی نسبت اخفی ہے۔اسی لئے اللہ تعالیٰ تجھ کو عذاب کرے گا۔اور اپنے فضل وکرم سے بے واسطہ رزق پہونچانے سے تجھ کو محروم کر دے گا''

تیسری منزل تمام واسطوں اور اسبابوں کو ترک کرکے صرف اللہ تعالیٰ کے حوالہ کردینا :۔''جب تو اس سے توبہ کرے گا اور اس کے واسطے شرک کو اٹھا دے گا اور کسب اور حیلہ اور قوت پر بھروسہ کرنا چھوڑ دے گا اور خدائے تعالیٰ کو رازق مطلق جانے گا۔کیونکہ وہی سبب بنانے والا' آسان کرنے والا اور کسب کی طاقت بخشنے والا۔اور ہر بھلائی کی توفیق دینے والا ہے اور بندوں کی روزی اسی کے ہاتھ میں ہے۔''

کبھی تو تجھے لوگوں سے سوال کرنے پر روزی دیتا ہے۔اور کبھی کسب کے معاوضہ میں روزی پہونچاتا ہے اور کبھی اللہ تعالیٰ سے سوال کرنے پر تجھے رزق ملتا ہے۔

پس تجھے چاہئے کہ تمام واسطوں اور اسبابوں کو ترک کرکے خدا کی طرف ہی متوجہ ہو اور اپنے آپ کو اس کے حوالے کردے۔جب تو ایسا کرے گا تو اللہ تعالیٰ کے فضل اور تیرے درمیان جو پردہ ہے وہ اٹھ جائے گا اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے تجھے ہر وقت اندازۂ حال کے موافق بے واسطہ رزق پہونچائے گا۔

اس ارشاد گرامی کی روشنی میں دیکھئے کہ کیا مہدویہ مرشدانِ طریقت و بزرگانِ دین کا عمل اسی اصول پر نہیں ہے؟ ترک دنیا کے مقامات کو سمجھ لینے کے بعد حضور اکرم حضرت رسول اللہ ﷺ کی پاک زندگی پر نظر کیجئے۔

آپ نے اپنی نبوتِ حقہ کا اعلان فرمانے کے بعد کیا کسب فرمایا؟ تجارت فرمائی؟ زراعت فرمائی؟ ملازمت فرمائی؟ کچھ نہیں فرمایا صرف تبلیغ حق فرمائی کیا حضور سرور کائنات حضرت رسول اللہ ﷺ کے اس عمل سے آپؐ تارک دنیا نہیں ثابت ہورہے ہیں؟ اور ساتھ ہی یہ ارشاد بھی ہورہا ہے کہ لاَ رُهْبَانِيَّةَ فِي الْإِسْلاَمِ چنانچہ عملاً آپ آبادی ہی میں رہتے ہیں۔ کسی جنگل کے گوشے یا کسی عبادت خانہ میں مقید نہیں ہوتے احکام دین حق کی تبلیغ بھی فرمارہے ہیں اور تعلیم بھی۔ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں تکالیف اور مصائب جھیلے جارہے ہیں اور صبرِ جمیل کا بھی مظاہرہ ہورہا ہے۔ مذہبی اور دینی جنگ میں بھی شرکت ہورہی ہے اور صلح نامے بھی مرتب کئے جارہے ہیں۔ فتوحات بھی ہورہی ہیں' احکامِ مملکت کی عملاً تعلیم بھی ہورہی ہے ازدواجی زندگی کے بھی حامل ہیں۔

حیات پاک کے ان نمونوں سے لاَ رُهْبَانِيَّةَ فِي الْإِسْلاَمِ کو عملاً ثابت کیا جارہا ہے۔ ترک دنیا کے ساتھ توکل تام پر بھی عمل کیا جارہا ہے۔ چنانچہ پیٹ پر تین تین پتھر باندھے جارہے ہیں مگر دستِ سوال دراز نہیں کیا جارہا ہے اور نہ اس کے لئے کوئی اسباب اور ذرائع ڈھونڈے جارہے ہیں۔ ساتھ ہی یہ بھی ہے کہ جو کچھ آرہا ہے مہاجر و انصار میں تقسیم کردیا جارہا ہے۔ کیا سردارِ دوجہاں حضرت رسول اللہ ﷺ کے اس عمل سے آپؐ کا توکّل کے حکم پر کامل عمل نہیں ثابت ہورہا ہے؟

اسی طرح ایک طرف نبوت کی عبادت پنج وقتہ نماز کی پابندی ہورہی ہے تو دوسری طرف ولایت کی عبادت تہجد کی نماز اور تمام رات عبادت وریاضت اور ذکراللہ میں گزاری جارہی ہے۔ ایک طرف ذکر دوام جاری ہے تو دوسری طرف ہجرت کے حکم کی تعمیل ہورہی ہے۔

الغرض تمام احکام ولایت پر پورا پورا عمل کیا جارہا ہے اور شدت کے ساتھ عمل کیا جارہا ہے جس سے فرض کی نوعیت عملاً ظاہر ہے۔ بات صرف یہ ہے کہ ان کی فرضیت کا اعلان اور اس کی تبلیغ بطورِ دعوت نہیں کی گئی۔ کیوں نہیں کی گئی؟ اسلئے کہ قرآن حکیم کی بلاغت اور حکمت کو وہی بخوبی جان سکتا ہے جو اس کا مخاطب ہے۔ اسی حکمت بالغہ کے پیش نظر تقاضائے وقت اور مصلحتِ قرآن کے تحت دعوت نہیں کی گئی جس کی کئی مثالیں قرآن حکیم میں موجود ہیں انہیں احکام ولایت متعلق بہ علم الاحسان کی تبلیغ بطور دعوت کی تکمیل ہی کے لئے فرمایا گیا ہے کہ

''میری امت کیسے ہلاک ہوگی جب کہ میں اس کے اول حصہ میں ہوں اور عیسیٰ ابن مریمؑ اس کے آخر حصہ میں ہیں۔ اور مہدی جو میری اہل بیت سے ہے اس کے درمیانی حصہ میں ہے'' (مشکوٰۃ شریف' مسند امام احمد بن حنبل بروایت حضرت عبد اللہ بن عباسؓ ' کنز العمال بہ روایت حضرت علیؓ) اس حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ

امت محمدی ﷺ کے ابتدائی زمانہ میں یعنی اول حصہ میں احکام نبوت یعنی علم الاسلام اور علم الایمان کی تبلیغ اور تعلیم ہوگی۔

اورامت محمدیؐ کے درمیانی حصہ میں احکامِ ولایت یعنی علم الاحسان کی تبلیغ اور تعلیم ہوگی۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا حضرت رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں احکام نبوت علم الاسلام اور علم الایمان کی تبلیغ وتعلیم ہوئی۔اور امت محمدی ﷺ کے درمیانی حصہ میں حضرت امامنا وسیدنا سید محمد مہدی موعود علیہ السلام کے زمانہ میں احکامِ ولایت علم الاحسان کی تبلیغ وتعلیم ہوئی۔جن احکام ولایت متعلق بہ علم الاحسان پرقرآن حکیم کی حکمتِ بالغہ کے تحت خود حضور سرور کائنات حضرت رسول اللہ ﷺ نے تو بہ حیثیت فرض عمل فرمایا مگرامت پراس کی تبلیغ نہیں فرمائی تھی۔

بموجب بشارات وعلاماتِ احادیث حضرت امامنا سیدنا سید محمد مہدی موعود علیہ السلام نے تشریف لاکران احکامِ ولایت کے فرض کا اعلان اور تبلیغ بطورِ دعوت فرمائی۔

حضور حضرت امامنا سیدنا سید محمد مہدی موعود علیہ السلام نے جہاں اور احکامِ ولایت کو بموجب احکامِ قرآن حکیم و بہ اتباع عملِ حضور معلم کائنات حضرت رسول اللہ ﷺ فرض فرمایا وہیں دُگانہ شب قدر کو بھی فرض فرمایا۔چنانچہ شب قدر میں حضور سردار دوعالم حضرت رسول اللہ ﷺ نے جس اہتمام سے عبادت فرمائی وہ حدیث متواتر جو صحاح ستہ کے چار زبردست آئمہ حدیث کی مستند حدیث ہے جس کو اوپر بیان کیا گیا ہے۔اس سے ثابت ہے کہ حضور سرور کونین حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرض کی نوعیت اور اہمیت کی مانند ادا فرمایا ہے۔

ان تفصیلات اور حالات سے حضور حضرت امامنا وسیدنا سید محمد مہدی موعود علیہ السلام کے فرمان کی ناقابل فراموش حقیقت آشکارا ہوگئی جو فرمایا تھا کہ

''مذہبِ ما کتاب اللہ واتباع رسول اللہ''

یعنی ہمارا مذہب اللہ تعالیٰ کی کتاب اوراس کے رسول ﷺ کا اتباع ہے۔

حضور امامنا سیدنا حضرت سید محمد مہدی موعود علیہ السلام کے فرمان سے ثابت ہورہا ہے کہ مہدویوں کا مذہب اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اللہ کے رسول ﷺ کا اتباع ہے گویا خالص دین اسلام ہے۔مناسب ہوگا کہ حدیثِ متواتر کا مقام سمجھ لیا جائے۔تاکہ مقام امام مہدی موعود علیہ السلام کے سمجھنے میں آسانی ہوجائے۔جب مقام امام مہدی علیہ السلام سمجھ میں آجائے گا تو ہر مسئلہ آسان اور صاف ہوجائے گا۔

قرآن مجید کے قابل اعتماد ہونے اور قطعی ہونے کی کیا دلیل ہے؟ صرف یہی کہ وہ نقل متواتر کے ذریعہ ہم تک پہونچا ہے۔اس طرح کہ حضور سرور کونین حضرت رسول اللہ ﷺ کی زبان پاک سے سن کر پہلے صحابہ کرامؓ نے نقل کیا۔اس کے بعد صحابہ کرامؓ کے اجماع نے اس کو ترتیب دیا اس کے بعد صحابہ کرامؓ کے سامنے تابعینؒ نے اس کی ہزاروں نقلیں کیں۔اس

کے بعد تابعینؒ ہی کے سامنے تبع تابعین نے ہزاروں بلکہ لاکھوں نقلیں کیں۔اسی طرح وہ ہم تک پہنچا۔نقل کے اس عمل کے تحت نقل متواتر کی یہ تعریف کی گئی کہ ’’ہر زمانہ میں اس روایت کو ایسی کثیر جماعت نے نقل کیا ہو کہ ان سب کا جھوٹ پر متفق ہونا عادۃً ناممکن ہے‘‘

پس چونکہ قرآن مجید نقل متواتر کے ذریعہ ہم تک پہونچا ہے اسی لئے وہ قطعی الثبوت ہے۔اسی طرح وہ حدیث جو متواتر نقل کی جارہی ہو جس سے قطعی طور پر ثابت ہوتا ہو کہ حضرت رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے تو وجوب عمل کے اعتبار سے اس میں اور قرآن مجید کی آیت میں کوئی فرق نہیں ہوگا کیونکہ قرآن مجید آنحضرت ﷺ کے متعلق شاہد ہے کہ

وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی (سورہ نجم) یعنی (حضرت محمد رسول اللہ ﷺ) جو کچھ بولتے ہیں اپنی طرف سے نہیں بولتے بلکہ بے شک وہی بولتے ہیں جو ان کو وحی کی جاتی ہے‘‘

اس آیت کریمہ میں ’’وَمَا یَنْطِقُ‘‘ کے الفاظ سے عمومیت کامل کا مطلب نکلتا ہے۔اس لئے حضرت رسول اللہ ﷺ کا ہر قول وحی ہے۔خواہ وہ آیات قرآنی ہوں یا احادیث شریفہ جن کی سند حضرت رسول اللہ ﷺ کی طرف صحیح ہو۔

اسی لئے علماء حدیث نے حضرت رسول اللہ ﷺ سے متعلق وحی کی دو قسمیں بیان کی ہیں ایک وحی متلو دوسری وحی غیر متلو۔وحی متلو میں جو الفاظ اللہ تعالیٰ کی طرف سے معلوم کرائے جاتے ہیں ان کی پابندی اور حفاظت کی جاتی ہے اس کو اللہ کا کلام یا آیاتِ قرآنی کہا جاتا ہے۔وحی غیر متلو میں ایسی پابندی نہیں ہوتی بلکہ حضرت رسول اللہ ﷺ منشاء الٰہی کی توضیح اپنے الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔گویا احادیثِ شریفہ آیاتِ قرآنی کی صحیح تفسیر اور قرآنی قانون کی تکمیل میں مدد کرتی ہیں۔

اس گفتگو کا نتیجہ یہ ہوا کہ جب آپ صاحبِ وحی ہیں اور آپ کا ہر قول اللہ تعالیٰ کی تعلیم کے تحت ہے تو صاف ظاہر ہے کہ حضرت امام مہدی موعود علیہ السلام کے تشریف لانے کے بارے میں جو کچھ صحیح احادیث موجود ہیں وہ سب اللہ تعالیٰ ہی کی جانب سے ہیں۔

حضرت رسول اللہ ﷺ نے حضرت امام مہدی موعود علیہ السلام کی ضرورت اور تشریف لانے سے متعلق کئی طریقوں سے اہمیت اور تفصیل کے ساتھ خبریں دی ہیں جو متواتر کی حیثیت رکھتی ہیں۔حضور اکرم حضرت رسول اللہ ﷺ نے احادیث میں حضرت امام مہدی موعود علیہ السلام سے متعلق جس قدر علامتیں اور بشارتیں فرمائی ہیں وہ تمام کی تمام آپ پر یعنی حضرت امامنا سیدنا سید محمد مہدی موعود علیہ السلام پر پوری پوری ثابت ہوتی ہیں۔

مگر ہم یہاں صرف انہیں احادیث کو سند کے ساتھ پیش کرتے ہیں جن سے حضرت امام مہدی موعود علیہ السلام کا مقام کیا ہے معلوم ہوتا ہے۔پہلے اس حدیث شریف کو لیجئے جس کو مشکوٰۃ شریف میں اور مسند امام احمد بن حنبل میں حضرت عبداللہ ابن

عباسؓ سے اور کنز العمال میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے حوالے سے بیان کیا گیا ہے۔(جسے اوپر درج کیا جاچکا ہے)اس حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ امام مہدی موعود امت محمدی ﷺ کو ہلاکت سے بچانے والے ہیں۔جس طرح حضرت رسول اللہ ﷺ کی ذات امت کو ہلاکت سے بچانے والی ہے۔

دوسرے یہ کہ آپ کی تشریف آوری کا زمانہ بھی ظاہر ہو رہا ہے کہ آپ امت کے درمیانی حصہ میں پیدا ہوں گے اس کے علاوہ حدیث کی صحیح اور مشہور کتاب ابن ماجہ اور حاکم اور ابونعیم تین کتابوں میں حضرت ثوبانؓ کے حوالے سے سند کے ساتھ جو حدیث بیان کی گئی ہے اس کے آخری الفاظ یہ ہیں کہ

''پھر اللہ کا خلیفہ مہدی آئے گا پس جب تم اس کی خبر سنو تو اس کے پاس جاؤ اور اس سے بیعت کرو اگر چہ کہ تمہیں برف پر سے رینگتے ہوئے جانا پڑے کیونکہ مہدی اللہ کا خلیفہ ہے''

اس حدیث سے تین باتیں ثابت ہو رہی ہیں کہ ایک یہ کہ امام مہدی علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے خلیفہ ہیں دوسری یہ کہ امام مہدی علیہ السلام کی بیعت فرض ہے تیسری یہ سخت تاکید کہ ان کے پاس جاؤ اگر چہ کہ تمہیں برف پر سے رینگتے ہوئے جانا پڑے۔آخر میں یہ کہ مہدی اللہ کا خلیفہ ہے۔حضرت رسول اللہ ﷺ کے فرمان سے حضرت امام مہدیؑ کا مقام ثابت ہو رہا ہے۔اس کے علاوہ ایسی کئی روایتیں بھی ملتی ہیں جن سے حضرت امام مہدی علیہ السلام کا **معصوم عن الخطا** ہونا ثابت ہوتا ہے۔

چنانچہ اکابر سلف الصالحین اور علمائے اصول نے اس حدیث شریف سے ثبوت دیا ہے کہ ''حضرت رسول اللہ نے فرمایا کہ مہدی میری اولاد سے ہوگا میرے نقش قدم پر چلے گا خطا نہیں کرے گا''

شیخ اکبر محی الدین ابن عربیؒ نے فتوحاتِ مکیہ کے باب (۳۶۶) میں تحریر فرمایا ہے کہ

''رسول اللہ ﷺ نے کسی امام کی نسبت یہ نہیں فرمایا کہ وہ میرے بعد وارث ہوگا اور میرے نقش قدم پر چلے گا اور خطا نہیں کرے گا خاص مہدی کے بارے میں فرمایا ہے۔

پس آنحضرت ﷺ نے مہدی علیہ السلام اور احکام مہدیؑ کی عصمت کے بارے میں اس طرح شہادت دی ہے کہ جس طرح خود آنحضرت ﷺ کی عصمت پر دلیل عقلی شاہد ہے۔اسی طرح علامہ طحطاوی نے اپنی کتاب ''حاشیہ درالمختار'' میں تحریر فرمایا ہے کہ

''مہدی مجتہد نہیں ہے کیونکہ مجتہد کے احکام قیاسی ہوتے ہیں۔اور مہدی کے لئے قیاس حرام ہے۔اس لئے کہ مجتہد خطا کرتا ہے اور مہدیؑ سے ہرگز خطا نہیں ہوتی کیونکہ وہ اپنے احکام میں معصوم ہے۔جس کی شہادت رسول اللہ ﷺ نے بھی دی ہے اور آنحضرت ﷺ کی یہ شہادت اس امر پر ہے کہ انبیاء وخلفائے الٰہی کے لئے اجتہاد جائز نہیں ہے''

اسی طرح امام عبدالوہاب شعرانی نے بھی ''حضرت مہدی علیہ السلام کومعصوم عن الخطا'' ثابت کیا ہے چنانچہ ان کے الفاظ یہ ہیں۔

''مہدی علیہ السلام کے زمانہ میں ان سے پہلے کے سارے مذاہب کی تقلید بالعمل باطل ہوجائے گی جیسا کہ ارباب کشف نے اس کی تشریح کردی ہے۔اور مہدی علیہ السلام ایسے احکام بیان کریں گے جوشریعت محمد ﷺ کے بالکل مطابق ہوں گے اس طرح کہ اگر رسول اللہ ﷺ بھی موجود ہیں تو مہدی علیہ السلام کے تمام احکام کا اقرار کریں گے۔جیسا کہ اس بات کا اشارہ ذکرمہدی کی حدیث میں پایا جاتا ہے کہ وہ میرے نقشِ قدم پر چلے گا خطانہیں کرے گا''اس تفصیل کا خلاصہ یہ ہے کہ

(۱) حضرت امام مہدی موعودعلیہ السلام نے جس قدر احکام ولایت کوفرض فرمایا ہے وہ قرآن مجیداور عمل حضرت رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہیں۔لہذا یہ تمام احکام فرض اور بہ حیثیت فرض شرعی ہیں۔

(۲) حضرت رسول اللہ ﷺ کی ہر وہ حدیث جو برابر سند کے ساتھ آپ تک پہونچے ان تمام احادیث کی بنیاد اللہ تعالیٰ کی تعلیم پر ہے۔

(۳) وہ تمام صحیح حدیثیں جوحضرت امام مہدی علیہ السلام سے متعلق ہیں حضرت امامنا سید محمد مہدی علیہ السلام پر پوری پوری ثابت ہیں۔مستنداحادیث سے ثابت ہے کہ

(۴) حضرت امامنا سید محمد مہدی موعودعلیہ السلام امتِ محمدی ﷺ کو ہلاکت سے بچانے والے ہیں۔

(۵) آپ امت کے درمیانی حصہ میں پیدا ہوں گے۔

(۶) آپ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ ہیں۔

(۷) آپ کی بیعت فرض ہے۔

(۸) آپ حضرت رسول اللہ ﷺ کی اولاد بی بی فاطمہ الزہراءؓ سے ہیں۔

(۹) آپ حضرت رسول اللہ ﷺ کے نقشِ قدم پر چلنے والے ہیں۔

(۱۰) آپ سے کبھی خطانہیں ہوگی۔

(۱۱) آپ کی ذات معصوم ہے۔

(۱۲) آپ کی ذات قرآن مجید (اللہ تعالیٰ) کی مراد بیان کرنے والی ہے۔

(۱۳) جس طرح انبیاءعلیہم السلام اور خلفائے الٰہی کے احکام من جانب اللہ فرض ہیں۔اسی طرح حضرت امامنا مہدی موعودعلیہ السلام کے احکام من جانب اللہ فرض ہیں کیونکہ آپ خلیفۃ اللہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ اور حضرت رسول اللہ ﷺ کے ان تمام فرامین کی روشنی میں ہم کو حضرت امامنا مہدی موعود علیہ السلام کا مقام کیا ہے معلوم ہو گیا۔ ایسی صورت میں ظاہر ہے کہ جب آپ نے دُگانہ شب قدر کو فرض فرمایا ہے تو یقیناً وایماناً فرض ہے جس سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ قرآن مجید میں شب قدر کا جو ذکر کیا گیا ہے اور اس کے لئے ایک خاص سورۃ نازل کی گئی ہے اس کے معنی پر غور کیجئے۔ اللہ تعالیٰ سورہ قدر میں فرماتا ہے کہ

''ہم نے اس کو لیلۃ القدر میں نازل کیا' تم کیا سمجھتے ہو کہ لیلۃ القدر کیا چیز ہے؟ لیلۃ القدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اس میں اپنے رب کے حکم سے فرشتے اور روح القدس اترتے ہیں۔ وہ امن وسلامتی کی رات ہے اور وہ طلوع فجر تک ہے''

علمائے اصول کی اصطلاح کے مطابق یہ سورہ لیلۃ القدر کی فضیلت پر اور اس رات کی عبادت کا ان آیتوں میں بطور معنی حکم ہے۔ یعنی خدائے تعالیٰ اس رات کی فضیلت کو جتانا معناً اس رات میں عبادت کا حکم دینا ہے۔

لیلۃ القدر کی فضیلت اور اہمیت بتانے اور جتانے کے باوجود اس کا تعین کہ کس مہینے میں کونسی رات ہے؟ قرآن مجید میں نہیں ہے۔ احادیث شریف میں بھی واضح اور قطعی طور پر اس کی تاریخ نہیں بتائی گئی۔

غرض قرآن مجید اور احادیث سے لیلۃ القدر کا تعین واضح اور یقینی طور پر نہ ہونے کی وجہ سے صحابہ کرامؓ سے لے کر تابعینؒ تبع تابعینؒ آئمہ' مجتہدین' مفسرین اور محدثین تک نے اس رات کے تعین میں اختلاف کیا ہے۔

چنانچہ بعض صحابہ کہتے ہیں یہ رات برس میں ایک مرتبہ آتی ہے اس کا کوئی مہینہ مقرر نہیں۔ بعض کا قول ہے کہ رمضان کے آخر حصے میں یہ رات آتی ہے مگر تاریخ مقرر نہیں۔ بعض کا قول ہے کہ رمضان کی اکیسویں اور تیئسویں رات ہے۔ بعض کا قول ہے ستائیسویں رات ہے اور اکثر حنفیہ کا یہی خیال ہے۔

مگر ان سب روایتوں میں کسی سے یہ یقین حاصل نہیں ہوتا کہ حقیقت میں فلاں تاریخ اور فلاں رات ہی لیلۃ القدر ہے۔ خلاصہ یہ کہ اس اختلاف کی وجہ کسی رائے پر یقین نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ یہ سب اقوال قیاسی ہیں جو مفید ظن ہو سکتے ہیں۔ مگر موجب یقین نہیں ہو سکتے اہل سنت کے اعتقاد میں سب غیر معصوم بھی ہیں جن سے خطا کا امکان بھی ہے۔

مہدویوں کے لئے لیلۃ القدر کے تعین کا یہ اختلاف اور شک یقین کامل سے اس طرح بدل گیا کہ حضرت امامنا سیدنا سید محمد مہدی موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ سے یہ معلوم کرایا گیا کہ ''لیلۃ القدر رمضان کی ستائیسویں رات ہی ہے'' اور یہ حکم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے اس فضل واحسان کے شکریہ میں جو تعین لیلۃ القدر کا یقینی علم عطا کیا گیا ہے۔ ''دو رکعت نماز ادا کی جائے''

جس نماز کے ادا کرنے کا حکم خود اللہ تعالیٰ دے تو ایسی نماز فرض نہیں تو اور کیا ہو سکتی ہے؟ حضرت امامنا سیدنا سید محمد مہدی موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی تعمیل میں سنت رسول اللہ کو تازہ کیا اور اہل وعیال کو اور دائرہ کے لوگوں کو جمع کر کے دو

رکعت نمازشکرانہ جماعت کے ساتھ ادا کی۔ چونکہ خدائے تعالیٰ کے حکم سے آپ نے یہ دو رکعت نماز ادا کی ہے۔

لہذا یہ دُگانہ لیلۃ القدر فرض ہے اور حضرت امامنا علیہ السلام نے اس کو فرض فرمایا ہے۔ روزانہ پانچوں وقت کی نمازوں پر غور کیجئے کہ ان نمازوں کو کس کس نے ادا کیا؟ اور کس وقت ادا کیا؟ اور کس سلسلہ میں ادا کیا؟ ہر نماز ایک نبی اور پیغمبر کی نماز ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان کی شکر گذاری میں شکرانہ کے طور پر ادا کی گئی ہے۔

چنانچہ فجر کی نماز حضرت آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان کی شکر گذاری میں ادا کی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب نمرود نے دہکتی ہوئی آگ میں ڈالا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو جلنے سے محفوظ رکھ کر نجات عطا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ کے اس فضل و احسان کی شکر گذاری میں چار رکعت نمازشکرانہ ادا کی جو ظہر کا وقت تھا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کو بڑی مدت جدائی کے بعد جب حضرت جبرئیل علیہ السلام نے انہیں اپنے عزیز فرزند حضرت یوسف علیہ السلام کی اطلاع اور بشارت دی تو اللہ تعالیٰ کے اس فضل و احسان کی شکر گذاری میں چار رکعت نمازشکرانہ ادا کی جو عصر کا وقت تھا۔ حضرت داؤد علیہ السلام کی جب اللہ تعالیٰ نے توبہ قبول فرمائی تو رب العزت کے اس فضل و اکرام کی شکر گذاری میں تین رکعت نمازِ شکرانہ ادا کی جو مغرب کا وقت تھا۔ حضرت یونس علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان کی وجہ سے جب مچھلی کے پیٹ کی قید سے رہائی پائی تو اس کی شکر گذاری میں چار رکعت نمازشکرانہ ادا کی جو عشاء کا وقت تھا۔

نمازوں کی اس حقیقت اور کیفیت کو نصاریٰ کے سوال کے جواب میں سرورکونین حضرت رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا ہے۔ حضرت رسول اللہ ﷺ کی اس حدیث شریف کو حضرت قطب العارفین محبوب سبحانی، غوث صمدانی شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی قدس اللہ سرہ العزیز نے اپنی کتاب غنیۃ الطالبین میں بھی باب صلوٰۃ میں تحریر فرمایا ہے۔

اس حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ پانچ وقت کی نمازیں جو ہم پڑھتے ہیں وہ سب کی سب کسی نہ کسی نبی اللہ اور خلیفۃ اللہ کی اللہ تعالیٰ کے فضل و اکرام اور احسان کی شکر گذاری میں ادا کی ہوئی نمازیں ہیں جو امت محمدی ﷺ پر فرض کی گئیں ہیں۔

اسی طرح حضرت امامنا سیدنا سید محمد مہدی موعود علیہ السلام بھی اللہ تعالیٰ کے خلیفہ ہیں اور تمام صفاتِ انبیاء علیہم السلام کے حامل ہیں۔ آپ پر بھی لیلۃ القدر کا یقینی علم عطا فرما کر اللہ تعالیٰ نے جو فضل و احسان فرمایا ہے۔ اس کی شکر گذاری میں اللہ تعالیٰ ہی کے حکم سے دو رکعت نماز دُگانہ شکرانہ لیلۃ القدر ادا کی گئی اور فرض کی گئی جو یقیناً اور ایماناً فرض ہے۔

الحمدللہ کہ مہدوی یقین کامل کے ساتھ شب قدر میں اس خاص الخاص وقت میں اللہ تعالیٰ کے حکم اور عملِ رسول اللہ ﷺ کے اتباع میں ستائیسویں رمضان کی رات میں عشاء کی نماز اور دو رکعت دُگانہ شب قدر فرض کی نیت سے ادا کرتے ہیں جو قرآن اور حدیث کے احکام کے تحت بالکل حق ہے۔

حضرت الحاج ابوالعرفان سید خوندمیر منوری صاحبؒ

لیلۃ القدر

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے ہمارے لئے ایک بہت بڑا انعام مقرر کردیا ہے جس کو ہم شب قدر سے یاد کرتے ہیں۔ شب قدر بے شمار و بے اندازہ اور بے پناہ برکات اپنے اندر رکھتا ہے یہ ایک مقدس ترین رات ہے شب قدر کی توصیف وتعریف خود اس رات کے پیدا کرنے والے نے فرمائی ہے چنانچہ ارشاد ہو رہا ہے انا انزلنٰہُ فی لیلۃ القدر o وما ادرائک ما لیلۃ القدر o لیلۃ القدر خیر مِن الف شھر o تنزل الملٰئِکۃ والروح فیھا باذن ربھم من کل امر o سلام ھی حتی مطلع الفجر o ارشاد ہو رہا ہے ہم نے انزلنا اتارا اس کو یعنی قرآن کو فی لیلۃ القدر قدر والی رات میں ہم نے اتارا تو معلوم یہ ہوا کہ کسی اور کی کتاب نہیں ہے بلکہ ہم نے اس کو اتارا ہے یہ ہمارا کلام خاص ہے۔ انا انزلنٰہ فی لیلۃ القدر یعنی قدر والی رات میں ہم نے اتارا برکت کی رات میں اور پھر فرما رہے ہیں وما ادراک ما لیلۃ القدر یعنی آپ جانتے ہیں کہ لیلۃ القدر کیا ہے تو خود ہی جواب دے رہے ہیں کہ لیلۃ القدر خیر من الف شھر یعنی لیلۃ القدر ہزار مہینوں سے زیادہ خیر وبرکت والی رات ہے۔ یعنی ہزار مہینوں کی مقبولہ عبادت سے بڑھ کر ہزار مہینے ہمارے حساب سے (۸۳) سال کچھ مہینے ہوتے ہیں تو اس رات میں عبادت کرنے والے کو اتنا عظیم ثواب ملتا ہے اور حدیثوں میں آیا ہے کہ جانور کا دودھ دوہنے میں جتنا وقت صرف ہوتا ہے اتنا وقت بندہ عبادت میں مصروف ہوجائے تو اللہ تعالیٰ اس کے سارے پچھلے گناہ معاف کردیتا ہے۔ لیلۃ القدر کے فضائل ومناقب کے سلسلے میں اور ارشاد ہو رہا ہے تنزل الملئکۃ والروح فیھا اس رات میں فرشتے نہ صرف فرشتے بلکہ فرشتوں کے جو سلطان ہیں حضرت جبرئیل وہ بھی آتے ہیں۔ باذن ربھم اپنے پروردگار کے حکم سے من کل امر ہر اس حکم کو نازل کرتے ہیں جس کے تعلق سے حق کا انہیں حکم ملتا ہے۔ سلام وہ رات سرتاپا سلام ہے سلامتی ہی سلامتی والی رات ہے ھی حتیٰ مطلع الفجر اور شب قدر کا وقت جو ہے طلوع صبح صادق تک رہتا ہے سورہ انا انزلنا شب قدر کے تعلق سے ایک بے نظیر فائدہ ہے جو خود حضرت حق جل وعلیٰ نے اپنے بندوں کو سنایا ہے شب قدر کونسی رات ہے اس کا تعین حضرت حضور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نہیں ہوا۔ بعضوں کے پاس شب قدر اکیس رمضان کو ہے بعض تیئس کو کہتے ہیں بعض پچیس کہتے ہیں بعض ستائیس کہتے ہیں تو اب اس کا تصفیہ کیسے ہو کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں مجھے شب قدر کا علم ہوا تھا اور میں نے شب قدر کی قدر کی جو عبادت وریاضت کرنی تھی وہ کی۔ صبح جب ہوئی تو میں نے اس رات کے تعلق سے اس رات کے علم ویقین کو واضح کرنے کے لئے اپنے گھر سے نکلا

راستے میں دو آدمی لڑ رہے تھے۔تھوڑی دیر میں اس طرف متوجہ ہوا اور میرے ذہن وعلم سے وہ رات اٹھالی گئی۔آپ نے فرمایا کہ لڑائی کتنی بدترین چیز ہے کہ انسان اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی رحمتوں، برکتوں اور عظمتوں سے محروم ہوجاتا ہے۔ایک خاص بات حضور نے خود نہیں فرمایا کیونکہ اس رات کا علم دنیا کو امامنا مہدی موعود علیہ السلام کے ذریعہ ہونا تھا۔یہ نعمت امامنؑا کے ذریعہ سے عام ہونے والی تھی اس لئے مخفی رکھا گیا۔اور اس رات کا صحیح علم جو ہوا وہ بھی امامنا علیہ السلام کی حیات طیبہ کے آخری حصہ میں جبکہ آپ خراساں کی وادیوں میں سے گذر رہے تھے اور فرہ کی طرف تشریف لے جا رہے تھے مقام کاہہ میں جو افغانستان کے حدود میں ہے وہاں آپ نے قیام فرمایا تھا۔رمضان کی ستائیسویں شب تھی حضرت نے نماز عشاء سے فارغ ہوکر زنان خانے میں تشریف لے گئے آپ تہجد کی نماز ادا کرنا چاہتے تھے تو اس وقت اللہ کا حکم ہوا کہ اے محمد تم ذرا آسمان کی طرف دیکھو۔حضرت نے آسمان کی طرف توجہ فرمائی تو آپ نے دیکھا کہ عالم بالا میں خوشیاں منائی جارہی ہیں۔جنت غیر معمولی طور پر آراستہ وپیراستہ کی گئی ہے۔ہر طرف مسرت وشادمانی کا عالم ہے۔عالم بالا کیا ہے گویا ایک مسرتوں کی دنیا بن گئی ہے۔تو آپ نے عرض کیا پروردگار کیا بات ہے آسمانوں میں آج یہ غیر معمولی اہتمام کیوں ہے تو ارشاد ہوا کہ آج ہی شب قدر ہے۔اس کو ہم نے خاص تمہارے لئے اٹھا رکھا تھا تم اس تشکر میں کہ تم کو شب قدر کا علم ہوا دو رکعت نماز ادا کرو۔تو حضرت مسّرت سے اتنے بے قابو ہوگئے کہ نہ آپ عام ندا کرواسکے نہ عام اطلاع کرواسکے آپ مسجد میں تشریف لائے مسجد تھی یا عبادت خانہ جو کچھ بھی آپ سفر میں تھے عارضی طور پر تیار کرلیا گیا تھا۔آپ نے چند مخصوص اصحاب کو بلایا جن کی تعداد گیارہ یا بارہ بتائی جاتی ہے۔اس میں حضرت بندگی میاں شاہ دلاورؓ کا اسم گرامی بھی آیا ہے تو آپ نے فرمایا کہ دیکھو آج کی رات شب قدر ہے چنانچہ اس تشکر میں دو رکعت نماز پڑھنی چاہئے تو یہ علم آپ کی عمر شریف کے آخری حصے میں ہوا۔اور آپ نے دُگانہ شب قدر مقام کاہہ میں ادا فرمایا۔اس کے بعد جب آپ فرہ مبارک تشریف لے گئے اور پھر وہاں رمضان کا مہینہ آیا تو آپ نے اعلان عام فرمایا اور ہزاروں مصدقین نے آپ کی امامت میں شب قدر کی نماز ادا کی۔مہدی موعود شہنشاہ عارفین ہیں، خاتم الاولیاء ہیں، امام معصوم ہیں، خلیفۃ اللہ ہیں، اللہ کے محبوب وبزرگ ترین بندے ہیں۔محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد اللہ کی ایک بہت بڑی رحمت ہیں اس کے باوجود صرف دو مرتبہ آپ کو شب قدر کی نعمتوں سے بہرہ ور ہونے کا موقع ملا۔لیکن ہم لوگ اللہ کے فضل وکرم سے ہر سال اس نعمت سے نوازے جارہے ہیں۔مگر ہم نے شب قدر کی کتنی قدر کی یہ بھی ایک ہمارے لئے لمحہ فکر ہے۔شب قدر کے تعلق سے بہت زیادہ فضائل ومناقب بیان ہوئے ہیں اب اس کا موقع نہیں ہے کہ میں آپ کو تفصیل میں لے جاؤں۔مگر عرض کروں گا کہ آب حیات کا یہ قطرہ ہی بہت کافی ہے۔حیات ودماغ کے لئے حیات جاوید کے لئے گو ہم سیر ہوکر نہ پئیں لیکن قطرہ بھی بہت بڑی چیز ہے۔شب قدر کے تعلق سے کئی احادیث بیان ہوئی

ہیں۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں کہ شب قدر کے معنی جس طرح قدرومنزلت کے ہیں اسی طرح قدر کے معنی تنگی کے بھی ہیں تو اس رات میں زمین پر اتنے فرشتے اتر جاتے ہیں کہ زمین ان کے وجود سے تنگ ہوجاتی ہے۔ زمین کا کوئی گوشہ کوئی مکان خشکی ہو یا تری برو بحر میں کوئی جگہ ایسی نہیں ہوتی کہ جہاں کوئی فرشتہ موجود نہ رہتا ہو۔اس لحاظ سے بھی اس رات کو شب قدر کہا گیا۔غرض قدر کے معنی عربی میں تنگی کے بھی ہیں۔ ونیز احادیث میں آیا ہے کہ اس رات کی ایک نیکی پر انسان کو سات سو نیکیوں کا ثواب ملتا ہے اس رات میں اگر کسی مسکین کو افطار کروایا تو گویا سات سو مسکینوں کو افطار کروایا۔ کپڑے کا ایک جوڑا کسی نے اس رات میں کسی مسکین کو پہنایا تو گویا اس نے سات سو مسکینوں کو سات سو جوڑے کپڑے پہنائے۔اگر ایک روپیہ اللہ کے نام پر دیا تو جیسے اس نے سات سو روپئے اللہ کے نام پر دیئے۔ایک سیر اناج اگر اللہ کے نام پر دیا تو جیسے سات سو سیر اناج اللہ کے نام پر دیا۔کسی نے اس رات میں ایک بار ختم قرآن کیا تو سات سو بار ختم قرآن کرنے کا ثواب ملے گا۔اس رات میں اگر کسی نے ایک نماز قضا ادا کی تو سات سو قضا نمازوں کا ثواب ملے گا۔اس لئے ہمارے بزرگانِ دین فرماتے تھے کہ سب سے پہلے شب قدر میں قضا نمازیں پڑھنا چاہیے۔کیونکہ ایک نماز پر سات سو نمازوں کا ثواب ملتا ہے۔اس طرح اگر ہم نے ایک دن کی قضا نمازیں ادا کیں تو ہم کو سات سو قضا نمازوں کا ثواب ملے گا۔دو دن کی قضا نمازیں ہم نے پڑھیں تو چودہ سو نمازوں کا ثواب ملے گا۔تین دن کی قضا نمازیں پڑھیں تو اکیس سو قضا نمازوں کا ثواب ملتا ہے تو اس رات میں جو سب سے مقدم چیز ہے وہ عمل صالح کرنا اور قضا نمازیں ادا کرنا ہے۔اس کے بعد سورہ انا انزلنا کو جس قدر پڑھ سکتے ہیں پڑھنا چاہئے کیونکہ انا انزلنا کے اندر شب قدر کی فضیلت اور تعریف وتوصیف کی گئی ہے۔ روایت ہے کہ اگر کسی نے عام دنوں میں سورہ انا انزلنا کو ایک بار پڑھا تو پاؤ قرآن ختم کرنے کا ثواب ملتا ہے۔اگر کسی نے رمضان شریف میں سورہ انا انزلنا کو ایک مرتبہ پڑھ لیا تو اس کو آدھا قرآن پڑھنے کا ثواب ملے گا۔اگر شب قدر میں ایک بار انا انزلنا پڑھ لیا تو اس کو پورا قرآن ختم کرنے کا ثواب ملے گا۔سورہ انا انزلنا کے بھی بے شمار فضائل ومناقب ہیں۔اس لئے ہمارے بزرگوں کا عمل تھا کہ جب وضو کرتے تو ایک بار سورہ انا انزلنا اور ایک بار آیت الکرسی پڑھا کرتے تھے۔ایک حدیث میں آیا ہے کہ اگر کسی نے وضو کرنے کے بعد انا انزلنا کو پڑھ لیا تو پانچ سو سال کی عبادت کا اس کو ثواب ملے گا۔ دو مرتبہ پڑھ لیا تو ایک ہزار سال کی عبادت کا ثواب ملتا ہے۔ اور تین مرتبہ پڑھ لیا تو پندرہ سو سال کی عبادت کا ثواب پائے گا۔اس لئے ہمارے بزرگوں کا یہ عمل رہا ہے کہ وضو کرتے تو سورہ انا انزلنا اور آیت الکرسی پڑھا کرتے تھے۔علاوہ ازیں بزرگان دین نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ وضو کے بعد سورہ انا انزلنا اور آیت الکرسی پڑھنے والے کی بینائی میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔جتنی اس کی بینائی ہے وہی باقی رہ جاتی ہے۔اس میں اللہ پاک کمی نہیں کرے گا اور مزید بینائی خراب نہیں ہونے پائے گی۔

بہر حال شب قدر اللہ تعالیٰ کا ایک انعام عظیم ہے اس کا کوئی جواب نہیں ہوسکتا اور یہ نعمت ہم کو سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ نے دی یہ لا قیمت دولت حضرت نے ایک قلم دان میں رکھی تھی وہ قلمدان تو ہم کو دے دیا لیکن وہ قلمدان مقفل تھا۔ اس کو کھولا نہیں گیا تھا اس قلم دان نعمت کو حضرت مہدی علیہ السلام نے کھولا ہے۔ قلمدان تو ہم کو مل گیا تھا رسول عربی محمد مصطفیٰ ﷺ سے جس میں شب قدر جیسا لا قیمت ہیرا تھا مگر وہ اس ہیرے سے ہم استفادہ نہیں کر سکتے تھے۔ اس لئے قلمدان مقفل تھا۔ اس کو خلیفۃ اللہ امام آخر الزماں مہدی موعود علیہ السلام کے سوائے کوئی ہاتھ نہیں کھول سکتا تھا۔ اگر چہ حضرت علیؓ نے فرمایا تھا کہ سورہ انا انزلنا میں لیلۃ القدر کے الفاظ تین جگہ آئے ہیں۔ اور لیلۃ القدر میں نو حروف ہیں۔ چنانچہ نو کو تین سے ضرب دیا جائے تو ستائیس ہوتے ہیں۔ لہذا استائیسویں رات شب قدر ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی اولیاء اللہ اور ائمہ کے اقوال ہیں۔ مگر عالم اسلام کے عام علمائے کرام کا یہ ضابطہ ہے کہ کشف غیر معصوم ظنی ہوتا ہے۔ قطعی الثبوت نہیں ہوتا۔ یہ ایک علمی بات ہے کہ غیر معصوم کا جو کشف ہوتا ہے اس کو جو بات از غیب معلوم ہوتی ہے اس میں شک بھی ہوتا ہے اور حق بھی ہوتا ہے۔ مگر چونکہ مہدی علیہ السلام خلیفۃ اللہ ہیں اور معصوم عن الخطا ہیں ان کی جو بات ہے وہ ہمارے لئے کالوحی والسماء ہے اسلئے ہمارا ایمان وایقان ہے اور ہم قوت کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ہم کو جو علم ملا ہے وہ ذریعہ انتہائی صحیح انتہائی معقول اور انتہائی حق ہے۔ کیونکہ ہم نے خلیفۃ اللہ سے سنا ہے۔ جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا علمائے سنت کا یہ ضابطہ ہے کہ کشف غیر معصوم ہوتا ہے۔ قطعی الثبوت نہیں ہوتا خواہ حضرت ابوحنیفہؒ فرمائیں یا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ یا حضرت علی کرم اللہ وجہٗ یہ سب بزرگ ہستیاں ہمارے لئے قابل احترام ہیں۔ لیکن ہمارا عقیدہ ان کی عصمت کا نہیں ہم ان کو معصوم نہیں مانتے۔ تمام اہل سنت والجماعت اور تمام اہل تشیع اس بات پر ایمان وایقان رکھتے ہیں کہ حضرت مہدی علیہ السلام کی ذات اقدس معصوم ہے وہ جو کچھ فرمائیں گے اللہ کے حکم سے فرمائیں گے۔ ویسے رسول اللہ کے بارے میں بھی کہا گیا تھا کہ ہمارے نبی کریم صلعم اپنی ذات سے کوئی بات نہیں کہتے وہی کہتے ہیں جو ان کو وحی کی جاتی ہے۔ طبعاً یہ بات حضرت مہدی موعود علیہ السلام پر بھی صادق آتی ہے۔ اس لئے آپ رسول اکرم ﷺ کے صحیح جانشین ہیں۔ اور آپ خلیفۃ اللہ ہیں آپ امام معصوم ہیں آپ سے غلطی نہیں ہوسکتی۔ غرض ہم اللہ تعالیٰ کا کس منہ سے تشکر ادا کریں کہ اس رات کا ہم کو جو صحیح علم ہوا وہ امامنا مہدی علیہ السلام کی ذات مبارک کے ذریعہ سے ہوا اگر چہ کہ اس دولت کو حضور اکرم محمد ﷺ نے ہمارے حوالہ فرمادیا تھا یہ لا قیمت ہیرا جس قلمدان میں رکھا گیا تھا وہ مقفل تھا اس کو کوئی کھول نہیں سکا تھا۔ شہنشاہ عارفان حضرت مہدیؑ کے ذریعہ یہ قفل کھلا اور ہم کو یہ سعادت ملی۔ بہر حال ہم کو اللہ سے یہ دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہم کو شب قدر کی صحیح قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ اس رات کی برکتوں سے بہرہ ور کرے آمین۔

✿✿✿✿✿

حضرت سید یعقوب بزمی صاحب تشریف اللّٰہیؒ

ماخذ از ''مقدمہ سراج الابصار

دُگانہ شب قدر

شب قدر کی فضیلت سے متعلق حق تعالیٰ نے سورۃ القدر نازل فرمائی ہے' اگر اس رات کی عبادت فرض نہ ہوتو اللہ تعالیٰ کا اس کی اس قدر فضیلت بیان کرنا عبث قرار پائے گا۔ نماز کے اطلاق کے لئے کم سے کم دو رکعتوں کا ہونا ضروری ہے چنانچہ رسول اللہ صلعم نے پہلی دفعہ نماز پڑھی ہے تو دو رکعتوں پر ہی مشتمل تھی۔

امامؑ کے دائرہ میں نماز شب قدر:

صاحب انصاف نامہ نے یہ روایت کی ہے۔

بندگی سید السادات منبع الکائنات واصل الحق سید الشہداء بندگی میاں سید خوندمیرؓ کرات و مرات فرمودند کہ حضرت میراں سید محمد مہدی درشب قدر بعد از ادائے فرض و سنت متصل دُگانہ خود امامت کردہ گزار دند و تمام برادران دائرہ اقتداء کردند و بعد از فارغ شدن از نماز دُگانہ حضرت میراں دعا خواند ند وآں دعاء این است۔ **اللّٰھم احینی مسکینا وامتنی مسکینا واحشرنی فی زمرۃ المساکین بفضلک وبکرمک یا ارحم الراحمین.** نیز معلوم باد کہ این بندہ فقیر حقیر بندہ ولی یوسف وہ سال درزیر پائے بندگی میاںؓ اتباع بندگی میراںؑ کردند درشب قدر بعد از فرض وسنت عشاء متصل خود جماعت کردند و برادران نماز دُگانہ گزرانید ند ودعا ہمیں نوع شنیدیم کہ بالا نوشتیم (انصاف نامہ باب بستم (کلام فارسی قلمی' اسٹیٹ سنٹرل لائبریری' حیدرآباد) اس نسخہ میں بھی شہدائے کھانبیل' سدراسن کے اسمائے گرامی درج ہیں۔)

بندگی سید السادات منبع الکائنات واصل الحق سید الشُّہداء بندگی میاں سید خوندمیرؓ نے بارہا فرمایا کہ حضرت میراں سید محمد مہدیؑ نے شب قدر میں فرض وسنت کی ادائی کے بعد ہی دو۲ رکعتیں ''دُگانہ'' کی خود امامت کر کے ادا فرمائیں اور تمام

برادران دائرہ نے آپ کی اقتداء کی نماز ''دُگانہ'' سے فارغ ہونے کے بعد حضرت میراںؑ نے دعاء پڑھی اور وہ دعا یہ ہے'' اے اللہ تو مجھ کو مسکین جلا اور مجھ کو مسکین مار اور حشر کر میرا مسکینوں کے زمرہ میں' تیرے فضل سے اور تیرے کرم سے اور تیرے رحم سے' اے رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ مہربان''

نیز معلوم ہو کہ یہ بندہ فقیر حقیر بندہ ولی یوسف دس (۱۰) سال بندگی میاں سید خوندمیر کے قدموں کے پاس رہا اور بندگی میاںؓ نے بندگی میراںؑ کا اتباع کیا۔شب قدر میں فرض وسنت کی ادائی کے بعد ہی آپ نے جماعت کی اور برادران دائرہ نے نماز دُگانہ ادا کی' اور ہم نے دعا اسی طرح سنی جیسا کہ ہم نے اوپر لکھا ہے۔

اس سے ظاہر ہے کہ ''تمام برادران دائرہ'' نے امام علیہ السلام کی اقتداء میں ''دُگانہ'' ادا کیا ہے۔

اسی طرح انہی لوگوں کا بدعتوں سے پاک ہونا مراد ہے جو امام علیہ السلام کی تصدیق سے مشرف ہوں گے۔اب رہا مولف ہدیہ مہدویہ کا یہ کہنا کہ وہ کونسے اعمال اور عقائد ہیں جن میں ائمہ مجتہدین کی خطاؤں کی تصحیح کی گئی ہے تو یہ بحث بخوف طول یہاں نہیں کی جاسکتی' ناظرین کی توجہ صرف باب اثبات فرائض کی طرف منعطف کی جاتی ہے مثلاً اللہ تعالیٰ کے ارشاد تاکیدی **فاذکرو اللّٰہ ذکر اکثیر ا** میں ائمہ مجتہدین نے امر وجوبی کو امر استحبابی قرار دے دیا!

(ج) صاحب سراج البصار نے دلیل اخلاق کے اختتام پر یہ روایت بھی پیش کی ہے'' **لا یترک بدعۃ الاازالھا ولا سنۃ الا اقامھا** '' (سراج الابصار صفحہ ۲۱۶) یعنی مہدی موعود کسی بدعت کو بغیر مٹائے اور کسی سنت کو بغیر قائم کئے ہوئے نہ چھوڑیں گے۔اس کے ذیل میں یہ لکھا ہے کہ آپ عمل کرینگے اور دوسروں کو اس کا حکم دیں گے۔

نماز لیلۃ القدر:

مولف ہدیہ مہدویہ نے اعتراض کیا ہے کہ یہ حدیث مدعی مہدیت کے حسب حال نہیں ہے اور اس کے ذیل میں یہ لکھا ہے کہ ''پانچ نماز کے سوا ایک چھٹی نماز فرض ٹھیرائی اور زکوۃ کے سوا ایک عشر نیا ایجاد کیا'' (ہدیہ مہدویہ طبع نولکشور ۱۲۹۳ھ صفحہ ۱۴۸)

عشر کا اثبات تو اس سے قبل ہو چکا اب یہاں ''چھٹی نماز'' یعنی دُگانہ لیلۃ القدر سے بحث کی جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے ارشاد **انا انزلنٰہ فی لیلۃ القدر** بیشک ہم نے اس کو لیلۃ القدر میں اتارا ہے) میں انزلنا کا جو مفعول ہے با تفاق مفسرین قرآن مجید ہے' اس کے یہ معنی ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کو لیلۃ القدر میں اتارا خود کلام اللہ سے ثابت ہے کہ لیلۃ القدر ماہ رمضان سے متعلق ہے کسی دوسرے مہینے سے نہیں۔آیہ **شھر رمضان الذی انزل فیه القرآن** (البقرۃ ع ۲۳)

(ماہ رمضان ہے جس میں قرآن مجید بھیجا گیا ہے) اس پر شاہد ہے۔

اللہ تعالیٰ نے لیلۃ القدر کا فضل و شرف اس طرح بیان کیا ہے۔

لیلة القدر خیر من الف شهر تنزل الملائکة والروح فیها باذن ربهم من کل امر سلام هی حتیٰ مطلع الفجر.

شب قدر ہزار مہینے سے بہتر ہے، اس رات میں فرشتے اور روح القدس اپنے پروردگار کے حکم سے اترتے ہیں، ہر کام کی سلامتی ہے وہ یہاں تک کہ فجر طلوع ہو۔

محمد بن جریر طبری نے جامع البیان میں اس آیت کے ذیل میں یہ روایت کی ہے۔

حدثنا ابن حمیدقال ثنا حکام بن مسلم المثنی بن الصباح عن مجاهد قال کان فی بنی اسرائیل رجل یقوم اللیل حتیٰ یصبح ثم یجاهد الله والنهار حتی یمسی ففعل ذلک الف شهر فانزل الله هذه الآیة لیلة القدر خیر من الف شهر قیام تلک اللیلة خیر من عمل ذلک الرجل (جامع البیان فی تفسیر القرآن (طبع مصر) الجزء الثلاثون صفحہ ۱۴۳)

حدیث بیان کی ہم سے ابن حمید نے کہا کہ روایت کی حکام بن سلم نے مثنی بن الصباح سے اور انہوں نے مجاہد سے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جو تمام رات عبادت کرتا اور دن تمام (اللہ کے دشمن سے) جہاد کرتا تھا، ہزار مہینے تک اس کا یہی عمل رہا پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی کہ لیلۃ القدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے اس رات کو عبادت کرنا اس شخص کے ہزار مہینوں کے عمل سے بہتر ہے

امام فخر رازی نے اس آیت کے ذیل میں یہ روایت درج کی ہے۔

قال مجاهد کان فی بنی اسرائیل رجل یقوم اللیل حتی یصبح ثم یجاهد حتی یمسی فضعل ذلک الف شهر فتعجب رسول الله صلی الله علیه و سلم والمسلمون من ذلک فانزل الله هذه الآیة ای لیلة القدر لا متک خیر من الف شهر لذلک الاسرائیلی الذی حمل السلاح الف شهر (تفسیر فخر رازی (طبع قسطنطنیہ ۱۳۰۸ھ الجزء الثامن صفحہ ۶۳۰)

مجاہد نے کہا کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جو رات تمام عبادت کرتا تھا اور دن تمام جہاد کرتا تھا۔ اس نے یہ عمل ہزار مہینے کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمان اس سے متعجب ہوئے۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ یعنی اے رسول

لیلۃ القدر آپ کی امت کے لئے بہتر ہے اس اسرائیلی کے ہزار مہینوں سے جس نے ہزار مہینے جہاد کیا۔

محمد بن جریر طبری نے اس آیت کے ذیل میں یہ بھی بیان کیا ہے۔

واشبہ الاقوال فی ذلک بظاھر التنزیل قول من قال عمل فی لیلۃ القدر خیر من عمل الف شھر لیس فیھا لیلۃ القدر واما الاقوال الاخر فدعاوی معان باطلۃ لا دلالۃ علیھا من خبر ولا عقل ولا ھی موجودۃ فی التنزیل. (جامع البیان فی تفسیر القرآن (طبع مصر) الجزء الثلاثون صفحہ ۱۴۳)

آیت قرآن کے ظاہر سے زیادہ مشابہ اس شخص کا قول ہے جو یہ کہتا ہے کہ لیلۃ القدر میں عمل کرنا ان ہزار مہینوں کے عمل سے بہتر ہے جس میں لیلۃ القدر نہ ہو۔ اب رہے دوسرے اقوال تو وہ معانی باطلہ کے دعوے ہیں' ان پر نہ حدیث دلالت کرتی ہے اور نہ عقل اور نہ یہ آیت میں موجود ہیں۔

ان روایتوں سے واضح ہے کہ لیلۃ القدر کی عبادت ہزار مہینے عبادت کرنے اور جہاد کرنے سے افضل ہے۔

اللہ تعالیٰ کا اس طرح لیلۃ القدر کی فضیلت بیان کرنا متضمن امر ہے جو اس جانب نہایت واضح اشارہ کر رہا ہے کہ تمام امت پر فرض ہے کہ اس رات کی عبادت ترک نہ کرے۔ اگر یہ عبادت قابل ترک سمجھی جائے تو اللہ تعالیٰ کا اس قدر اس کی فضیلت بیان کرنا نعوذ باللہ لایعنی سمجھا جائے گا۔ اگر لیلۃ القدر کی فضیلت بیان کرنا متضمن امر نہ ہو تو کلام اللہ میں اللہ تعالیٰ نے جہاں جہاں جنت کی توصیف فرمائی ہے اس ''فوز عظیم'' کے حصول کی سعی بھی فرض نہیں سمجھی جائیگی۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ جن امور کی مذمت کرتا ہے ان سے بچنا بھی فرض نہ ہوگا۔

اب رہی لیلۃ القدر کی تاریخ تو حضرت ابن عباسؓ کے ہاں ستائیسویں رمضان ہے امام فخر رازی نے اس آیت کے ذیل میں یہ روایت درج کی ہے۔

عن ابن عباس انہ قال لیلۃ القدر تسعۃ احرف وھو مذکور ثلاث مرۃ فتکون السابعۃ والعشرین.
(تفسیر فخر رازی (طبع قسطنطنیہ ۱۳۰۸ھ) الجزء الثامن صفحہ ۶۳۰)

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ آپ نے کہا لیلۃ القدر میں نو حرف ہیں اور یہ تین دفعہ مذکور ہے' پس ستائیسویں ہوتی ہے۔

ابوداؤد نے حضرت معاویہ بن ابوسفیانؓ سے یہی روایت کی ہے۔

حدثنا عبداللہ بن معاذ ثنا ابی اخبرنا شعبۃ عن قتادۃ انہ سمع مطرفا عن معاویۃ بن ابی سفیان عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی لیلۃ القدر قال لیلۃ سبع وعشرین. (سنن ابوداؤد (طبع مصر ۱۲۹۰ھ) الجزء

الاول صفحہ ۱۳۹)

حدیث بیان کی ہم سے عبداللہ بن معاذ نے' حدیث بیان کی میرے والد نے کہ خبر دی ہمیں شعبہ نے قتادہ سے کہ انہوں نے مطرف سے سنا اور انہوں نے معاویہ بن ابوسفیان سے اور انہوں نے نبی علیہ السلام سے لیلۃ القدر کے باب میں کہ یہ ستائیسویں رات ہے۔

حنفیہ نے بھی اسی تاریخ کو اختیار کیا ہے۔ صاحب تفسیر حسینی نے لیلۃ القدر کے ذیل میں یہ بیان کیا ہے۔

صحاب امام شافعی بست ویکم وبست وسوم اختیار کنند وحنفیه شب بست وہفتم را ۔ (تفسیر حسینی (طبع مطبع احمدی کانپور ۱۳۱۳ھ) صفحہ ۸۰۴)

اصحاب امام شافعیؒ اکیسویں اور تیئیسویں شب کو اختیار کرتے ہیں اور حنفیہ ستائیسویں شب کو۔

رسول اللہ صلعم کے عمل سے متعلق صاحب مشکوٰۃ نے حضرت ابوذرؓ سے یہ روایت کی ہے۔

قال صمنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فلم يقم بنا شئيا من الشهر حتىٰ بقى سبع فقام بنا حتى دهب ثلث الليل فلما كانت السادسة لم يقم بنا فلما كانت انحامسة قام بنا حتى ذهب شطر الليل فقلت يا رسول الله لو نفاتنا قيام هذه الليلة فقال ان الرجل اذا صلى مع الامام حتى ينصرف حسب له قيام ليلة فلما كانت الرابعة لم يقم بنا حتى بقى ثلث الليل فلما كانت الثالثة جمع اهله ونساءه والناس فقام بنا حتى خشينا ان يفوتنا الفلاح قلت وما الفلاح قال السحورثم لم يقم بنا بقية الشهر رواه ابو داودو الترمذى والنسائى روى ابن ماجه نحوه الا ان الترمذى لم يذكرثم لم يقم بنا بقيةالشهر (اشعۃ اللمعات (طبع نول کشور) جلد اول صفحہ ۴۴۵)

حضرت ابوذرؓ نے کہا کہ ہم نے رسول اللہ کے ساتھ روزہ رکھا ہمارے ساتھ ماہ رمضان میں قیام لیل نہیں فرمایا یہاں تک کہ سات راتیں باقی رہ گئیں پس ہمارے ساتھ نماز پڑھی یہاں تک کہ رات کا ایک ثلث گزر گیا' پس چھ راتیں رہ گئی (ابوذرؓ کہتے ہیں) میں عرض کیا یا رسول اللہ کاش آج کی رات آپ ہمیں زیادہ نماز پڑھاتے ۔ رسول اللہؐ نے فرمایا جب کوئی شخص امام کے ساتھ نماز پڑھتا ہے یہاں تک کہ امام بعد ختم نماز واپس ہوجائے اس تمام رات کی عبادت شمار ہوگی' جب چار راتیں باقی رہ گئیں تو آپ نے ہمارے ساتھ نماز نہیں پڑھی یہاں تک کہ رات کا ایک ثلث باقی رہ گیا۔ جب تین راتیں باقی رہ گئیں (یعنی ستائیسویں شب) رسول اللہؐ نے اپنے اہل بیت کو' عورتوں کو اور لوگوں کو جمع کیا پس ہمارے ساتھ نماز پڑھی یہاں تک کہ ہمیں فلاح کے فوت ہونے کا

خوف ہوگیا (راوی کہتے ہیں کہ) میں نے ابوذرؓ سے کہا فلاح کیا ہے کہا کہ سحری؛ پس رمضان کی باقی راتوں میں رسول اللہؐ نے ہمارے ساتھ نماز نہیں پڑھی؛ روایت کی ہے اس کی ابوداؤد ترمذی اور نسائی نے اور ابن ماجہ نے بھی ایسی ہی روایت کی ہے مگر یہ کہ ترمذی کی روایت میں یہ مذکور نہیں کہ رسول اللہؐ نے رمضان کی باقی راتوں میں ہمارے ساتھ نماز نہیں پڑھی۔

کتب مہدویہ میں مذکور ہے کہ امام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بامراللہ ستائیسویں رمضان کو کاہہ علاقہ تتہ (ٹھٹہ) میں نماز لیلۃ القدر ادا کی۔ انتخاب الموالید میں باب پنجم کے آخر میں یہ روایت کی گئی ہے۔

حضرت ہماں زبان ازفرمان حق تعالیٰ بیرون آمدہ بانگ نماز گویا نیدہ ہمہ مردمان وزنان راجمع کردہ خود امام شدہ دورکعت نماز ”دُگانہ لیلۃ القدر“ قرات بآ وازبلند خواندہ ادا کروند (الیٰ آخرہ)

پس امام علیہ اسلام نے اس وقت بامراللہ باہر آ کر اذن دلوائی سب مردوں اور عورتوں کو جمع کر کے ”دُگانہ لیلۃ القدر“ کی دونوں رکعتیں بآواز بلند قرارت سے ادا کیں۔

نماز لیلۃ القدر کے لئے دورکعتوں کا تعین بھی کسی طرح مورد اعتراض نہیں ہوسکتا؛ اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی دفعہ نماز پڑھی تو دورکعتوں پر ہی مشتمل تھی جیسا کہ صاحب مدراج النبوۃ نے بیان کیا ہے۔

اول چیزے کہ واجب شداز عبادات بعد ازایمان وتوحید دورکعت نماز بود (مدراج النبوۃ جلد دوم صفحہ ۳۷)

پہلی چیز جو واجب ہوئی عبادات سے ایمان وتوحید کے بعد دورکعت نماز تھی۔

حضرت ابوذرؓ سے روایت کی ہوئی حدیث جو اوپر درج کی گئی ہے اس سے دو باتیں ثابت ہوئی ہیں ایک تو یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ستائیسویں شب کو جماعت کے ساتھ نماز پڑھی اور پھر اس کے بعد نماز نہیں پڑھی؛ دوسرے یہ کہ آپ نے اہل بیت عورتوں اور لوگوں کو جمع کر کے نماز ادا کی۔ کسی روایت سے یہ نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں کسی نماز پنجگانہ کے لئے ایسا اہتمام کیا ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس اہتمام کی تقلید عالم اسلامی میں نظر نہیں آئے گی آجکل تو کیا سنین ماضیہ میں بھی اس کی نظیر نہیں ملتی۔ ہاں قوم مہدویہ میں اب بھی وہی اہتمام باقی ہے۔

حاصل یہ کہ امام علیہ اسلام کا نماز لیلۃ القدر پڑھنا بہ ارشاد کلام اللہ و باتباع رسول اللہ تھا اس کو بدعت کہنا عین بے دینی ہے۔

۞۞۞۞۞

حضرت ابوالہادی الحاج سید محمود اکیلویؒ

لیلۃ القدر اور قرآن حکیم

انا انزلنٰہُ فی لیلة القدر o وما ادرائک ما لیلة القدر o لیلة القدر خیر مِّن الف شهر o تنزل الملئِکة والروح فیها باذن ربهم مِّن کل امر o سلام هی حتی مطلع الفجر o (سورہ قدر مکیۃ)

بے شک کہ ہم نے قرآن کو قدر کی رات میں نازل کیا۔ اور اے مخاطب تو کیا جانے کہ لیلۃ القدر کیا ہے؟ قدر کی رات ہزاروں مہینوں سے بہتر ہے اس رات میں ملائکہ اور روح پاک اترتے ہیں اپنے رب کے حکم سے ہر کام کے لئے سلامتی ہے وہ رات یہاں تک فجر طلوع ہو۔

صاحب تفسیر القرآن العظیم کے **خیر من الف شهر** کی آیت کے تحت یہ روایت درج کی ہے

قال ابن جریر حدثنا ابن حمید حدثنا حکام بن مسلم عن المثنیٰ بن الصباح عن مجاهد قال کان فی بنی اسرائیل رجل یقوم اللیل حتی یصبح ثم یجاهدالعد وبالنهار حتی یمسی نفحل ذالک الف شهر فانزل الله هذه الایة لیلة القدر خیر من الف شهر (تفسیر ابن کثیر جلد رابع صفحہ ۵۳۰)

اور ابن جریر نے حدیث بیان کی ہم سے حمید نے حدیث بیان کی ہم سے حکام بن مسلم نے مثنی بن صباح سے وہ مجاہد سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جو رات کو عبادت کے لئے صبح تک قیام کرتا تھا پھر اللہ کے دشمنوں سے دن میں جہاد کرتا تھا یہاں تک کہ رات ہو جاتی پھر وہ ایسا ہی ہزار مہینے تک عمل کرتا رہا پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت ''لیلۃ القدر خیر من الف شہر' یعنی لیلۃ القدر ہزار مہینے کی عبادت اور جہاد کرنے سے بہتر ہے' نازل فرمایا۔

حضرت امام فخر رازیؒ نے اسی آیت کے ذیل میں یہ حدیث درج کی ہے۔

قال مجاهد کان فی بنی اسرائیل رجل یقوم اللیل حتی یصبح ثم یجا هد حتی یمسی فَفَعَلَ ذالک الف شهر فتعجب رسول الله صلی الله علیه وسلم والمسلمون من ذلک فانزل الله هذه الایة اَئی لیلة القدر لاُمَّتِکُ خیر من الف شهر لذ لک الاسرائیلی الذی حَمَلَ السلاح الف شهر (تفسیر مفاتیح الجراء الثامن صفحہ ۶۲۰)

حضرت مجاہدؒ نے کہا بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جو رات بھر عبادت کرتا تھا اور دن تمام جہاد کرتا تھا پس اس نے اسی طرح ہزار مہینہ کیا پس آنحضرت صلعم اور مسلمان اس واقعہ سے متعجب ہوئے پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی ''لیلۃ القدر''

تیری امت کے لئے اس اسرائیلی کے ہزار مہینوں سے جس نے ہزار مہینے جہاد کیا بہتر ہے۔

صاحب تفسیر حسینی فارسی نے لیلة القدر خیر من الف شهر کی تفسیر ان الفاظ میں کی ہے۔

''شب قدر بهتر است از هزار ماه که غازی بنی اسرائیل در آں جهاد کرده'' الی اخرہ (تفسیر حسینی جلد ثانی صفحہ ۳۴۸ مطبوعہ)

یعنی شب قدر بنی اسرائیل کے اس غازی سے جو فی سبیل اللہ ہزار مہینے تک جہاد کرتا رہا، بہتر ہے۔

اب ہم تعین فضائل شب قدر اور اس کی فرضیت نیز فرمان مہدیؑ کے تحت انشاء اللہ بحث کا آغاز کرتے ہیں۔

صاحب مقدمہ سراج الابصار نے شب قدر کی نماز کی فرضیت کے متعلق سچ لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اس طرح لیلۃ القدر کی فضیلت بیان کرنا متضمن امر ہے جو اس جانب نہایت واضح اشارہ کر رہا ہے کہ تمام امت پر فرض ہے کہ اس رات کی عبادت ترک نہ کرے اگر یہ عبادت قابل ترک سمجھی جائے تو اللہ تعالیٰ کا اس قدر اس کی فضیلت بیان کرنا نعوذ باللہ لا یعنی سمجھا جائے گا۔ اگر لیلۃ القدر کی فضیلت بیان کرنا متضمن نہ ہو تو کلام اللہ میں اللہ تعالیٰ نے جہاں جہاں جنت کی توصیف فرمائی ہے اس فوز عظیم کے حصول کی سعی بھی فرض نہیں سمجھی جائے گی۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ جن امور کی مذمت کرتا ہے ان سے بچنا بھی فرض نہ ہوگا (مقدمہ سراج الابصار صفحہ ۸۳۵)

اس عبادت اور اس رات کی فضیلت کیا ہے وہ احادیث صحیحہ کی کتابوں سے معلوم ہوسکتا ہے لیکن آنحضرت صلعم نے بالخصوص امت کو (تحروا) یعنی تلاش کرو''التمسو'' ڈھونڈو جیسے امر کے صیغوں کے ساتھ حکم دیا ہے۔ یہاں معلومات کے لئے وہ حدیثیں بیان کی جاتی ہیں جن میں امر کے صیغے استعمال کئے گئے ہیں۔

حدثنا قتيبه بن سعيد حدثنا اسماعيل بن جعفر حدثنا ابو سهيل عن ابيه عن عائشه رضى الله عنها ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال تحرو ليلة القدر فى الوتر من العشر الا واخر من رمضان (بخاری شریف جلد اول صفحہ ۲۲۵ مطبوعہ مصر)

حدیث بیان کی ہم سے قتیبہ بن سعید نے حدیث بیان کی ہم سے اسماعیل بن جعفر نے حدیث بیان کی ہم سے ابوسہل نے اپنے والد سے وہ روایت کرتے ہیں حضرت عائشہ ام المومنین رضی اللہ عنہا سے بے شک آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا ''لیلۃ القدر کو عشرہ اواخر کی طاق راتوں میں تلاش کرو''

حدثنا محمد بن المثنى حدثنا يحيىٰ بن هشام قال اخبرنى ابى عن عائشة رضى الله عنها عن النبى صلى الله عليه وسلم قال التمسو (بخاری جلد اول صفحہ ۲۲۵)

یعنی حدیث بیان کی ہم سے محمد بن مثنی نے حدیث بیان کی ہم سے یحییٰ بن ہشام نے کہا مجھے اُبی نے خبر دی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا ''شب قدر کو رمضان میں ڈھونڈو''

ان دو احادیث صحیحہ سے اس امر کا پتہ چلتا ہے کہ آنحضرت صلعم نے شب قدر کو ماہ رمضان المبارک میں تلاش کرنے کا اور ڈھونڈنے کا حکم دیا ہے اب اس ماہ رمضان المبارک میں آنحضرت صلعم کا کیا عمل تھا یہ مسلم کی صحیح حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔

عن عائشة قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يجتهد فى الاواخر ولا يجتهد فى غيره (رواہ مسلم مشکوٰۃ صفحہ۱۸۳)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے ارشاد فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلعم عبادت میں رمضان کے اخیر کے عشرے میں اس قدر کوشش کرتے کہ دوسرے موقعوں پر اس طرح کوشش نہیں کرتے تھے۔

نعوذ باللہ اگر لیلۃ القدر کی نماز کی اہمیت اللہ تبارک وتعالیٰ کے پاس نہ ہوتی تو آنحضرت نبی کریم علیہ السلام اس قدر اس کی تلاش وجستجو نہیں فرماتے اور نہ ہی امت کو بہ صیغہ امر اس کی تلاش کا حکم دیتے۔

اسی لئے آنحضرت رسول کریم علیہ السلام نے قیام لیلۃ القدر کی فضیلت اس طرح بیان فرمائی۔

عن ابى هريرة رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من قام ليلة القدر ايمانا واحتسابا غفر له ما تقدم من ذنبه الترغيب وترهيب (صفحہ۲۰۶ مطبوعہ)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلعم نے ارشاد فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھ کر اور اجر وثواب کے حصول کے لئے لیلۃ القدر میں عبادت کے لئے قیام کرے گا تو اس کے پچھلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

اس حدیث شریف سے اس امر کا پتہ چلتا ہے کہ لیلۃ القدر کی عبادت سے پچھلے گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں اس روایت سے قطع نظر لیلۃ القدر کی عبادت کی فضیلت اس حدیث سے بھی واضح ہوتی ہے۔

وجبرئيل عليه السلام مومنان را مصافحه كنند وعلامت مصافحه جبرئيل عليه السلام اقشعرّ جلد ورقت واشک چشم بود (تفسیر حسینی صفحہ۳۴۸ جلد دوم)

ترجمہ: اور جبرئیل علیہ السلام شب قدر میں مومنوں سے مصافحہ کرتے ہیں اور جبرئیل علیہ السلام کے مصافحہ کی علامت یہ ہے کہ اس شخص کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں اور قلب رقت پذیر ہوجاتا ہے اور آنکھوں میں آنسو ہوتے ہیں۔

نیز یہی روایت حضرت کعبؓ سے تفسیر ابن کثیر جلد چہارم صفحہ ۵۳۵ پر بھی درج ہے ان تمام تفاسیر اور احادیث سے اس امر کا پتہ چلتا ہے کہ اللہ پاک کا اور آنحضرت صلعم کا مقصود اصلی شب قدر کی فضیلت بیان کرنے کا حقیقۃً اس کی عبادت کا حکم دینا

ہےاورجس شب کی عبادت کی اس قدر فضیلت بیان کی گئی ہےاس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وہ فرض ہے

اس کی تفسیر خلیفۃ الرحمٰن علیہ السلام کے فرمان کی روشنی میں دی جاتی ہے۔

بندگی سید السادت منبع الکائنات سید خوندمیر فرمودند که حضرت میراں علیه السلام در شب قدر بعد از فرض وسنت عشاء یک دُگانه خود امامت کرده گزارند و بعد فارغ شدن ازدُگانه حضرت میراں علیه السلام ایں دعا خواندند اللهم احیینی مسکینا الخ ونیز بندگی میاں سید خوندمیر ہمچنیں کردندودعا ہم ہمیں نوع طلبیدندخود جماعت کردند(انصاف نامہ صفحہ ۱۴۱ مطبوعہ)

ترجمہ: نیز بندگی میاں سید السادات منبع الکائنات سید خوندمیرؓ نے فرمایا کہ حضرت مہدی علیہ السلام نے شب قدر میں عشاء کے فرض اور سنت کو ادا کرنے کے بعد ایک دُگانہ خود امامت کر کے ادا فرمایا ہے دُگانہ سے فارغ ہونے کے بعد حضرت مہدی علیہ السلام نے یہ دعا پڑھی۔ اللہ مجھ کو مسکین جلا الی آخرہ نیز بندگی میاں سید خوندمیر رضی اللہ عنہ نے بھی ایسا ہی کیا اور دعا بھی اسی طرح طلب کی دوسری اس نماز کے فرض ہونے پر صحابہ امامنا مہدی علیہ السلام کا اجماع ہو چکا ہے۔

روایت ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام نے شب قدر میں سنت کے ساتھ عشاء ادا کرنے کے بعد ایک دُگانہ خود اپنی امامت میں ادا فرمایا۔ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم نے اقتداء کی اور یہ دُگانہ حضرت میاں سید خوندمیر رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت مہدی علیہ السلام کی اتباع کے طور پر خود امام بن کر ہمیشہ ادا فرمایا ہے اور تمام مہاجرین رضی اللہ عنہم بھی شریک رہے آپ کی (اقتداء) میں ادا کرتے تھے۔ (نقلیات بیان عبدالرشید صفحہ ۱۹۵ مطبوعہ)

ان دونوں روایتوں سے ظاہر ہے کہ اصحاب حضرت امام علیہ السلام نے حضرت مہدی علیہ السلام کی اقتداء میں نماز لیلۃ القدر ادا کی پھر امامنا مہدی موعود علیہ السلام کے اس دنیا سے پردہ فرمالینے کے بعد حضرت شاہ خوندمیر صدیق ولایت' مہدی علیہ السلام کی اقتداء میں تمام مہاجرین نے نماز لیلۃ القدر ادا کی۔ غرض یہ کہ لیلۃ القدر کی نماز کی ادائی پر تمام صحابہ ومہاجرین کا اجماع ہو چکا ہے۔ مطبوعہ انصاف نامہ سے زیادہ تفصیلات حضرت بندگی میاں سید موسیٰ بانی دائرہ اکیلی کے قلمی انصاف نامہ میں ہم کو ملتی ہیں۔

چنانچه ونیز بندگی میاں سید السادات منبع الکائنات واصل الحق سید الشهداء بندگی میاں سید خوندمیر کرات مرات فرمودند که حضرت میراں سید محمد مهدی در شب قدر بعد ادا فرض وسنت دو رکعت متصل دُگانه خود امامت

کردہ گذار دند وتمام برادران دائرہ با میراں اقتدار کردند الی آخرہ قلمی صفحہ ۱۴۶

ترجمہ ونیز بندگی سید السادات منبع الکائنات واصل حق سید الشہداء بندگی میاں سید خوندمیر نے متعدد بار ارشاد فرمایا کہ حضرت میراں سید محمد مہدی علیہ السلام شب قدر میں فرض (عشاء) اور سنت ادا کرنے کے ساتھ ہی خود امام بن کر دُگانہ لیلۃ القدر ادا فرمایا اور تمام برادران دائرہ نے بھی حضرت میراں مہدی علیہ السلام کی اقتداء کی۔

اس روایت سے اس امر کی توضیح ہوتی ہے کہ حضرت مہدی موعود علیہ السلام عشاء کی نماز ادا کرتے ہی لیلۃ القدر کی نماز پڑھا کرتے تھے اور تمام اہل دائرہ نے بھی حضرت امام علیہ السلام کی اقتداء میں نماز لیلۃ القدر ادا فرمائی۔

کتب مہدویہ میں مذکور ہے کہ امام علیہ السلام نے بہ امر اللہ ستائیسویں رمضان کو کاہہ علاقہ ٹھٹھہ میں نماز لیلۃ القدر ادا کی انتخاب الموالید میں باب پنجم کے آخر میں یہ روایت کی گئی ہے۔

پس حضرتِ هماں زماں ازفرمان حق تعالیٰ بیرون آمده بانگ نماز گویا نیده همه مرد وامال وز ناں را جمع کرده خود امام شده دو رکعت نماز دُگانه لیلة القدر بآو ازِ بلند خوانده ادا کردند (مقدمہ سراج الابصار صفحہ ۸۳۶ طبع دوم)

ترجمہ: پس حضرت امام علیہ السلام نے اس وقت بہ امر اللہ باہر آکر اذاں دلوائی سب مردوں اور عورتوں کو جمع کر کے لیلۃ القدر کی دونوں رکعتیں بہ آواز بلند قراءت سے ادا کیں۔

اس روایت سے ظاہر ہے کہ حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے بہ امر اللہ نماز لیلۃ القدر تمام مردوں اور عورتوں کو جمع کر کے ادا فرمایا۔

ظاہر ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام مبین قرآن دافع ہلاکت امت محمدیہ ہیں آپ سے بڑھ کر لیلۃ القدر کا تعین کون کر سکتا ہے صاحب اشعۃ اللمعات شارح مشکوٰۃ نے باب بدالولی کے ذیل میں یہ لکھا ہے۔

و به معنیٰ امر نیز آید (اشعۃ اللمعات جلد چہارم صفحہ ۵۰۴)

ترجمہ: یعنی لفظ وحی امر کے معنی میں بھی آتا ہے۔

اسی لئے حضرت بندگی شاہ خوندمیر رضی اللہ عنہ نے کیف تھلک امت کے ذیل میں یہ تحریر فرمایا ہے۔

اخبر النبی صلی الله علیه وسلم فی هذا الحدیث ان لا تخروج امته من الهلاک الا بواسطة اقتدا ئهما واتباعهما لا نهاعلیهما السلا م یدعون الی الله بالوحی وبالحجة القاطعة (بعض الآیات صفحہ ۳ مطبوعہ)

ترجمہ: حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ آپ کی امت ہلاکت سے نہیں نکلے گی مگر ان دونوں مہدی اور عیسیٰ کی اقتداء اور اتباع سے اس لئے کہ وہ دعوت دیتے ہیں اللہ کی طرف وحی سے اور حجت قاطعہ سے۔

اس تشریح سے بھی اس امر کی توضیح ہوجاتی ہے کہ امام مہدی اور عیسیٰ علیہ السلام لوگوں کو دعوت الی اللہ امر اللہ اور حجت قاطعہ کے ذریعہ دیں گے۔

مذکورہ بالا روایت سے کئی ایک باتیں ثابت ہوجاتی ہیں۔

(۱) حضرت امام علیہ السلام نے نماز لیلۃ القدر مردوں اور عورتوں کے ساتھ ادا کیا۔

(۲) بلند آواز سے قراءت کے ساتھ نماز ادا کی۔

(۳) پہلا دُگانہ ٹھٹھہ اور دوسرا دُگانہ فراہ علاقہ خراسان میں ادا فرمایا

(۴) نماز عشاء کو ادا کرتے ہی لیلۃ القدر کے دُگانہ کو ادا کیا۔

(۵) امر خدا سے ادا کیا۔

(۶) انصاف نامہ مطبوعہ اور نقلیات میاں عبدالرشید کی روایتوں سے ظاہر ہے کہ تمام صحابہ حضرت مہدی علیہ السلام بہ پابندی نماز لیلۃ القدر کے دو رکعت ادا کرتے رہے۔

مولف ہدیہ مہدویہ کو مذہب مہدویہ پر اعتراض کرنے کے لئے کوئی مواد نہ مل سکا تو لیلۃ القدر کی نماز کی ادائی پر یوں اعتراض کیا ہے۔

پانچ نماز کے سوا ایک چھٹی نماز فرض ٹھیرائی اور زکوۃ کے سواء ایک عشر ایجاد کیا۔ (ہدیہ مہدویہ صفحہ ۹۲۔۹۳ مطبوعہ نول کشور)

مولف ہدیہ مہدویہ کو اس امر کی خبر ہی نہیں ہے کہ غیر معصوم مجتہدین نے نماز وتر کو کوئی واجب کوئی سنت اور کسی نے فرض لکھا ہے چنانچہ اس کی تفصیل بیان کی جاتی ہے۔

صاحب ہدایہ نے امام اعظم کا مذہب وتر کے متعلق اس طرح بیان کیا ہے

الوتر واجب عند ابی حنیفة (ہدایہ جلد اول صفحہ ۱۶۴ مطبوعہ)

ترجمہ: اور وتر امام ابوحنیفہ کے نزدیک واجب ہے و نیز حاشیہ ہدایہ پر ہے کہ امام ذخر کا مذہب وتر کے متعلق یہ ہے۔

وروی حماد بن زید عنه انها فریضة به اخذزفر صفحہ ۱۲۴ مطبوعہ

ترجمہ: اور حماد بن زید نے امام سے روایت کیا ہے کہ بے شک کہ وہ فرض ہے اور امام زفر حنفی اس روایت سے وتر کو فرض سمجھتے ہیں اور اس سے تمسک کرتے ہیں اور یوں بھی احادیث نبوی میں فرض و واجب میں کوئی اصطلاحی فرق نہیں ہے غرض یہ

کہ آئمہ فقہ نماز وتر میں مختلف البیان ہیں اگر چھٹی نماز ناسخ شریعت محمدیہ ہوتی تو مجتہدین میں بعض وتر کی فرضیت اوروجوبیت اورسنت کے قائل نہ ہوئے ہوتے اصول فقہ کی مشہور کتاب توضیح تلویح میں درج ہے کہ'' **فقد اختلفوا ان الزیادۃ علی النص نسخ ام الا یعنی ان الزیادۃ ان کانت عبادۃ مستقلۃ کزیادہ صلوٰۃ سادسۃ فلا نزاء بین الجمھور فی انھالا تکون نسخا**

اس امر میں اختلاف ہے کہ بعض زیادتی نسخ شریعت ہے یا نہیں اگر وہ زیادتی مستقل عبادت ہو جیسے ایک چھٹی نماز کی زیادتی تو جمہور اصولین فقہ کے پاس بلا اختلاف یہ زیادتی نسخ شریعت نہیں ہے۔ غرض یہ کہ مولف ہدیہ مہدویہ کو فقہ احناف واصول فقہ پر عبور حاصل نہیں تھا ورنہ دُگانہ لیلۃ القدر کی نماز کی فرضیت کو وہ نسخ شریعت کبھی بھی لکھنے نہ جراءت نہ کرتا۔

اب یہاں ایک سوال پیدا ہوسکتا ہے کہ جب حضرت محمد رسول اللہ صلعم پر اتمام نعمت **الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا** (پارہ ٦ مائدہ ٤)

یعنی آج کے دن میں نے تمہارے دین کو مکمل کردیا اور میں نے تم پر اپنی نعمت پوری کردی اور میں نے اسلام کو تمہارا دین'' بننے کے لئے'' پسند کرلیا ہے کہ ذریعہ پورا ہوچکا ہے تو پھر بعثت مہدی کی کیا ضرورت باقی رہی جب کوئی نعمت ہی باقی نہ رہی تو پھر آپ امت محمدیہ کو کونسی نعمت تقسیم فرمائیں گے؟ اس بات کا جواب ہم قرآن مجید ہی کی روشنی میں اس طرح دیں گے اللہ جل شانہ کے پاس ''یوم'' ایک ہزار سال کا ہوتا ہے۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے۔

" **وان یوما عند ربک کالف سنۃ مما تعدون**" (سورہ حج آیت نمبر ٤٧)

ترجمہ: اور یقیناً تیرے رب کے نزدیک ایک دن ایک ہزار سال کے برابر ہے۔ جس کو تم شمار کرتے ہو'

اس آیت سے اگر الیـــــوم کے معنی ایک ہزار سال کریں تو غلط نہ ہوگا ظاہر ہے کہ ایک ہزار سال میں دین اور نعمت خداوندی کی تکمیل ہوگی۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ اسلام سے بہ حیثیت دین اسی وقت راضی ہوگا جبکہ خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلعم کے وصال کو ایک ہزار سال ہوں اور اس اثنا حضرت امام مہدی کا ظہور ہوجائے۔

صاحب اشعۃ اللمعات نے بھی اس آیت کی تفسیر ان الفاظ میں کی ہے۔

یک روز نزد پروردگار تو مانند ومقدار ھزار سال است انچہ شمار می کنید چوں روز مقدار ھزار سال باشد غیر وزپانصد سال بوداً (اشعۃ اللمعات جلد چہارم صفحہ ٣٥٦)

''اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ تیرے رب کے پاس ایک دن کی مقدار ایک ہزار سال کے برابر ہے جس کو تم شمار کرتے ہو۔ کیونکہ جب ایک روز کی مقدار ہزار سال ہوتو آدھے دن کی مقدار پانچ سو سال ہوگی۔''

" ویتم الظهور بخروج المهدی تتمه سبعة ایام ولهذا قالوا مدة الدنیا سبعة الاف سنة (تفسیر تاویلات القرآن جلداول ۳۸۴ مطبوعہ)

ترجمہ: اور خروج مہدی کے ظہور کے بعد سات دن کا تتمہ ہوجاتا ہے اور اسی واسطے کہا کہ دنیا کی مدت سات ہزار سال ہے"

اب حضرت محمد مصطفی ﷺ سے لے کر حضرت امام مہدی موعود میراں سید محمد جونپوری تک حساب لگائیے تو جملہ ایک ہزار سال کی مدت پوری ہوجاتی ہے اس کی دلیل یہ ہے حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے دعویٰ موکد ۹۰۵ھ میں کیا اس طرح خاتم النبیین صلعم سے حضرت امام علیہ السلام تک ایک ہزار سال ہوتے ہیں۔ اس کا قاعدہ یہ ہے کہ دسویں صدی کا اطلاق اگر (۹۰۰) پر ایک کا ہندسہ بھی بڑھ جائے تو ہوجاتا ہے۔

دوسری بات یہ کہ اگر کوئی شخص یہ اعتراض کرے کہ اس بات کا کیا ثبوت ہے امام مہدی کا ظہور آنحضرت رسالت مآب صلعم کے ایک ہزار سال بعد ہوگا اس کا جواب علمائے حرمین کے اس فتویٰ کی روشنی میں حاصل ہوجاتا ہے وہ یہ کہ

" یعنی از مرد ماں چوں از علمائے حرمین استفتا درست کرد مانند درایں باب که حضرت رسالت فرموده که من بیشتر از هزار سال ور مرقد منودو مطهر قرار نمی گدم وبیش ازانقرا ض هزار سال علامت کبریٰ که خروج مهدی موعود از آں جمله است می باید که البته ظاهر شود (نجات الرشید صفحہ ۹۶ مقدمہ سراج الابصار طبع دوم صفحہ ۸۷۰ مطبوعہ)

ترجمہ: اور بعض لوگوں نے حرمین شریفین کے علماء سے فتویٰ طلب کیا اس بات میں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ میں ہزار برس سے زیادہ قبر میں نہیں ٹھیروں گا اور ہزار برس ختم ہونے سے پہلے علامات کبریٰ میں امام مہدی کا خروج بھی شامل ہے ضرور ظاہر ہوجانا چاہئے۔"

اس عبارت کا مقصد صاف واضح ہے کہ ہزار سال کے اندر حضرت خاتم النبیین کے دین کی تجدید کرنے اور نعمت ہائے عظمیٰ من جانب اللہ تقسیم کرنے اور امت محمدیہ کو ہلاکت سے بچانے امام مہدی موعود علیہ السلام کا ظہور ہوگا۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔

" ان النبی لا یمکث فی قبره الف سنة"

ترجمہ: بے شک نبی اپنی قبر میں ایک ہزار سال تک نہیں ٹھیریں گے

حضرت خاتم النبیین کا قبر میں نہ ٹھیرنے کا مقصد یہی ہے کہ حضرت ختم المرسلین کی طرح معصوم الخطا ہستی کا ظہور ہوگا جو حضرت رسالت مآب صلعم کے قدم بہ قدم چلے گا اور خطا نہیں کرے گا۔ ظاہر ہے کہ وہ ہستی مسعود حضرت امام مہدی موعود میراں سید محمد جونپوری علیہ السلام کے سوا دوسری ہو نہیں سکتی۔ یہ اس لئے کہ وسط امت میں ظہور مہدی کی آنحضرت صلعم نے

خبر دی ہے اور دافعہ ہلاکت امت کے نام سے آپ کا تعارف کروایا ہے۔اب ’’الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا‘‘ کے معنی واضح ہوجاتے ہیں کہ دین کی تکمیل اور نعمتوں کی تقسیم حضرت خاتم النبیین کے وصال کے ایک ہزار سال بعد حضرت امام مہدی موعود میراں سید محمد جونپوری علیہ السلام کے ہاتھوں عمل میں آئی۔ اسی لئے تو حضرت محمد عربی علیہ السلام نے امام مہدی موعود علیہ السلام کے متعلق یہ خبر دی ہے۔

یختم الله به الدین کما فتحه بنا (کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۲۶۲)

یعنی جس طرح اللہ نے ہم سے دین کو شروع کیا دین کی ختمیت ’’امام مہدی‘‘ پر تمام کرے گا‘‘

اب غور طلب بات یہ ہے کہ ایک ہزار مہینے کی عبادت سے بہتر عبادت لیلۃ القدر سے امت محمدیہؐ کی محرومی کیا تکمیل دین کی ختمیت کہلائی جاسکتی ہے؟ اس کا جواب تو یہی ہے کہ بالخصوص جب کہ شب قدر کی عبادت آنحضرت صلعم کو دکھا کر بھلادی گئی اس میں مصلحت یہی تھی کہ امام مہدی موعود علیہ السلام جیسی معصوم عن الخطا ہستی پر اس کی فرضیت اور اہمیت کا اظہار کر کے امت محمدیہؐ کو اس پر مطلع کیا جائے حدیث بخاری کے الفاظ یہ ہیں۔

’’حدثنا محمد بن المشنی حدثنا خالد بن الحرث حدثنا حمید حدثنا انس عن عبادة بن الصامت قال النبی صلی الله علیه وسلم لیخبر نا بلیلة القدر فتلاحی رجلان من المسلمین فقال خرجت لا خبرکم بلیلة القدر فتلاحی فلان وفلان فرفعت وعسیٰ ان یکون خیر الکم فالتمسو ها فی التاسعة والسابعة والخامسة (صفحہ ۲۳۶ جلد اول)

حدیث بیان کی ہم سے محمد بن المثنی نے حدیث بیان کی ہم سے خالد بن الحرث نے حدیث بیان کی ہم سے حمید نے حدیث بیان کی ہم سے انس نے عبادہ بن صامت سے کہ کہا نکلے نبی صلعم تا کہ خبر دیں ہم کو شب قدر کی‘ کہ جھگڑے دو شخص مسلمانوں میں سے پس فرمایا حضرت نے نکلا تھا میں کہ خبر دوں تم کو شب قدر کی پس جھگڑا فلانا اور فلانا پس اٹھالی گئی پہچان شب قدر کی اور شاید کہ ہو یہ بہتر تمہارے لئے پس تلاش کرو اس کو انتیسویں اور ستائیسویں اور پچیسویں تاریخوں میں۔

اس حدیث صحیح سے اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ آنحضرت صلعم نے یہ ارشاد فرما کر امت کی تسلی کی کہ شب قدر کو مجھ سے جو بھلادیا گیا اس میں بھی شاید تمہارے لئے بھلائی ہو۔آنحضرت نے حج میں یوم عرفہ ’’قصوا‘‘ نامی اونٹنی پر سوار ہو کر اس طرح لوگوں کو مخاطب فرمایا۔

یا ایها الناس انی ترکت فیکم ما ان اخذتم له لن تضلوا کتاب الله وعترتی واهل بیتی (اشعۃ اللمعات جلد رابع ۶۹۰)

اے لوگو میں تم میں ایسی چیز چھوڑے جارہا ہوں کہ جس سے تم اگر تمسک کروگے تو میرے بعد ہرگز گمراہ نہ ہوگے وہ چیز کتاب اللہ ہے اور میری عترت اور اہل بیت ہے اسی طرح مسلم میں زید بن ارقم سے مروی ہے کہ آنحضرت صلعم خم نامی قصبہ میں ان الفاظ میں لوگوں کو وعظ فرمایا۔

الا ایھا الناس انما انا بشر یو شک ان یا تینی رسولٌ فاحبیت وانا تارک فیکم الثقلین اولھما کتاب اللہ فیہ الھدیٰ والنور فخذ والکتاب اللہ واستمسکوا بہ فحث علیٰ کتاب اللہ ورغب فیہ ثم قال واھل بیتی اذکر کم اللہ فی اھل بیتی اذکر کم اللہ فی اھل بیتی (اشعۃ اللمعات جلد رابع صفحہ ۶۸۵'۶۸۶)

خبردار اے لوگو میں تمہارے جیسا ایک بشر ہوں قریب ہے کہ میرے رب کا قاصد میرے پاس آئے اور اس کو میں لبیک کہوں میں دو بھاری چیزیں چھوڑ رہا ہوں پہلی چیز کتاب اللہ ہے جس میں ہدایت اور نور ہے کتاب اللہ کو مضبوط پکڑ واور اس سے تمسک کرو پس کتاب اللہ سے تمسک کرنے پر آمادہ کیا اور اس کی ترغیب دلائی پھر فرمایا میرے اہل بیت میں اللہ کو تمہیں یاد دلاتا ہوں اس حدیث میں اہل بیت مطلق ہے اور قاعدہ یہ ہے کہ مطلق فرد کامل کی طرف جمع ہوتا ہے اور اہل بیت سے مراد بقول حضرت بندگی میاں شاہ خوندمیرؓ امام مہدی موعود علیہ السلام کی ذات ہے۔

اس سے ثابت ہوا کہ جس طرح قرآن حکیم سے تمسک کرنا فرض ہے اسی طرح امام مہدی موعود خلیفۃ اللہ سے تمسک کرنا بھی فرض ہے۔آنحضرت صلعم نے حضرت مہدی موعود السلام کے متعلق یہ ارشاد فرمایا ہے وہ بنی فاطمہ سے ہوگا' دافع ہلاکت امت ہوگا دین محمد یہ اس پر ختم ہوگا میرا ہم خلق ہوگا میرے نقش قدم پر چلے گا اور خطا نہ کرے گا خلیفۃ اللہ ہوگا۔ان خصوصیات کی روشنی میں اہل بیت کے اسی فرد سے تمسک کرنا فرض ہے جس کی آنحضرت صلعم نے تخصیص اور تاکید فرمائی ہے۔اور وہ امام مہدی موعود علیہ السلام کی ذات ہے۔غرض یہ کہ بہ فرمان رسالت مآب صلعم امام مہدیؑ سے قرآن کی طرح تمسک کرنا چاہئے۔اب حدیث عبادہ بن صامت کے اس عبارت کا مقصد واضح ہوجاتا ہے کہ شب قدر مجھ سے جو بھلادی گئی شاید کہ یہ بات تمہارے لئے بہتر ہو وہ بات بہتر اس طرح ہوئی کہ امت محمد یہ کے لوگ حضرت مہدی موعود علیہ السلام کی اتباع میں دُگانہ شب قدر ستائیسویں میں ادا کرتے ہیں اس طرح ہم مہدویوں کو تمسک قرآن اور تمسک امام مہدی علیہ السلام کی فضیلت حاصل ہوگئی۔اور تکمیل وتقسیم نعمت خداوندی حضرت امام مہدی موعود سید محمد جونپوری کے ذریعہ پوری ہوگئی۔

اب یہاں سوال پھر بھی ایک باقی رہ جاتا ہے کہ حضرت امام مہدی موعود علیہ السلام نے آخر شب قدر میں دو رکعت کا ہی تعین کیوں فرمایا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے پہلی دفعہ جو نماز پڑھی ہے وہ دو رکعت ہی تھی صاحب مدارج النبوۃ

نے یہ لکھا ہے کہ

اول چیز یہ کہ واجب شداز عبادت ' بعد از ایمان وتوحید د و رکعت نماز بود

(مدارج النبوۃ صفحہ ۳۷ جلد دوم) یعنی پہلی چیز جو واجب ہوئی عبادات سے ایمان و توحید کے بعد دو رکعت نماز تھی۔

غرض کہ حضرت مہدی موعودؑ نے بہ فرمان الٰہی بہ اعلان عام دُگانہ لیلۃ القدر ستائیسویں شب میں دو رکعت بآ واز بلند قراءت کے ساتھ ادا فرمایا۔ اور یہ چھٹی نماز کا فرض ہونا اصول فقہ کی روشنی میں جب کہ معصوم عن الخطا خلیفۃ اللہ المہدی کے حکم سے ادا کی جارہی ہو نسخ شریعت محمدیہ کو مستلزم نہیں متصور ہوگا۔ ورنہ وتر کا اور حصول جنت کا واجب وفرض کیسے ہوگا جب کہ قرآن میں اس کا ذکر موجود نہیں ہے۔ اور نماز' روزہ' حج' زکوۃ کی فرضیت بھی قرآن سے صریحاً ثابت نہیں۔ آئمہ نے اس کو فرض قرار دیا ہے۔ ایسی صورت میں نماز کی فرضیت بھی معرض خطر میں پڑ جائے گی اور یہ امر محال ہے۔ وما علینا الا البلاغ

{2}

کیا نماز لیلۃ القدر فرض ہے؟

ایڈیٹر عرب نیوز جدہ کے سوالات کے جوابات

عرب نیوز انگریزی مورخہ ۳/ مارچ ۱۹۹۵ء نظر سے گذرا۔ ایم ایم ایچ صاحب حال مقیم جدہ سعودی عرب نے امام مہدی علیہ السلام اور نماز لیلۃ القدر کی فرضیت وغیرہ کے متعلق یوں سوال کیا ہے۔

سوال (۱) میں ایک شخص کو جانتا ہوں جو یہ کہتا ہے کہ اس کا مہدوی فرقے سے تعلق ہے جن کے ارکان کا یہ ایمان ہے کہ '' مہدی '' جن کے ظہور کی حضرت رسول اللہ ﷺ نے پیشین گوئی کی تھی' چار سو سال پہلے ہندوستان میں رہتے تھے ان کا یہ دعویٰ ہے کہ جو ان پر ایمان نہیں لاتے وہ مسلمان نہیں ہیں۔

سوال (۲) اسی لئے کسی ایسے امام کے پیچھے جو مہدی پر ایمان نہ لائے نماز نہیں ہوتی۔

سوال (۳) ۲۶/ رمضان کی رات وہ دو رکعت نماز لیلۃ القدر بطور فرض ادا کرتے ہیں۔

سوال (۴) کیا آپ اس بات پر روشنی ڈالیں گے کہ کیا کسی فرض نماز کا اضافہ کیا جاسکتا ہے؟

عرب نیوز کے ایڈیٹر نے ان چار سوالوں کا جواب اس طرح دیا ہے۔

(۱) بعض ایسی احادیث ہیں جن میں عیسیٰ مسیح کی دوبارہ آمد کا ذکر ہے اور بعض احادیث میں یہ کہا گیا ہے وہ مہدی کے

بعد آئیں گے۔

جواب الجواب: ہم بھی اسی بات کے قائل ہیں کہ حضرت امام مہدی موعود علیہ السلام کے بعد حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام تشریف لائیں گے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔

''کیف تھلک امۃ انا اولھا والمھدی وسطھا والمسیح آخرھا''(اشعۃ اللمعات ج۴صفحہ۳۵۷مطبوعہ) وہ امت کیسے ہلاک ہوگی جس کے شروع میں' میں ہوں اس کے وسط زمانہ میں مہدی ہیں اور مسیح علیہ السلام آخری زمانہ میں ہوں گے۔

صاحب مرقات شارح مشکات اس حدیث کی سند کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں

اس حدیث کی سند کو سونے کی زنجیر کہا جاتا ہے۔اس سے ظاہر ہے کہ امام مہدی علیہ السلام وسط امت یعنی درمیانی زمانہ میں آئیں گے۔

(۲) ایڈیٹر عرب نیوز کا یہ کہنا ''ہم نے یہی نتیجہ نکالا ہے کہ مہدی ایسا شخص ہے(۱) جو ہدایت پر عمل کرتا ہے(۲) وہ نبی نہیں ہے لیکن ایک مصلح ہے' جو حالات کی اصلاح کر کے سابقہ اسلامی حالت میں لائے گا۔

جواب الجواب:۔ ہمارا بھی یہی اعتقاد ہے کہ امام علیہ السلام اصلاح امت محمدیہ کے لئے مبعوث کئے گئے تھے اور انہوں نے اسلام کو از سر نو اسی طرح تازہ کیا جس طرح وہ حضور پر نور محمد رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں تھا۔وہ اللہ کے خلیفہ ہیں۔

اس کے بعد ایڈیٹر عرب نیوز لکھتے ہیں کہ

(۳) ''وہ احادیث جس میں مہدی کا ذکر ہے ان کی صحت اوسط درجہ کی ہے ان میں سے بعض کمزور سی ہیں جبکہ دوسری احادیث مہدی قابل قبول ہیں''

جواب الجواب: غرض یہ کہ جناب ایڈیٹر عرب نیوز کے پاس صحاح ستہ کی احادیث قابل قبول ہیں جن میں امام مہدی موعود علیہ السلام کا ذکر آیا ہے۔

(۴) اس کے بعد ایڈیٹر عرب نیوز رقمطراز ہیں۔''مہدی ہمارے دین میں کسی نئی چیز کا اضافہ نہیں کرے گا کیونکہ دین کی تکمیل ہو چکی ہے جیسا کہ خدا نے قرآن میں فرمایا ہے'' جہاں تک میں نے سمجھا ہے ایڈیٹر عرب نیوز کا اشارہ سورہ مائدہ کی آیت ۹۴ کی جانب ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

ترجمہ:۔آج کے دن میں نے تمہارے دین کو مکمل کر دیا ہے اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی ہے اور میں نے اسلام کو تمہارا دین بننے کے لئے پسند کر لیا ہے''

دین الٰہی اللہ تعالیٰ کے پاس صرف اسلام ہے۔ارشاد خدا ہے’’ بلا شبہ اللہ کے نزدیک اسلام ہی دین ہے۔(آل عمران آیت ۲۰)

اس آیت سے ظاہر ہے دین سے مراد’’اسلام‘‘ ہے اور یہ قدیم الایام ہے۔اللہ تعالیٰ سورہ حج میں ارشاد فرماتا ہے۔

ترجمہ:۔اور تم پر دین میں تنگی نہیں کی اور تمہارے لئے تمہارے باپ ابراہیم کا دین پسند کیا اسی نے پہلے (یعنی پہلی کتابوں میں) تمہارا نام مسلمان رکھا تھا اور اس کتاب (قرآن) میں بھی وہی نام رکھا ہے‘‘(سورہ الحج آیت ۷۸)

ایڈیٹر عرب نیوز کی نظر قرآن حکیم میں اس قدر گہری نہیں ہے جیسی کہ ہونی چاہئے تھی اس سے ظاہر ہے کہ جس کا نام اسلام ہے وہ قدیم الایام ہے۔اللہ تعالیٰ سورہ شوریٰ میں ارشاد فرماتا ہے۔

ترجمہ:۔اللہ نے تمہارے لئے وہی دین کی شریعت مقرر کی ہے جس کی اس نے نوح کو وصیت کی تھی اور جس کو ہم نے اے محمد آپ کے پاس وحی کے ذریعہ بھیجا ہے اور جس دین کا ہم نے ابراہیم‘ موسیٰ اور عیسیٰ کو حکم دیا تھا کہ اس دین کو قائم کرنا اور اس میں تفرقہ نہ ڈالنا‘‘(سورہ الشوریٰ آیت ۱۳)

اس آیت سے قطع نظر اللہ جل شانہ نے اپنے رسول محمد عربی ﷺ کو اس طرح اعلان کرنے کا حکم دیا۔

ترجمہ:۔اور مجھ کو یہ حکم ملا ہے کہ میں رب العالمین کا فرماں بردار (مسلمان) ہو جاؤں (سورہ مومن آیت ۶۶)

حضور اقدس محمد عربی ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

ترجمہ: تمام انبیاء آپس میں علاتی بھائی ہیں اور ان کی مائیں مختلف ہیں اور ان کا دین ایک ہے۔(اشعۃ اللمعات ج ۴ صفحہ ۴۵۸)

ان دلائل قطعی اور شواہد قرآنی کے موجود رہنے کے باوجود یہ کہنا کہ دین کی تکمیل صرف رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں پایہ تکمیل کو پہنچی یہ تو قرآن اور انبیائے سابقین پر سراسر ظلم کے مترادف ہے۔یہ کہنا اور لکھنا کہ دین کی تکمیل انبیائے سابقین کے دور میں نامکمل تھی وہ صرف حضور خاتم النبیین محمد عربی ﷺ کے زمانہ میں پایہ تکمیل کو پہنچی قرآن اور انبیاء علیہم کا استہزا اڑانے کے مترادف ہے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے اپنی مشہور کتاب’’حجۃ اللہ البالغۃ‘‘ میں لکھا ہے۔

ترجمہ: جان لو کہ اصل دین تو ایک ہی ہے اور یہ تمام انبیاء علیہم السلام کا متفق علیہ ہے اور اختلاف تو صرف شرائع میں ہے‘‘(صفحہ ۸۹ مطبوعہ بریلی)

تکمیل شریعت کو تکمیل دین سمجھنا یہ تو صرف ایڈیٹر عرب نیوز ہی کا کام ہے۔ظاہر ہے جس شخص کا مطالعۂ قرآنی اس قدر

کمزور ہو وہ اسلام کے اختلافی مسائل کو کیا سمجھے گا۔ محدثین ہوں کہ فقہائے اسلام سب میں بے شمار اختلافات ہیں۔

تکمیل دین کی حقیقت تفاسیر کی روشنی میں: صاحب تفسیر جلالین نے **الیوم اکملت لکم دینکم** کی توضیح ان الفاظ میں کی ہے۔

ترجمہ: آج کے دن تمہارے لئے میں نے تمہارا دین مکمل کردیا ہے" دین سے مراد احکام اور فرائض ہیں اس کے بعد کوئی حلال اور حرام کا حکم نازل نہیں ہوا۔ (تفسیر جلالین ۹۶ سورہ مائدہ مطبوعہ)

یہاں دین کی تکمیل سے مراد شریعت محمدیہ کی تکمیل اور حلال وحرام کے احکام ہیں۔ ظاہر ہے نہ تو حضرت سید محمد بن حضرت سید عبداللہ (مہدی موعودؑ) نے حلال کو حرام قرار دیا اور نہ ہی حرام کو حلال قرار دیا۔ آپ کی تعلیمات کا خلاصہ تو صرف اتنا ہی ہے۔

ترجمہ: مسلمانو! تم اپنا حال اللہ کے کلام قرآن کے موافق کرو اگر وہ موافق قرآن ہے تو وہ بشارت ہے۔

اس روایت سے ظاہر ہے کہ آپ مسلمانوں کو عامل قرآن دیکھنا چاہتے تھے اور یہی تعلیم اصل میں دین الہیہ ہے۔

اس کے بعد عرب نیوز کے ایڈیٹر نے یہ لکھا ہے۔

"مہدی پر ایمان لانا اسلام کے بنیادی عقائد میں سے اس مفہوم میں نہیں ہے کہ جو مہدی کا انکار کریں غیر مسلم سمجھے جائیں۔ ایسی کوئی شرط نہیں ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص مہدی کے ظہور کے بعد ان پر ایمان نہ لائے تو پھر بھی وہ مسلم رہتا ہے اگر وہ اسلامی عقیدے کی تمام بنیادی ضروریات کی تکمیل کررہا ہو۔

عرب نیوز کے ایڈیٹر کا یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ امام مہدی علیہ السلام پر ایمان لانا اسلام کے بنیادی عقائد میں شامل نہیں ہے۔

امام مہدی موعود علیہ السلام پر ایمان لانا اور آپ کی پیروی امت محمدیہ پر واجب الاذعان ہے: اللہ تعالیٰ نے قرآن میں اور حضرت محمد عربی ﷺ نے احادیث میں اخبار مغیبہ کی خبر دی ہے امور مغیبہ ان کو کہا جاتا ہے جو ہماری نظروں سے اوجھل ہیں۔ مثلاً ملائکہ، جنت اور دوزخ۔ اسی طرح امور مغیبہ میں بعض وہ امور ہیں جن کا تعلق زمانہ مستقبل سے ہے۔ مثلاً قیامت کا آنا، یاجوج ماجوج کا نکلنا، دجال کا خروج اور حضرت مسیح کا امت محمدیہ کے آخری ایام میں آسمانوں سے نزول، اسی طرح حضرت امام مہدی موعود علیہ السلام کا وسط امت محمدیہ میں مبعوث ہونا بھی ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔

"وہ امت کیسے ہلاک ہوگی جس کے شروع میں میں ہوں اور وسط زمانہ میں امام مہدی اور آخر زمانہ میں عیسیٰ مسیح ہوں گے (اشعۃ اللمعات ج ۴ صفحہ ۴۵۷ مطبوعہ)

اس حدیث سے امت محمدیہ کا تین ادوار سے گزرنا ثابت ہوتا ہے اور ان تینوں زمانوں میں امت محمدیہ کا ہلاکت سے بچنا بیان کیا گیا ہے۔ یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر امت محمدیہ، امام مہدی موعود علیہ السلام کی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اور

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح پیروی نہیں کرے گی اوران پر ایمان نہ لائے گی تو وہ ہلاکت سے کیسے بچ جائے گی۔؟

لہذا یہ امر ثابت ہے کہ بعثت مہدی کا مقصد حضرت محمد رسول اللہ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح امت کو ہلاکت سے بچانا ہے۔اگر بعثت مہدی ضروریات دین میں شامل نہ ہوتی تو حضرت سرورکونین محمد رسول اللہ ﷺ آپ کی بعثت کا ذکر دو پیغمبروں کے بیچ میں نہ کئے ہوتے۔غرض یہ کہ پہلا دور حضرت رسول اللہ ﷺ کا ہے دوسرا دور وسط زمانہ میں امام مہدی علیہ السلام کا ہے۔تیسرا دور آخر زمانہ میں نزول حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام کا الا ماشاءاللہ وقوع پذیر ہونے والا ہے۔

اب رہا یہ سوال کہ کیا امام مہدی پر ایمان لانا ضروری ہے کہ وہ مسلمان باقی رہے اس کا جواب حدیث مذکور الصدر کی مابعد کی عبارت سے حاصل کیا جاسکتا ہے۔حضور اقدس محمد رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

ترجمہ: لیکن امام مہدی اور عیسیٰ کے درمیان غیر مستقیم لوگ ہوں گے جو نہ مجھ سے ہیں اور نہ میں ان سے ہوں'' (اشعۃ اللمعات ج۴ صفحہ ۴۵۷ مطبوعہ)

یہ حدیث اوپر دی گئی کیف تھلک امۃ کا مابقی حصہ ہے۔اس سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں۔(۱) حضرت رسول اللہ ﷺ کے دور رسالت ونبوت کے بعد امام مہدی حضرت سید محمد جونپوری کی بعثت میں بعدِ زمانہ دراز پایا جاتا ہے اسی طرح حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول میں بعد زمانی کا ہونا بھی ضروری ہے تاکہ لوگوں پر دین محمدیہ میں غیر مستقیم ہونے کی وجہ ''فیج اعوج''، یعنی غیر مستقیم لوگ ہونے کا اطلاق ہوسکے۔

اسی لئے علامہ سعدالدین تفتازانی نے عقائد اہل سنت والجماعت کی مشہور کتاب شرح مقاصد میں یہ تحریر فرمایا ہے۔

ترجمہ: یہ جو کہا جاتا ہے کہ امام مہدی کی عیسیٰ علیہ السلام اقتداء کریں گے یا عیسیٰ کی امام مہدی اقتداء کریں گے یہ ایک ایسی بے اصل بات ہے جس پر اعتماد نہ کیا جائے۔(شرح مقاصد جلد۲ صفحہ ۳۸ مطبوعہ)

اس عبارت سے ظاہر ہے کہ بعثت مہدی علیہ السلام کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ اسلام کے ظہور کے لئے بعد زمانی کا ہونا عقائد اسلامیہ میں داخل ہے۔اس دلیل کی روشنی میں ہر سمجھدار شخص خود یہ فیصلہ کرسکتا ہے کہ کیا امام مہدی علیہ السلام پر کوئی مسلمان ایمان نہ لاکر پھر بھی راہ مستقیم اور اسلام پر قائم رہنے کا دعویٰ کرسکتا ہے۔جبکہ حضور اقدس حضرت محمد عربی علیہ السلام نے انہیں اپنے گروہ سے خارج اور غیر مستقیم ہونے کا سرٹفکیٹ دے دیا ہے۔غرض یہ کہ عالم اسلام کے لئے ایک لمحہ فکریہ ہے کہ حضور اکرم محمد رسول اللہ ﷺ نے حضرت امام مہدی موعود علیہ السلام کی بعثت کو ضروریات دین میں یوں شامل فرمایا ہے۔

ترجمہ: حضرت ابوذرؓ سے مروی ہے وہ عبداللہ سے روایت کرتے ہیں وہ حضرت نبی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر دنیا کا صرف ایک دن باقی رہ جائے تو اس دن کو اللہ تعالیٰ دراز کردے گا' یہاں

تک کہ اللہ تعالیٰ ایک شخص کو جو مجھ سے ہوگا یا میری اہل بیت سے ہوگا اس کو مبعوث کرے گا' اس کا نام میرے نام کے موافق اور اس کے باپ کا نام میرے باپ کے نام کے موافق ہوگا۔ (سنن ابوداؤد جلد ۴ حدیث نمبر ۴۲۸۲ صفحہ ۱۰۶' ۱۰۷ مطبوعہ مصر)

امام ترمذی نے اس حدیث کے متعلق یہ لکھا ہے۔

ترجمہ: یہ حدیث حسن صحیح ہے (ترمذی صفحہ ۱۱۶' ج ۲ مطبوعہ)

حسن صحیح حدیث اس کو کہتے ہیں جس کو دیندار پرہیزگار خوب یاد رکھنے والے لوگوں نے ہر زمانہ میں برابر روایت کیا ہو نہ اس میں کوئی چھپا ہوا عیب ہو اور نہ معتبر لوگوں کے خلاف ہو۔ (تحفۃ الاخیار صفحہ ۳ مطبوعہ)

اگر امام مہدی موعود علیہ السلام کی بعثت ضروریات دین سے نہ ہوتی تو حضرت رسول اللہ ﷺ اس شدت کے ساتھ ان کی بعثت کا ضروری ہونا بیان نہ کئے ہوتے۔ اگر بعثت امام مہدی علیہ السلام کو خارج از ایمانیات سمجھا جائے تو مخبر صادق پیغمبر اسلام سرور کونین محمد عربی ﷺ کی دی ہوئی خبر کو غلط ماننا پڑے گا۔ گویا دوسرے معنی میں ایسا شخص بذات خود حضرت رسول اللہ ﷺ کے اخبار مغیبہ کو جھٹلا کر دائرہ اسلام سے اپنا تعلق توڑ لینے کا موجب متصور ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

ترجمہ: اور نہ تو محمدؐ اپنی خواہش نفسانی سے باتیں بناتے ہیں مگر وہ تو نری وحی ہے جو ان پر بھیجی جاتی ہے'' (سورہ النجم آیت ۳' ۴)

ظاہر ہے قرآن ہو کہ احادیث غیر متلو یا اخبار مغیبہ ہوں یہ سب وحی میں داخل ہیں ورنہ نماز کے ارکان' ادعیہ' ترتیب نماز اور مختلف اعمال دینیہ سب ہی معرض خطر میں پڑ جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ امور مغیبہ کے تعلق سے ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ: اللہ تعالیٰ غیب کا جاننے والا ہے اور اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا۔ سوائے اپنے پسندیدہ رسول کی وہی ذات ہے کہ اس رسول کے آگے پیچھے محافظت کے لئے محافظ بھیج دیتا ہے'' (سورہ جن آیت ۲۶' ۲۷)

اس آیت کے تحت صاحب تفسیر مدارک التنزیل نے یہ لکھا ہے

ترجمہ: تا کہ نبی کی غیب کی باتوں کا خبر دینا اس کے لئے معجزہ بن جائے۔

ظاہر ہے حضرت رسول اللہ ﷺ کے معجزات کا انکار بھی مسلمان کو اسلام سے خارج کر دیتا ہے۔ اس سے قطع نظر صاحب تفسیر لباب التاویل نے اس آیت کی تفسیر یوں کی ہے۔

ترجمہ: یہاں تک کہ وہ پیشین گوئی نشانی بن جائے نبی کی نبوت کی' جن غیب کی باتوں کی اس نے خبر دی ہے پھر اس کا

اظہار واطلاع دینا اس کا معجزہ ہوگا اور اخبار مغیبہ ظہور میں آنے کے بعد اس کا معجزہ ہوں گے اور نبوت کی سچائی کی جانب رہنمائی بھی کریں گے۔

اس آیت سے اور اس کی تفسیر سے ظاہر ہے کہ امور مغیبہ نبی کی نبوت کی نشانی ہیں کوئی شخص نبی کی نبوت کی نشانی کا انکار کر کے مسلمان کیسے باقی رہ سکے گا۔

اسی طرح قرآن ہماری رہنمائی اس جانب ان الفاظ میں کرتا ہے۔

ترجمہ: اور جو کچھ تمہیں رسول دیں وہ لے لو اور جس سے منع کریں اس سے باز رہو اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ تعالیٰ کا عذاب سخت ہے۔(سورہ حشر آیت ۷)

اس آیت کی تفسیر صاحب تفسیر مدارک التنزیل نے ان الفاظ میں کی ہے۔

ترجمہ:۔اس شخص کے لئے سخت عذاب ہے جس نے رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کی اور زیادہ بہتر بات یہی ہے کہ یہ آیت ان تمام امور میں جن کو رسول اللہ ﷺ دیں اور جن امور سے منع کردیں عام ہے۔(جلد۴ صفحہ ۲۴۸ مطبوعہ مصر)

ظاہر ہے جو کوئی بھی مخبر صادق علیہ السلام کی پیشین گوئیوں کی تکذیب و جھٹلانے پر مصر ہو تو اس کا راست تصادمی تعلق بانی اسلام محمد رسول اللہ ﷺ سے متعلق سمجھا جائے گا اور اس کا یہ تکذیبی اقدام خود اس کے مسلمان ہونے کے دعوی کو معرض خطر میں ڈال دے گا۔

ایڈیٹر عرب نیوز کا علمائے متقدمین سے ہٹ کر ایک نیا عقیدہ: ایڈیٹر عرب نیوز نے آگے چل کر یہ لکھا ہے۔

''دو صدیوں میں کئی لوگوں نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا کوئی بھی ایسا دعویدار حقیقی معنوں میں مہدی نہیں تھا جس کا احادیث میں ذکر کیا گیا ہے یہ اس لئے کہ مہدی خود مہدی ہونے کا دعویٰ نہیں کرے گا وہ صرف محمدؐ کی اتباع کرے گا۔

ظاہر ہے ایڈیٹر عرب نیوز کی ساری گفتگو قیاس اور ان کی اپنی ذاتی رائے پر مبنی ہے ان کی یہ جسارت اسلامی تعلیمات‘ اکابر امت محمدیہ‘ محدثین وفقہا اور بانی اسلام حضرت رسول اللہ ﷺ کے ارشادات کے عین خلاف ہے کہ امام مہدی علیہ السلام دعویٰ مہدیت نہیں فرمائیں گے۔

(ا) حدیث شریف میں آیا ہے۔

ترجمہ: سائل آکر امام مہدی علیہ السلام سے کہے گا اے مہدی مجھے کچھ عنایت کیجئے پس مہدی علیہ السلام کہیں گے لو۔(ابن ماجہ صفحہ ۳۱۰ مطبوعہ‘ ترمذی ج ۲ صفحہ ۱۱۶ مطبوعہ‘ مشکواۃ المصابیح صفحہ ۴۱۷ مطبوعہ)

ابن ماجہ‘ ترمذی اور مشکات المصابیح کی حدیث جو حسن ہے اس کی روشنی میں ایڈیٹر عرب نیوز کا یہ ادعا غلط ٹھیرا کہ مہدی خود

مہدی ہونے کا دعویٰ نہیں کرے گا۔ ظاہر ہے حضرت امام مہدی علیہ السلام اپنے مہدی ہونے کا دعویٰ کرنے کے بعد ہی سائل ان کے لقب سے ان کو پکار کر مانگے گا۔ اور حضرت مہدی علیہ السلام بحیثیت مہدی موعود سائل کو عطا کریں گے۔ اگر امام مہدی دعویٰ نہیں فرمائیں گے تو سائل کو یہ کیسے معلوم ہوگا کہ یہ مہدی ہیں۔

اس لئے حضرت سید محمد بن حضرت سید عبداللہ جونپوری نے بہ حکم الٰہی اپنے مہدی موعود ہونے کا دعویٰ ان الفاظ میں کیا۔

ترجمہ: فرمان حق تعالیٰ ہوتا ہے کہ اے سید محمد تو مہدی موعود ہے اس کو آشکار کر اور خلق خدا کو میری طرف دعوت دے (شواہد الولایت صفحہ ۱۶۲ مطبوعہ)

ظاہر ہے کہ آپ کا اپنے آپ کو بحیثیت مہدی موعود لوگوں میں پیش کرنا حدیث شریف کی روشنی میں صحیح ہے۔ بطور نمونہ یہاں ایک مثال دی جاتی ہے۔

حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے جب اسلام کے مرتد قبائل کی جانب فرمان بھیجا تو یوں لکھا۔

''ابوبکر صدیق خلیفۃ الرسول ﷺ کی طرف سے ہر اس شخص کو جو مسلمان ہے یا مرتد ہو گیا ہے معلوم ہو کہ............ میں تم کو ہدایت کرتا ہوں کہ تم خدا سے ڈرو اور اس کی اطاعت کرو (تاریخ عالم اسلام صفحہ ۵۴۷، ۵۴۸ مطبوعہ لاہور)

اس عبارت سے ظاہر ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق نے اپنے خلیفۃ الرسول ہونے کا دعویٰ فرمایا اور ہدایتیں جاری کیں۔

یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب خلیفۃ الرسول ہونے کا دعویٰ سیدنا ابوبکر صدیق کر سکتے ہیں تو حضرت امام مہدی موعود علیہ السلام دعویٰ مہدیت اور اپنے خلیفۃ اللہ ہونے کا دعویٰ کیوں نہیں کر سکتے۔

امام مہدی خلیفۃ اللہ ہیں: حضرت رسول کریم ﷺ نے تو اپنے ارشادات عالیہ میں امام مہدی سے بحیثیت خلیفۃ اللہ بیعت کرنے کا حکم دیا ہے۔ ظاہر ہے بیعت اسی شخص سے کی جائے گی جو اپنی خلافت کے اعلان پر مامور ہوگا۔

حضرت رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے۔

ترجمہ: اس سے بیعت کرو اگر چہ تم کو برف پر رینگنا پڑے بلاشبہ وہ اللہ کا خلیفہ مہدی ہے۔ (ابن ماجہ صفحہ ۳۱۰ مطبوعہ کلکتہ)

ظاہر ہے جب خلیفۃ الرسول ہونے کا سیدنا ابوبکر صدیق اعلان کر سکتے ہیں تو جس شخصیت کو حضرت رسول کریم ﷺ نے بحیثیت خلیفۃ اللہ المہدی امت کے سامنے پیش کیا ہے وہ اپنے مہدی اور خلیفۃ اللہ ہونے کا اظہار کس طرح نہیں کرے گا۔ احادیث کے مقابلہ میں قیاسی گھوڑے دوڑانا ایمان کے خسران کی علامت ہے۔

ایڈیٹر عرب نیوز کا یہ دعویٰ کہ ''دو صدیوں میں کئی لوگوں نے دعوئ مہدیت کیا کوئی بھی ایسا دعویدار حقیقی معنوں میں مہدی نہیں تھا''

یہاں غور طلب امر یہ ہے کہ حضور اقدس ﷺ کی نبوت کے مقابلہ میں دعویدارانِ نبوت کے نام ہم کو تاریخوں میں اس

طرح ملتے ہیں۔

(۱)طلحہ بن خویلداسد(۲)مسلیمہ بن حبیب(۳)لقیط بن مالک(۴)اسودعنسی(۵)ابّاب۔اورعورتوں میں(۱)سلمٰی بنت مالک(۲)سجاح بنت الحرث

کیاایڈیٹرعرب نیوزان جھوٹے مدعیان نبوت اورحضرت خاتم النبیین محمدعربی ﷺ میں تشخص نبوت کے لئے کوئی پیمانہ رکھتے ہیں کہ ان میں جھوٹے کون تھے اور سچے کون تھے؟ جو جواب جھوٹے مدعیان نبوت کے مقابلے میں جناب ایڈیٹرعرب نیوز کا ہوگا وہی جواب ہمارا بھی ہوگا۔

وہ اس کے بعدرقمطراز ہیں:

مجھے اس شخص کے تعلق سے کچھ معلوم نہیں ہے جس کا آپ نے ذکرکیا ہے اور جس کے تعلق سے یہ کہا جاتا ہے کہ ۴۰۰ سال پہلے اس کا ہندوستان میں ظہور ہوا تھا خواہ وہ کوئی بھی ہو مہدی نہیں ہوسکتا'' یہ کہنا ہی غلط ہے کہ امام مہدی ہندوستان میں ۴۰۰ سال پہلے پیدا ہوئے تھے آپ کا سن پیدائش ۸۴۷ھ ہے اس اعتبار سے ۱۴۱۵ھ تک آپ کو پیدا ہوکر ۵۶۸ سال ہو چکے ہیں۔

ایڈیٹرعرب نیوز کے مطالعہ میں نہ تو تواریخ اسلامیہ ہیں اور نہ ہی مشہور عالم لغت المنجد ہے وہ جدہ جیسے مقام پر رہتے ہوئے جہاں دن رات عربی زبان بولی' پڑھی اورلکھی جاتی ہے۔المنجد جیسی لغت کے مطالعہ سے تک کورے ہیں۔

عربی لغت المنجد میں مہدوی کے تحت یہ لکھا ہوا ہے۔

ترجمہ: مہدوی کے نام کا اطلاق ان لوگوں پر ہوتا ہے جو ہندوستان میں سید محمد مہدی کی پیروی کرتے ہیں جنھوں نے اپنی دعوت مہدیت کو جونپور' بنارس' گجرات اور دوسرے مقامات تک پھیلا دیا(المنجد صفحہ ۶۹۰ مطبوعہ بیروت لبنان)

اس سے قطع نظر عربی تاریخ ''ظفروالہ بمظفر وآلہ'' میں حضرت سید محمد مہدی موعود کے متعلق یہ لکھا ہوا ہے۔

ترجمہ:'' پھر سید محمد مہدی موعود' احمد آباد سے نکل کر پٹن نہروالہ کی جانب چل پڑے اور بڑلی نامی قریہ میں جو نہروالہ سے تین فرسخ دور تھا قیام پذیر ہوئے اور انہوں نے وہاں اپنے مہدی موعود ہونے کا دعویٰ فرمایا اوران کی اتباع ایک جم غفیر نے کی پھر یہ سلسلہ خواص تک جاری ہوگیا''

اس سے ظاہر ہے کہ ایڈیٹرعرب نیوز کے پیش نظر نہ تو لغت المنجد رہی ہے اور نہ تاریخ اسلامیہ۔ایسی شخصیت سے کوئی کیا توقع کرسکتا ہے کہ وہ اسلام کے منصب مہدیت کبریٰ کے متعلق صحیح رائے قائم کرسکے گا۔ان کی بات تو اسی سطح کی ہے جیسے کہ مسلمانوں کے مقابلہ میں پادری عمادالدین نے یہ لکھدیا ہے۔

''یہ تو محمد ہیں خواہ کوئی بھی ہوں احمد نبی نہیں ہوسکتے'' قارئین خود سمجھ سکتے ہیں کہ کون علم اور معلومات کی کمی کا ثبوت طبقہ علماء

میں پیش کررہا ہے۔

آگے چل کر ایڈیٹر عرب نیوز لکھتے ہیں

مزید یہ دیکھئے کہ یہ شخص یا اس کے ماننے والوں نے یہ دعویٰ کرتے ہوئے کہ جوان کے امام پر ایمان نہیں لائے خود کو مسلم فرقہ سے الگ کرلیا ہے۔ان کے ساتھ نماز نہیں پڑھتے کیا وہ کعبہ میں اس امام کے پیچھے نماز پڑھیں گے جوان کے امام پر ایمان نہیں لاتا اس لئے وہ ایک منتشر گروپ سے زیادہ نہیں ہے''

ایڈیٹر عرب نیوز اپنے علم کی کمی اور معلومات کے فقدان کی وجہ جو دل میں آئے لکھ دیتے ہیں نہ تو ان کو اختلافات امت محمدیہ کی خبر ہے نہ تو فقہائے اسلام کے اختلافات کی خبر ہے۔

یہ سوال ہمارے لئے کوئی نیا نہیں ہے کہ مہدوی غیر مہدی امام کی اقتداء میں نماز ادا نہیں کرتے ہیں۔اس قسم کا سوال تو ایسے ہی لوگ اٹھا سکتے ہیں جن کو فقہہ اسلامیہ پر عبور حاصل نہ ہو۔اسلام تہتر فرقوں میں منقسم ہے سب فرقہائے اسلامیہ **لا الله الا الله محمد رسول الله** کے علم کے نیچے متحد و متفق ہونے کے باوجود اختلافی مسائل کی وجہ ایک دوسرے کی اقتداء سے گریز کرتے ہیں۔نماز اسلام کا رکن اعظم ہے۔اسی لئے اس فرض عظیم کی حفاظت و محافظت کرنا راسخ الاعتقاد مسلمانوں پر واجب ہے۔

(ا) مثال کے طور پر ائمہ اسلام کے ان ہی اختلافات کو لے لیجئے۔

ترجمہ: اور احناف کا کہنا ہے کہ دوران نماز قہقہہ لگانا ناقص وضو ہے'' (کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ ج اصفحہ ۷۸)

اس سے ظاہر ہے امام ابوحنیفہ کے مسلک کے اعتبار سے کسی امام نے حالت نماز میں قہقہہ لگادیا تو وضو ٹوٹ جائے گا جب وضو ٹوٹ جائے گا تو نماز بھی ٹوٹ جائے گی۔لیکن امام شافعی اس کے برعکس یہ کہتے ہیں۔

ترجمہ:۔''امام شافعی نے کہا حالت نماز میں قہقہہ لگانے سے وضو نہیں ٹوٹتا'' (الفقہ علی المذاہب الاربعہ ج اصفحہ ۸۷ مطبوعہ بیروت)

کیا فاضل ایڈیٹر عرب نیوز یہاں بھی امام ابوحنیفہ اور امام شافعی کی پیروی کرنے والوں کو اسلام سے کٹا ہوا منتشر گروپ قرار دینے کی جسارت کریں گے؟

حضرت امام مالک کا مسلک صاحب کتاب ''الفقہ علی المذاہب الاربعہ'' نے ج اصفحہ ۷۹ مطبوعہ بیروت میں یوں بیان کیا ہے۔

ترجمہ: اور مالکیہ کا قول ہے کہ یقیناً مادہ منویہ کا ایک معتد بہ حصہ اگر بغیر لذت کے نکل جائے تو غسل کرنا واجب نہ ہوگا صرف وضو ٹوٹ جائے گا''

اس سے قطع نظر ائمہ ثلاثہ کا اس سلسلہ میں یہ مسلک ہے

ترجمہ: یعنی امام حنیفہؒ امام شافعی اور امام احمد بن حنبل امام مالک سے اس مسئلہ میں اختلاف کرتے ہیں اور ان تینوں کے پاس غسل کرنا فرض ہے۔“ (کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ ج اصفحہ ۹۷ مطبوعہ)

لیکن امام شافعی نے صاف اور واضح الفاظ میں امام مالک کے مسلک سے اختلاف کرتے ہوئے یہ لکھا ہے۔

ترجمہ:۔شافعیہ کا قول ہے کہ مادہ منویہ کا اخراج چاہے لذت کے ساتھ ہو یا بغیر لذت کے دونوں حالتوں میں غسل کرنا واجب ہے (کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ ج اصفحہ ۹۷)

جیسا کہ حضرت رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ بغیر پاکی کے نماز کو قبول نہیں فرمائے گا (المعجم الصغیر صفحہ ۱۹۰ مطبوعہ)

کیا فاضل ایڈیٹر عرب نیوز یہاں بھی ان ائمہ کے تعلق سے فتویٰ دینا پسند کریں گے کہ یہ مسلم فرقہ سے الگ منتشر گروپ ہے؟

یہاں غور طلب مسئلہ یہ ہے کہ ان فقہی اختلافات کی روشنی میں کیا ائمہ ثلاثہ کے پیرو جب کہ ان تینوں کے پاس امام مالک کا متبع امام ان کے مسئلہ کے رو سے بغیر غسل کئے اگر امامت کرے تو کیا اس کی اقتداء میں نماز صحیح اور درست ہوگی؟ کیا فاضل ایڈیٹر عرب نیوز یہاں بھی فتویٰ دیں گے کہ سب اختلافات کو مٹا کر چاہے امام کیسا ہی کیوں نہ ہو نماز ادا کرنا مسلم فرقہ کی نشانی ہے؟

ایسے ہزاروں فقہی اختلافات ہیں کہ ایک امام کے پیرو کی نماز دوسرے امام کے پیچھے ہرگز ہو نہیں سکتی۔ تو مہدوی مسلمانوں پر یہ الزام کہ وہ ایک منتشر گروپ ہے کہاں تک صحیح اور درست ہے۔

مہدوی مسلمان تابع فرمان رسالتؐ ہیں وہی کرتے ہیں جو انہیں حکم دیا گیا ہے: یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ ائمہ عظام کی پیروی کا حکم قرآن تو کجا حدیث ضعیف میں بھی نہیں ملتا۔ ان ائمہ کے مقابلہ میں حضور سیدنا وامامنا میراں سید محمد مہدی موعود علیہ السلام کی ذات گرامی مبشر خاتم النبیین محمد رسول ﷺ ہے۔ یہاں بطور نمونہ از خروارے چند احادیث کا ذکر کیا جاتا ہے۔

(۱) امام مہدی علیہ السلام ہم خُلق وہم خَلق نبی ہیں (اشعۃ اللمعات ج ۴ صفحہ ۳۲۱ مطبوعہ)

(۲) دافع ہلاکت امت ہیں (اشعۃ اللمعات ج ۴ صفحہ ۷۵۴)

(۳) خاتم دین محمدیہ ہیں (اشعۃ اللمعات ج ۴ صفحہ ۷۵۴)

(۴) مہدی موعود ہیں۔ (مشکات صفحہ ۴۷۰ مطبوعہ)

(۵) مہدی موعود جنت کے سردار ہیں (صفحہ ۳۱۰، ابن ماجہ ج ۲ مطبوعہ)

(۶) آنحضرت محمد عربی علیہ السلام کے قدم بہ قدم چلنے والے ہیں اور معصوم عن الخطا ہیں (الیواقیت والجواہر فی بیان عقائد الاکابر ج ۲ صفحہ ۱۲۹ مطبوعہ مصر)

(۷) خلیفۃ اللہ ہیں (اشعۃ اللمعات ج۴صفحہ۳۲۱مطبوعہ)

(۸) نظیر مصطفی محمد عربی ﷺ ہیں اور ابوبکر وعمرؓ سے بہتر ہیں (القول المختصر فی علامات المہدی المنتظر صفحہ۷۱مطبوعہ قاہرہ)

(۹) ان کی آمد کے بعد ان کی ذات کی تکذیب کفر ہے (القول المختصر فی علامات المہدی المنتظر صفحہ۳مطبوعہ والفتاوی الحدیثیہ صفحہ۲۷مطبوعہ)

ان شواہد کی روشنی میں یہ کہنا ہی سراسر ظلم اور تعدی ہے کہ مہدوی مسلمان اسلام کا ایک منتشر گروپ ہے۔ ظاہر ہے نماز اسلام کا ایک رکن اعظم ہے۔ اور ہر مسلمان پر یہ فرض ہے کہ وہ اپنے ہم مسلک امام کی اتباع میں اس عظیم فرض کو ادا کرے تا کہ وہ دلجمعی کے ساتھ نماز ادا کر سکے۔

اس کے بعد ایڈیٹر عرب نیوز نے لکھا ہے۔

’’کیوں کہ اگر وہ پانچ نمازوں کے علاوہ کوئی اور نماز فرض کرتا ہے تو وہ رسول کے احکام کی اتباع نہیں کرتا۔ یہ ممکن نہیں کہ اس جز میں کوئی اضافہ کیا جائے جس کی محمد ﷺ نے تعلیم دی ہے۔ یہ صحیح ہے کہ یہ اضافہ صرف ایک نماز کا ہے جو سال میں ایک مرتبہ ادا کی جاتی ہے۔ لیکن اس کے باوجود یہ ایک اضافہ ہے جو دین اسلام کا جز نہیں ہے یہ نماز فرض کرنے کا مطلب یہ ہے کہ کسی مخصوص شخص کو ایسا اختیار دے دیا جائے جس کا وہ مستحق نہیں ہے‘‘

قرآن حکیم اور شب قدر کی عبادت: ترجمہ: بیشک ہم نے اسے (قران) کو شب قدر میں اتارا اور تمہیں کیا معلوم کہ شب قدر کیا ہے؟ شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے اس میں فرشتے اور جبرئیل اترتے ہیں اپنے رب کے حکم سے ہر کام کے لئے وہ رات سلامتی ہے صبح طلوع ہونے تک۔ (سورہ قدر)

سورۃ القدر کے شان نزول کے متعلق صاحب تفسیر مفاتیح الغیب نے یہ لکھا ہے۔

ترجمہ:۔ حضرت مجاہد ’’تاج المفسرین‘‘ نے کہا بنی اسرائل میں ایک شخص تھا جو رات بھر عبادت کرتا تھا اور تمام دن جہاد کرتا تھا پس اس نے ہزار مہینے اسی طرح عمل کیا۔ حضرت رسول اللہ ﷺ اور مسلمان اس واقعہ سے تعجب میں پڑ گئے پھر اللہ نے سورہ قدر کو نازل فرمایا۔ لیلۃ القدر تیری امت کے لئے اس اسرائیلی کے ہزار مہینوں سے جس نے ہزار مہینے جہاد کیا بہتر ہے‘‘

اس روایت سے ظاہر ہے کہ شب قدر میں تمام مسلمان عبادت کریں یہی مقصود خدا ہے اسی لئے حضور اقدس ﷺ نے اس کو تلاش کرنے کا حکم ان الفاظ میں دیا۔

ترجمہ: مسلمانو! لیلۃ القدر کو رمضان کی عشرہ اواخر کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔ (بخاری ج۱صفحہ۲۲۵مطبوع مصر)

اس حدیث سے ظاہر ہے کہ اگر شب قدر کی اہمیت اسلام میں نہ ہوتی حضرت رسول اللہ ﷺ کو آخری رمضان

میں تلاش کرنے کی ہدایت نہ کئے ہوتے۔

اس سے قطع نظر بخاری شریف کی اس دوسری حدیث کو پڑھ لیجئے

ترجمہ: حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا شب قدر کو رمضان میں ڈھونڈو

ظاہر ہے وہی چیز ڈھونڈی جاتی ہے جس کے ملنے کا امکان ہو اگر شب قدر کی عبادت مقصود الٰہی نہ ہوتی تو حضور اقدس ﷺ اس شد و مد کے ساتھ اس کی تلاش کا حکم ہی نہ دیئے ہوتے۔ اس سے قطع نظر امام بخاری نے عبادت شب قدر کے لئے یہ عنوان قائم کیا ہے۔

باب قیام لیلۃالقدر من الایمان (بخاری ج ۱صفحہ ۱۲۱مطبوعہ نئ دہلی)

مولوی وحیدالزماں نے یہ ترجمہ کیا ہے۔ ''شب قدر میں عبادت بجالانا ایمان میں داخل ہے'' (بخاری ج ۱صفحہ ۱۲۱)

شب قدر ایک نا قابل انکار حقیقت ہے شب قدر کی نماز سے پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔: حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

ترجمہ: جو شخص اللہ پر ایمان رکھ کر اور اجر وثواب کے حاصل ہونے کے لئے شب قدر میں عبادت کے لئے قیام کرے گا تو اس کے پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ (الترغیب والترہیب صفحہ ۲۶ مطبوعہ)

اس حدیث سے ہماری رہنمائی اس جانب ہوتی ہے کہ شب قدر کی عبادت گزرے ہوئے گناہوں کی بخشش کا ذریعہ ہے۔ یہ اس لئے کہ شب قدر کی عبادت بجالانا ایمان میں داخل ہے جو عبادت داخل ایمانیت ہو اس کا انکار کرنا کمیٔ معلومات کا کھلا ثبوت ہے بلکہ جبرئیل جیسے مہتم بالشان فرشتہ سے ہاتھ ملانے کا شرف بھی شب قدر کی عبادت کرنے والے کو حاصل ہوتا ہے۔

جیسا کہ تفسیر حسینی میں اس حدیث کو درج کیا گیا ہے۔

ترجمہ: اور جبرئیل علیہ السلام شب قدر میں مومنوں سے مصافحہ کرتے ہیں اور ان کے مصافحہ کی علامت یہ ہے کہ اس شخص کے رونگھٹے کھڑے ہوجاتے ہیں اور دل رقت پذیر ہوجاتا ہے اور آنکھوں سے آنسو رواں ہوتے ہیں۔ (تفسیر حسینی فارسی صفحہ ۳۴۸ مطبوعہ)

اور یہی حدیث حضرت کعب کے حوالے سے صاحب تفسیر ابن کثیر نے بھی درج کیا ہے۔ (ج ۴ صفحہ ۵۲۵ مطبوعہ مصر)

غرض یہ کہ شب قدر کی عبادت کی فضیلت بیان کرنے کا مقصد ہی یہی ہے کہ اس رات کی عبادت کو ترک نہ کیا جائے۔

یہ کہنا ہی غلط ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے شب قدر کی عبادت کو جاری نہیں فرمایا۔ حضور اقدس ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے لیلۃ القدر دکھلائی پھر صحابہ کرام پر اس کو پوشیدہ فرما دیا۔ حدیث بخاری کے الفاظ یہ ہیں

حضرت عبادہ بن صامت ارشاد فرماتے ہیں۔

ترجمہ: نبی ﷺ اس بات کے لئے نکلے تھے کہ ہمیں شب قدر کی خبر دیں پس دو مسلمان آپس میں لڑ پڑے، حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا میں تمہیں شب قدر کی خبر دینے کے لئے نکلا تھا پس فلاں اور فلاں کے جھگڑنے کی وجہ شب قدر کی پہچان اٹھالی گئی اور شاید کہ یہ بات تمہارے لئے بہتر ہو پس اس کو تلاش کرو انتیسویں، ستائیسویں اور پچیسویں تاریخوں میں (بخاری ج ۱ صفحہ ۲۳۶ مطبوعہ)

اس حدیث سے یہی بات ثابت ہوتی ہے کہ شب قدر سے آنحضرت محمد عربی ﷺ آگاہ تھے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ اگر آپ شب قدر سے آگاہ نہ ہوتے تو آپ شب قدر کو صحابہ کو بتلانے کیوں نکلتے۔ شب قدر کی پہچان کا اٹھالیا جانا امت کے لئے بہتری بیان کیا گیا ہے۔ ''عسیٰ ان یکون خیرا لکم اور شاید کہ بہتر ہو یہ تمہارے لئے''

یہ الفاظ صاف بتلا رہے ہیں کہ اس میں خدا کی کوئی مصلحت پوشیدہ ہے مگر اس سے یہ استدلال تو نہیں کیا جاسکتا ہے کہ حضور اقدس ﷺ بھی صحابہ کی طرح عبادت شب قدر سے ناواقف تھے اب رہا یہ اعتراض کہ حضرت سید محمد مہدی موعود بحیثیت خلیفۃ اللہ کس پیغمبر کی پیروی میں اس نماز کو قائم فرمادیا اور دو رکعت کا فرض ہونا کیسے ثابت ہوسکتا ہے۔ اس کا جواب حسب ذیل دلائل کی روشنی میں حاصل کیا جاسکتا ہے۔

سنن ابوداؤد، ترمذی، نسائی، اور ابن ماجہ کی حدیث شریف ہے حضرت ابوذر غفاریؓ سے مروی ہے کہ وہ حضور اقدس ﷺ کی شب قدر کی نماز کے تعلق سے چشم دید واقعہ بیان فرماتے ہیں۔

ترجمہ:۔ یہاں تک کہ رات کا ایک ثلث باقی رہ گیا جب تین راتیں رمضان کی باقی رہ گئیں یعنی ستائیسویں رات تو حضرت رسول اللہ ﷺ نے اپنے گھر والوں کو یعنی اہل بیت کو عورتوں کو اور لوگوں کو جمع کیا پس ہمارے ساتھ نماز ادا کی یہاں تک کہ فلاح کے فوت ہوجانے کا خوف ہوا راوی نے حضرت ابوذر سے پوچھا فلاح کیا ہے کہا سحری پھر حضرت اقدس ﷺ نے ہمارے ساتھ رمضان کی باقی راتوں میں نماز ادا نہیں فرمائی'' (اشعۃ اللمعات ج ۱ صفحہ ۴۴۵، ۴۴۶ مطبوعہ)

صاحب اشعۃ اللمعات شارح مشکات نے اس حدیث کے تحت یہ لکھا ہے۔

ترجمہ: یہاں تک کہ باقی ماندہ رات کا تیسرا حصہ باقی رہ گیا جب ستائیسویں شب آئی تو آنحضرت ﷺ نے اپنے اہل بیت اور اپنی ازواج (عورتوں) اور لوگوں کو جمع کیا پھر نماز پڑھی۔ (اشعۃ اللمعات ج ۱ صفحہ ۵۴۵ مطبوعہ)

صاحب انتخاب المولید لکھتے ہیں

ترجمہ: پس حضرت امام مہدی علیہ السلام اس وقت بہ حکم خدا باہر آ کر اذان دلوائی سب مردوں اور عورتوں کو جمع کر کے لیلۃ

القدر کی دونوں رکعتیں بہ آواز بلند قراءت کے ساتھ ادا کیں۔(مقدمہ سراج الابصار صفحہ ۸۳۶)

اس روایت سے قطع نظر انصاف نامہ کی اس روایت کو پڑھ لیجئے۔ بندگی میاں سید خوندمیر صحابی جلیل القدر امامنا سید محمد مہدی موعود علیہ السلام اس کے راوی ہیں۔

ترجمہ:''حضرت میراں سید محمد مہدی موعود علیہ السلام شب قدر میں فرض ''عشاء'' اور سنت ادا کرنے کے ساتھ ہی خود امام بن کر دُگانہ لیلۃ القدر ادا فرمایا اور تمام برادران دائرہ نے حضرت مہدی علیہ السلام کی اقتداء کی۔

ان دونوں روایتوں سے یہ بات ثابت ہے کہ حضور امامنا مہدی موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی بناء پر نماز عشاء کے متصل ہی دو رکعت شب قدر کی نماز تمام مردوں اور عورتوں کو جمع کر کے ادا فرمایا۔ اس میں آخر محل اعتراض کی کیا بات ہے۔ جبکہ اس امر پر سب ہی علمائے اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ

امام مہدی اپنے فیصلوں میں معصوم عن الخطا ہیں: حضرت رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے ترجمہ:۔ بیشک مہدی میرے نقش قدم پر چلیں گے خطا نہیں کریں گے حضرت رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد سے ہمیں یہ معلوم ہوا کہ امام مہدی علیہ السلام تابع رسول اللہ ﷺ ہیں نئی شریعت لانے والے نہیں ہیں اور وہ اپنے فیصلوں میں معصوم عن الخطاء یعنی خطا و غلطی سے مبرا ہیں''(الیواقیت والجواہر فی بیان عقائد الاکابر ج۲ صفحہ ۱۲۹ مطبوعہ مصر)

اس عبارت سے ظاہر ہے کہ حضرت مہدی موعود علیہ السلام اپنے فیصلوں میں خطا و غلطی سے مبرا ہیں۔ ایسی صورت میں یہ کہنا ہی غلط ہے کہ حضرت سید محمد مہدی موعود علیہ السلام نے اتباع رسالت سے ہٹ کر کوئی نماز قائم کی ہے۔

حضور امامنا سید محمد مہدی موعود خلیفۃ اللہ علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے۔

ترجمہ: حضرت سید محمد مہدی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا اور اگر کوئی ہمارے صدق و سچائی کو معلوم کرنا چاہے تو اس کو چاہئے کہ کلام اللہ ''قرآن'' اور اتباع رسول اللہ ﷺ کے ذریعہ ہمارے احوال اور اعمال پر غور کرے اور سمجھے۔

ظاہر ہے کہ جیسا کہ آپ نے اپنی مہدیت حقہ کی جانچ و پڑتال کے لئے قرآن حکیم اور اتباع حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو کسوٹی قرار دیا اور لوگوں کو اپنے احوال اور اعمال میں غور و فکر کی دعوت دی۔ اس سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ نہ تو آپ کے احوال اور اعمال قرآن سے اور اتباع رسالت مآب ﷺ سے الگ ہیں اور نہ علیحدہ ہیں۔ جیسا کہ حضرت محمد رسول اللہ نے ملت حنیفہ دین ابراہیمی سے ہٹ کر کوئی دین نہیں لایا تھا۔ سورۃ توبہ مسجد ضرار کے سلسلہ میں صاحب تفسیر مولوی محمد نعیم الدین نے یہ لکھا ہے۔

''ابو عامر جو زمانہ جاہلیت میں نصرانی راہب ہو گیا تھا سید عالم ﷺ کے مدینہ تشریف لانے پر حضور سے کہنے لگا یہ کونسا

دین ہے جو آپ لائے ہیں حضور نے فرمایا کہ میں ملت حنیفہ دین ابراہیم لایا ہوں کہنے لگا میں اسی دین پر ہوں حضور نے فرمایا نہیں۔ اس نے کہا آپ نے اس میں کچھ ملا دیا ہے حضور نے فرمایا کہ نہیں میں خالص صاف ملت لایا ہوں (تفسیر نعیمی صفحہ ۲۹۵ برحاشیہ کنزالایمان ''القرآن'' مطبوعہ)

حضرت امام مہدی علیہ السلام کے اعمال پر جب ہم غور وفکر کرتے ہیں تو اسی نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ حضرت سید محمد مہدی علیہ السلام دین محمدی میں نہ تو اضافہ کئے ہیں اور نہ کمی کئے ہیں بلکہ بعینہ اسی دین محمدی کو خلق خدا پر پیش کیا ہے جیسا کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے خالص دین ابراہیمی کو پیش فرمایا تھا۔

اب رہا لیلۃ القدر میں دو رکعت کا تعین یہ بھی حدیث اور اتباع رسالت مآب ﷺ کے خلاف نہیں ہے۔

حضرت رسول اللہ ﷺ پر سب سے پہلے دو رکعت نماز فرض ہوئی تھی۔ صاحب مدارج النبوت نے آنحضرت محمد عربی ﷺ پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے دو رکعت نماز فرض ہونے کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے۔

ترجمہ: آنحضرت ﷺ پر ایمان اور توحید کے بعد از قسم عبادات دو رکعت نماز واجب تھی'' (مدارج النبوۃ ج ۲ صفحہ ۲۷ مطبوعہ)

عقائد اسلامیہ کی مشہور و معروف کتاب الیواقیت والجواہر فی بیان عقائد الاکابر میں ہے۔

ترجمہ: امام مہدی علیہ السلام دین کو قائم کریں گے اور اسلام میں روح پھونکیں گے اللہ تعالیٰ اسلام کے گمنام ہوجانے کے بعد ان کے ذریعہ اسلام کو عزت بخشے گا۔ فی نفسہ دین وہی ہوگا جس کو وہ ظاہر کریں گے۔ یہاں تک کہ اگر حضرت رسول اللہ ﷺ ان کے زمانے میں حین حیات ہوتے تو وہ بھی ان ہی کے موافق حکم دیتے۔ (ج ۲ صفحہ ۱۲۸ مطبوعہ مصر)

عقیدہ مہدیت اہل سنت والجماعت پر غور کیجئے کہ احادیث مہدی علیہ السلام کے مطالعہ کرنے کے بعد امام مہدی موعود علیہ السلام کے تعلق سے علمائے اہل سنت والجماعت نے عظمت امام مہدی علیہ السلام کو امت محمدیہؐ کے سامنے کس انداز سے پیش کیا ہے۔

اہل سنت والجماعت کے پاس ظن مجتہد پر عمل کرنا بھی واجب ہے: اسی لئے اصول فقہ اسلامیہ کی مشہور کتاب التاریخ والتوضیح میں ہے کہ

ترجمہ: مجتہد کا گمان بھی واجب العمل ہے (التاریخ والتوضیح صفحہ ۳۲۲ مطبوعہ مطبع نولکشور)

جب اہل سنت والجماعت کے نزدیک مجتہد کا ظن واجب العمل ہے تو امام مہدی موعود علیہ السلام تو مبشر رسول اللہ ﷺ ہیں دافع ہلاکت امت محمدیہ ہیں ایسی صورت میں ہم یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ وہ اسلام اور بانی اسلام کے اعمال سے ہٹے ہوئے ہیں جبکہ امام مہدی موعود علیہ السلام کے تمام اعمال قرآن اور اتباع رسالت مآب ﷺ کے محور پر گردش کررہے ہیں اسی لئے حضور رسالت مآب علیہ السلام نے اپنی امت کو دو چیزوں کو تھامے رکھنے کا حکم ان الفاظ میں دیا ہے۔

یوم عرفہ کے دن قصویٰ نامی اونٹنی پر سوار ہوکر عامۃ المسلمین سے آنحضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے ان الفاظ میں خطاب فرمایا۔

ترجمہ: اے لوگو! میں تم میں ایسی چیز چھوڑے جارہا ہوں کہ جس سے تم تمسک کروگے تو میرے بعد ہرگز گمراہ نہ ہوگے''

پہلی چیز ''کتاب اللہ'' قرآن'' ہے دوسری چیز میری عترت اور اہل بیت ہے۔

عترت عربی لفظ ہے اس کے اردو میں معنی اولاد کے آتے ہیں۔ اس حدیث سے ظاہر ہے دوران حج حضرت رسول اللہ ﷺ نے اپنے بعد تمسک بالدین کے لئے قرآن اور اپنے گھرانے یعنی اولاد کو امت محمدیہ کی رہنمائی کے لئے چھوڑا ہے۔ عترت یا اہل بیت یہاں مطلق ہے اور قاعدہ یہ ہے کہ مطلق فرد کامل کی طرف راجع ہوتا ہے۔ ظاہر ہے حضور اقدس ﷺ نے اپنی اولاد میں امام مہدی موعود علیہ السلام کی بے شمار خصوصیات بیان کی ہیں۔ یہاں اہل بیت یا عترت سے مراد امام مہدی علیہ السلام کے سوائے کوئی دوسرا نہیں ہوسکتا۔ اس سے ثابت ہوا جس طرح قرآن سے تمسک کرنا فرض ہے اسی طرح امام مہدی موعود علیہ السلام سے تمسک فی الدین کرنا بھی فرض ہوگا یہ اس لئے کہ حضور اقدس محمد عربی علیہ السلام کا امام مہدی موعود علیہ السلام کے لے یہ ارشاد ہے۔

ترجمہ: اور حضرت سیدنا علی بن ابی طالب سے مروی ہے انہوں نے کہا میں نے حضرت رسول اللہ ﷺ سے کہا یا رسول اللہ مہدی ہم میں سے ہوں گے یا ہمارے غیر سے ہوں گے تو حضرت رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''وہ ہم میں سے ہوں گے دین کو اختتام پذیر کریں گے جیسا کہ وہ ہم سے شروع ہوا تھا''

اس شہادت کی روشنی میں اگر امام مہدی موعود علیہ السلام بامر الٰہی شب قدر کی نماز بہ اتباع حضرت رسول اللہ ﷺ پڑھیں تو آخر اس میں محل اعتراض کیا بات ہے ایسی صورت میں جبکہ امام علیہ السلام دافع ہلاکت امت ہیں اور آپ کا ہر ایک کام تابع وحی ہے جیسا کہ صاحب بعض الآیات نے **کیف تھلک امۃ** کے ذیل میں یہ تحریر فرمایا ہے۔

ترجمہ: حضرت رسول اللہ ﷺ نے اس حدیث میں خبر دی ہے کہ آپ کی امت ہلاکت سے نہیں نکلے گی مگر ان دونوں '' مہدی اور عیسیٰ علیہما السلام'' کی اقتداء اور اتباع سے ہی ہلاکت سے بچ جائے گی'' یہ اس لئے کہ یہ دونوں دعوت الی اللہ وحی اور حجت قاطعہ کے ذریعہ دیں گے'' (بعض الآیات صفحہ ۳ مطبوعہ)

ان تمام دلائل سے یہ بات روز روشن کی طرح صاف اور عیاں ہے کہ مجتہدین کے مقابلے میں امام مہدی موعود علیہ السلام کی اتباع اور پیروی تمام امت محمدیہ پر فرض ہے یہ اس لئے کہ امام مہدی دین محمدی کو موثق کرنے والے ہیں امام مہدی موعود علیہ السلام کے لئے سلف الصالحین کا یہی اعتقاد ہے کہ

ترجمہ: اور حضرت رسول اللہ ﷺ نے بیان کیا کہ امام مہدی خطا سے مبرا ہیں کیوں کہ وہ اپنی خواہش نفس سے باتیں نہیں کریں گے مگر اللہ کی جانب سے جو ان پر وحی کی جائے گی وہی بیان کریں گے حضرت رسول اللہ ﷺ نے خبر دی ہے کہ بلاشبہ مہدی خطا نہیں کریں گے۔ (الیواقی والجواہر فی بیان عقائد الاکابر ج ۲ صفحہ ۱۲۹ مطبوعہ مصر)

ایسی صورت میں ایڈیٹر عرب نیوز کا یہ کہنا ہی بالکل غلط ہے کہ امام مہدی موعود علیہ السلام کا بہ اتباع رسول اللہ لیلۃ القدر کی

نماز پڑھنا اسلام میں ایک اختراع ہے۔

چھٹی نماز کی فرضیت اور اصول فقہ: اگر شب قدر کی عبادت اور نماز کو فرض مان بھی لیا جائے تو یہ بھی اصول فقہ اسلامیہ کی روشنی میں غلط نہیں ہے جیسا کہ **قد اقتلفوا ان الزیادۃ علی النص ام لا** کے تحت حاشیہ میں اسطرح لکھا ہوا ہے۔

ترجمہ: ائمہ نے اس امر میں اختلاف کیا ہے کہ نص پر زیادتی نسخ شریعت ہے کہ نہیں۔ اگر وہ زیادتی عبادت مستقلہ ہو جیسے کہ چھٹی نماز کی زیادتی تو وہ جمہور اصولین فقہ کے پاس بغیر کسی نزاع کی چھٹی نماز کی زیادتی نسخ (شریعت) نہ ہوگی اگر وہ غیر مستقل نماز ہو تو اس میں اصولین فقہ کے پاس اختلاف ہے۔ (حاشیہ چلپی توضیح تاریخ صفحہ ۳۴۳ مطبوعہ)

ظاہر ہے جب چھٹی نماز اصولین فقہ کے پاس نسخ شریعت محمدیہ کو مستلزم نہیں ہے تو یہ کہنا ہی غلط ہے کہ امام مہدی موعود علیہ السلام کا باتباع رسالت شب قدر کا ظاہر کرنا اور نماز پڑھنا اسلام میں ایک اختراع ہے۔ یوں بھی دیکھا جائے تو امام اعظمؒ امام زفر اور حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہؓ کے پاس وتر کی نماز فرض ہے۔ ظاہر ہے امام مہدی موعود علیہ السلام کا کوئی بھی عمل نہ خلاف قرآن ہے اور نہ خلاف حدیث ہے۔ شب قدر کی نماز کے تعلق سے عرب نیوز کے ایڈیٹر صاحب کے جواب کو پڑھنے کے بعد ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہ فقہ اسلامیہ کی الف ب سے بھی واقف نہیں ہیں۔ ائمہ فقہا کے نزدیک وتر کی نماز کے واجب، فرض اور سنت ہونے میں جو اختلاف ہیں ان کی تفصیلات حسب ذیل ہیں۔

صاحب نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار من احادیث سید الاخیار میں ہے کہ

ترجمہ: اور حضرت عائشہ صدیقہ ام المومنین رضی اللہ عنہا سے مروی ہے طبرانی کے نزدیک اوسط میں ہے کہ ''وتر کے تین رکعت کے متعلق حضرت عائشہ صدیقہ نے کہا وہ تین رکعت ہم پر فرض ہیں اور تمہارے لئے سنت ہیں۔

اس حدیث سے ظاہر ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ ام المومنین رضی اللہ عنہم کے نزدیک وتر کی تین رکعات فرض تھیں۔ سیاق اور سباق عبارت سے ایسا محسوس ہوتا ہے سائل وتر کی سنت کے قائل تھے اسی لئے حضرت ام المومنین نے اس امر کی وضاحت فرمادی کہ ان کے پاس وتر کی تین رکعتیں فرض ہیں۔

اس سے قطع نظر حضرت امام ابوحنیفہ کے اس مسلک کا مطالعہ کیجئے۔ صاحب عمدۃ الرعایۃ فی حل شرح الوقایۃ لکھتے ہیں۔

ترجمہ: اور امام ابوحنیفہ سے مروی مشہور روایت ہے کہ بلا شبہ وتر کی نماز فرض ہے۔ (ج ا صفحہ ۱۶۰ مطبوعہ)

اس روایت سے بھی ظاہر ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک وتر کی نماز فرض تھی۔ کیا ایڈیٹر عرب نیوز یہاں بھی وتر کی نماز کی فرضیت ایک اضافہ ہے جو دین اسلام کا جز نہیں ہے'' کہنے کی جسارت کرسکتے ہیں؟

ان دونوں روایتوں سے قطع نظر امام زفرؒ کے اس مسلک کو پڑھ لیجئے صاحب ہدایہ اولین نے یہ روایت درج کی ہے۔

ترجمہ: اور حماد بن زید سے مروی ہے امام اعظم سے روایت ہے کہ وتر کی نماز بلاشبہ فرض ہے اور امام زفر نے اسی کو اختیار کیا

ہے۔(ہدایہ ج ا صفحہ ۱۲۴ مطبوعہ)

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا ایڈیٹر عرب نیوز یہاں بھی یہی اعتراض کریں گے کہ امام اعظم کے مسلک پر چلنے والے اسلام کا ایک منتشر گروپ ہے اس سے قطع نظر امام اعظم کے متعلق یہ بات بھی مشہور ہے کہ ایک روایت کے اعتبار سے وہ واجب ہے جیسا کہ صاحب نیل الاوطار نے اس کو بیان کیا ہے۔

ترجمہ: حضرت ابوحنیفہ کا وتر کے متعلق یہ قول ہے کہ وہ واجب ہے اور ان ہی سے یہ روایت بھی کی گئی ہے کہ بیشک وتر کی نماز فرض ہے۔(نیل الاوطار ج ۳ صفحہ ۳۰ مطبوعہ قاہرہ)

یہاں یہ سوال اٹھایا جاسکتا ہے کہ اختلاف روایت کے باوجود یہ امر مسلمہ ہے کہ وہ واجب ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ محدثین اور فقہا کی اصطلاح میں فرض اور واجب دونوں کے ایک ہی معنی ہیں ”صاحب کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ نے یہ لکھا ہے۔

ترجمہ: بلا شبہ مالکیہ اور شافعیہ دونوں اس امر پر متفق ہیں کہ واجب اور فرض دونوں کے ایک ہی معنی ہیں (ج ا صفحہ ۲۳۹ مطبوعہ بیروت)

ظاہر ہے محدثین ہوں کہ فقہائے اسلام ان کے نزدیک واجب اور فرض میں کوئی اصطلاحی فرق نہیں ہے ان دلائل کی روشنی میں ایڈیٹر صاحب عرب نیوز کو یہ جواب دینا ہے کہ پنجوقتہ نمازوں کے علاوہ امام اعظم کا ”چھٹی نماز وتر کو فرض قرار دینا وہ اتباع حضرت رسالت مآب ﷺ کے چوکھٹے میں فٹ ہے کہ نہیں کیا امام اعظم کو خصوصی طور سے ایسا اختیار حاصل ہے کہ وہ چھٹی نماز وتر کو فرض قرار دیدیں ایسی صورت میں جبکہ اصولیین فقہ کا یہ مسلمہ قاعدہ ہے کہ

ترجمہ: اہل سنت والجماعت کے پاس ہر ایک مجتہد خطا سے دوچار بھی ہوسکتا ہے اور راہ ثواب پر گامزن بھی ہوسکتا ہے اللہ ان کی مدد کرے (التوضیح والتلویح صفحہ ۳۲۲ مطبوعہ)

اس سے پہلے ہم یہ بات ثابت کر چکے ہیں کہ امام مہدی موعود علیہ السلام تابع امر الٰہی ہیں اور اتباع رسالت مآب ﷺ میں وہ خطا ونسیان سے مبرا ہیں۔اور یہ بات بھی ثابت کردی گئی ہے چھٹی نماز اگر وہ مستقل ہوتو اصولیین فقہ کے پاس اس کا اجراء وقیام نسخ شریعت محمدیہ کو مستلزم نہیں ہوگا۔ایسی صورت میں جبکہ اس کو بہ اتباع رسالت مآب ﷺ امام مہدی موعود معصوم عن الخطا، بحیثیت خاتم دین محمدیہ (دین محمدیہ کو موثق کرنے والے) خلیفۃ اللہ نے قائم کیا ہو کیسے فرض نہیں ہوگی؟ بلا شبہ فرض ہوگی۔ورنہ وتر کی نماز کی وجوبیت اور فرضیت حصول جنت کا فرض ہونا جبکہ قرآن میں اس کا ذکر موجود نہیں ہے۔کیسے فرض اور واجب ہوجائے گا۔

لیلۃ القدر کی عبادت کو ''زائد نماز ایک اختراع کہنا'' اعمال رسالت اور قرآن سے ہٹ کر خود ایک اختراع ہے۔ عالم اسلام میں آج بھی مہدویوں میں باتباع رسالت ۲۷ ویں شب رمضان کو لیلۃ القدر کی عبادت کرنا (فرض دُگانہ شب قدر باجماعت ادا کرنا) حضرت سید محمد مہدی موعود خلیفۃ اللہ صلعم کے صادق المصدوق ہونے کی بین دلیل ہے۔ وما علینا الا البلاغ

کتابیات

(۱) عرب نیوز جدہ انگریزی مورخہ ۳/ مارچ ۱۹۹۵ء (۲) اشعۃ اللمعات (شیخ عبدالحق محدث دہلوی (۳) مرقات شرح مشکات (ملا علی قاری المتوفی ۱۰۱۶ھ) (۴) قرآن حکیم (۵) حجۃ اللہ البالغہ (شاہ ولی اللہ محدث دہلوی) (۶) تفسیر جلالین حصہ اول (جلال الدین محلّی) (۷) حاشیہ شریف (علامہ حضرت میاں ولی جی) (۸) شرح مقاصد (علامہ سعد الدین تفتازانی المتوفی ۷۹۱) (۹) سنن ابی داؤد حدیث (ابوداؤد سلیمان المتوفی ۲۷۵ھ) (۱۰) جامع ترمذی (ابو عیسیٰ ترمذی المتوفی ۲۷۳ھ) (۱۱) تحفۃ الاخیار حدیث (رضی الدین حسن بن حسن صغانی المتوفی ۷۰۰ھ) (۱۲) تفسیر مدارک (حافظ عبداللہ النسفی المتوفی ۷۱۰ھ) (۱۳) تفسیر لباب التاویل (محمد الحسین بن مسعود البغوی المتوفی ۵۱۶ھ) (۱۴) ابن ماجہ حدیث (محمد القزوینی المتوفی ۲۷۳ھ (۱۵) مشکات المصابیح (ولی الدین الطبریزی) (۱۶) شواہد الولایت (علامہ شاہ برہان الدین) (۱۷) تاریخ عالم اسلام (صادق سردھنوی) (۱۸) المنجد لغت عربی (مطبوعہ بیروت) (۱۹) تاریخ عربی ظفر والہ بمظفر وآلہ (محمد بن عمر مکّی) (۲۰) کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ (عبدالرحمٰن الجزیری) (۲۱) کنز العمال حدیث (شیخ علی بن حسام الدین) (۲۲) الیواقیت والجواہر فی بیان عقائد الاکابر (عبدالوہاب شعرانی) (۲۳) القول المختصر فی علامات المہدی المنتظر (ابن حجر الھیتمی المتوفی ۹۷۳ھ (۲۴) انقعادی الحدیثہ (ابن حجر الصیقمی المتوفی ۹۷۳ھ) (۲۵) تفسیر مفاتیح الغیب (امام فخر الدین رازی المتوفی ۶۰۶ھ) (۲۶) بخاری شریف (محمد بن اسماعیل المتوفی ۲۵۶ھ) (۲۷) الترغیب والترہیب حدیث (امام عبدالعظیم المنذری) (۲۸) تفسیر حسینی فارسی (ملاحسین واعظ کاشفی ۹۱۰ھ) (۲۹) تفسیر القرآن العظیم (۳۰) مقدمہ سراج الابصار (علامہ میاں سید مصطفیٰ تشریف اللّٰہی) (۳۱) انصاف نامہ قلمی (بندگی میاں ولی جی) (۳۲) ام العقائد (بندگی میاں حضرت شاہ خوندمیرؒ) (۳۳) تفسیر نعیمی (مولوی محمد نعیم الدین صاحب) (۳۴) مدارج النبوت (شیخ عبدالحق محدث دہلوی) (۳۵) تلویح علی التوضیح (سعد الدین تفتازانی) (۳۶) بعض الآیات (بندگی میاں شاہ خوندمیرؒ) (۳۷) نیل الاوطار و حدیث (محمد بن علی الشوکانی المتوفی ۱۴۵۵ھ) (۳۸) عمدۃ الرعایۃ فی حل شرح الوقایۃ (۳۹) ہدایہ اولین (امام جمال الدین الزیلعی) (۴۰) التوضیح مع التلویح (مطبوعہ نولکشور)

حضرت مولانا سید میرانجی عابد خوندمیری صاحب

شبِ قدر

انا انزلنٰہ فی لیلۃ القدر ہم نے اس کو لیلۃ القدر میں نازل کیا۔ سب کا اس بات پر اتفاق کہ اس آیت میں ضمیر (ہ) سے مراد قرآن ہے جس کو اللہ نے لیلۃ القدر میں نازل کیا۔ لیکن لیلۃ القدر کونسی رات ہے اس بات میں بہت اختلاف ہے بعض کہتے ہیں رمضان کے مہینے میں لیکن بعض کہتے ہیں کہ یہ رات سال بھر میں گردش کرتی رہتی ہے کبھی ماہ محرم میں آتی ہے تو کبھی رمضان میں تو کبھی ماہ ذی الحجہ میں لیکن خود قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ نے قرآن کو ماہ رمضان میں اتارا ہے جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے **شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن** ۔رمضان کا وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا اب دونوں آیتوں کو جمع کرنے سے یہی بات مفہوم ہوتی ہے کہ اللہ نے قرآن کو ماہ رمضان میں اتارا اور لیلۃ القدر میں نازل کیا اس سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ لیلۃ القدر رمضان میں ہی ہے۔ **لیلۃ القدر خیر من الف شھر** ۔لیلۃ القدر ہزار مہینوں سے افضل ہے۔ اس فضیلت کے بیان کرنے کا مقصد اس کے سوا کیا ہوسکتا ہے کہ اس رات میں عبادت کی جائے۔ امام فخر الدین رازیؒ نے اس آیت کے ذیل میں لکھا ہے ''بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جو تمام رات عبادت کرتا تھا اور تمام دن جہاد کرتا تھا۔ اس نے یہ عمل ہزار مہینے کیا۔ رسول اللہ صلعم اور مسلمان اس پر متعجب ہوئے پس اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی اے رسول لیلۃ القدر آپ کے لئے بہتر ہے اس اسرائیلی سے جس نے ہزار مہینے جہاد کیا''

اس روایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بات چونکہ کثرت عبادت کی تھی اس لئے اللہ نے مسلمانوں پر رسول اللہ ﷺ کے طفیل یہ احسان فرمایا کہ ان کو ایسی رات عطا کی گئی جس میں عبادت کرنا ہزار مہینوں میں عبادت کرنے سے افضل ہے۔

اب رہی یہ بات کہ وہ کونسی رات ہے۔ اس باب میں مفسرین اور مجتہدین بلکہ صحابہ کرام میں اختلاف ہے۔ بعض کے پاس (۱۹) بعض کے پاس (۲۱) یا (۲۳) اور بعض کے نزدیک ستائیسویں رات ہے۔

مجتہدین میں امام شافعیؒ کے پاس (۲۱) اور بروایتے (۲۳) ویں شب ہے اور ابوحنیفہؒ کے پاس (۲۷) ویں شب ہے۔ اس اعتبار سے شب قدر کے تعین میں اختلاف رائے ہے۔ کسی کے پاس کوئی شب تو کسی کے پاس کوئی شب لیکن اس پر کسی کو اعتراض نہیں ہوتا۔ حنفیہ کے پاس ستائیسویں شب' شب قدر ہے یہ بھی قابل اعتراض نہیں ہے حالانکہ یہ ان کی رائے ہے لیکن مہدویہ آنحضرتؐ کے عمل کی اتباع میں ستائیسویں شب کو شب قدر مانتے ہیں تو لوگ چیں بہ جبیں ہوجاتے ہیں۔ چنانچہ ابوداؤد میں حضرت معاویہ بن ابوسفیان سے روایت کی ہے۔

انہ سمع مطر فاعن معاویۃ عن ابی سفیان عن النبی ﷺ فی لیلۃ القدر قال لیلۃ سبع وعشرین .

یعنی انہوں نے مطرف سے سنا اورانہوں نے معاویہ بن ابوسفیان سے اورانہوں نے نبی ﷺ سے لیلۃ القدر کے بارے میں کہ ستائیسویں رات ہے۔

جب یہ بات سنداً معلوم ہوئی کہ شب قدر رمضان کی ستائیسویں شب ہے تو یہ دیکھنا چاہئے کہ خود آنحضرتؐ کا اس رات میں کیا عمل تھا تو مشکوٰۃ میں حضرت ابوذرؓ سے یہ روایت آئی ہے۔

حضرت ابوذرؓ نے کہا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روزہ رکھا۔ رسول اللہ نے ہم کو ماہ رمضان میں رات میں نماز نہیں پڑھائی یہاں تک کہ سات راتیں باقی رہ گئیں پس ہمارے ساتھ نماز پڑھی یہاں تک کہ رات کا ایک تہائی حصہ گذر گیا پس جب چھ راتیں باقی رہ گئیں تو آپ نے ہمارے ساتھ نماز نہیں پڑھی۔ پھر جب پانچ راتیں باقی رہ گئیں ہمارے ساتھ نماز پڑھی۔ یہاں تک کہ آدھی رات گذر گئی۔ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آج رات آپ زیادہ نماز پڑھاتے تو رسول اللہؐ نے فرمایا جب کوئی شخص امام کے ساتھ نماز پڑھتا ہے یہاں تک کہ امام نماز کے بعد واپس ہو جائے تو وہ تمام رات عبادت میں شمار ہوتی ہے۔ جب چار راتیں باقی رہ گئیں تو آپ نے ہمارے ساتھ نماز نہیں پڑھی جب تین راتیں باقی رہ گئیں یعنی ستائیسویں شب رسول اللہ ﷺ نے اپنے اہل بیت کو عورتوں کو اور لوگوں کو جمع کیا پس ہمارے ساتھ نماز پڑھی یہاں تک کہ ہمیں فلاح کے فوت ہو جانے کا خوف ہو گیا (راوی کہتے ہیں) میں نے ابوذر سے پوچھا فلاح کیا ہے کہا کہ سحری' پھر رمضان کی باقی راتوں میں رسول اللہؐ نے ہمارے ساتھ نماز نہیں پڑھی۔

اس روایت سے جو چیز معلوم ہورہی ہے یہ ہے کہ رسول اللہ صلعم نے صرف ستائیسویں شب کو ہی اہل بیت' ازواج مطہرات اور دیگر لوگوں کو جمع کر کے ان کو نماز پڑھائی۔ وہ بھی رات کے آخری پہر تک یہاں تک کہ سحری کے فوت ہو جانے کا اندیشہ پیدا ہو گیا تھا۔

اوپر کی بحث سے حسب ذیل باتیں معلوم ہوئیں۔ ایک یہ کہ شب قدر رمضان میں ہے اور دوسری یہ کہ آنحضرتؐ نے ستائیسویں شب کو اہتمام کے ساتھ سب کو جمع کر کے نماز پڑھائی اور تیسری بات یہ کہ پھر اس کے بعد کی راتوں میں نماز نہیں پڑھائی۔

نماز کی اقل مقدار تو دو رکعت ہے۔ اس سے کم کو نماز نہیں کہتے پس اگر مہدوی لیلۃ القدر میں آنحضرتؐ کی اتباع میں اپنے اہل و عیال اور دوسروں کو جمع کر کے دو رکعت نماز پڑھیں تو اس کو اختراع کیسے کہا جا سکتا ہے؟ کیا آنحضرتؐ کی اتباع کرنا یعنی سنت رسول اللہ ﷺ ادا کرنا بدعت ہے۔ **استغفر الله .**

آنحضرتؐ کو شب قدر بتائی گئی تھی پھر بھلا دی گئی یہ بات خود آنحضرتؐ نے (**انی اریتها فنسیت**) مجھے وہ رات بتلائی گئی تھی پھر بھلا دی گئی فرمائی ہے۔

کیا یہ بات سچ نہیں ہے کہ آنحضرتؐ اپنی ساری زندگی میں سوائے شب قدر کے اور کسی رات میں کسی نماز کے لئے اہل

بیت ازواج مطہرات اور دیگر لوگوں کو جمع کر کے نماز پڑھانے کا اہتمام نہیں فرمایا۔

جب مہدی علیہ السلام کو اللہ کی جانب سے یہ معلوم ہوا کہ رمضان کی ستائیسویں شب ہی لیلۃ القدر ہے پھر یہ حکم ہوا کہ اس نعمت عظمیٰ کے شکریہ میں جو تعین لیلۃ القدر کا یقینی علم حاصل ہونے کی صورت میں واجب ہوا ہے دو رکعت نماز ادا کی جائے۔ حضرت نے اس حکم کی تعمیل میں سنت رسول اللہ ﷺ کو زندہ کیا اور سب کو ساتھ لیکر نماز پڑھی پس مہدوی بھی اس حکم الٰہی کی تعمیل اور امامنا علیہ السلام کی اتباع میں اس کو فرض جان کر ادا کرتے ہیں۔

اس موقع پر یہ اعتراض کہ مہدی کو خدا کا حکم کیوں کر ہوسکتا ہے حکم خدا تو پیغمبروں کو ہوتا ہے۔ غلط ہے۔ اس لئے کہ اللہ کے مقربین کو اللہ کا حکم ہوتا ہے البتہ اس کی دو قسمیں ہیں (۱) بطور وحی (۲) بذریعہ الہام۔ پیغمبروں کے لے وحی لازمۂ نبوت ہے اور وحی کی بھی دو قسمیں ہیں ایک بذریعہ جبرئیل اور دوسرا بلا واسطہ۔ حضرت خاتم الانبیاء کو دونوں طریقوں سے وحی ہوئی ہے۔ قرآن شریف کی وحی تو بذریعہ جبرئیل ہوئی جس کو وحی متلو کہتے ہیں اور دوسری وحی بلا واسطہ جیسا کہ خود آنحضرتؐ نے فرمایا **انی اوتیت القران و اوتیت مثلہ معہ** ۔ یعنی مجھے قرآن دیا گیا اور مجھے اس کے ساتھ اس جیسی چیز دی گئی۔ لیکن یہ بات غلط ہے کہ جس کو وحی کی جاتی ہے وہ پیغمبر ہوتا ہے کیوں کہ وحی بمعنی الہام غیر نبی کے لئے قرآن سے ثابت ہے مثلاً حضرت یوسف کے لئے اللہ کا ارشاد ہے **واو حینا الیہ لتنبّئنھم بامر ھم** پھر ہم نے یوسف کی طرف وحی بھیجی کہ (ایک دن) تم ان کو ان کے معاملے سے باخبر کروگے۔ اس وقت حضرت یوسف پیغمبر نہیں تھے۔ نیز موسیٰؑ کی والدہ کو اور شہد کی مکھی کو بھی وحی کا بھیجنا قرآن میں مذکور ہے۔

لیکن یہاں مہدی علیہ السلام کے لئے وحی کے الفاظ بھی نہیں ہیں۔ صرف یہ کہا گیا ہے کہ آپ نے حکم الٰہی سے دو رکعتیں پڑھیں غیر نبی کے لئے خدا کی جانب سے جو حکم ہوتا ہے اس کو الہام کہتے ہیں۔ اور اولیاء اللہ کو خدا کی جانب سے بطور الہام حکم ہونے پر اہل سنت کے اکابرین کا اتفاق ہے چنانچہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے امر خدا سے ہی **قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی** (میرا یہ قدم تمام اولیاء کی گردن پر ہے) کا دعویٰ فرمایا۔ اور اس وقت کے اولیاء نے بھی اپنے سروں کو جھکا کر اس دعویٰ کو تسلیم کیا اور جس ولی نے اس دعویٰ کا انکار کیا تھا وہ خدا کے پاس ایسے ماخوذ ہوئے کہ ان کی ولایت بھی سلب ہوگئی اور انہیں خوکبانی نصیب ہوئی۔

یہ تو ایک ولی کی بات ہے۔ لیکن مہدی علیہ السلام خاتم الاولیاء (خاتم دین) خلیفۃ اللہ اور معصوم عن الخطاء ہیں۔ آپ تو بدرجہ اولیٰ حکم خدا کے مستحق ہیں۔ اس لئے کہ اللہ کے خلیفہ کو اللہ کے سوا اور کس سے معلومات اور احکام حاصل ہوں گے۔

یہ کہنا کہ دین مکمل ہو چکا ہے اب کسی اور کو فرض قرار دینے کا مجاز گردا ننا گویا اس مخصوص شخص کو ایسا اختیار دینا ہے جس کا کہ وہ مستحق نہیں ہے۔ بالکل غلط اور احکام دین سے بے خبری کی دلیل ہے۔ ذیل میں اس کی وضاحت کی جاتی ہے۔

شرع کے جو احکام فرض، واجب، سنت ، حلال، حرام ، مکروہ اور مستحب جو بیان کئے گئے ہیں۔ کیا قرآن میں ان ناموں

سے ان ساتوں احکام کی صراحت ہے اور کیا احادیث میں ان کی مکمل توضیح وتفصیل ہے یا یہ حقیقت ہے کہ بعض امور بیان ہوئے ہیں اور بعض امور کو ائمہ نے بیان کیا ہے۔ چنانچہ تحقیق سے پتہ چلتا ہے کہ ائمہ مجتہدین نے بھی شارع علیہ السلام کے احکام وعمل کی اہمیت' تاکیدات وغیرہ قرینوں کو دیکھتے ہوئے قیاس اور اجتہاد سے کام لے کر کسی فعل کو فرض کسی کو واجب کسی کو سنت اور کسی کو مستحب قرار دیا ہے اسی لئے ہم دیکھتے ہیں کہ ایک ہی فعل کسی امام مجتہد کے پاس فرض ہے تو دوسرے ائمہ کے پاس وہی فعل واجب ہے یا سنت اور مستحب ہے۔

چنانچہ فقہی احکام میں دیکھئے کہ پورے سر کا مسح کرنا اور موالات امام مالک کے پاس فرض ہے اور امام ابوحنیفہؒ نے اس کو مستحب کہا ہے۔ سورہ فاتحہ کی قراءت امام شافعیؒ کے نزدیک فرض ہے اور امام ابوحنیفہؒ اس کو واجب کہتے ہیں۔ مقتدی کے حق کیا کوئی صاحب یہاں بھی ائمہ مجتہدین پر یہ اعتراض کریں گے کہ احکام کو فرض قرار دینے والے یہ کون؟ اور اس طرح فرض قرار دینے کا مطلب یہ ہوگا کہ ان کو وہ اختیار دیا جائے جس کے وہ مستحق نہیں ہیں۔

کیا قربانی کے تعلق سے ائمہ یہ نہیں کہتے کہ قربانی حضورؐ کے لئے فرض تھی اور امت کے حق میں واجب ہے۔ کیا تہجد کے لئے ائمہ کی یہ رائے نہیں ہے کہ وہ حضورؐ پر فرض تھی۔ امت کے حق میں وہ سنت ہے۔ یہ سب تقسیم کس نے کی۔ جب ائمہ مجتہدین کو اپنے قیاس کی بناء پر کسی فعل کو فرض' سنت اور واجب کہنے کا حق ہے جو کبھی خطا کرتے ہیں کبھی صواب تو کیا مہدی علیہ السلام جو خلیفۃ اللہ ہیں اور بفرمان رسول اللہ **یقفو اثری ولا یخطی** ' معصوم عن الخطا اور باتفاق اکابرین اہل سنت شرع حقیقی کے نمائندہ ہیں بامر الٰہی کسی فعل کو فرض قرار نہیں دے سکتے۔ ایک ایسا فعل جو پہلے سے موجود ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں فرض' واجب' سنّت اور مستحب وغیرہ کی تقسیم تھی ہی کہاں؟ صرف نمازوں کی بات نہیں ہے بلکہ فقہی احکام کی بات بھی ہے۔ یہ تفصیلی فقہی احکام تو آنحضرتؐ کے زمانے کے ڈیڑھ سو دو سو سال بعد مرتب ہوئے غیر معصوم مجتہدین کو فرض ' واجب سنت وغیرہ بتانے کا حق دینا اور معصوم کو اس کے حق سے محروم کرنا دین کے اصول سے دوری کا نتیجہ ہے جبکہ امام مہدی علیہ السلام کا مرتبہ مجتہدین سے بدرجہا بالاتر ہے۔

جب بقول اہل سنت ہر شخص کو کسی نہ کسی امام یا مجتہد کے مذہب کی پیروی لازمی ہے جو بالاتفاق غیر معصوم ہے تو پھر امام مہدی علیہ السلام کی اتباع کس طرح قابل اعتراض ہوگی جس کی شان یہ ہے کہ وہ احکام کو راست خدائے تعالیٰ سے یا روح رسول اللہ صلعم سے اخذ کرتے ہیں۔ حاشاء وکلا ہمارا مقصد ائمہ مجتہدین کی تنقیص نہیں ہے۔ انہوں نے جو کچھ کیا اللہ واسطے کیا اللہ ان کی قبروں کو نور سے بھردے۔ لیکن یہ بتانا ہے کہ امام مہدی علیہ السلام کا مقام تو احادیث کی روشنی میں اہل سنت کے اکابرین کے اتفاق کے بموجب ارفع واعلیٰ ہے۔

اب رہی یہ بحث دُگانہ شب قدر کی ادائی سے ایک نماز کا اضافہ ہو جاتا ہے۔ ایسا کہنا بھی اہل سنت کے مسلک سے کما حقہ باخبر نہ ہونے کی دلیل ہے۔ شب قدر کی دو رکعت نماز کو چھٹی نماز یا اضافہ کہنے والے اس حقیقت سے ناواقف تو نہیں ہیں کہ

امت مسلمہ روزانہ اک چھٹی نماز یا یوں کہئے کہ پانچ نمازوں سے ایک زائد نماز ''وتر'' کی صورت میں برابر پڑھتی چلی آرہی ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان الله زادکم صلواة الا وهى الوتر اللہ نے تم پر ایک نماز کا اضافہ کیا ہے وہ نماز وتر ہے۔ پھر یہ تاکید فرمائی کہ "اجعلو ا آخر صلواة اليل الوتر "تم اپنی رات کی نمازوں کی آخر نماز وتر کو بناؤ۔ وتر کے تعلق سے قرآن میں اشارہ تک نہیں ہے۔ قرآن میں کوئی آیت بھی ایسی نہیں ہے جس سے یہ مفہوم ہو کہ اس سے وتر کی ادائی کا حکم اقتضاء النص ہے۔ احادیث میں بھی اس نماز کا حکم نہیں بتایا گیا کہ وہ فرض ہے یا واجب یا سنت اور نہ صراحت سے اس کی رکعتوں کا تعین ہوا۔ اس کے باوجود امت مسلمہ عشاء کی نماز کے بعد وتر کی نماز پابندی سے پڑھ رہی ہے۔ اس نماز کے حکم کے بارے میں ائمہ کے مابین اختلاف ملاحظہ ہو۔ امام شافعیؒ امام مالک اور امام احمد بن حنبل کے نزدیک سنت ہے' امام ابوحنیفہ کے پاس واجب ہے۔ شاگردان امام ابوحنیفہ میں سے امام زفر کے پاس فرض ہے۔

جب ایک نماز کو جس کا ذکر قرآن میں نہیں ہے اور جس کے تعلق سے کوئی امر معنوی بھی نہیں ہے امام ابوحنیفہ واجب اور زفر فرض کہتے ہیں تو کیا کوئی صاحب یہاں بھی کہیں گے کہ خبردار کسی قسم کے اضافے کی گنجائش نہیں۔ دین مکمل ہو چکا ہے۔ اب کسی کو فرض واجب کہنے کا حق نہیں دیا جاسکتا۔ کسی صاحب کے کہنے سے بھی کیا ہوتا ہے اہل سنت تو برابر اپنے اپنے مسلک کے مطابق اس پر عمل کر رہے ہیں۔ امام ابوحنیفہ کی اتباع کرنے والے برابر اس کو واجب جانتے ہیں اور عشاء کی نماز فوت ہو جائے تو قضا میں صرف عشاء کی چار رکعت نماز ہی نہیں پڑھتے بلکہ اس کے بعد اور اس کے ساتھ ہی وتر کی بھی قضا کرتے ہیں

جو لوگ اس کو فرض قرار دیتے ہیں۔ وہ بھی اس کو عشاء کی نماز کے بعد ہی پڑھتے ہیں لیکن اس کے لئے الگ اقامت نہیں کہتے۔ تعجب ہے کہ امام زفر کسی نماز کو فرض قرار دیں تو وہ فرض ہو جائے اور امام مہدی خلیفۃ اللہ کسی نماز کو فرض قرار دیں تو اضافہ ہو جائے۔ اہل سنت کے پاس مجتہدین کی طرح......امام مہدی کو بھی فرض قرار دینے کا حق حاصل ہے۔ اس فرق کے ساتھ کہ مجتہدین غیر معصوم ہیں اور امام مہدی معصوم مجتہدین کا مذہب قیاس ورائے پر ہے اور ظنی ہے اور امام مہدی کا مذہب کتاب خدا، امر خدا اور مشاہدہ روح رسول اللہ ﷺ پر مبنی ہے اور قطعی۔ یاد رہے کہ بدعت وہ فعل ہے جس کی اصل یا ضرورت آنحضرتؐ کے زمانے میں نہ ہو۔ شب قدر اس کی عبادت' اس کی نماز' سحری کے وقت تک اس میں مشغولیت اہل وعیال کے ساتھ اور دیگر لوگوں کو جمع کر کے نماز پڑھنا یہ سب آنحضرتؐ کے عمل سے ثابت ہے۔ یہ بدعت کیسے ہوسکتی ہے۔ امام علیہ السلام نے امر خداوندی سے بہ شکر یہ انعام تعین وقطعیت دو رکعت نماز پڑھی اور سنت رسول اللہ ﷺ کو زندہ کیا۔ انعام واحسان کا شکریہ جب عقلاً فرض ہے تو کیا شرعاً فرض نہ ہوگا واشكر والى ولا تكفرون تو خدا کا حکم ہے۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اور ہدایت فرمائے آمین

۞۞۞۞

حضرت مولانا ابوسعید سید خدابخش میانجی میاں صاحب اہل دائرہ نو

نماز دُگانہ شبِ قدر

مہدویوں کا عقیدہ وعمل اصل میں قرآن حکیم اور اتباع خاتم النبیین، رحمتہ العالمین، افضل الانبیاء ومرسلین حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ رسول اللہ ﷺ کی بنیاد پر قائم اور استوار ہے جس کی نظیر فرقہائے اسلامیہ میں کہیں نظر نہیں آتی اگر ہمارے قلوب اوراذہان پاک وصاف ستھرے ہوں۔اور اللہ تعالیٰ وآخرت پر پختہ ایقان اور کامل بھروسہ رکھتے ہوں۔کتابی علم کی زیادتی اور وہ بھی بغیر معنیٰ ومفہوم اصلی کے ونیز غیر مہدویوں سے میل وملاپ کے علاوہ ان کو خود سے زیادہ اہل علم اور قابل بھروسہ سمجھنے لگیں تو پھر شکوک وشبہات کا پیدا ہوجانا فطری عمل ہوگا۔ایسی صورت میں سنجیدہ افراد کی یہ ذمہ داری ہوتی ہے کہ بجائے اعتراضات ہی کرتے رہنے کے شکوک وشبہات کو باہم مطالعۂ مزید اور بات چیت کے ذریعہ دور کرنے کی کوشش کی جائے یہ ایک لائق تحسین طریقہ کار کہلائے گا۔

رمضان مبارک کی فضیلت، روزہ کی فرضیت، شب قدر کی عظمت میں کسی کو کلام ہے نہ اعتراض۔اگر چند ایک گوشوں میں اعتراض یا شک وشبہ ہے تو صرف ''دُگانہ شب قدر'' کی فرضیت پر ہے۔آیا یہ دو رکعت نماز فرض ہے یا شکرانہ؟ آیئے! پہلے ہم اس بات پر آپ کو غور کرنے کی تکلیف دیں گے کہ ہم اور آپ یہ جو پانچ اوقات کی صلوٰۃ (نماز) بہ طور فرض ادا کرتے ہیں، ان کی ماہیت اور حقیقت کیا ہے۔اس طرح آپ کو نماز دُگانہ شب قدر کی اہمیت اور فرضیت کا بخوبی اندازہ ہوجائے گا۔

دن کی پہلی صلوٰۃ (نماز) فجر کی ہے۔اس کی حقیقت اور ماہیت یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے حکم عدولی یعنی گندم (گیہوں) کے کھانے کی ممانعت کے خلاف عمل کیا تب اللہ تعالیٰ کی ناراضگی مول لی۔اور طلب گار دوسری صلوٰۃ (نماز) ظہر کی ہے۔اس کی ماہیت اور حقیقت یہ ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے خالق اور پروردگار کی جانب سے ہر طرح کے امتحان اور آزمائشوں میں بہ رضا ورغبت اور صبر واستقامت کے ساتھ کامیاب وکامران رہے تب اللہ تعالیٰ نے آپؑ پر بصورتِ رسالت، نبوت، خلافت اور امامت اپنے کرم اور انعام سے آپؑ کو سرفراز فرمایا۔اور آپؑ اپنے فرمانبردار ہونے کے ثبوت میں صلوٰۃ (نماز) شکرانہ ادا فرمایا۔

تیسری صلوٰۃ (نماز) عصر کی ہے۔اس کی حقیقت اور ماہیت یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کو زندہ اور صحیح وسلامت مچھلی کے پیٹ سے باہر نکال فرمادیا۔تب آپؑ نے بہ طور شکرانہ صلوٰۃ (نماز) ادا کی۔

چوتھی صلوٰۃ (نماز) مغرب کی ہے۔ اس کی حقیقت اور ماہیت یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نہایت درجہ کرم اور فضل سے حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کو صلیب سے زندہ آسمانوں میں اٹھالیا تب آپ بطور شکرانہ صلوٰۃ (نماز) ادا فرمائی۔

پانچویں صلوٰۃ (نماز) عشاء کی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے وقت کے فرعون کی چیرہ دستیوں اور ظلم وستم سے تنگ آ کر اپنی قوم کے ساتھ مصر سے نکل پڑے۔ فرعون اپنی فوج اور حواریوں کے ساتھ آپؑ کو اور آپ کی قوم کو قتل کردینے تعاقب میں چل پڑا۔ یہاں تک کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے دریائے نیل حائل ہوگئی۔ آپؑ نے بحکم خدائے تعالیٰ دریائے نیل پر اپنا عصا دے مارا۔ اس طرح دریا درمیان میں سے پھٹ گئی اور راستہ فراہم ہوگیا۔ آپؑ معہ اپنی قوم کے اس راستہ سے دریا کے دوسرے کنارہ پر بخیر وخوبی پہنچ گئے اور فرعون معہ اپنی فوج اور حواریوں کے دریائے نیل میں غرق ہوگیا۔ آپؑ فوری صلوٰۃ (نماز) شکرانہ الٰہی ادا فرمائی۔

یہاں غور طلب بات یہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ سے قبل تمام مخلوق انسانی میں عموماً اور خصوصاً اہل کتاب اقوام کی مذہبی تاریخ میں ان صلوٰۃ (نماز) کا نہ تو ذکر ملتا ہے اور نہ ہی اوقات کی پابندی اور طریقہ ہائے عبادتِ صلوٰۃ (نماز) ملتی ہے۔ برخلاف اس کے امتِ مسلمہ پر اللہ تعالیٰ کا فضل وانعام ہے کہ بہ وسیلہ وطفیلِ خاتم النبین محمد رسول اللہ ﷺ ان پانچوں انبیاء علیھما السلام کی ادا کی گئی صلوٰۃ (نماز) کی اتباع اور پابندی کرنے کی توفیق عطا ہوئی۔ دوسری غور کرنے کی بات یہ ہے کہ یہہ پانچوں انبیائے کرام سے حضور رحمتہ العالمین محمد رسول اللہ ﷺ افضل ہیں۔ اور ان کی صلوٰۃ (نماز) شکرانہ حضور رسول مقبول ﷺ پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے فرض قرار پائی۔ خود ہم نے سوال کیا تھا کہ ''محمد رسول اللہ'' کے ''افضل الانبیاء'' ہونے کی دلیل کیا ہے؟ کسی بھی عالم اور عام شخص سے جواب ادا نہو سکا سوائے اس کے کہ ''ہم بدعقیدہ ہیں'' (نعوذ باللہ)۔ حالانکہ جواب نہایت آسان ہے اور سب خاص وعام کے علم میں ہے۔ مگر ''انا'' کی مار میں کسی کو بھی سوجھی نہیں۔ آیئے! ہم ہی سے ہمارے سوال کا جواب لے لیجئے۔ جب اللہ تعالیٰ نے وجہ تخلیق کائنات حضور محمد مصطفیٰ رسول اللہ ﷺ کو اپنی محبت اور اپنے لطف وکرم کے نتیجے میں عرش معلّی پر بلایا تو سب سے پہلے تمام رسولوں اور نبیوں کو مقتدی بنا کر حضورؐ کی امامت میں دو رکعت صلوٰۃ (نماز) شکرانہ ادا کروائی۔ اب اس سے زیادہ قوی اور مضبوط دلیل کیا ہونی چاہئے کہ آپ کی ذاتِ اقدس ''افضل الانبیاء ومرسلین'' ہے۔ یہاں صلوٰۃ (نماز) اور دو رکعت کو ذہن وقلب سے نکلنے مت دیجئے کیونکہ یہی ایک واحد صلوٰۃ (نماز) ہے جس میں دو رکعت کا تعین ہے اور پانچ اوقات کی (صلوٰۃ) ''معراج نبوی'' کے بعد ہے جن میں پہلے سے ان انبیائے کرام نے رکعتوں کا اگر تعین کیا بھی ہو تو مذہبی تاریخ سے نشاندھی نہیں ہوتی ہے۔ رکعتوں کا تعین کرنے میں بھی حضور رسول مقبولؐ کو ہی افضلیت حاصل ہے اس طرح آپ ہی کی ذاتِ اقدس ''افضل الانبیاء ومرسلین'' قرار پاتی ہے اور یوں یہ دوسری دلیل ہے۔

ہماری اس قدر گفتگو سے پانچ اوقات کی صلوٰۃ (نماز) شکرانہ کی اہمیت اور ماہیت واضح ہوگئی اور یہ صلوٰۃ (نماز) شکرانۂ انبیائے کرام کی حضور محمد رسول اللہ ﷺ نے بحکم خدائے تعالیٰ نہ صرف اہل اسلام پر بلکہ خود پر بھی فرض قرار فرمایا اور آپ کا یہ عمل تیسرا ثبوت ہے کہ آپ ''افضل الانبیاء ومرسلین'' ہیں۔اس فرضیت کا حکم حضورؐ کو 'بلا واسطہ' ہوا۔دیکھئے پورے قرآن میں ''اقیم الصلوٰۃ '' کا ذکر اور حکم ملتا ہے۔''فرض، واجب اور سنت'' کے الفاظ نہیں ملتے۔البتہ مفسرین اور آئمہ فقہا، صیغۂ امر کی وجہ ''فرض'' قرار دیتے ہیں۔اور ہم اس طولانی ولا حاصل بحث میں پڑھنا نہیں چاہتے۔ہم اپنی گفتگو کو آگے بڑھاتے ہوئے یہ کہنا یا پوچھنا چاہتے ہیں کہ ''عرش'' پر جن دو رکعت کی امامت رسول اللہ ﷺ نے فرمائی تھی۔اسی قدر اور رتبہ کی دو رکعت کی امامت بھی ''فرش'' پر ضروری قرار پاتی ہے یا نہیں؟ تا کہ آپ کی ذاتِ اقدس اہل زمین مخلوق پر بھی ''افضل'' قرار پائے۔چنانچہ منقول ہے کہ:

حضرت ابو ذر غفاریؓ نے کہا ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روزہ رکھا۔ہمارے ساتھ ماہِ رمضان میں قیام لیل (رات) نہیں فرمایا، یہاں تک کہ سات راتیں باقی رہ گئیں۔پس ہمارے ساتھ نماز پڑھی یہاں تک کہ رات کا ایک ثلث (تیسرا حصہ) گزر گیا۔پس چھ راتیں رہ گئیں تو آپ نے ہمارے ساتھ نماز پڑھی یہاں تک کہ آدھی رات گذر گئی۔(ابوذر کہتے ہیں) میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کاش آج رات آپ ہمیں زیادہ نماز پڑھاتے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کوئی شخص امام کے ساتھ نماز پڑھتا ہے یہاں تک کہ امام بعد ختم نماز واپس ہوجائے اس تمام رات کی عبادت شمار ہوگی۔جب چار راتیں باقی رہ گئیں (یعنی ۲۷ویں شب) رسول اللہ ﷺ نے اپنے اہل بیت، عورتوں کو اور لوگوں کو جمع کیا۔پس ہمارے ساتھ نماز پڑھی، یہاں تک کہ ہمیں فلاح کے فوت ہونے کا خوف ہوگیا (راوی کہتے ہیں) میں نے ابوذر سے کہا فلاح کیا ہے؟ کہا کہ سحری۔پس رمضان کی باقی راتوں میں رسول اللہ ﷺ نے ہمارے ساتھ نماز نہیں پڑھی۔روایت کی اس کی ابوداؤد، ترمذی اور نسائی نے۔اور ابن ماجہ نے بھی ایسی ہی روایت کیا ہے۔مگر یہ کہ ترمذی کی روایت میں یہ مذکور نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان کی باقی راتوں میں ہمارے ساتھ نماز نہیں پڑھی''۔(مشکوٰۃ۔اشعۃ اللمعات، طبع نول کشور جلد اول صفحہ ۵۴۵)

یہ تھی دو رکعت صلوٰۃ (نماز) شبِ قدر، جس کی امامت آپ نے امت کو مقتدی بنا کر فرش پر ادا کی۔یہاں غور طلب بات یہ ہے کہ کسی بھی روایت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی پوری حیات نبوت میں کسی بھی صلوٰۃ (نماز) پنجگانہ کے لئے ایسا اہتمام کیا ہو۔رسول اللہ ﷺ کے اس اہتمام کی تقلید یا اتباع (نہ تو موجودہ دور میں اور نہ ہی دورِ ماضی میں) کی نظیر نہیں ملتی۔صرف قوم مہدویہ میں آج بھی اس کا اہتمام موجود اور باقی ہے۔کیا یہ عمل اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم اور رسول مقبول ﷺ کی کامل اتباع کہلائے گا کہ نہیں؟ شبِ قدر کی اہمیت اور ماہیت کیا اب بھی واضح ہوتی ہے کہ نہیں؟

اب بات رہ جاتی ہے کہ نماز شبِ قدر یا صلوٰۃ القدر٬ فرض ہے یا شکرانہ۔ پہلی بات تو یہ کہ انسان کے لئے ساری کی ساری عبادتیں صرف اور صرف شکرانۂ الٰہی ہی ہیں۔ عبادتوں کے درمیان امتیاز اور فرق باقی رہنے کے لئے ہی ’’فرض٬ واجب اور سنت‘‘ کی اصطلاحیں استعمال کی گئی ہیں تاکہ مخصوص حالت میں کم از کم ایک عبادت سے انسان محروم نہ رہے یعنی فرض سے اور یہ عبادت ہر حال میں ادا کرنے کا پابند رہے۔ دوسری اور اہم بات یہ کہ مذکور الصدر پانچ انبیاء کرام کی عبادتِ شکرانہ تو خود افضل الانبیاء مرسلینؐ کے ساتھ ساتھ امت پر فرض ٹھیرادی گئی۔ پھر ایسے میں افضل الانبیاء و مرسلینؐ کی صلوٰۃ لیلۃ القدر یعنی نماز شب قدر کیسے عام عبادت شکرانہ ہوگی؟ یہ کس قسم کی سنت اور محبت رسول ہے؟ حضور رسول اللہ ﷺ کی صلوٰۃ (نماز) شب قدر کو مامور من اللہ اور خلیفۃ اللہ ہی بہ حکم خدائے تعالیٰ اور بہ کامل اتباعِ رسول اللہ ﷺ ہی امت پر فرض قرار دے سکتا ہے کوئی اور امام فقہ یا صوفی نہیں۔

بعض گوشوں سے ہم نے یہ سنا کہ ’’یہ چھٹی نماز اور وہ بھی فرض کدھر سے آ گئی ہے‘‘ اس تعلق سے ہم یہ کہیں گے کہ ’’کدھر سے آ گئی‘‘ کا اوپر جواب آ گیا ہے اب رہ جاتا ہے سوال ’’چھٹی نماز‘‘ کا۔ ہم کو اس سطحی شعور پر واقعی افسوس ہوتا ہے۔ کیوں کہ یہ نماز آپ کی ہماری پانچ وقت کی نماز سے ہٹ کر چھٹے وقت میں نہیں پڑھی جاتی ہے بلکہ فرض نماز عشاء کے ساتھ پڑھی جاتی ہے۔ سوال اگر یوں کیا جاتا کہ دو فرض نمازوں کو ایک وقت میں کیسے اکٹھا کیا جاسکتا ہے؟ تو ہم سوال کرنے والے سے خوش ہوتے کہ یہ شخص صاحبِ شعور یعنی سوجھ بوجھ رکھنے والا ہے کم عقل نہیں۔ مگر افسوس کہ ایسا نہیں سننے میں آیا۔ اس کی وجہ اظہارِ حبِّ رسول میں بلاسبب غلو اور زیادتی ہے۔ لیکن اگر کوئی صاحبِ عقل ایسا سوال کر ہی لیتا تب بھی ’’حکمِ خدا اور اتباع رسول اللہ ﷺ‘‘ کے حوالے سے جواب میسّر ہے۔ ایسا ہرگز نہیں کہ ہم خدانخواستہ لاجواب ہیں۔ لیجئے! بغیر سوال کئے کہ جواب آپ کے حسنِ نظر ہے۔ سال میں ایک بار ایک مخصوص وقت پر دو مختلف اوقات کے فرض نمازوں کو ایک اور فرض کے ساتھ ادا کیا جاتا ہے۔ ہماری بات میں وضاحت نہیں ہے٬ اس لئے آپ کی سمجھ سے باہر ہے وضاحت پیش ہے۔ حج٬ ایک رکن اسلام ہے اور صاحبِ استطاعت یعنی جس شخص کے پاس وقت اور مال خرچ کرنے کی قوت وسکت ہے٬ کے لئے فرض ہے یہ ہوا ایک فرض۔ میدانِ عرفات میں بوقت ظہر٬ ظہر اور عصر نماز کا ملا کر ادا کرنا۔ اور مزدلفہ میں بوقت عشاء٬ مغرب اور عشاء کی نماز ملا کر ایک ساتھ پڑھنا۔ یہاں یہ یاد رکھئے کہ عصر کا وقت شروع نہیں ہوتا اور مغرب کا وقت ختم ہوجاتا ہے۔ غور فرمایئے٬ یہاں دو فرض ایک ساتھ ادا ہو رہے ہیں۔ ایک حج اور دوسرے نماز۔ پھر نماز میں بھی ایک وقت میں دو فرض نمازیں ادا ہو رہی ہیں۔ اب ہمیں یہ بتلایئے کہ آیا ہم اوقات نماز گھٹا اور بڑھا رہے ہیں کہ نہیں؟ کیا ہمارا یہ عمل اللہ تعالیٰ کے حکم اور اتباع رسول اللہ ﷺ کے عین مطابق ہے کہ نہیں؟ کیا ایسے موقع پر بھی ہم اپنی مرضی اور عقل سے کام لئے ہوئے شک وشبہ کے ساتھ

عبادت کریں؟ یا پھر ہم اس بات پر یقین رکھیں کہ یہہ سب اعمال اللہ تعالیٰ کی حکمت اور منشاء کے عین مطابق ہے اور ہمارا کام صرف بغیر شک وشبہ اور کامل یقین اور پورے خشوع وخضوع کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں۔ بس اسی میں ہماری نجات ہے بالکل اسی طرح شب قدر میں بعد ادائی فرض نماز عشاء کے دو رکعت فرض نماز شب قدر اسی اخلاص اور اہتمام کے ساتھ ادا کریں جس طرح کے افضل الانبیاء ومرسلین، خاتم النبین، رحمتہ اللعالمین، رسول اللہ ﷺ نے ادا فرمائی ہے اور جس کی ادائیگی کے لئے ماموّر من اللہ، مبین کلام اللہ، مراد اللہ، ہم رتبۂ رسول اللہ (ایک اللہ کی صفت نبوت کا خاتم دوسرا اللہ کی صفت ولایت کا خاتم) امامنا مہدی موعود خلیفتہ اللہ علیہ الصّلوٰۃ والسلام نے بحکم خدائے تعالیٰ وبہ اتباع رسول اللہ مومنین ومصدقین پر فرض فرمایا ہے۔ تصدیقِ مہدیت کی دلیل یہ ہے کہ شک وشبہ نہ کیا جائے اور سطحی علم وکم عقلی پر بھروسہ نہ کیا جائے۔

آخر میں ایک اور بات کہتے چلیں۔ وہ یہ کہ شب قدر میں صلوٰۃ (نماز) مغرب کے بعد اور صلوٰۃ عشاء اور صلوٰۃ شب قدر سے پہلے کسی طور اور کسی بھی قسم کی صلوٰۃ (نماز) نہ پڑھا کریں۔ اوپر بیان کی گئی حدیث سے یہ ثابت ہے کہ آپ اور ہم امام کے ساتھ جب صلوٰۃ (نماز) پڑھ لیتے ہیں تو بہ فرمان رسالت مآب ﷺ آپ اور ہم ساری کی ساری رات عبادت ہی میں گزارتے ہیں۔ فقہ کے اصول کے بموجب اگر کوئی شخص بوقت فرض صلوٰۃ (نماز) قضاء صلوٰۃ (نماز) پڑھتا ہے اور بعد میں وقت کی فرض صلوٰۃ (نماز) ادا کرتا ہے تو ایسی صورت میں اس کی فرض صلوٰۃ (نماز) بھی قضاء صلوٰۃ (نماز) میں شمار ہوتی ہے پس تلاوتِ قرآن اور اللہ کا ذکر کرنا احسن ہوگا۔ **اللّٰھم اھدنا الصراط المستقیم**

{2}

لیلۃ القدر اور ہماری ذمہ داریاں

ارشاد باریٰ تعالیٰ ہوتا ہے **انا انزلنا فی لیلۃ القدر** یعنی قرآن کو شب قدر میں نازل کیا گیا۔ قرآن کی عظمت اور ہیبت کا اندازہ لگائیے، ارشاد ہوتا ہے۔

لو انزلنا ھذا القرآن علی جبل لرایتہ خاشعا مصدعا من خشیۃ اللہ یعنی اگر اتارتے ہم قرآن کو پہاڑ پر تو تم اے محمد صلعم دیکھتے پہاڑ کو ڈرنے والا اور ٹکڑے ٹکڑے ہونے والا خدا کے خوف سے۔ یہ امر اس بات کی دلیل ہے کہ حروف اور آواز کے سوا اور بھی کوئی حکمت ہے نزول قرآن کی۔ یعنی قرآن مجید کے حروف اور آواز ہی سمجھ لینا نہایت ضعیف اور خراب دلی ہے۔ بلکہ نزول قران کا مقصد اس پر عمل پیرا رہنا ہے۔ محض تلاوت یا مردوں کے لئے ایصالِ ثواب مقصد نزول نہیں۔ لیکن آج بس یہی مقصد ہو گیا ہے۔ **اللھم احفظنا من شرور انفسنا**

آمدم برسر مطلب۔ شب قدر میں چونکہ نزول کلام الٰہی ہوا اس لئے ایک طرح سے اس شب کو یوں اہمیت حاصل ہوئی۔

دوسری وجہ یوں ہے کہ

بنی اسرائیل کا ایک شخص شمعون، دشمنوں کے ساتھ ایک ہزار ماہ تک جہاد کیا اور اللہ تعالی کی عطا کردہ قوت وطاقت کے باعث کافروں کو مغلوب کر دیا جس کی وجہ سے کفار سخت تنگ آچکے تھے۔ انہوں نے اس کی بیوی کے ساتھ مل کر سازش کی اور لالچ دی کہ سونے کا ایک طشت جو کہ سونے سے ہی سے بھرا ہوگا دیا جائے گا۔ اگر شمعون کو مغلوب کر دیا جائے۔ مختصراً یہ کہ اس کی بیوی نے اس کو پہلے رسیوں سے پھر زنجیر سے باندھا لیکن شمعون نے رسی اور زنجیر کو توڑ دیا۔ ابلیس کی رہبری سے کفار نے شمعون کو اس کی بیوی کی زلفوں سے جکڑ دیا۔ اس طرح شمعون بے بس ہوگیا۔ اور اللہ تعالیٰ سے دعا اور پناہ مانگی۔ اللہ تعالیٰ نے قوت اور ہمت عطا فرمائی۔ جس پر سارے بندھن ٹوٹ گئے۔ جس ستون سے اس کو باندھا گیا تھا اس کے ہلانے پر چھت کفار پر گر پڑا۔ اس طرح کفار ہلاک ہوگئے۔ اور شمعون بچ گیا۔ صحابہ کرامؓ نے اس واقعہ کو سن کر رسالت مآب صلعم سے عرض کیا۔ یا رسول اللہ اس کا ثواب کس قدر ہے۔ آپؐ نے فرمایا میں نہیں جانتا۔ پھر آپؐ نے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا فرمائی جس کے نتیجہ میں لیلۃ القدر عطا ہوئی۔

قرآن حکیم کے نزول اور اطاعتِ خداوندی کے سبب عظمت لیلۃ القدر ثابت ہوتی ہے۔ مقصد نزول قرآن بس یہی ہے کہ عبادتِ الٰہی مقصد حیات ہو۔

لیلۃ القدر کی عبادت ہزار مہینوں کی عبادت سے افضل ہونا ثابت ہے۔ عبادتوں میں نماز اور ذکر الٰہی بھی نہ صرف شامل ہے بلکہ ارفع واعلیٰ ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے **اقم الصلوٰۃ لذکری** یعنی نماز قائم کر مجھے یاد کرنے کے لئے۔ اس حکم میں دو امر ہیں ایک نماز کا قیام اور دوسرے یادِ الٰہی

نماز موقوف ہے ارکان اور روح وحقیقت نماز پر۔ اگر ارکان تو پورے ہوں لیکن روح اور حقیقتِ نہ ہو تو نماز ایسی ہے جیسے کسی شخص کی آنکھ تو ہو لیکن بصارت نہ ہو۔ کان تو ہوں لیکن سماعت نہ ہو۔ اسی طرح اصل روح اور حقیقت تو ہو لیکن ارکان اور آداب نہ ہوں تو نماز اس آدمی کے مثل ہے جس کی آنکھیں نکل گئی ہوں اور ناک کان کٹے ہوں۔ نماز کی اصل روح یہ ہے کہ شروع سے آخر تک خشوع اور حضور قلب رہے۔ کیونکہ قلب کو حق تعالیٰ کے ساتھ راست اور درست رکھنا اور یاد الٰہی کو کمال تعظیم اور خوف کے ساتھ تازہ کرنا مقصودِ نماز ہے۔

رسالت مآب ﷺ فرماتے ہیں۔

''بہت نمازی ایسے ہیں جن کو نماز سے رنج اور ماندگی کے سوا اور کچھ نصیب نہیں ہوتا'' اس کا سبب صرف یہی ہے کہ بدن سے نماز پڑھتے ہیں اور دل غافل رہتا ہے۔ نیز ارشاد فرماتے ہیں۔

''بہت نمازی ایسے ہیں جن کی نماز کا صرف ایک چھٹا حصہ یا ایک دسواں حصہ لکھا جاتا ہے۔''یعنی جس قدر حضوریٔ قلب حاصل ہوگا اسی قدر نماز کی تکمیل ہوگی۔ یہاں بھی یہی سوال پیدا ہوتا ہے کہ نماز کس طرح ادا کی جائے؟ حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے۔

''نماز اس طرح پڑھنا چاہئے کہ جس طرح کوئی کسی کو رخصت کرتا ہے''یعنی نماز میں اپنی ہستی وخودی اور ماسوی اللہ کو دل سے رخصت کردے اور اپنے تیئں بالکل نماز میں مستغرق الی اللہ کرلے۔ حضوریٔ قلب نہ ہوتو نماز سے کچھ حاصل نہیں۔ چنانچہ ارشاد رسالت مآب ہے۔

''جس نماز میں دل حاضر نہ ہوتو حق تعالیٰ اس کی طرف دیکھتا ہی نہیں'' حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں۔

''جو نماز حضور قلب کے ساتھ ادا نہ ہو وہ عذاب سے بہت نزدیک ہے۔''اس طرح یہ واضح ہوتا ہے کہ اگر نماز سے پہلے خدا کا ذکر دل پر غالب ہوگا تب ہی دل نماز میں حاضر ہوگا۔ نیز زاد آخرت اسی قدر نماز ہوسکتی ہے جس قدر دل حضوری لئے ہوئے ہوگا چنانچہ ارشاد رسالت مآب ﷺ ہے کہ''جو شخص مسجد میں گیا وہ حق تعالیٰ کی زیارت (ملاقات) کو گیا او جس کی زیارت کو کوئی جاتا ہے اس پر لازم ہے کہ زائر کی تکریم کرے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ذکر سب عبادتوں کی روح اور خلاصہ بھی ہے اور تمام عبادتوں سے افضل بھی ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ **ان الصلوۃ تنھیٰ عن الفحشاء والمنکر ولذکر اللہ اکبر** بیشک نماز باز رکھتی ہے بدی اور برائی سے لیکن اللہ کا ذکر افضل ہے۔ اس آیت کریمہ سے ایک امر یہ واضح ہوتا ہے کہ نماز برائیوں سے باز رکھتی ہے۔ یعنی ایک شخص برائیاں بھی کرتا ہے اور نماز بھی پڑھتا ہے تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ نماز کی ادائیگی سے قاصر ومحروم ہے کیونکہ برائیوں میں ملوث ہے۔ پس اس کی نماز صرف ریاکاری ہے جس کا کچھ اجر وثواب نہیں۔ دوسرا امر یہ واضح ہوتا ہے کہ نماز سے افضل اللہ تبارک وتعالیٰ کا ذکر ہے۔ اور نماز صرف بدی اور برائیوں سے نجات کا ذریعہ ہے۔

بات کچھ طویل ہوگئی لیکن بے نتیجہ نہیں بشرطیکہ اللہ تعالیٰ کی محبت اور خوف پیش نظر ہو۔ شب قدر کی فضیلت اور عظمت کے تعلق سے آئے دن مواعظ بھی سننے میں آتے ہیں اور تحریرات بھی پڑھنے میں آتے ہیں۔ پس سلسلۂ کلام کو مختصر کرتے ہوئے عرض ہے کہ اس رات کی سعادتوں کا حصول'' دو رکعت کی ادائیگی اور ذکر الٰہی'' سے ہی ممکن ہے۔ چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے لیلۃ القدر کو شب بیداری کی اور اس رات میں دو رکعت ادا کی اور اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگی۔ اللہ تعالیٰ اس کو معاف کردے گا اور جس کو جبرئیلؑ پر لگائیں گے وہ جنت میں داخل ہوگیا'' نیز حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا'' جب لیلۃ القدر آتی ہے تو جبرئیلؑ فرشتوں کی جماعت میں اترتے ہیں اور

کھڑے ہوکر یا بیٹھ کر اللہ کا ذکر کرنے والے کے لئے دعا کرتے ہیں اور اس کو سلام کرتے ہیں۔

حضرت امام غزالیؒ فرماتے ہیں ’’پچھلی رات کو دو رکعت نماز پڑھنا اور بہت نمازوں سے بہتر اور افضل ہے اس لئے کہ اس وقت دل صاف ہوتا ہے اور دنیا کا کوئی مشغلہ نہیں ہوتا نیز رحمتِ الٰہی کے دروازے کھلے ہوئے ہوتے ہیں‘‘

اللہ تبارک وتعالیٰ کا یہ احسان عظیم ہے کہ حضرت امامنا مہدی موعود خلیفۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیلہ سے ہم پر نہ صرف لیلۃ القدر کا تعین یقین کے ساتھ عطا فرمایا بلکہ دو رکعت نماز لیلۃ القدر کی ادائیگی کو فرض بھی قرار دیتے ہوئے ساری نمازوں پر فضیلت عطا کردی۔

عباداتِ الٰہی میں نماز اور ذکر کے ساتھ ساتھ انفاق فی سبیل اللہ بھی ایک عظیم عبادت ہے۔قرآن حکیم کا زیادہ تر حصہ انفاق فی سبیل اللہ پر مشتمل ہے۔اگر یہ باور کرلیا جائے کہ نماز، روزہ اور ذکر کی پابندی کرلی جائے تو تکمیل عبادت ہوگئی۔اور جنت ہماری ملک ہوچکی تو بلاشبہ کہا جاسکتا ہے کہ غفلت وگمراہی میں گھرے ہوئے ہیں کیونکہ انفاق فی سبیل اللہ کی عدم ادائیگی دوزخ کے مکین ہونے کے لئے کافی ہے۔چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ **والذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقونھا فی سبیل اللہ فبشر ھم بعذاب الیم یوم یحیٰ علیھا فی نار جھنم فتکویٰ بھا حبا ھھم وجنو بھم وظھورھم ھذا ما کنز تم لا انفسکم فذوقوا ما کنتم تکنزون** (التوبہ) یعنی اور جولوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور اس کو خدا کی راہ میں خرچ نہیں کرتے تو ان کو اس دن کے دردناک عذاب کی خبر سنادیں۔جس دن وہ (مال) دوزخ کی آگ میں خوب گرم کیا جائے گا پھر اس سے ان بخیلوں کی پیشانیاں، پہلو اور پیٹھیں داغی جائیں گی۔(اور حضور نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں’’ اللہ تعالیٰ کے نزدیک زکوۃ نہ دینے والا یہود اور نصاریٰ کی طرح ہے اور عشر نہ دینے والا مجوسیوں کی طرح ہے اور جو شخص اپنے مال سے زکوٰۃ اور عشر دونوں ہی نہ دے تو ملعون ہے۔‘‘

بخل کو کفر قرار دیا گیا ہے۔چنانچہ حضور رسالت مآب صلعم کا ارشاد ہے کہ ’’قسم اس خدا کی جس نے مجھے راہ راست پر بھیجا ہے اگر رکن ومقام کے درمیان میں تو ہزار برس تک نماز پڑھے اور اتنا روئے کہ تیرے آنسوؤں سے نہریں جاری ہوجائیں اور درخت نکل آئیں اور تو بخل پر مرے تب دوزخ کے سوا کہیں تیرا ٹھکانہ نہیں۔خبردار رہ کہ بخل کفر ہے اور کفر آگ میں ہے۔ افسوس کہ تو نے یہ نہیں سنا کہ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ **ومن بخل فانّما بخل عن نفسہ** یعنی اور جو کوئی بخل کرتا ہے وہ نہیں بخل کرتا ہے مگر اپنی ہی ذات سے‘ نیز فرماتا ہے۔

ومن یوق شح نفسہ فاولئک ھم المفلحون یعنی اور جو شخص بچایا گیا بخل سے تو وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں‘‘

حضرت یحیٰ بن زکریا علیہ السلام نے ابلیس کو دیکھا ’’پوچھا وہ کون ہے جسے تو بہت دشمن رکھتا ہے اور وہ کون ہے جسے

تو بہت دوست رکھتا ہے؟

ابلیس نے کہا زاہد بخیل کو بہت ہی دوست رکھتا ہوں کیونکہ جان کھوتا ہے اور عبادت کرتا ہے اور بخل اس کی عبادت کو ضائع کر دیتا ہے۔ اور فاسق سخی کو بہت ہی دشمن رکھتا ہوں کہ خوب چکھتا ہے اور چین سے بسر کرتا ہے۔ میں ڈرتا ہوں کہ سخاوت کے سبب سے حق تعالیٰ اس پر رحم کرے اور اس کو توبہ نصیب ہو‘‘

حاجت روائی بڑی عظیم عبادت ہے۔ چنانچہ حضور رسالت مآب ﷺ ارشاد فرماتے ہیں ’’جس شخص نے کسی کی حاجت روائی کی وہ ایسا ہے کہ گویا تمام عمر اس نے حق تعالیٰ کی خدمت کی‘‘

اس مبارک ومسعودرات کی سعادت حاصل کر لینا ہی ہماری حقیقی ذمہ داری ہے۔ اور اس ذمہ داری سے سبکدوشی دورکعت نماز لیلۃ القدر، ذکر الٰہی اور انفاق فی سبیل اللہ کی ادائیگی ہی سے ممکن ہے۔ اور حرام وممنوعات سے پرہیز از بس ضروری ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں ’’اگر تو اتنی نماز پڑھے کہ تیری پیٹھ خمیدہ ہو جائے اور اس قدر روزے رکھے کہ بال کی طرح باریک اور دبلا ہو جائے تو جب تک حرام سے پرہیز نہ کرے گا یہ روزہ ونماز کچھ مفید نہ ہوگا اور نہ قبول ہوگا‘‘

بیشمار آیات قرآنی، احادیث رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور فرامین مہدی موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس امر پر دلالت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے احکام واوامر کی پابندی تعمیل کی جائے نیز نواہی وممنوعات سے پرہیز کیا جائے کہ اسی پر ایمان وکفر کا دارومدار ہے اور اسی پر محاسبہ ہوگا اس حقیقت سے آگاہی کے باوجود چشم پوشی کرتے ہوئے اگر یہ باور کروایا جائے کہ فلاں تسبیح یا فلاں وظیفہ کو چالیس مرتبہ یا کم وزیادہ پڑھ لیا جائے تو نہ صرف شب معراج، شب براءت اور شب قدر کی سعادت حاصل ہو جائے گی۔ بلکہ گناہوں سے نجات مل جائے گی تو یقیناً یہ کہا جا سکتا ہے کہ ’’ہم احمقوں کی جنت کے مکین ہیں‘‘ کیونکہ اس طرح کی خوش فہمیاں اور خوش فعلیاں اس امر کی نفی کر دیتی ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے احکام، نزول ہدایت، بعثت انبیاء کرام وخلفائے خدائے تعالیٰ، نعوذ باللہ، عبث ہیں اور دین بھی۔ نعوذ باللہ مضحکہ خیز ہے۔ اللھم احفظنا من شرور انفسنا ۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو بہ طفیل خاتمین علیہما السلام ہماری اپنی ذمہ داریوں سے بحسن وخوبی سبکدوش فرمائے اور صراط مستقیم عطا فرمائے۔ آمین۔ یارب العالمین! ۔ ربنا اتینا فی الدنیا حسنۃ و فی الاخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار

۞۞۞

علامہ حضرت سید حسین صاحب محمودیؒ

ماخذ: سوانح المہدی الموعودؑ

نماز لیلۃ القدر کی فرضیت

ہمارے مورخین اس مسئلہ میں مختلف الخیال ہیں کہ نماز لیلۃ القدر کا حکم مقام بڑلی میں ہوا یا کاہہ میں۔ مگر مصنف خاتم سلیمانی کا فیصلہ ہم کو بہت مناسب نظر آتا ہے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ قیام بڑلی کے زمانہ میں جب رمضان آیا تو آپ کو حکم الٰہی ہوا کہ سید محمد! ستائیسویں تاریخ شب قدر میں دو رکعت نماز با جماعت ادا کرو۔ مگر امام علیہ السلام کو دوسرے حکم کا انتظار تھا۔

جب نصر پور (کاہہ) پہنچے اور رمضان شریف کی ستائیسویں تاریخ آئی تو دوسرا حکم ہوا کہ نماز لیلۃ القدر کی دو رکعتیں با جماعت ادا کرو۔ پس صیغۂ امر جب بلا قرینہ صارفہ ہوتا ہے تو اس سے فرض مراد ہوتا ہے۔ اسی بنا پر حضرت بندگی میاں سید قاسم صاحبؒ (مجتہد گروہ) نے لطف اللہ پنڈ سالی کے جوابی مکتوب میں تحریر فرمایا ہے کہ خداوند تعالیٰ حضرت امام مہدی موعود علیہ السلام پر لیلۃ القدر کو ظاہر کردیا کہ رمضان کی ستائیسویں رات ہی ہے چنانچہ خود امام علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اس بندہ کو خدائے تعالیٰ کا حکم ہوا کہ سید محمد! یہ رات شبِ قدر ہے اپنی جماعت کے ساتھ دو رکعت نماز ادا کرو۔ غرض اس حکم پر امام علیہ السلام نے پہلے سال حاضرین مسجد گیارہ مقتدیوں کے ساتھ دو رکعت نماز لیلۃ القدر ادا فرمائی۔ خلیفۂ پنجم حضرت شاہ دلاور رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ شب قدر میں یہ بندہ امام علیہ السلام کے پیچھے قریب ہی تھا میں نے سنا ہے کہ آنحضرت نے پہلی رکعت میں سورۂ والضحیٰ اور دوسری رکعت میں سورۃ القدر کی قرأت فرمائی اور بعد نماز بحکم خدا یہ دعا (بلند آواز سے) پڑھی **اللھم احیینی مسکینا و امتنی مسکینا و احشر نا فی یوم القیامۃ زمرۃ المساکین** یعنے (یا اللہ مجھے مسکین جلا اور مسکین مار اور قیامت کے روز مساکین میں اٹھا) سید سلام اللہ صاحب نے عرض کیا کہ یا امامنا اس عطاء خاص الخاص میں ہم لوگوں کو شامل کردیجئے اس درخواست پر پھر بحکم خدا امام علیہ السلام نے اس طرح دعا کی **اللھم احینا و امتنا و احشرنا** الخ (یعنے یا اللہ ہم کو مسکین جلا اور مسکین مار الخ) اور یہی دعا خاص و عام میں مشہور ہے۔ جب آپ فراہ پہنچے اور تیسری شب قدر آئی تو کل جماعت مہدویہ مرد و زن کو لیکر خود اپنی امامت سے نماز لیلۃ القدر کی دو رکعتیں ادا فرمائیں غرض امام علیہ السلام نے تین سال میں تین مرتبہ یہ نماز پڑھی ہے۔

حضرت مولانا ولی جیؒ مصنف انصاف نامہ لکھتے ہیں کہ میں نے حضرت صدیق ولایت سید خوندمیر رضی اللہ عنہ سے یہ

روایت بار ہاسنی ہے کہ امام علیہ السلام نے رمضان کی ستائیسویں شب مسجد میں نکل کر آسمان کی طرف دیکھا اور سید سلام اللہ صاحب سے پوچھا کہ یہ کونسی رات ہے انہوں نے عرض کیا ستائیسویں رات ہے۔امام علیہ السلام نے فرمایا کہ حکم الٰہی ہوتا ہے کہ سید المرسلین ﷺ پر ہم نے اسی شب قران مجید نازل کیا اور اس رات کی فضیلت سورۃ القدر میں بیان کی مگر تیرے لئے اس رات کو پوشیدہ رکھا تھا۔لیلۃ القدر جو خیر من الف شھر ہے یعنے ہزار مہینے کی مقبول عبادت سے بہتر ایک رات ہم نے تجھ پر اس رات کا انکشاف کیا ہے اس عطاء خاص کے شکر میں دو رکعت نماز ادا کر۔اس حکم الٰہی پر امام علیہ السلام نے دو رکعت نماز خود امام ہو کر ادا کی اس وقت ہم (مہاجرین) تیرہ شخص مقتدی تھے۔بعد بیٹھ کر بلند آواز سے یہ دعا کی اللھم احیینی مسکینا الخ۔سید سلام اللہؓ نے عرض کیا کہ یا امام علیہ السلام اس رحمت الٰہی میں ہم کو بھی داخل کرلیں تو سرفرازی ہے اس درخواست پر بحکم خدا اس طرح دعا فرمائی اللھم احیینا مسکینا و امتنا مسکینا الخ اور آیت بھی پڑھی ربنا لا تزغ قلوبنا بعداذھدیتنا و ھب لنا من لدُنک رحمۃ انک انت الوھاب . اور سر مبارک سجدہ میں رکھدیا (برابر یعنے پونہ گھنٹہ) سجدے میں مناجات کرتے رہے پھر سر مبارک سجدہ سے اٹھایا اور بیٹھ کر سورۃ القدر کا بیان کیا۔اور دوسرے سال ستر پر دو مقتدیوں کے ساتھ یہ نماز ادا کی اور بعد نماز سید الشہداء سید خوندمیر رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھکر فرمایا کہ (ایں را بجائے فرض عین باشد۔و بر ہما کسے لازم است کہ ادا کند) اس کو بجائے فرض عین سمجھنا چاہئے اور سب لوگوں پر لازم ہے کہ ادا کریں؟ مولانا ولی جیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت سید خوندمیر رضی اللہ عنہ نے خود یہ نماز اسی طرح ادا کی اور خود امام ہوئے اور دعا بھی اسی طرح کی ہے۔

حضرت مولانا سید نجم الدین صاحب مجتہدیؒ
سجادہ دائرہ کلاں مشیرآباد
ماخوذ از ''قوت الایمان''

نماز لیلۃ القدر

گروہ مقدسہ میں رمضان کی ستائیسویں شب آدھی رات کے بعد جماعت سے نماز عشاء پڑھ کر وتر کے پہلے دو رکعت نماز فرض لیلۃ القدر با جماعت ادا کی جاتی ہے۔اس پر بعض لوگوں کو اعتراض ہے کہ یہ نماز آدھی رات کے بعد کیوں پڑھی جاتی ہے؟ پھر پانچ نمازوں کے علاوہ یہ چھٹی نماز فرض کیسے؟ جواب یہ ہے کہ شب قدر جو ہزار مہینوں سے افضل ہے اُس رات کی عبادت ہزار مہینہ کی عبادت سے افضل و برتر ہے۔لیکن باوجود اس فضیلت کے اظہار کے جس کا مقصد عبادت کا امر معنوی ہی معلوم ہوتا ہے لیلۃ القدر کو حضرت محمد ﷺ پر ظاہر کر کے بھلا دیا گیا تھا۔خود آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ ''یہ رات مجھ پر ظاہر کی گئی تھی پھر بھلا دی گئی تم اس کو رمضان کے آخری دہے میں ڈھونڈو'' اس طرح حضرت رسول اللہ ﷺ پر اس رات کو ظاہر کر کے پھر اس کا بھلا دیا جانا خود آپ کے بعد ایک خلیفۃ اللہ کی آمد کا متقاضی تھا جو اس کو قطعی طور پر معیّن کر سکے کیونکہ اسی کو خدا سے بے واسطہ علم حاصل ہو سکتا ہے' دوسروں کو نہیں۔ چنانچہ اس کے بارے میں جو روایتیں آئی ہیں ان کے نظر کرتے ائمہ مجتہدین میں سے ہر ایک نے اپنا اپنا خیال ظاہر کیا۔کسی نے اکیس کہا تھا کسی نے ستائیس' کسی نے انتیسویں شب' شب قدر ہونے کا گمان کیا تھا۔ بہر حال ان تمام اقوال میں تذبذب ہی تھا۔قطعی علم اس کا کسی کو نہ ہو سکتا تھا نہ ہوا۔لیکن یہ اختلاف اور تذبذب ہم مہدویوں کے پاس اس طرح یقین سے بدل گیا کہ حضرت مہدی علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے رمضان کی ستائیسویں شب کا شب قدر ہونا ظاہر فرما دیا اور اس اظہار کے ساتھ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ حکم خدا ہوتا ہے کہ ''اے سید محمد! یہ رات جو قدر کی رات ہے اور ہم نے اپنے فضل و کرم سے تجھ پر ظاہر کیا اور تجھ کو عطا کیا ہے اس کے شکریہ میں دو رکعت نماز با جماعت ادا کر'' آنحضرتؑ نے اس حکم کو سنا کر سب کو جمع کر کے سب کو ساتھ لے کر خود امام ہو کر یہ دُگانہ شب قدر ادا فرمایا۔ پس یہ دُگانہ آپ پر اس شب کے اظہار کے شکریہ میں فرض ہوا اور سب پر آپ کی متابعت میں فرض ہوا ہے۔ پس حضرت

مہدی موعود علیہ السلام ہونے اور بہ حکم خدا اس نماز کو ادا کرنے کی جہت سے اس نماز کے فرض ہونے میں کوئی شبہ ہو ہی نہیں سکتا' دیکھئے بعض ائمہ کے نزدیک نماز وتر بھی فرض ہے پھر چھٹی نماز کیسے فرض ہوگئی؟ یہ اعتراض نماز وتر پر نہیں ہوسکتا تو دُگانہ شب قدر پر کیسے درست ہوگا۔

ہمارے پاس اس رات کے اہتمام اور آدھی رات کے بعد اُس کو ادا کرنے میں حضرت رسول اللہ ﷺ کی پیروی کی صورت بھی پائی جاتی ہے۔ اگرچہ آنحضرت ﷺ کے زمانے میں اس کا تعین نہیں ہوا تھا نہ آپ نے اس کا کوئی حکم دیا تھا۔ ''غنیۃ الطالبین''، میں ہے کہ حضرت ابوذر غفاریؓ کہتے ہیں کہ رمضان کی تیئیسویں رات کو رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور آپ نے تہائی رات تک ہم کو نماز پڑھائی' چوبیسویں رات کو آپ ؐ تشریف نہیں لائے' پچیسویں رات کو تشریف لائے اور آدھی رات تک ہم کو نماز پڑھائے۔ اس پر ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اچھا ہوتا اگر آپ تمام رات ہم کو نماز پڑھاتے رہتے۔ فرمایا جو شخص امام کے ساتھ نماز کو کھڑا رہے اور امام کے ساتھ ختم کرے تو اس کو پوری رات کی عبادت کا ثواب ملتا ہے۔ پھر چھبیسویں رات کو برآمد نہیں ہوئے۔ ستائیسویں رات کو تشریف لائے اور ہم سب کو اور اپنے اہل خانہ کو جمع فرمایا اور سب کو لے کر اتنی دیر تک نماز پڑھاتے رہے کہ ہم کو فلاح کے فوت ہوجانے کا اندیشہ ہوگیا۔ کہا گیا فلاح کیا ہے؟ کہا کہ سحری کا کھانا۔ اسی حدیث صحیح سے رسول اللہ ﷺ کی جانب سے رمضان میں تین شب نماز تراویح سنت ہونا ثابت ہوا ہے۔ پھر حضرت ابوبکر صدیقؓ رمضان کے اخیر عشرہ میں پورے نو یا دس شب نماز تراویح ادا کرتے رہے' پھر حضرت عمر فاروقؓ نے سالم مہینہ نماز تراویح ادا کرنے کی ترغیب دی اور ادا فرماتے رہے اسی لئے مہدویہ کے پاس تین دن نماز تراویح سنت رسول اللہ ﷺ کی نیت سے اور ماباقی سات یا ستائیسویں سنت صحابہؓ بہ اجازت حضرت مہدی علیہ السلام ہونے کی جہت سے بہ نیت متابعت المہدیؑ ادا کی جاتی ہے۔

☆☆☆☆☆

حضرت الحاج سید نصرت مجتہدی صاحبؒ

سورۂ قدر مع ترجمہ وتشریح

انا انزلنٰہُ فی لیلۃ القدر o وما ادرائک ما لیلۃ القدر o لیلۃ القدر خیر من الف شھر o تنزل الملئِکۃ والروح فیھا باذن ربھم من کل امر o سلام ھی حتی مطلع الفجر o

ترجمہ: بے شک ہم نے (قرآن مجید کو) شب قدر میں اتارا ہے اور تم کیا جانو کہ شب قدر کیا ہے۔ شب قدر بہتر ہے ہزار مہینوں سے اس رات میں فرشتے اور روح اپنے پروردگار کے حکم سے ہر امر کو لے کر اترتے ہیں۔ یہ رات سلامتی کی رات ہے اور یہ دن کے نمودار ہونے تک رہتی ہے۔

تشریح: یہ سورۂ مبارکہ مکی ہے اس سورہ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ قرآن مجید اسی قدر والی رات میں لوح محفوظ سے نازل کیا گیا۔ نزول قرآن مجید کی وجہ اس رات کو جو فضیلت و کرمِک حاصل ہے وہ کسی اور رات کو حاصل نہیں ہے اس رات کی مختصر فضیلت یہ ہے کہ اس میں عبادت کرنا اور نیک امور کو انجام دینا ہزار مہینوں کی عبادت وطاعت اور اچھے کاموں کو انجام دینے سے بہتر وافضل ہے۔ اس مقدس ترین رات میں فرشتے خدا کے حکم سے امر خیر اور سلامتی کے پیام کو لے کر زمین پر اترتے ہیں۔ اور بندگان خدا تک پہنچاتے ہیں۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو یہ رات عبادت واطاعت الٰہی میں گذارتے ہیں۔ شب قدر کا رمضان المبارک کے مہینہ میں ہونا قرآن مجید سے ثابت ہے نیز شب قدر کا رمضان المبارک کے آخری دہے اور ستائیسویں تاریخ کو ہونا احادیث صحیحہ کے ماسوا فرمان امام ہمام حضرت مہدی موعود علیہ السلام سے بغیر کسی شک وشبہ کے علم ویقین کے ساتھ ثابت ہے۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو رمضان کی ستائیسویں رات میں علم صحیح والہام الٰہی کی روشنی میں عبادت وبندگی بجالا کر اس رات کی بھلائی سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ چنانچہ ایک حدیث صحیح میں اسی حقیقت کی طرف اس طرح اشارہ کیا گیا ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جب رمضان المبارک کا مہینہ آ گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگو! تم پر رمضان کا مہینہ آ گیا یہ بابرکت مہینہ ہے اس کے روزے خدا نے تم پر فرض کئے ہیں اس میں جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ شیطان قید کر لئے جاتے ہیں اس میں ایک رات ہے جو ایک ہزار مہینہ سے افضل ہے۔ اس کی بھلائی سے محروم رہنے والا حقیقی بدقسمت ہے۔ (مسند احمد بن حنبلؒ)

☆☆☆☆☆

حضرت سید محمد روشن میاں صاحب اہل ہستیڑہ

لیلۃُ القدر

فضیلتیں، برکتیں، عبادتیں، قرآن مجید، احادیث نبوی ﷺ، اقوال مہدی علیہ السلام کی روشنی میں

الحمد لله رب العالمين الذى نزل القرآن فى شهر رمضان للناس بينات من الهدى والفرقان نشهدان لا اله الا الله وحده لا شريک له و نشهدان سيدنا و نبينا و مولانا محمد عبده و رسوله نبى الرحمن و نقر آن سيد نا و مهد ينا و مولانا السيد محمد المهدى الموعود عبده و ماموره صاحب الزمان وصل الله عليهما و علىٰ الهما و اصحابهما اجمعين الىٰ يوم الد ين

یعنی : ساری تعریف وتحسین اللہ رب العالمین کے لئے وقف ہے جس نے رمضان کے مبارک مہینہ میں قرآن نازل کیا، جس کا وصف یہ ہے کہ لوگوں کے لئے وہ سراسر ہدایت وواضح دلالت ہے۔ منجملہ ان کتب کے جو ہدایت اور فیصلہ کرنے والی ہیں۔ ہم گواہی دیتے ہیں کہ اللہ جل شانہ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں جو ایک ہے اور لاشریک بھی اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ ہمارے سردار ہمارے نبی اور آقا ومولا حضور محمد مصطفی ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ اور خدائے رحمٰن کے نبی ہیں اور ہم اقرار کرتے ہیں کہ ہمارے سردار ومہدی اور ہمارے آقا حضرت میراں سید محمد جونپوری مہدی موعود علیہ السلام اللہ کے بندے اور اس کے مامور کردہ ہستی ہیں۔ اللہ تعالیٰ دونوں حضرات پر، ان کی تمام آل واصحاب پر قیامت تک درود وسلام نازل فرمائے

امابعد! یوں تو پورا ماہ رمضان المبارک شروع سے آخر تک رحمتوں کا مہینہ ہے اور اس ماہ میں اللہ تعالیٰ کا دستِ عطا پورے عروج پر ہوتا ہے۔ مگر سارے رمضان المبارک میں ''شب قدر'' کو سب سے زیادہ افضلیت حاصل ہے، جس کی چند وجوہات یوں مروی ہیں

سب سے پہلی وجہ یہ ہے کہ

رات میں سرشام تا سحر اللہ تبارک وتعالیٰ کی خصوصی رحمت کا نزول ہوتا ہے اور تجلی، الٰہی بندگان خدا پر خاص توجہ دیتی ہے

دوسری وجہ یہ ہے کہ اس رات میں عبادت میں ایک عجیب دلکشی اور خوش کن کیفیت ولذت پیدا ہوتی ہے، کیونکہ اس رات میں ملائکہ اور سردار ملائکہ روح الامین، خدائے تعالیٰ کے حکم سے اس کے نیک اور صالح بندوں کی قدم بوسی اور زیارت کیلئے حاضر ہوتے ہیں۔

تیسری وجہ یہ ہے کہ اس مقدس شب میں تخلیق ملائکہ، انجام پائی۔

چوتھی یہ کہ اسی رات میں جنت کو، باغات سے مزین کیا گیا۔

پانچویں وجہ یہ ہے کہ اس مقدس رات میں حضرت آدمؑ کی پیدائش کے سامان اکٹھے کیئے گئے۔

چھٹی وجہ یہ کہ ایسی بزرگیوں والی رات کو خداوند قدوس نے قرآن نازل کرنے کیلئے منتخب فرمایا۔ان خصوصیات کی بناء پر شب قدر کو دیگر راتوں سے برتری اور بزرگی عطا کی گئی۔

''سورہ بقرہ'' کی شان نزول کے بارے میں چند روایات اور اقوال ہیں، جن میں سے پہلی روایت یہ ہے کہ ایک مرتبہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت اور دوسری امتوں کی عمروں کا باہم مقابلہ کیا، معلوم ہوا کہ دوسری امتوں کو خدائے تعالیٰ بڑی طویل عمریں دی ہیں۔مگر آپ ﷺ کی امت کی عمریں بہت چھوٹی ہیں، حضور ﷺ کے قلب مقدس میں آیا کہ میری امت دوسری امتوں سے نیک اعمال کے لحاظ سے نہیں بڑھ سکے گی کیونکہ دوسروں کی عمریں طویل ہیں اور میری امت کی عمریں قلیل ہیں، اس خیال سے آپ ﷺ کے چہرے اقدس پر رنج کے آثار نمودار ہوئے۔اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کی تسلی کی خاطر ،وحی نازل فرمائی کہ اے حبیب ﷺ !اس خیال کو دل سے نکال دو میں نے تمہاری امت کو''شب قدر'' عنایت فرمائی ہے ۔جس میں کی جانے والی عبادت ہزاروں مہینوں کی عبادت سے بڑھ کر ہوگی

ابن ابی حاتم میں ہے کہ حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے بنی اسرائیل کے ایک شخص شمعون کا ذکر فرمایا جو ایک ہزار مہینے تک اللہ کی راہ میں جہاد کرتا رہا۔صحابہ کرامؓ کو یہ سن کر تعجب ہوا اور خیال پیدا ہوا کہ ہماری عمریں تو اتنی لمبی نہیں بلکہ ان کے مقابلے میں نہ ہونے کے برابر ہیں تو اسی پر اللہ تعالیٰ نے سورت''قدر'' کا نزول فرمایا یعنی لیلۃ القدر کی عبادت ،اس شخص کی ایک ہزار مہینے کی عبادت سے افضل ہونا بیان فرمایا ہے۔

پس اللہ نے یہ سورۃ نازل فرمائی کہ اس امت کے کسی شخص کا صرف " لیلۃ القدر " کا قیام (یعنے نماز میں کھڑا ہونا) اس شمعون نامی عابد کی ایک ہزار مہینے کی اس عبادت سے افضل ہے۔

شب قدر کی کچھ خصوصیات اور فوائد ایسے ہیں جو اس رات کے علاوہ دوسری عام راتوں میں موجود نہیں ہیں، جس کی وجہ سے اس کی عظمت اور اہمیت، عام راتوں کی نسبت بہت زیادہ ہے۔جس کا اندازہ ہی نہیں کیا جاسکتا اور وہ خصوصیات اور وجوہات خود قرآن پاک میں اس طرح بیان کی گئی ہیں۔

اس رات کی عظمت اور بزرگی کی ایک وجہ''نزول قرآن'' ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انا انزلنا . فی لیلۃ القدر بے شک ہم نے اسے قدر والی رات میں اتارا۔

قرآن مجید، جسے ہم کلام اللہ بھی کہتے ہیں اور جو آسمانی کتابوں کے سلسلے کی آخری کتاب ہے اور اب یہی کتاب تا قیامت

روئے زمین کے تمام انسانوں کے لئے شمع ہدایت ہے، اس لئے قرآن پاک کو دنیا کی تمام کتابوں کے مقابلہ میں برتری حاصل ہے چنانچہ اس مقدس کتاب کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونا ہر مسلمان اور مومن کا فرض عین ہے، یہ ایک ایسی جامع اور مکمل کتاب ہے جو ہماری زندگی کے ہر پہلو کا خواہ وہ معاشرتی ہو یا تمدنی، اقتصادی ہو یا سماجی، اخلاقی ہو یا قانونی احاطہ کرتی ہے ۔گویا کہ یہ ایک بالکل مکمل ضابطہ حیات ہے جس کے بعد انسان کو کسی اور رہنمائی کی ضرورت نہیں رہتی۔ وہ ''امام'' ہے یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم کو ہماری زندگی میں بے پناہ عظمت اور بزرگی حاصل ہے ۔حضرت مہدی علیہ السلام نے بھی علماء کے سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ'' مذهب ما كتاب الله و اتباع محمد رسول الله '' ''**كتاب الله**'' یہی قرآن مجید تو ہے

قرآن پاک، جس ذات اقدس کا کلام ہے وہ ساری کائنات میں عظیم تر ہے پھر جس پیغمبر پر اس کا نزول ہوا وہ بھی عظیم ہے جس رات میں قرآن کا نزول شروع ہوا اس رات کو وہ فضیلت حاصل ہوئی کہ اللہ نے اسے، قرآن مجید میں لیلۃ القدر کا نام ہی دیا ہے، یعنی قدر والی رات۔

لکھا ہے کہ قرآن پاک کے نزول کا آغاز جب غار حرا میں پہلی وحی سے ہوا تو اس وقت لیلۃ القدر تھی پھر رفتہ رفتہ ۲۳ سال تک موقعہ محل کے مطابق ،قرآن پاک کی آیات کا نزول ہوتا رہا آخر جب قرآن پاک کی تکمیل ہوئی اور آخری وحی آئی تو بعض دیگر علماء کے مطابق وقت بھی لیلۃ القدر تھی ۔اس طرح قرآن پاک کے شب قدر کی رات میں نازل ہونے کا مفہوم قائم وثابت ہوجاتا ہے کہ جب اس کا آغاز ہوا تو اس وقت بھی شب قدر تھی جب اس کے نزول کا اختتام ہوا تو اس وقت بھی شب قدر تھی۔ چنانچہ اس نزول قرآن کی وجہ سے اس رات کو عزت اور عظمت حاصل ہے جو کسی اور رات کو حاصل نہیں ہے۔

قرآن پاک میں ایک اور مقام پر یہ بھی ارشاد ہوا ہے کہ قرآن پاک رمضان المبارک کے مہینے میں اتارا گیا۔ چنانچہ ارشاد باری یوں ہوا ہے **شهر رمضان الذى انزل فيه القرآن هدى للناس و بينات من الهدى و الفرقان فمن شهد منكم الشهر فليصم** (البقرہ ۱۸۵) رمضان کا مہینہ وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا ہے جو تمام انسانوں کے لئے سراسر ہدایت ہے اور واضح ہدایت اور فرق کرنے والی کتاب ہے، پس جو تم میں سے اس مہینے کو پائے تو روزے رکھے

اس آیت میں یہ بیان ہوا کہ قرآن پاک، رمضان المبارک میں اتار گیا، اس آیت کی تشریح میں کہا گیا ہے کہ قرآن کے نزول کا آغاز رمضان میں شب قدر میں ہوا کیونکہ قرآن کریم روز اول ہی سے ابتدائے کائنات کے ساتھ ہی لوح محفوظ پر لکھدیا گیا تھا اور پھر وہاں سے آہستہ آہستہ اتارا گیا اور ۲۳ سال میں مکمل ہوا لیکن اس کے نزول کے آغاز اور بعض علماءِ کے مطابق انتہا کے وقت شب قدر تھی۔

شب قدر کے تعین میں امت مسلمہ میں اختلاف پایا جاتا ہے۔بعض علماء اس رات کو سال کے دائرے میں شمار کرتے ہیں کہ کبھی وہ رمضان میں آتی ہے اور کبھی غیر رمضان میں آتی ہے۔بعض کہتے ہیں کہ یہ رمضان شریف میں آتی ہے اور خاص طور پر اسی کے ساتھ ہے۔ یہاں پر بھی علماء تا حال الجھن کا شکار ہیں کہ شب قدر، رمضان شریف کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں پوشیدہ ہے۔۲۱،۲۳،۲۵،۲۷اور۲۹ تاریخ۔ان تاریخوں میں سے کسی ایک میں شب قدر ہوسکتی ہے اور کسی سال ۲۱ کو آتی ہے تو کسی سال ۲۳ اور کسی سال ۲۵ کو آتی ہے۔یعنے وہ ۲۱ سے لے کر ۲۹ تک کی طاق راتوں میں پھرتی رہتی ہے۔

اس کے ساتھ امت مسلمہ ہی کے دوسرے علماء کے ایک گروہ نے اپنے خیال کے مطابق رمضان المبارک کی ستائیسویں شب کو لیلۃ القدر قرار دیا اور ان کے خیال کے مطابق ہر سال ستائیسویں رات ہی شب قدر ہوتی ہے۔حضرت ابی بن کعب ستائیسویں شب کو یقیناً شب قدر کہتے ہیں۔حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ بھی اسی کے قائل تھے اور فرماتے ہیں کہ زیادہ باوثوق ستائیسویں شب ہے۔حضرت ابن عباسؓ بھی اسی کے قائل تھے۔اکثر مفسرین اور علماء بھی اسی پر اتفاق رائے کرتے ہیں کہ شب قدر ستائیسویں رات ہی ہوتی ہے۔فقہ کے امام حضرت ابوحنیفہ بھی اسی کے حامی تھے۔

عبدالعزیز محدث دہلوی کہتے ہیں کہ شب قدر، رمضان شریف کی ۲۷ ویں رات ہوتی ہے، اپنے بیان کے درست ہونے کے لئے انہوں نے دو طرح سے وضاحت کی، اولاً یہ کہ لیلۃ القدر کا لفظ ۹ حروف پر مشتمل ہے۔یہ کلمہ ساری سورۃ قدر میں تین مرتبہ استعمال کیا گیا ہے۔اسی طرح ۳ کو ۹ سے ضرب دینے سے ۲۷ ویں شب کو ہوتی ہے۔دوسری توجیہ یہ پیش کرتے ہیں کہ یہ سورۃ ۳۰ الفاظ سے مزین ہے۔ستائیسواں کلمہ ہی مرکزی حیثیت رکھتا ہے اور وہ لیلۃ القدر ہے۔گویا خداوند عظیم کی طرف سے امت کے لئے یہ اشارہ ہے کہ رمضان شریف کی ۲۷ ویں شب کو شب قدر ہوتی ہے۔(دیکھو تفسیر عزیزی صفحہ ۲۵۹)

شب قدر کے تعین کے سلسلہ میں علامہ شعرانی فرماتے ہیں لیلۃ القدر کسی خاص تاریخ سے مختص نہیں ہے۔بلکہ تمام دنوں کی راتوں میں آتی ہے۔اس کے اسرار سے فقط وہ لوگ ہی واقف ہوسکتے ہیں۔جو اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ خداوند قدوس کی یاد میں گزارتے ہیں جن کو اپنا مفاد عزیز نہیں بلکہ وہ خدا کی رضا حاصل کرنے کے لئے اپنا تن، اپنا دھن، اپنا وقت اور اپنی زندگی وقف کردیتے ہیں، وہ لوگ جو اللہ کے دوست ہیں۔وہ لوگ جن کو باطنی بصارت عنایت کی گئی ہو۔(کشف الغمہ جلد اول ۲۱۴)

وعن عائشه رضی الله عنها ان رسول الله صلى الله عليه و سلم قال : " تحرو الیلة القدر فی الوتر من العشر الاواخر من رمضان " حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا شب قدر کو رمضان شریف کی آخری دس راتوں میں سے طاق راتوں میں تلاش کرو۔(بخاری)

حضرت رسول اکرم ﷺ کی جانب سے شب قدر کے تعین نہ کئے جانے کے بارے میں یوں مروی ہے۔حضرت عبادہؓ

کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اس لئے باہر تشریف لائے کہ ہمیں شب قدر کی اطلاع فرما دیں گے مگر دو مسلمانوں میں جھگڑا ہو رہا تھا، حضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں اس لئے آیا تھا کہ تمہیں شب قدر کی خبروں، فلاں فلاں شخصوں میں جھگڑا ہو رہا تھا، جس کی وجہ سے اس کو متعین نہیں کیا گیا۔ (بخاری)

شب قدر کی عظمت پر ایمان، دور نبوت میں جیسا رہا، دور ولایت میں بھی اسی درجے رہا۔ مگر شب قدر کا تعین حضرت رسول اللہ ﷺ کی جانب سے عام تام نہ ہوسکا تھا جیسا کہ اوپر مذکور ہوا، البتہ حضور ﷺ نے عام مسلمانوں کو اتنا اشارہ دے کر اسے عوام سے مخفی رکھ دیا تھا کہ رمضان کے مہینے کے آخری دہے کی، طاق راتوں (یعنے ۲۱، ۲۳، ۲۵، ۲۷، ۲۹) میں سے کوئی ایک رات، شب قدر ہے، اسے ان طاق راتوں میں ڈھونڈو، مگر اس طرح چھپی ہوئی رات کو خلیفۃ اللہ، خاتم ولایت مقیدہ محمدیہ حضرت سید محمد جونپوری مہدی موعود علیہ الصلوۃ والتسلیم کو خدائے تعالیٰ نے خود اپنے حکم کے ذریعہ واقف کرادیا۔ چنانچہ ہجرت کے دوران جب مہدی علیہ السلام کاہہ (خراساں، موجودہ افغانستان) کے مقام پر پہنچے اور وہاں کے قیام کے دوران، ماہ رمضان آ گیا، اور ستائیسویں رات آئی، حضرت میراں علیہ السلام نے عشاء کی نماز ادا فرمائی پھر اوپر دیکھ کر ارشاد فرمائے آج کونسی رات ہے؟ میاں سید سلام اللہؓ نے جواب دیا ستائیسویں (رات) ہے، بعد میں امامناؑ نے ارشاد فرمایا کہ ''حکم (خدا) ہوتا ہے کہ'' قرآن کو سید المرسلین پر اسی رات میں، ہم نے نازل کیا، اور ''سورہ قدر'' میں اس کو ہم نے بیان (بھی) کیا ہے، لیکن تیرے لئے پوشیدہ رکھا تھا لیلة القدر خير من الف شهر ۔'' جو مقبول تر عبادت سے ہے ہم نے تجھے دیا ہے، اٹھو شکرانہ کا دُگانہ ادا کرو'' بعدہ میراں علیہ السلام اٹھے اور دُگانہ خود امامت کر کے ادا کئے ہیں۔ (انصاف نامہ۔ باب ۲۰) یہ بھی آیا ہے کہ اے سید محمد! یہ شب، شب قدر ہے تیری اور تیری قوم کی خاطر ہی تو، امت محمدی کے علماء سے ہم نے اس رات کو پوشیدہ رکھا تھا، اس کو اب ظاہر کرتا ہوں، اٹھو اور اپنے لوگوں کو جمع کر کے، دو رکعت نماز، خود امام بن کر پڑھو! یہ نماز تمہارے نانا محمد مصطفیٰ کی اس نماز جیسی ہے جو انھوں نے شب معراج میں، بیت المقدس کے اندر، خود امام بن کر، ارواح انبیاءؑ اور مرسلین کے گروہ کو پڑھائی تھی ۔ خدائے تعالیٰ کے اس حکم کے بعد ہی حضرت مہدی علیہ السلام نے اذان کہلوا کر، تمام مرد اور عورتوں کو جمع کر کے، خود امام بن کر، لیلۃ القدر کی دُگانہ نماز ادا فرمائی، قرأت میں جہر فرمایا (راوی حضرت بندگی میاں شاہ خوندمیر صدیق ولایتؓ نے فرمایا اس وقت تیس آدمی حاضر تھے) اس کے بعد بیٹھ کر، دعائیں پڑھیں اور سورہ قدر کا بیان فرمایا (سیر مسعود ۹۷، چراغ دین نبوی ﷺ صفحہ ۷۴، ۷۵ مطبوعہ سن ۱۳۳۶ ہجری)

ایک اور روایت میں یوں آیا ہے کہ حکم خدا ہوا کہ ''اے سید محمد! تجھ پر یہ ہمارا احسان ہے کہ ہم نے اس ستائیسویں رات کے شب قدر ہونے سے تجھے واقف کرایا اور یہ رات تجھ پر ظاہر کی، اس رات کے ظاہر کئے جانے کے ''شکرانہ'' کے طور پر دو

رکعت (دُگانہ) ادا کر'' (انصاف نامہ، باب ۲۰)

چنانچہ آپؑ نے حاضر اصحاب وخواتین کے ساتھ اپنی امامت سے دُگانہ شب قدر ادا فرمایا، مروی ہے کہ آپؑ کی امامت میں پہلے سال (۳۰) افراد نے اور دوسرے سال (۷۲) افراد نے شب قدر کی نماز ادا کی۔ نماز کی ادائی چونکہ ''بہ حکم خدا'' ہوئی ہے، اس لئے حضرت مہدی علیہ السلام کی متابعت میں بطور فرض، اب بھی تمام مرشدین قوم مہدویہ ہی کی امامت میں (یا ان کے اجازت حاصل کردہ شخص کی امامت میں) ادا کی جاتی ہے۔

ایک عامیانہ خیال کے تحت یہ توضیح اس موقعہ پر ضروری معلوم ہوتی ہے کہ بعض کو یہ خیال آتا ہے کہ ''شب قدر'' جیسی عظمتوں والی اور ایک ہزار مہینے یعنے ۸۳ سال ۴ مہینوں کے برابر والی رات میں، نماز عشاء کے ساتھ، صرف دو رکعت یعنے دُگانہ شب قدر کی نماز پڑھ لینے سے کیا ثواب ملے گا؟ تو اسی کا بڑا ہی شافی اور وافی جواب خاتم النبین، صاحب فرقان حمید، حضور سراپا نور محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کے اس ارشاد مبارک سے ملتا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ''اگر کوئی شخص شب قدر میں صرف اتنی دیر عبادت کرے، جتنی دیر میں کہ کسی بکری کا دودھ نچوڑا جا سکتا ہے تو اس شخص کی اتنی (تھوڑی) عبادت بھی مجھے (کسی کے) عمر بھر کے روزوں سے زیادہ عزیز اور محبوب ہے''۔

مگر کیا وہ لوگ حضور اکرم ﷺ ہی کے دشمن نہیں کیونکہ وہ ان مہدویوں پر اعتراض کرتے ہیں، جو اپنے اپنے مرشدین کرام کی اقتدا میں، پورے خشوع، خضوع، عجز وانکساری اور پورے پورے اہتمام کے ساتھ، دُگانہ شب قدر، خدا کی جناب میں گذارتے اور اس سے گڑگڑا کر، اپنے گناہوں کی معافی کے ساتھ قرآنی آیات شریفہ والی، ایمان کے حصول کی دعائیں مانگتے ہیں؟ مومنین اور مومنات کی یہ مخلصانہ عبادت یا حضور اکرم ﷺ کی بیان کردہ بشارت کے تحت، کیا فیض بخش نہیں ہے؟ کیوں نہیں ضرور ہے، اور دیکھو ویسے مومنین ومومنات، اس رات مغرب کے ساتھ ہی چپکے چپکے، اٹھتے بیٹھتے، لیٹتے اپنی سانسوں میں یاد الٰہی، ذکر خدا کیا کرتے ہیں، عمر میں جو نمازیں قضاء ہوئی ہیں وہ بھی پڑھ لیا کرتے ہیں، تلاوت کلام مجید بھی کیا کرتے ہیں۔

اس رات مومنین ومومنات پر خدا کے فضل اور اس کی رحمت کی بارش، کس کس طرح اور کس کس کے حق میں کیسی ہوتی ہے، اس بارے میں روایت بیان کی گئی ہے کہ شب قدر میں جو لوگ سورہے ہیں، ان پر فرشتے، اور جو بیدار ہیں ان پر جبرئیل علیہ السلام، سلام بھیجتے ہیں اور جو لوگ مصروف عبادت ہیں ان پر خدائے تعالیٰ سلام بھیجتا ہے۔ جبرئیل علیہ السلام ہر عبادت گذار سے مصافحہ کرتے ہیں۔ بوقت دعا بدن میں رونگٹھے کھڑے ہوجانا، دل میں رقت کا پیدا ہونا، آنکھوں سے آنسو جاری ہونا، یہ سب جبرئیل علیہ السلام کے مصافحہ کرنے کی نشانیاں اور علامتیں ہیں۔ مومنین ومومنات کے لئے یہ بشارتیں بہت کافی

ہیں۔ بیوقوفوں اور منافقوں کی باتوں پر کان نہیں دھرنا چاہیئے ، جس کو نبی مکرم ﷺ سے محبت نہ ہو اور آپ ﷺ کے ارشادات کی کوئی عظمت اس کے دل میں نہ ہو، وہ بے پر کی انتشار اور فساد کی ایسی ہی باتیں کرتا ہے تا کہ مومنین اللہ کی تھوڑی سی عبادت جو کر لیتے ہیں اس سے بھی منہ پھیر کر خرافات میں لگ جائیں۔ کسی بھی مصدق کو ان لوگوں سے کوئی سروکار نہیں۔ ہم نبی ﷺ مہدیؑ اور خدائے تعالیٰ کے ہیں، خدا کے دشمنوں سے ہمیں کیا کام ؟

شب قدر میں رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کے مطابق ،تھوڑی سی عبادت بھی عمر کے روزوں سے زیادہ عزیز اور محبوب ہونے سے ہمیں بالکل مطمئن رہنا چاہیئے ، بالکل اسی طرح جس طرح کے حج کے اہم ترین رکن ''میدان عرفات میں وقوف کرنے'' اور ٹھہرنے کے بارے میں آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ ''جو حاجی ، پورا وقت باہر گزار دے، مگر ''ایک لمحہ'' کے لئے بھی اس دن عرفات میں آ کر ٹھہر جائے تو اس کا حج ہو جاتا ہے'' یہ ہے اللہ کا فضل ، اور اس کی رحمت کہ ایک لمحہ عبادت کرو اور پورے حج کا ثواب پالو۔ اس نماز کی ادائی کا طریقہ حضرت مہدی علیہ السلام کے حضور سے اب تک جس طرح چلا آ تا ہے، اس کا بیان متعلقہ کتب میں دیکھ لیں۔

(۲) و مـا ادراک مـا لیلة القدر شب قدر کی عظمت و برکت ایک اور طرح پر یہاں واضح فرمائی ہے کہ وہ ایسی با عظمت و بابرکت رات ہے کہ اس کی عظمتوں اور برکتوں کا کما حقہ اندازہ نہیں کرایا جا سکتا۔ اس کی عظمت و برکت اس وجہ سے ہے کہ اس میں اس کائنات سے متعلق بڑے بڑے فیصلے ہوتے ہیں۔ جب دنیا کی چھوٹی چھوٹی حکومتوں کے وہ دن بڑی اہمیت کے سمجھے جاتے ہیں جن میں وہ سال بھر کے یا پانچ سال کے منصوبے طئے کرتی ہیں تو اس رات کی اہمیت کا اندازہ کون کر سکتا ہے جس میں پوری کائنات کے لئے خدائی منصوبہ رہتی دنیا کے لئے طئے ہوتا اور سارے جہاں کا فیصلہ ہوتا ہے

اگر چہ یہ فیصلے رحمت سے متعلق ہوتے ہیں چونکہ یہ اس کی طرف سے ہوتے ہیں جس کا ہر فیصلہ عدل، رحم اور حکمت پر مبنی اور جس کا ہر کام اس مجموعی دنیا کی فلاح و بہبود کے لئے ہوتا ہے، اس وجہ سے اس رات میں جو کچھ بھی ہوتا ہے مجموعی حیثیت سے ''مبارک'' ہی ہوتا ہے، یہ ایک رات ہزار مہینوں سے بڑھ کر ہے۔ یہ بہتری ظاہر ہے کہ حصول مقصد کے اعتبار سے ہے۔ جس طرح اس مادی دنیا میں فصلوں، موسموں اور اوقات کا اعتبار ہے، اسی طرح روحانی عالم میں بھی ان کا اعتبار ہے۔ جس طرح خاص خاص چیزوں کے بونے کے لئے خاص خاص موسم اور مہینے ہیں، ان میں آپ بوتے ہیں تو وہ پروان چڑھتی اور ثمر آور ہوتی ہیں اور اگر ان موسموں اور مہینوں کو آپ نظر انداز کر دیتے ہیں تو دوسرے مہینوں کی طویل سے طویل مدت بھی ان کا بدل نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح روحانی عالم میں بھی خاص خاص کاموں کے لئے خاص موسم اور خاص اوقات اور دن مقرر ہیں۔ اگر ان اوقات و ایام میں وہ کام کئے جاتے ہیں تو وہ مطلوبہ نتائج پیدا کرتے ہیں اور اگر وہ ایام و اوقات نظر انداز ہو جاتے ہیں

تو دوسرے ایام واوقات کی زیادہ سے زیادہ مقدار بھی ان کی صحیح قائم مقامی نہیں کرسکتی۔اس کو مثال سے یوں سمجھئے کہ روزوں کے لئے ایک خاص مہینہ ہے۔حج کے لئے خاص مہینہ اور خاص ایام ہیں۔وقوف عرفہ کے لئے معینہ دن ہے ان تمام ایام واوقات کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے بڑی بڑی عبادتیں مقرر کررکھی ہیں جن کے اجروثواب کی کوئی حدوانتہا نہیں ہے لیکن ان کی ساری برکتیں اپنی اصلی صورت میں تبھی ظاہر ہوتی ہیں جب یہ ٹھیک ٹھیک ان ایام واوقات کی پابندی کے ساتھ عمل میں لائی جائیں۔اگر ایسا نہ ہوتو وہ برکت فوت ہوجاتی ہے جو ان کے اندر پوشیدہ ہوتی ہے۔

یہی حال ''لیلۃ القدر'' کا ہے۔یہ بڑی برکتوں اور رحمتوں کی رات ہے۔بندہ اس ایک رات میں خدا کے قرب کی اتنی منزلیں طے کرسکتا ہے جتنی ہزار راتوں میں نہیں کرسکتا۔ ''ہزار راتوں'' کی تعبیر بیان کثرت کے لئے بھی ہوسکتی ہے اور بیان نسبت کے لئے بھی لیکن مدعا کے اعتبار سے دونوں میں روح ودل کی زندگی کے بڑے خزانے چھپے ہوئے ہیں۔خوش قسمت ہیں وہ جو اس کو پالیا کرتے ہیں۔

اس رات کی فضیلت کی تیسری وجہ ملائکہ کا نزول ہے یعنی ملائکہ انسانوں کے پاس آتے ہیں اور پھر ملائکہ کے ساتھ ملائکہ کے سردار، حضرت جبرئیل امین علیہ السلام بھی تشریف لاتے ہیں۔

ملائکہ کا نزول انسان پر، اللہ تعالیٰ کی خاص عنایات میں سے ہے کیونکہ ملائکہ، نوری مخلوق ہیں اور خطا ومعصیت سے پاک ہیں۔اس لئے ان کا انسانوں کے پاس ہونا، روحانیت اور سعادت مندی کی علامت ہے۔ملائکہ کے برعکس انسان مادی مخلوق ہے اور اس میں گناہ ومعصیت کا مادہ پایا جاتا ہے۔مگر جو شخص اپنے آپ کو دنیا کے رنگ وبو سے علیحدہ کرکے اللہ کی عبادت کرتا ہے تو وہ اللہ کا محبوب بن جاتا ہے، چنانچہ اس کی حوصلہ افزائی کے لئے اللہ تعالیٰ اپنی نوری مخلوق کو ان نیک بندوں اور صالحین کے پاس بھیجتا ہے۔احادیث میں فرشتوں کا زمین پر آنے کے بارے میں جو روایات ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

چنانچہ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شب قدر میں فرشتے زمین پر کنکریوں کے شمار سے زیادہ ہوتے ہیں۔سارے ملائکہ یک دم زمین پر نہیں آجاتے بلکہ ملائکہ گروہ درگروہ آتے ہیں، ملائکہ میں حضرت جبرئیل علیہ السلام بھی تشریف لاتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے شب قدر کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے کہ جب شب قدر ہوتی ہے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام فرشتوں کی ایک جماعت کے ساتھ اترتے ہیں اور اس بندے کے لئے دعا کرتے ہیں جو کھڑے یا بیٹھے اللہ کا ذکر کررہا ہو۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جب شب قدر ہوتی ہے تو حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے جبرئیل! ملائکہ کے گروہ کے ساتھ زمین پر جاؤ، تو وہ ملائکہ کی ایک جماعت، لے کر ایک ہرے جھنڈے کے ساتھ نیچے اترتے ہیں اور کعبہ کی چھت پر سبز

جھنڈا نصب کرتے ہیں اور پھر فرشتے زمین پر پھیل جاتے ہیں، حضرت جبرئیلؑ کے چھ سو باز و ہیں ان میں سے دو کبھی نہیں کھلتے مگر شب قدر میں یہ دونوں باز و کھل کر مغرب و مشرق میں پھیل جاتے ہیں، پھر جبرئیل علیہ السلام خود مصافحہ کرتے اور فرشتوں کو بھی کہتے ہیں کہ ہر کھڑے بیٹھے، نمازی اور خدا کا ذکر کرنے والے کو سلام و مصافحہ کریں اور وہ جو دعا مانگتے ہیں اس پر ''آمین'' کہیں، پھر فرشتے ہر اس مسلمان کو جو جاگتا ہو، کھڑا ہو بیٹھا ہو، نماز پڑھتا ہو، ذکر اللہ کر رہا ہو، اسے سلام کرتے ہیں پھر صبح کے وقت جبرئیل علیہ السلام پکارتے ہیں کہ اے فرشتو! چلو! وہ عرض کرتے ہیں کہ اللہ نے امت محمدی ﷺ کے ایماندار بندوں کی حاجات کے بارے میں کیا حکم فرمایا ہے ؟ وہ کہتے ہیں کہ اللہ نے ان پر رحمت کی ہے اور ان کے سب گناہ بخش دئے، مگر چار قسم کے آدمیوں کے گناہ نہیں بخشے (۱) ہمیشہ شراب پینے والا (۲) والدین کا نافرمان (۳) خونی رشتوں میں تفرقے ڈالنے والا (۴) ناحق قتل کرنے والا۔

{2}

دُگانۂ شب قدر کی دعائیں معہ ترجمہ

(۱) اَللّٰھُمَّ صَغِّرِ الدُّنْیَا بَاَعْیُنِنَا وَعَظِّمْ جَلَالَکَ فِیْ قُلُوبِنَا وَوَفِّقْنَا لِمَرْضَاتِکَ وَثَبِّتْنَا عَلٰی دِیْنِکَ وَطَاعَتِکَ وَمُحَبَّتِکَ وَشَوْقِکَ وَعِشْقِکَ بِفَضْلِکَ وَکَرَمِکَ یَا اَکْرَمُ الْاَکْرَمِیْنَ

ترجمہ:۔ اے ہمارے پروردگار! اے اکرم الاکرمین! دنیا کو ہماری آنکھوں میں اپنے فضل وکرم سے بالکل حقیر اور معمولی بنا دیجئے اور اپنے مرتبہ کو ہمارے دلوں میں بلند کر دیجئے' اپنی رضامندی کے کام کرنے کی ہمیں توفیق دیجئے' ہمیں اپنے دین پر' اپنی اطاعت ' اپنی محبت' اپنے عشق پر شوق اور مضبوطی سے جمائے رکھیئے۔

(۲) اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَّارْزُقْنَا اِتِّبَاعَهٗ وَ اَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلاً وَّارْزُقْنَا اِجْتِنَابَهٗ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْن

ترجمہ:۔اے ہمارے پروردگار! اے ارحم الراحمین! اپنی رحمت کے ذریعہ ہمیں حق کو حق ہی دکھایئے اور اس کی اتباع کی ہم کو توفیق دیجئے اور باطل کو باطل دکھلایئے اور اس سے بچنے کی ہم کو توفیق عنایت فرمایئے۔

(۳) اَللّٰھُمَّ اَحْیِیْنَا مِسْکِیْنًا وَّاَمِتْنَا مِسْکِیْنًا وَّاحْشُرْنَا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ فِی زُمْرَۃِالْمَسَاکِیْنَ بِفَضْلِکَ وَکَرَمِکَ یَا اَکْرَمَ الْاَکْرَمِیْنَ

ترجمہ:۔اے ہمارے پروردگار! اے اکرم الاکرمین! اپنے فضل اور کرم سے ہمیں مسکین بنا کر زندہ رکھیئے اور مسکین ہی کی موت دیجئے۔اور قیامت کے دن مسکینوں کی جماعت کے ساتھ ہی ہمیں اٹھایئے۔

(۴) رَبَّنَا لَاتُؤَاخِذْنَا اِنْ نَسِیْنَا اَوْ اَخْطَانَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَیْنَا اِصْرًا کَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَالَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ وَاعْفُ عَنَّا قف وَاغْفِرْلَنَا قف وَارْحَمْنَا قف اَنْتَ مَوْلَانَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْکَافِرِیْنَ

ترجمہ:۔اے ہمارے پروردگار! اگر ہم سے کوئی بھول ہو جائے یا ہم قصور کر بیٹھیں تو ہماری گرفت نہ کیجئے' اے پروردگار! ہمیں ویسا بوجھ نہ دیجئے جیسا کہ پچھلی قوموں کو آپ نے دیا تھا' اے پروردگار! ہم پر ایسا وزن نہ ڈالئے جسے اٹھانے کی ہم میں طاقت نہیں' ہمیں معاف کر دیجئے' ہمیں بخش دیجئے' ہم پر رحم کیجئے' آپ ہمارے مولیٰ ہیں۔ کافروں کے مقابلے میں آپ ہمارے مدد فرمائیے۔

(۵) رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَیْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَةً

ترجمہ:۔اے ہمارے پروردگار! ہدایت دے دینے کے بعد اب آپ ہمارے دلوں کو حق کی طرف سے پلٹنے نہ دیجئے اور ہمیں اپنی رحمت عطا فرماتے رہیئے۔

(۶) رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ.

رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْکَافِرِیْن

ترجمہ:۔اے ہمارے پروردگار! دنیا میں ہی ہمیں اپنا دیدار عطا فرمایئے اور آخرت میں بھی دیدار عنایت کیجئے' دوزح کے عذاب سے ہم کو بچا دیجئے' اے ہمارے پروردگار! ہمیں صبر کرنے کی صلاحیت دیجئے' ہمیں ثابت قدم رکھیئے' کافروں کے مقابلہ میں آپ ہماری مدد فرمایئے۔

(۷) رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ط سُبْحَانَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ.

ترجمہ:۔اے ہمارے پروردگار! یہ ساری چیزیں آپ نے بے کار پیدا نہیں کی ہیں' آپ ایسے کام سے بالکل پاک ہیں' دوزخ کے عذاب سے آپ ہم کو بچا دیجئے۔

(۸) رَبَّنَا اِنَّکَ جَامِعُ النَّاسِ لِیَوْمٍ لَّا رَیْبَ فِیْهِ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادِ

ترجمہ:۔اے ہمارے پروردگار! تمام لوگوں کو ایک دن آپ ضرور جمع کریں گے اس میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے۔ یقیناً خدا اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔

(۹) رَبَّنَآ اِنَّکَ مَنْ تُدْخِلَ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَیْتَهُ وَمَا لِلظَّالِمِیْنَ مِنْ اَنْصَار

ترجمہ:۔اے ہمارے پروردگار! جس کسی کو آپ دوزح میں ڈالیں گے تو گویا آپ نے اس کو بڑا ذلیل وخوار کر دیا' ایسے

بدبخت کا وہاں کوئی مددد ینے والا بھی نہ بنے گا۔

(۱۰) رَبَّنَا اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِیًا یُّنَادِی لِلْاِیْمَانِ اَنْ آمَنُوْا بِرَبِّکُمْ فَآمَنَّا ۔

ترجمہ:۔اے ہمارے پروردگار! ایک پکارنے والے کی اس پکار کو ہم نے سنا کہ اے لوگو! تم اپنے پروردگار پر ایمان لالو۔ تو ہم نے آپ پر ایمان لالیا ہے۔

(۱۱) ربَّـنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَکَفِّرْ عَنَّا سَیِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارَ .رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَاوَعَدْتَّنَا عَلٰی رُسُلِکَ وَلاَ تُخْزِنَا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ ط اِنَّکَ لاَ تُخْلِفُ الْمِیْعَادُ

ترجمہ:۔اے ہمارے پروردگار! آپ ہمارے گناہ بخش دیجئے، ہمارے گناہوں کو درگذر کردیجئے۔ ہمیں نیکوں کی موت دیجئے۔ اے ہمارے پروردگار! اپنے پیغمبروں کے ذریعہ، جس عطا اور بخشش کا آپ نے ہمارے لئے وعدہ فرمایا ہے، وہ ضرور عنایت فرمایئے اور قیامت کے روز ہمیں ذلیل اور رسوانہ کیجئے۔ یقیناً آپ اپنے وعدہ کا خلاف نہیں کریں گے۔

(۱۲) رَبَّـنَا لاَ تُـزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَیْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَۃً ط اِنَّکَ اَنْتَ الْوَهَّاب. اِنَّکَ اَنْتَ الْوَهَّاب. اِنَّکَ اَنْتَ الْوَهَّاب

ترجمہ:۔اے ہمارے پروردگار! ہم کو اپنے دیدار کی راہ دکھادینے کے بعد، اب آپ ہمارے دلوں کو اس سے پلٹنے نہ دیجئے اور ہمیں آپ اپنی خاص رحمت عنایت فرمایئے۔ بیشک آپ بڑی بخشش والے ہیں، بیشک آپ بڑی بخشش والے ہیں، بیشک آپ بڑی بخشش والے ہیں۔ آمین ثم آمین یا رب العالمین

☆☆☆☆☆

حضرت سید قطب الدین خوندمیریؒ

ماخذاز ''حدوددائرہ مہدویہ''

نماز لیلۃ القدر کی اہمیت وعظمت

حضرت امامنا مہدی موعود علیہ السلام کونصر پور میں رمضان کی ستائیسویں رات کوفرمان خداوندی ہوا کہ ''اے سید محمد یہ رات لیلۃ القدر ہے ہم نے تمہارے گروہ کے لئے پوشیدہ رکھا تھا اٹھواوراپنے لوگوں کو حاضر کرکے خودامام ہوکر دُگانہ پڑھو (انتخاب الموالید)

چونکہ یہ مصلّٰی فرمان خدا سے سیدنا مہدی علیہ السلام کا ہے۔اس لئے صحابہ کبارؓاورصحابہ عظامؓ بلکہ کل صحابہ دُگانہ لیلۃ القدر پرحضرت امام علیہ السلام کی اتباع میں خودامام ہوکر نماز پڑھاتے حالانکہ پنجوقتہ نماز میں وہ بھی مقرر شدہ امام کی اقتداء کرتے تھے یہی طریقہ تابعین، تبع تابعین بلکہ بہت نیچے کے طبقے کے لوگوں میں رہا ہے۔جس کا یہ لازمی نتیجہ تھا لیکن جب سے کہ ہجرت وطن جوولایت کا دوسرا فرض ہے فوت ہوگئی اورخلاف فرمان مہدیؑ مرشداورخلیفے، فقیراور کاسب سب کے سب ایک جگہ جمے رہنے اور کاسبوں کے ساتھ حد سے زیادہ خلط ملط رکھنے لگے۔ دین میں ضعف پیدا ہوگیا اورقوت ایمان میں کمزوریاں آگئیں اس وقت سے مرشدان دین، کاسبوں کوبھی فرمانے لگے فلاں مقام پرجاؤاور دُگانہ لیلۃ القدر پڑھادو جب سرکاری ملازموں نے دیکھا کہ مرشداپنے کاسب فرزندوں کو دوردور کے مقامات پر دُگانہ پڑھانے کے لئے بھیجتے ہیں تو ان کو بھی جراءت ہوگئی اوراپنے مستقرپررہ کرقرب وجوار کے مہدویوں کواپنے پاس بلالیا اورسیدنا مہدی علیہ السلام کے مصلے پر بےخوف وخطرکھڑے ہوکر دُگانہ لیلۃ القدر پڑھادیا۔لیکن یہ عمل طریف سلف الصالحین کے بالکل خلاف ہے۔ کیونکہ جس طرح حضرت مہدی موعود علیہ السلام کےفرمان کے بموجب بہرہ عام کا ناریزہ احکام ارشاد سے تعلق رکھتا ہے اسی طرح امامت دُگانہ لیلۃ القدر بروئے الٰہی احکام مرشدی سے تعلق رکھتی ہے۔کاسبوں کا دُگانہ لیلۃ القدر پڑھانا فرائض ولایت کے ضمنی احکام کے خلاف ہے۔ بندگی میاں سید قاسم مجتہد گروہؒ نے دُگانہ لیلۃ القدر کی اہمیت بے حد بتائی ہے اوراس سے قبل بھی متقدمین کی تحریروں میں بھی پایا جاتا ہے کہ اگر مرشد دور دراز مقام پر ہوتو کم از کم اپنے مستقر سے پچیس کوس جائے اورایسی مسجد میں یہ نماز پڑھائے جہاں فقراءنوبت بیٹھتے ہوں اورسویت ہوتی ہو اور مرشد فرمان مہدی پر کاربند ہو۔ چنانچہ احمد آباد سے دساڑہ تیس کوس (۴۵) میل پرواقع ہے۔دساڑہ کے امراء جوسلطان محمود بیگڑہ کے ملازم تھے ہر سال میاں بھائی مہاجرؓ کے پیچھے دُگانہ پڑھنے کی غرض سے آتے۔حالانکہ احمد آباد میں بھی مہدویوں کا مجموعہ تھا اور وہاں بھی مرشد کے پیچھے نماز ہوتی تھی

اوپر کے زمانے میں نماز لیلۃ القدر کی عظمت و وقعت بندگانِ خدا کے دلوں میں کیسی تھی اس کی ایک مثال یہاں بیان کی جاتی ہے۔ کھمبات کے ناغڑ قبیلے کی ایک پٹھانی جو کہ اپنے مرشد کے ساتھ کمال عقیدت مند تھی' شب قدر کا دُگانہ اپنے پیر کے پیچھے پڑھنے کے لئے ہر سال بال بچوں کے ساتھ یکم رمضان کو نکلتی اور ٹھیک وقت پر جالور شریف میاں سید محمود سید نجی خاتم المرشدؒ کی خدمت میں پہنچ جاتی۔ معلوم ہوا کہ کھمبات علاقہ گجرات' جالور ملک مارواڑ تقریباً ساڑھے تین سو میل پر ہے اگر رمضان شریف گرمیوں میں آتا تو یہ بی بی سخت گرمیوں کے ایام میں نکلتی۔ سر پر بلا کی دھوپ تپتی ہوئی زمین پر لُو کے سناٹے آندھیوں سے تمام بدن اور کپڑے گرد میں آلود منہ پر روزہ' ٹھنڈے پانی کا راستہ میں ملنا دشوار ہر وقت چوروں' لٹیروں کا خوف لگا ہوا باوصف اس کے فرط عقیدت اور جوش محبت میں ان تمام مصائب کو برداشت کرتی ہوئی پہنچ جاتی۔ اسی طرح جاڑوں میں کپکپاتے جاڑے زیر سماں بستر' بستر پر شبنم گرتی ہوئی ' کلیجے کو کانپ دینے والے ہوا کے سناٹے اور جھونکے ایسی حالت میں بھی اللہ کی بندی لرزتی ہوئی سحری کو اٹھتی' بچوں کو اٹھاتی اور صدہا تکلیفوں کی کچھ بھی پرواہ نہ کر کے مرشد کے حضور وقت سے پہلے پہنچ جاتی ۔ایک روز خاتم المرشدؒ سے عرض کرنے لگی میاں صاحب! میرے سگے اور محلے والے ہر وقت طعنے دیتے ہیں کہ یہاں بھی دُگانہ پڑھانے کے لئے مرشد موجود ہیں تو پھر تو کیوں اپنے کو اور اپنے اہل وعیال کو دوڈھائی تین سو کوس کا سفر طئے کر کے مصیبتوں میں ڈالتی ہے کیا یہاں نماز نہیں ہوتی؟ اس قسم کی باتیں ہر وقت کرتے رہتے ہیں۔ حضرت خاتم المرشدؒ نے ان کے ایسے پست خیال اور سست عقیدت کو سن کر فرمایا ''بی بی بندہ نے تم کو کیا کچھ دیا ہے اور کس قدر وافر ذخیرہ تمہارے لئے جمع ہو چکا ہے تم اس کو ابھی نہیں دیکھ سکتیں مرنے کے بعد معلوم ہو جائے گا۔

مولوی سید محمود صاحب یداللّٰہی
ایڈیٹر ماہنامہ ''المصدق''
ماخذاز: ''حیات پاک''

خدائے تعالیٰ کے حکم سے لیلۃ القدر کا تعین

سیدنا مہدی موعود علیہ السلام نے رمضان کا چاند کاہہ میں دیکھا' جب رمضان کی ستائیسویں شب آئی تو آپ نماز عشاء کے بعد بی بی ملکانؓ کے حجرہ میں تشریف لے گئے' آدھی رات گذرنے پر اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا ''اے سید محمد آج کی رات لیلۃ القدر ہے اٹھو اور اپنے یار و اصحاب مذکور و اناث کے ساتھ دو رکعت نمازِ شکرانہ خود امام بن کر ادا کرو' انتخاب المو الید کے باب پنجم میں روایت کے یہ الفاظ ہیں ''**حضرت هماں زماں از فرمان حق تعالیٰ بیرون آمده' با نگ(اذان) نماز گو یا ینده همه مردمان وزنان را جمع کرده خود امام شده دو رکعت نماز دُگانۂ لیلة القدر قراء ت بآواز بلند خوانده ادا کردند** '' (حضرت مہدی موعودؑ نے اس وقت اللہ کے حکم سے باہر آ کر اذان کہلوائی سب مردوں اور عورتوں کو جمع کر کے اپنی امامت میں دو رکعت نماز دُگانہ لیلۃ القدر بآواز بلند قراءت سے ادا فرمائے)

سیدنا مہدی موعود علیہ السلام نے دُگانہ لیلۃ القدر جو امر اللہ ادا فرمایا اس میں اتباع رسول اللہ ﷺ کی شان جلوہ گر ہے' چنانچہ ابوذر غفاریؓ سے مروی حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ستائیسویں شب رمضان کو جماعت کے ساتھ اہل بیت عورتوں اور مردوں کو جمع کر کے نماز (دُگانہ لیلۃ القدر) ادا فرمائی اور اس نماز کے بعد (اس رات میں) کوئی اور نماز نہیں پڑھی (اشعۃ اللمعات جلد اول صفحہ ۵۴۵) حنفیہ نے شائد اسی بناء پر لیلۃ القدر کے لئے ستائیسویں شب کو اختیار کیا ہے ورنہ اب بھی مسلمانو میں دیگر ائمہ کے مقلدین کے پاس مختلف تاریخیں ہیں۔

امامنا مہدی موعود علیہ السلام نے جو سورتیں رکعتوں میں بالجہر قراءت فرمائیں اور سلام کے بعد جو دعا مانگی اس کا عمل اتباعاً گروہ مہدویہ میں من وعن جاری ہے۔ اس دُگانۂ لیلۃ القدر کے بعد حضرت ولایت پناہ پر دو شب قدر آئیں اور ان دونوں موقعوں پر فراہ میں آپ نے اپنی امامت ہی سے نماز دُگانہ لیلۃ القدر ادا فرمائی اور ان نمازوں میں لوگوں کا بے پناہ ہجوم تھا (سوانح مہدی موعود صفحہ ۷۰)

☆☆☆☆☆

مفکرِقوم عالی جناب نامدار خاں صاحب بوزئی (کراچی)

الحمدلله نحمده و نستعينه و نستغره و نومن به و نتوكل عليه ونعوذبالله من شرورانفسنا و من سيات اعمالنا من يهدالله فل مضل له و من يظلل فلا هادى له و اشهدان لا اله الاالله و اشهدان محمداعبده ورسوله

چھٹی فرض نماز کہاں سے آئی؟

یہ سوال ہمارے وہ نوجوان اور بزرگ کرتے ہیں جو مہدوی عقائد سے اچھی طرح واقف نہیں ہوتے یا وہ حضرات جن کی قرآنی معلومات کمزور ہوتی ہیں۔سوال میں مذکور چھٹی فرض نماز سے انکی مراد شبِ قدر میں ادا کی جانے والی نمازِ دوگانہ ہے۔انکا یہ سوال ذہن میں خیال پیدا کرتا ہیکہ ہم نے شریعت میں تحریف کا ارتکاب کیا ہے۔اس قسم کا سوال کرنے والے حضرات کوشائد یہ جان کر حیرانی ہو کہ یہ نماز مضامین قرآن سے ماخوذ ایک امر ہے۔جس کی ادائیگی نبی کریمﷺ سے بھی ثابت ہے!اس قسم کے سوالات کے پیدا ہونے کی ذمہ دار کسی حد تک ہمارے تبلیغی ذرائع ابلاغ پر بھی عائد ہوتی ہے!

شبِ قدر میں ادا کی جانے والی اضافی فرض کے بارے میں ان معترضین کے ذہنی خلفشار کی وجہ ان کی وہ معلومات ہیں جو انہیں ہمارے اور دیگر مسلمانوں کے فقہی اصطلاحات کے تقابل سے حاصل ہوتی رہی ہیں۔اس کی سب سے بڑی وجہ یہ کہ ہمارے بھائیوں کے آگے حق وصداقت کا معیار اکثریت کا عقیدہ ہے جو کہ ہر لحاظ سے ایک غیر قرآنی سوچ (non-Qranic aproach) ہے۔حالانکہ ان لوگوں کو معلوم ہیکہ حق وصداقت کا معیار و میزان صرف اور صرف قرآن وسنتِ رسول اللہ صلعم ہیں اور جہاں تک فقہی اصطلاحات کا تعلق ہے انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ فقہی اصطلاحات دورِ نبویؐ میں تکمیل کو نہیں پہنچیں تھیں۔فرض، واجب، فرضِ کفایہ وغیرہ، وغیرہ جیسی اصطلاحات کا استعمال طلوعِ اسلام کے تقریباً سوا سو سال بعد کی کاوشیں ہیں جو کہ غیر معصوم مجتہدین نے امت کی بھلائی اور تفہیمِ دین کی خاطر کیں تھیں۔مگر چونکہ ہر ایک کی قرآن فہمی اور سنتِ رسولؐ سے متعلقہ معلومات میں فرق تھا اس وجہ سے ان حضرات کی ترجیحات میں اختلاف کا پیدا ہو جانا فطری تھا چنانچہ چار مختلف مکاتبِ فکر، حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی رونما ہوئے۔اس کے باجود، واللہ ان مجتہدین کے خلوص نیت پر ذرہ برابر بھی شبہ نہیں کیا جاسکتا۔اللہ انہیں اپنی جوارِ رحمت میں جگہ دے اور کروٹ کروٹ خیر ہی خیر عطا فرمائے (آمین)۔

مہدی علیہ السلام نے بھی ان مجتہدین کی کاوشوں کو مکمل طور پر رد نہیں کیا البتہ یہ نصیحت ضرور کی کہ ان پر عمل عالیت کی بنیاد پر کیا جائے یعنی ان میں

سے جو اجتہادی فیصلہ نصِ قرآنی سے قریب تر ہو وہ اختیار کرلیا جائے۔ چنانچہ اسی طرزِ فکر و عمل کو ہم نے اپنایا ہے جس کی سبب ہم فقہہ عالیہ پر ہونے کے دعویدار ہیں۔

فقہی اصطلاحات کا اختلاف:

فقہی اصطلاحات اور فقہ کے دائرے عمل کے اختلافات کچھ اسطرح ہیں کہ دین کا کوئی رکن ایک مسلک میں فرض تسلیم ہوتا ہے تو دوسرے مسلک میں وہ فرض تسلیم نہیں ہوتا، اسی طرح اگر کوئی رکن کسی مسلک میں واجب تسلیم کیا جاتا ہے تو ضروری نہیں ہے کہ دوسرے مسلک میں بھی وہ واجب تسلیم کیا جاتا ہو۔ اس صورتحال سے امت اچھی طرح واقف ہے اور چونکہ ایمان و کفر کا دارومدار ان اختلافات پر منحصر نہیں ہوتا۔ اس لیے غیر مصدّقین مہدیؑ اپنے غیر معصوم ائمہِ مجتہدین کے تشکیل دیئے ہوئے اصولوں کے تحت کسی رکنِ عبادت کو فرض ٹہراتے ہیں تو کسی کو واجب! اصل اصول یہ ہیکہ مامور من اللہ کے احکامات و فیصلے کے آگے اجتہادی فیصلے ناقص قرار پاتے ہیں۔ اس لئے ہر وہ مسلمان جو مہدی علیہ السلام کو نبی کریم ﷺ کی ہدایت کے مطابق معصوم عن الخطا، خلیفۃ اللہ، اور مامور من اللہ ہادی تسلیم کرتا ہوا سپر لازم ہے کہ ان کی تعین کردہ صورتحال کو بلا چوں و چرا تسلیم کرلے۔

علومِ فقہہ کی تاریخ سے پتہ چلتا ہیکہ ''واجب'' کی اصطلاح سب سے پہلے حضرت ابوحنیفہؒ نے متعارف کروائی چنانچہ احکامات الٰہیہ میں سے کچھ کو ''فرضِ اعتقادی'' کہا گیا اور کچھ کو ''فرضِ عملی'' جسے احناف ''واجب'' کہتے ہیں اور یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ دونوں کی ادائیگی لازم ہوتی ہے! (بحوالہ اردو شرح مشکوۃ المصابح، صفحہ ۴۲۶،۷۲۷، ۸۹۶، محمد فضل یوسف زئی)

لہٰذہ ثابت ہوا کہ نام چاہے آپ کوئی دے لیں لیکن ہے تو دوسری صنف بھی ''فرضِ واجب الادا'' ہے جس کی عدم ادائیگی کا ویسا ہی مواخذہ ہوگا جیسے کہ ''فرضِ اعتقادی'' کی عدم ادائیگی کا!

ہمارے معترضین یہ بات جانتے ہونگے کہ بعض کے نزدیک نمازِ جنازہ کی ادائیگی فرض ہے جسے یہ لوگ ''فرضِ کفایہ'' کی نیت کے تحت ادا کرتے ہیں۔ کیا یہ قرآنی اصطلاح ہے؟ اگر نہیں ہے تو ہمارے بھائیوں کو چاہیے کہ ان سے بھی پوچھیں کہ...''چھٹی فرض نماز کہاں سے آگئی؟''

مسلّماتِ دین روزِ اوّل سے ایک ہیں:

اصل معاملہ یہ کہ مصدقین مہدیؑ کسی فقہی امام کی پیروی کے پابند نہیں ہیں اس وجہ سے اوروں کی فقہی اصطلاحات میں اور ہماری اصطلاحات میں ہمیشہ فرق موجود رہیگا۔ اس کی چند ایک مثالیں یہ ہیں کہ قرآنِ مجید میں نماز سے زیادہ ''ذکر اللہ'' کی تاکید کی گئی ہے قرآن مجید سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ یہ تاکید نبی کریم ﷺ سے پہلے کے تمام انبیاء و مرسلین کو بھی کی گئی تھی چنانچہ ہم ذکر کو بھی فرض مانتے ہیں، توکل کی تاکید بھی ہر نبی و مرسل کو کی گئی اس وجہ سے اس کو بھی فرض مانتے ہیں، ترکِ حب دنیا کی تاکید آئی ہے اسوجہ سے اسے بھی فرض مانتے ہیں، صحبتِ صادقین کی تاکید بھی آئی ہے اس وجہ سے یہ بھی ہمارے نزدیک فرض ہے۔ جبکہ مذکورہ ہدایاتِ ربّانی دیگر مسالک میں فرض نہیں مانے جاتے حالانکہ مذکورہ ہدایات سب کی سب سورۃ الشوریٰ کی آیت: شرع لکم من الدین ما وصّیٰ بہ نوحاً والذین اوحینا الیک و ما وصّینا بہ ابراھیم و موسیٰ و عیسیٰ ان اقیموا الدّین و لاتتفرقوا فیہ (ترجمہ: [اللہ تعالیٰ نے] تمہارے لیے وہی دین مقرر کردیا

ہے جسکے قائم کرنیکا اس نے نوح [علیہ السلام] کو حکم دیا تھا اور جو [بذریعہ وحی] ہم نے تیری طرف بھیج دیا ہے اور جس کا تاکیدی حکم ہم نے ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ [علیہم السلام] کو دیا تھا کہ اس دین کو قائم رکھنا اور اس میں پھوٹ نہ ڈالنا) کے تحت یہ احکامات آدم ثانی حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے سے تمام انبیاء کی شریعتوں میں موجود رہے ہیں۔

اسی سبب مذکورہ بالا عقائد وعوامل مذہب کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ ﷺ کی احیاء واعادے کے علاوہ اور کوئی اصلیت نہیں رکھتے چنانچہ مذکورہ سارے کے سارے اوامر، خاتم الولایتِ محمدیؐ یہ مخصوصہ حضرت مہدی علیہ السلام کے مقاصد بعثت کے مضامین سے ایک مضمون یعنی احیائے واعادے دین سے تعلق رکھتے ہیں چنانچہ قرآن کی مذکورہ بالا آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی تبلیغی مساعی میں بھی ان انبیاء ومرسلین کے ''دین'' کا اعادہ واحیاء شامل تھا۔ بالفاظِ دیگر احیاء واعادے کا یہ عمل ان کے فرائضِ رسالت سے تھا یہاں دین سے مراد وہ معنی وہی دین ہے جس کا کہ آیت کریمہ میں تذکرہ کیا گیا ہے نہ کہ وہ معنی ومفہوم جو ہمارے ذہنوں میں بسا دیا گیا ہے اور جس کی اہم جزیات سے نبی کریمؐ کو واقف کروایا گیا تھا۔ جن کی کہ اتباع نبی کریمؐ بھی کرتے تھے اور جنہیں سارے مسلمانانِ عالم سنتِ ابراہیمی، سنتِ داؤدی، سنتِ عیسوی، سنتِ موسوی وغیرہ وغیرہ جیسے ناموں سے جانتے اور ان پر عمل کرتے ہیں مگر یہ بھول جاتے ہیں کہ ان کا احیاء واعادہ محمد مصطفی ﷺ کے ''دائرے ولایت'' (یہاں ولایت بمعنی مقتدرہ استعمال کیا گیا ہے) کا اہم حصہ ہونے کے سبب ''دین'' کا جزلا ینفک ہیں۔

جب ہم ''القرآن والمہدیؑ امامنا'' کہتے ہیں تو ہمارا مطلب اس بات کا اعلان کرنا ہوتا ہیکہ دیگر عوامل کے علاوہ فقہی معاملات میں بھی ہمارے رہنما قرآن ومہدی علیہ السلام کے فرمودات ہی ہیں جنکے قول، فعل، دعویٰ، دعوۃ اور ایمان کی تفصیل کا محور ان کے اقرار ''مذہبِ ما کتاب اللہ واتباعِ سنتِ رسولؐ اللہ'' سے واضح ہوجاتا ہے۔

علماء اچھی طرح جانتے ہیں کہ ہر ماموری من اللہ مفترض الطاعت اور واجب الاتباع ہوتا ہے اور یہ بھی جانتے ہیں کہ مامور من اللہ کا معلم اللہ سبحان وتعالیٰ ہوتا ہے اس کی قرآنی تفہیم منزّل من اللہ ہوتی ہے۔ اس کا ''بیانِ قرآن'' منزل من اللہ ہوتا ہے، اس کی ہدایات کا انکار اللہ کی ہدایات کا انکار تسلیم ہوتا ہے۔ اسی سبب انؑ کی ہدایت کے مطابق ہم نزولِ قرآن کی شب، نماز شکرانہ فرض کی نیت سے ادا کرتے ہیں۔ ہم آگے چل کر ثابت کریں گے اظہارِ احسان مندی اور شکر ادا کرنا ایک منصوص فریضہ ہے ۔ پس جب تک ہمارے معترضین مختلف فقہہ کے اصولوں کے فرق سے اور مقاصدِ بعثتِ ''المہدی الآخرالزماں'' سے ناواقف رہیں گے اس وقت تک خود بھی گمراہ رہیں گے اور دوسروں کو بھی مہدی علیہ السلام کی تعلیمات سے بدگمان کرتے رہیں گے۔

معلوم ہونا چاہیے کہ حج کے فوری بعد یا رمضان المبارک کے اختتام پر اللہ تعالیٰ ہم سے نہ تو ''خوشی'' منانے کا مطالبہ کرتا ہے اور نہ ہی کسی عبادت کا! اسکے برخلاف نزولِ قرآن کی اہمیت اجاگر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ خود حکم دیتا ہے:

یا یھاالناس قد جآء تکم موعظۃمن ربکم و شفآء فی صدورو ھدی وّ رحمۃ للمومنین

(اے لوگو! تمھارے پاس ایک ایسی چیز آئی ہے جو نصیحت ہے اور دلوں میں جو روگ ہیں ان کے لیے شفاء ہے اور رہنمائی کرنے والی ہے اور رحمت ہے ایمان والوں کے لیے) (سورہ یونس:۵۷)

قل بفضل اللہ و برحمۃ فبذٰلک فلیفرحوا ھوا خیر مما یجمعون

آپ کہہ دیجیے کہ پس لوگوں کو اللہ کے اس انعام اور رحمت پر خوش ہونا چاہیے وہ اس سے بدرجہا بہتر ہے جس کو وہ جمع کر رہے ہیں (سورہ یونس آیت:۵۸)(ترجمہ: محمد جونا گڑھی، شاہ فہد قرآن کریم پرنٹنگ کمپلکس؛ مدینہ منوّرہ)

جبکہ مفسر قرآن علامہ ابوالکلام آزاد نے ان آیات کا ترجمہ اسطرح کیا ہے؛

''اے لوگو تمہارے پروردگار کی جانب سے ایک ایسی چیز آ گئی ہے جو موعظت ہے، دل کی تمام بیماریوں کے لیے شفاء ہے اور ہدایت اور رحمت ہے ان لوگوں کے لیے جو (اس پر) یقین رکھتے ہیں۔

اے پیغمبر! تم کہو، یہ اللہ کا فضل ہے اور اللہ کی رحمت ہے۔ پس چاہیے کہ اس پر خوشی منائیں اور یہ ان ساری چیزوں سے بہتر ہے جسے وہ (دنیا کی زندگی میں) جمع کرتے ہیں۔''

انہی آیات کا ترجمہ جناب ابوالاعلیٰ مودودی صاحب نے اس طرح کیا ہے:

''لوگو، تمھارے پاس رب کی طرف سے نصیحت آ گئی ہے یہ وہ چیز ہے جو دلوں کے امراض کی شفاء ہے اور جو اسے قبول کرلیں ان کے لیے رہنمائی اور رحمت ہے۔ اے نبی کہو کہ یہ اللہ کا فضل اور اس کی مہربانی ہیکہ یہ چیز اس نے بھیجی، اس پر تو لوگوں کو خوشی منانی چاہیے، یہ ان سب چیزوں سے بہتر ہے جنہیں لوگ سمیٹ رہے ہیں۔''

علاّمہ حافظ نظر احمد صاحب نے انہی آیات کا لفظی ترجمہ اسطرح پیش کیا ہے:

''اے لوگو! تحقیق تمھارے پاس آ گئی نصیحت تمھارے رب کی طرف سے اور شفاء اس (روگ) کے لیے جو دلوں میں ہے۔ اور مومنوں کے لیے ہدایت ہے۔ آپ کہہ دیں! اللہ کے فضل سے اور اس کی رحمت سے، سو اس کی خوشی منائیں یہ اس (سب) سے بہتر ہے جو یہ جو جمع کرتے ہیں۔'' (آسان ترجمہ قرآن؛ حافظ نظر احمد، ۲۹۔محمد نگر، لاہور)

ایک اور مبلغ دین و محقق جناب حسین امیر فرہاد نے آیت میں مذکور الفاظ **فبذالک فلیفحروا** کا مفہوم اس طرح بیان کیا ہے ''تمہیں چاہیے کی اس گراں بہا متاع کے بلا معاوضہ ملنے پر جشن مناؤ'' (بحوالہ ماہنامہ صوت الحق، نومبر ۲۰۰۴ء کراچی)

غیر ضروری احتیاط اور اس کے نتائج:

جہاں تک راقم الحروف کے مطالعے اور مشاہدے کا تعلق ہے، افسوس کے ساتھ لکھنا پڑتا ہے کہ مہدوی مفسرین اس رات ہر سال عید مناتے رہے ہیں، مرشدینِ اکرام بھی عید مناتے رہے ہیں اور عید منانے کی تلقین بھی کرتے رہتے ہیں مگر **فبذا لک فلیفحروا** کے ترجمے اور تفسیر میں خوشی، جشن یا عید منانے کے الفاظ استعمال کرنے سے احتراض کرتے رہے ہیں۔ اگر یہ بزرگانِ دین کھل کر اس آیت کی تفسیر کر دیتے تو ہم بھی اپنے بچوں کے آگے قوی اعتماد کے ساتھ شبِ قدر سے متعلق اپنے عقیدے اور عمل کی وضاحت کرتے۔ فی زمانہ صورتحال یہ ہیکہ لاعلمی کے سبب ہم اپنی اولاد کو بھی صحیح طریقے پر اس عمل کا کوئی موثر اور convincing استدلال مہیا نہیں کر پاتے چہ جائے کہ غیروں کو متاثر کر پائیں!

افسوس کا مقام ہیکہ انگریز کی غلامی سے آزادی ملنے پر اپنی خوشی کے اظہار کے عمل کے لیے بلاتحمل ہم نے ''جشن'' منانے کے الفاظ مشتہر کیے اور آج بھی کرتے ہیں۔ اس کے برخلاف قرآن جیسی رحمت کے ملنے پر ہم لفظ ''جشن'' استعمال کرنے سے احتراض کرتے ہیں! حالانکہ اللہ سبحان وتعالیٰ بذاتِ خود نزولِ قرآن کے سلسلے میں خوشی منانے کی ہدایت کررہا ہے!

مذکورہ بالا آیات کے تراجم وفسر سے جو بات واضح ہوتی ہے وہ یہ ہیکہ اس آیت میں موجود نصیحت وحکم کے مکلّف تو نبی کریم ﷺ بھی ہیں جس کے سبب یہ اخذ کرنا ایک منطقی استنباط ہوگا کہ اگر وہ رات جس میں کہ قرآن نازل کیا گیا تھا نبی کریم ﷺ کو بتائی ہی نہ جائے اور یہ توقع رکھی جائے کہ آپ ﷺ اس نصیحت پر عمل کرینگے، ایک غیر منطقی اور غیر عادلانہ بات ہوگی! اس نتیجے کے اخذ کرنے اور اس کو صحیح تسلیم کرنے کی تائید میں ابنِ عینیہ کا قول پیش ہیکہ قرآنِ مجید میں جس کے متعلق مَـــا اَدْرَاکَ ہے تو وہ چیز آپ ؐ کو بتادی گئی اور جس چیز کے متعلق وَمَـــا یُدْرِیْکَ فرمایا ہے تو اس کو آپ ؐ جانتے ہی نہ تھے۔'' (بحوالہ باب ۱۲۵۳، شبِ قدر کی فضیلت؛ صفحہ ۷۵۸ کتاب الصوم صحیح بخاری؛ جلد اول)

چند ضروری سوالات:

اس صورتحال میں سوال پیدا ہوجاتا ہیکہ کیا مذکورہ بالا سورہ یونس کی آیاتِ کریمہ کو پڑھ لینے کے بعد بھی ہمارے معترضین اس بات کا یقین رکھتے ہیں کہ شبِ قدر جیسی مبارک رات سے حاصل شدہ فیض کے ذمن میں ''واجب الاداتشکّر'' کے فرض کی ادائیگی سے نبی کریم ؐ غفلت برتنا چاہتے تھے یا یہ کہ نبی کریم ؐ کو (نعوذ باللہ) سورۃ یونس کی مندرجہ بالا آیات میں موجود اللہ کے حکم ونصیحت کا کوئی پاس ہی نہ تھا؟

کیا ہم گمان کرسکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ خود جس بات کی ہدایت کرتا ہیکہ ہمیں چاہیے کہ اس ذمن میں خوشی منائیں؛ رسول اکرم ﷺ کو اللہ کے اس احسانِ عظیم کے ذمن میں عائد فرضِ شکر گذاری کی ادائیگی کا علم ہی نہ تھا ؟ یا ہم یہ تسلیم کرلیں کہ مذکورہ آیات منسوخ آیات ہیں؟ (اعوذ باللہ من الذّالک)

مصدّقینِ مہدیٔ کی خوش قسمتی:

عموماً اس قسم کے سوالات کے جوابات مورخین، محدثین اور مفسرین مہیا کرتے ہیں مگر افسوس کہ ان کی اختلافی تحریرات ہمیں مزید تذبذب میں مبتلا کردیتی ہیں جس کے سبب محقق کسی نہ کسی مقام پر قیاس کا سہارا لینے پر بھی مجبور ہوجاتا ہے۔ یا پھر اپنی تحقیق کو تشنہ چھوڑ دیتا ہے۔ یہ ایک ایسا المیہ ہیکہ جس کا کوئی حل نظرنہیں آتا سوائے اس کے کہ ہم قرآن کے مضامین پر غیر جانبداری سے غور کریں اور کسی نتیجہ پر پہنچیں یا کسی مامور من اللہ کے علم کی طرف رجوع کریں۔ مگر اس فکر کی بھی اپنی کمزوریاں ہیں۔ پہلی صورت میں حاصل ہونیوالے نتیجہ کو بڑی آسانی سے ''ایک غیر معصوم کی فہم'' کے عنوان کے تحت ناقابلِ اعتماد کہہ دیا جاتا ہے جبکہ دوسری صورت میں اس مامور من اللہ کی شخصیت پر اختلاف پیدا کردیا جاتا ہے۔

الحمدللہ کہ ایک راسخ العقیدہ مہدوی اس غیر یقینی اور عالمِ کرب سے محفوظ ہوتا ہے اور اگر ایسا نہیں ہے تو یقیناً وہ شخص راسخ العقیدہ مہدوی نہیں ہے۔ وہ ایک ایسا مصدق ہے جو کہ مہدی علیہ السلام کے علم وتعلیمات پر نہ تو پختہ یقین رکھتا ہے اور نہ ہی فرائض ومنصبِ مہدیؑ سے کما حقہ واقفیت رکھتا ہے!

ان ہی وجوہات کے سبب فقہ یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہیکہ حقیقت وہی ہے جو کہ حدیث مبارکہ میں بیان ہوئی ہے یعنی شبِ قدر آپ ﷺ کو بتائی گئی اور پھر بھلا دی گئی! اوراس رات کا بھلوا دیا جانا
نص قرآنی کے مطابق رہا۔ جس کی تفصیل اگلے صفحات میں پیش کی جارہی ہے۔

پچھلے صفحات میں پیش کی گئی قرآنی آیات کے تراجم نے یقیناً یہ واضح کر دیا ہیکہ نزولِ قرآن کا واقعہ ہی ایک واحد واقعہ ہے جس کی نشان دہی کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں نصیحت کی ہیکہ اس موقعہ پر خوشی منائی جائے! اس واقعہ کے علاوہ اور کسی موقع کے لیے ایسی واضح نصیحت نہیں آئی!!!

یہاں راقم الحروف یہ سوال اٹھانے پر مجبور ہے کہ کیا فی زمانہ دنیائے اسلام میں ایسا کوئی گروہ ہے جو اس خواشِ الٰہیہ کا احترام کرتا ہو اور اس تاکید پر عمل کرتا ہو؟ راقم الحروف کا مشاہدہ ہے کہ وہ لوگ بھی نہیں کرتے جو اس بات کا دعویٰ کرتے رہتے ہیں کہ انہیں فلاں تاریخ کو شبِ قدر ملی تھی!

اب چونکہ آیتِ کریمہ میں خوشی منانے کی تاکید آئی ہے تو منطقی اعتبار کے تحت ضروری ہوجاتا ہیکہ پہلے شکر ادا کیا جائے اور پھر خوشی (عید) منائی جائے۔ یہ تو نہیں ہوسکتا کہ پہلے عید منالی جائے اور بعد میں شکر ادا کیا جائے۔ یہی وجہ ہیکہ اس رات ہم سب حسبِ حیثیت نئے کپڑے پہنتے ہیں، نمازِ دوگانہ بحیثیتِ ''فرض'' (جس کی فقہی تفصیل آگے آرہی ہے) ادا کرتے ہیں، دوگانہ کی ادائیگی کے بعد ایک دوسرے کو مبارکباد دیتے ہیں، گلے ملتے ہیں اور ''خوشی'' مناتے ہیں۔ اس طرح ایک منزّل من اللہ فرمانِ الٰہی کی تعمیل کرتے ہیں۔ جاننا چاہیے کی مہدویوں کے نزدیک سب سے اہم عید یہی عید ہوتی ہے!

ایک اعتراض کا جواب:

ہم پر یہ بھی اعتراض کیا جاتا ہیکہ ایسی متبرک رات میں رات بھر عبادت کرنے کے بجائے ہم صرف دو رکعت نماز ادا کرنے پر اکتفا کرتے ہیں! جواباً عرض ہیکہ ایک مہدوی موقتی فرض (صلوٰۃ) کے علاوہ تمام اوقات میں صلوٰۃ سے ''اکبر'' فرضِ عملی کی ادائیگی یعنی ''ذکراللہ'' میں مشغول رہتا ہے۔ اگر کوئی ایسا نہیں کرتا ہے تو یہ اس کی ذاتی کوتاہی ہے! کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **ان الصلوٰۃ تنھا عن الفحشا و المنکر و لذکر اللہ اکبر** یعنی بے شک نماز منکرات اور فحش باتوں سے روکتی ہے لیکن اللہ کا ذکر سب سے بڑا ہے، چنانچہ ایک تربیت یافتہ فرد اس رات کے ایک لمحہ کو بھی ضائع کرنا پسند نہیں کرتا!

تاریخ گواہ ہیکہ ہمارے بزرگوں کی ہر آتی جاتی سانس ''ذکراللہ'' میں منہمک رہتی رہی ہے۔ مشاہدہ یہ بتاتا ہے کہ نہ صرف ہماری نو جوان نسل بلکہ ہمارے ہوش مندوں کی اکثریت بھی اس آیت میں مذکور ذکراللہ کی افضلیت سے ناواقفیت اور دینی تربیت میں کمی کے باعث نوافل کی ادائیگی سے زیادہ مرعوب نظر آتی ہے اور اس قسم کے سوالات اٹھاتی ہے۔ معترضین کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ مذکورہ بالا آیت کریمہ کے تحت نفل نمازوں سے زیادہ افضل عباداتی عمل ''ذکراللہ'' کا ورد ہے! اب اگر کوئی فرد ''ذکراللہ'' کو عبادت تسلیم ہی نہیں کرتا ہو تو اس کا معاملہ ہم اللہ پر چھوڑتے ہیں۔

سورہ لیلۃ القدر کی آیات سے جو بات ثابت ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ کی اس سورۃ کے مضمون میں عبادت کا تقاضہ نہیں پایا جاتا!! پس اس حقیقت کے پیشِ نظر ہم مہدویوں سے رات بھر عبادات نہ کرنے کا شکوہ کیسا؟

دوسری اہم بات جس پر توجہ نہیں دیجاتی وہ یہ ہیکہ سورہ یونس کی متو الہ آیتِ کریمہ میں تقاضہ ادائیگیٔ کثرتِ نوافل کا نہیں بلکہ ’’خوشی‘‘ (عید) منانے کا ہے! کیا اس حقیقت سے کوئی انکار کرسکتا ہے؟

قرآن اور شبِ قدر:

ہم سب جانتے ہیں کہ اس شب کی کسی قدر خصوصیت وفضیلت کی تفصیل سورہ البقرہ اور سورہ القدر میں وارد ہوئی ہے لہٰذا ضروری ہیکہ ان سورتوں کی متعلقہ آیات سے رجوع کیا جائے، آیئے اب دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سورۃ البقرۃ میں کیا فرماتا ہے:

’’ماہِ رمضان وہ ہے کہ جس میں قرآن اتارا گیا جو لوگوں کو ہدایت کرنیوالا ہے اور جس میں ہدایت کی اور حق و باطل کے تمیز کی نشانیاں ہیں۔‘‘ یہاں آیت کا مضمون سے متعلقہ حصہ بیان کیا گیا ہے اس آیت سے صاف ظاہر ہوتا ہیکہ قرآنِ مجید ماہِ رمضان میں اتارا گیا تھا۔ (سورۃ البقرہ: آیت: ۱۸۵)

سورۃ القدر میں فرماتا ہے:

’’بیشک ہم نے اس (قران) کو شبِ قدر میں نازل کیا۔ اور کیا آپؐ جانتے ہیں کہ شبِ قدر کیا ہے؟ شبِ قدر (نزولِ خیر والے) ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اس میں اللہ کے اذن سے ملائکہ اور ’’الرّوح‘‘ سلامتی برپا کرنے کے تمام اوامر کے ساتھ نازل ہوتے ہیں اور یہ ہے طلوعِ فجر تک۔‘‘ (سورۃ القدر)

اس سورۃ کو تھوڑا سا توجہ سے پڑھنے پر پہلی بات یہ عیاں ہوجاتی ہے کہ لیلۃ القدر وہی رات تھی جس میں کہ حضور اکرم ﷺ پر پہلی وحی نازل ہوئی تھی جس سے یہ ثابت ہوگیا کہ لیلۃ القدر نبی کریم ﷺ کو دکھائی گئی تھی، اور اُس لمحہ اسلام نبی کریم ﷺ کی ذات مبارک تک ہی محدود تھا۔ اس لیے یہ تسلیم کیا جاسکتا ہے کہ سورۃ یونس کی متعلقہ آیات کے نازل ہونے تک وہ رات بھلادی گئی ہو۔

جاننا چاہیے کہ سورۃ القدر مکمل مکّی ہے اور ترتیبِ نزول کے اعتبار سے ۲۵ ویں سورۃ ہے جبکہ سورہ یونس بھی مکی سورۃ ہے اور ترتیبِ نزول کے اعتبار سے اکیاونویں سورۃ ہے البتہ اس کی آیات ۴۰، ۹۴، ۹۵ اور ۹۶ مدینہ میں نازل ہوئیں تھیں اور اس وقت تک باجماعت نماز کا آغاز نہیں ہوا تھا، تبلیغِ اسلام کی کاوشوں کا یہ ابتدائی دور تھا؛ اسلام اور اس کی تعلیمات سے لوگوں کو دھیرے، دھیرے واقف کروایا جارہا تھا۔ (حصہ دوم، اسلامی معلومات مولفہ محمد غفران رشیدی کیرانوی)

اس رات کی جانے والی عبادات سے منسلک ومروّی فلسفہ سے یہ بات واضح ہوجاتی ہیکہ اس رات کی ایک عبادت کا ثواب ہزار مہینوں کی عبادات کے ثواب کے برابر ہونیکا خیال غیر معصوم مفسرین ومترجمین نے پیدا کیا ہے!! غالبًا یہاں ان مخلصینِ اسلام کا مقصد لوگوں کو فائدہ پہنچانا اور نیکی کی ترغیب دلانا تھا۔ اس کا ثبوت آگے پیش کیا جارہا ہے۔ مفسر قرآن محترم اشرف علی تھانوی صاحب کی شب قدر کے سلسلے کی تحریرات سے بھی پتہ چلتا ہے کہ شبِ قدر میں ساری رات عبادت کرنا ضروری نہیں اگر دو رکعات بھی ادا کردی جائیں تو حق ادا ہوجا

تا ہے۔شبِ قدر کے تعین کے سلسلہ میں ہمیں احادیثِ نبوی ﷺ کا مطالعہ بھی بغور کرنا ہوگا جن سے مہیّا مصدقہ معلومات کے بغیر ہمارا نہ کوئی تجزیہ قابلِ قبول ہوگا اور نہ ہی کوئی علمی جواز!

شبِ قدر احادیثِ نبویؐ کے تناظر میں:

شبِ قدر کے سلسلے میں صحاح ستہّ میں خاصی تعداد میں احادیث بیان کی گئی ہیں اور ان سب میں اس رات کے تعین سے متعلق اختلاف پایا جاتا ہے۔مگر ان اختلافات کے باوجود جو بات ان تمام احادیث میں مشترکہ طور بیان کی گئی ہے وہ یہ کہ شبِ قدر آپ ﷺ کو دکھائی گئی اور پھر بھلا دی گئی چنانچہ اس مضمون کی احادیث مسلم و بخاری دونوں میں موجود ہیں۔ان کے علاوہ ابن ماجہ کی حدیث نمبر ۱۷۶۶، جامع ترمذی کی حدیث نمبر ۷۹۲ اور ۷۹۳ بھی اسی مضمون سے مزیّن ہیں۔ یہاں راقم الحروف صحیح بخاری کی ایک خاص حدیث کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرنا چاہتا ہے۔محترم محدث بخاری صاحب لکھتے ہیں:

''حضرت عبادہ بن صامتؓ سے روایت ہیکہ نبی کریمؐ ہمیں شبِ قدر کے متعلق بتانے کے لیے تشریف لائے تو مسلمانوں میں سے دو شخص جھگڑ رہے تھے۔فرمایا کہ میں تمہیں شبِ قدر بتانے کیلیے نکلا تھا لیکن فلاں فلاں جھگڑ رہے تھے تو وہ اٹھالی گئی اور ممکن ہیکہ یہ تمہارے لیئے بہتر ہو،لہٰذا اسے نویں ساتویں اور پانچویں میں تلاش کرو۔'' (حدیث رقم ۱۸۸۷، صحیح بخاری؛ جلد اول)

اس حدیث میں مذکور الفاظ ''اٹھالی گئی'' سے مراد بھلا دی گئی ہے ورنہ تلاش کی بات بے معنی ہو جاتی ہے اور متذکرہ الہ ساری احادیث میں مذکور اس رات کا بھلا دیا جانا عین منشاء یزدی:سنقرئک فلا تنسیٰ الّا ماشآاللہ (ترجمہ: ہم آپ کو پڑھائیں گے پھر آپ بھولینگے نہیں بجز اس کے جو اللہ چاہتا ہے)

[سورہ:الاعلیٰ:۶،۷] کی حکمت کے تحت ہوا تھا۔ بظاہر تو مذکورہ آیت قرآن کے محافظے سے متعلق نبی کریم ﷺ کے اطمینانِ خاطر کا اہتمام کرتی نظر آتی ہے مگر اصلاً اس کا تعلق حضور ﷺ کی اُس ''یادداشت'' سے ہے جو کہ علوم نبوّت سے تعلق رکھتی ہے جس پر بندہ کا کوئی اختیار نہیں ہوتا جس کے سبب ہم شبِ قدر سے متعلقہ معلومات کو بھی اسی ''دائرے یادداشت'' میں متعین کرنے پر مجبور ہیں کیونکہ سارے کا سارا قرآن اسی یادداشت پر منحصر کیا گیا تھا۔

مذکورہ بالا احادیث کے علاوہ ذیل میں مزید دو احادیث جو کہ ستائیسوں شب سے متعلق ہیں،قارئین کے استفادے کے لیے بیان کی جاتی ہیں:۔

''ابوالخیر نے صحابی سے دریافت کیا کہ آپنے کب ہجرت (مدینہ منورہ کی جانب) کی انہوں نے فرمایا کہ ہم یمن سے ہجرت کر کے چلے تو جب جحفہ کے مقام پر پہنچے تو ایک سوار ہمارے پاس پہنچا جس سے ہم نے مدینہ طیّبہ کے حالات پوچھے،اس نے جواب دیا کہ پانچ روز ہوگئے جب ہم نے نبی کریم ﷺ کو زمین کے سپرد کر دیا تھا۔

ابوالخیر نے پوچھا،کیا آپ شبِ قدر کے بارے میں کچھ جانتے ہیں؟ جواب دیا ہاں، مجھے نبی کریم ﷺ کے موذن حضرت بلالؓ نے بتایا کہ وہ رمضان المبارک کے آخری عشرے کی ساتویں رات (گویا ستائیسویں رات ہوئی) ہے۔'' [بخاری، جلد دوم، (باب ۵۰۵، حدیث نمبر ۱۵۸۷) صفحہ

۷۳۳؛فرید بک اسٹال،لاہور]

مشکوٰۃ مصابیح کی حدیث سے بھی پتہ چلتاہیکہ نبی کریمؐ نے رمضان کی تیئسویں، پچیسویں اور ستائیسویں شب کولوگوں کیساتھ نماز ادا کی تھی۔لیکن ستائیسویں شب میں مزید اہتمام یہ کیا تھا کہ اہلِ خانہ کے علاوہ دیگر لوگوں اور عورتوں کیساتھ نماز ادا کی تھی اور قیام اتنا طویل تھا کہ لوگوں کوسحری کے وقت کے ختم ہوجانیکا خدشہ ہوگیا تھا۔ (ملاحظہ ہوصفحہ:۶۲۷،جلد رقم ۲،اردوشرح مشکوٰۃ المصابیح،مولفہ علامہ فضل محمّد یوسف زئی)

مذکورہ حقائق سے واضح ہوگیا کہ ''خوشی'' منانے کا تقاضہ بہت بعد میں یعنی سورہ یونس کے نزول کے دوران ہوا اور تفقہ یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہیکہ اس وقت تک پہلی وحی کے نزول کی رات بھلا دی گئی تھی!کسی اور موقعہ پر جب حضورِ اکرم ﷺ کو یاد آیا اسوقت وہ رات، حدیث میں مذکورہ دو مسلمانوں کے درمیان جھگڑے کی تناظر میں پھر سے بھلا دی گئی !!چنانچہ ہم تسلیم کرنے پر مجبور ہیں کہ یہ سب کچھ منشاءِ یزدی کے تحت ہوا تھا!!

احادیث کے اختلافات کے چند اسباب:

اس مرحلہ پراحادیث کےاختلافات کی وجوہات کاکسی قدر جائزہ لیناضروری محسوس ہوتاہے، جاننا چاہیے کہ احادیث کے اختلافات کے اسباب و وجوہات محققین کی نظر سے پوشیدہ نہ رہ سکے چنانچہ یہ بات اب منظر عام پر آچکی ہے کہ بعض لوگوں نے مختلف وجوہات کی بناء پرحدیثیں گھڑلیں تھیں، اس فعل قبیحہ نے عقائد کی اصل شکل بگاڑ دی چنانچہ محترم امین اصلاحی صاحب وضع حدیث کے محرکات کے تحت اپنی کتاب ''مبادی تدبرِ حدیث'' کے صفحہ رقم:۱۲۸پر لکھتے ہیں:

> ''اصحابِ فن نے ان روایتوں کی تحقیق کی اور بالآخر اس کا سراغ لگا ہی لیا۔جب ان کے گھڑنے والے کا پتہ چلا اور اس سے سوال کیا گیا کہ اس نے اس گناہِ عظیم کا بار اپنے سر کیوں لیا تو اس نے جواب دیا کہ جب میں نے دیکھا کہ لوگ امام ابوحنیفہ(علیہ رحمۃ) کی فقہ پر ٹوٹے پڑ رہے ہیں تو میں نے یہ روایتیں گھڑیں تا کہ لوگوں کوقرآن کی طرف متوجّہ کروں۔''

صفحہ:۱۲۹، پر لکھتے ہیں۔

> ''اسی طرح ایک گروہ نے جو اخیار اور صالحین کے زمرے میں آتا ہے، اپنے صوفیانہ مزاج کی بدولت ترغیب و ترہیب کے قسم کی بیشمار روایات گھڑ ڈالیں۔ بادیٔ النظر میں ان کا مقصد لوگوں کوآخرت کا ڈر اور خوف دلانا اوران کے اندر دین کی طرف شوق اور رغبت پیدا کرنا تھا ان حضرات پر جب ان بے بنیاد روایات کے سبب سے اعتراضات ہوئے تو اپنے دفاع میں انہوں نے یہ موقف اختیار کیا کہ ان روایتوں سےمقصود لوگوں کونیکیوں کی ترغیب دینا اور برائیوں سے بچانا ہے،اس وجہ سے ان کو سند اور روایت حدیث کی ان پابندیوں سے آزاد ہونا چاہیے جو محدثین نے قائم کر رکھیں ہیں۔

ہمارے محدثین نے اس گروہ کا مقابلہ کرنے کے بجائے اس کے آگے ڈگ دال دی اور انھوں نے غالبًا اس

گروہ کے اس موقف کو صحیح تسلیم کرلیا چنانچہ انہوں نے اپنی تحقیقی دارو گیر کو صرف احکامی روایات تک محدود کر کے اس گروہ کو ہر قسم کے رطب و یابس چیزیں پھیلانے کے لیے آزاد چھوڑ دیا۔ ان کا رعب اور ہیبت اتنی چھا گئی کہ انہوں نے گویا غلبہ سا پا لیا! اسی گروہ کی پھیلائی ہوئی وہ روایات ہیں جن سے تصوف کی کتابیں بھری پڑیں ہیں۔''

اسی موضوع پر شمس العلماء الطاف حسین حالی کے رسالہ ''تہذیب الاخلاق'' ۱۸۷۹ء میں شائع شدہ ایک مضمون کا یہاں حوالہ دینا نا مناسب نہ ہوگا؛ لکھا ہے۔:

''امام جوزیؒ نے لکھا ہے کہ حدیثیں وضع کرنے والوں کا ایک بہت بڑا گروہ ہے جن کے راس و رئیس وہب بن وہب اور قاضی بختری وغیرہ تیرہ آدمی ہیں۔ انہی تیرہ آدمیوں میں ایک محمد بن عکاسہ کرمانی ہے جس نے محمد بن تمیم فاریانی کی شرکت میں دس ہزار حدیثوں سے زیادہ وضع کی ہیں۔''

مذکورہ بالا انکشاف سے قبل لکھتے ہیں:

''علماء کی ایک بڑی جماعت (جیسا کہ جامع الاصول اور شرح نخبۃ الفکر وغیرہ میں تصریح کی گئی ہے) اس بات پر متفق ہوگئی تھی کہ ترغیب و ترہیب کے ذریعہ حدیثیں وضع کرنی یا ضعیف اور منکر حدیثوں کی روایت کرنی جائز ہے۔ اسی بناء پر بے شمار حدیثیں ترغیب کے لیے وضع کی گئیں تھیں۔''

مثالیں بیان کرتے ہوئے اور مزید بات آگے بڑھاتے ہوئے فرماتے ہیں:

''یا مثلاً! حفظۃ القرآن کے فضائل میں جیسے یہ حدیث کہ حافظِ قرآن کی فضیلت غیر حافظِ قرآن پر ایسی ہے جیسے خالق کی مخلوق پر۔ اسی طرح سینکڑوں روزے اور ہزاروں نمازیں اور بے انتہا طواف اور بے شمار صدقے وضع کئے اور ان کے اجر اور ثواب میں حد سے زیادہ مبالغہ کیا گیا''

علامہ نے وضع حدیث کے اثرات کا تذکرہ مضمون کی ابتداء ہی میں مندرجہ ذیل الفاظ میں کر دیا تھا، فرماتے ہیں:

''اگرچہ محققین نے ان کی تحقیقات اور چھان بین کرنے میں کوئی کوتاہی نہیں کی اور ان کی موضوعات اور مفتریات کو احادیث صحیحہ سے جہاں تک ہوسکا جدا کیا مگر ان کی جرح و قدح صرف کتابوں ہی تک محدود رہی اور واعظوں کے رنگین فقرے جو کم سے کم ہزار برس تک وعظ کی بھری مجلسوں میں وقتاً فوقتاً مسلمانوں پر چلتے رہے وہ مشرق سے مغرب تک اور جنوب سے شمال تک وباء کی طرح پھیل گئے۔'' (بحوالہ ماہنامہ طلوع اسلام نومبر ۲۰۰۳ء)

ایک اور عالم محترم مسعود عالم قاسمی صاحب ''فتنہ وضع حدیث اور موضوع احادیث کی پہچان'' کے صفحہ ۷۹ پر لکھتے ہیں:

''شہرت مقبولیت اور نام و نمود کا حصول بھی وضع حدیث کا ایک بڑا سبب تھا۔ یہ واقعہ ہے کہ ایک زمانے میں محدث کی بڑی شان ہوا کرتی تھی اور حدیث کی روایت کرنا بڑی عزت اور اور مرتبے کا کام سمجھا جاتا تھا، راویوں کی جو قدر اور عزت افزائی ہوتی تھی وہ دوسروں کو ہر گز نصیب نہ تھی اور ایسے حضرات مرجع خلائق تھے جن کے متعلق یہ مشہور تھا کہ

ان کی سند عالی ہے۔ چنانچہ ایسے محدثین کے پاس طالبینِ حدیث کا اژدہام ہوتا اور شائقین دور دراز کے علاقوں سے لمبا لمبا سفر طئے کرکے ان کے پاس حاضر ہوتے اور حدیث کا درس لیتے ،اس معاملے میں ان کو جتنی مصیبت اور مشقت کا سامنا کرنا پڑتا وہ سب گوارہ کرتے ۔ان محدثین کی عزت اور فضیلت صرف ان کے شاگردوں تک محدود نہ ہوتی بلکہ عوام وخواص ،امیر وغریب، عالم وجاہل سب ان کا یکساں احترام کرتے ،ظاہر ہیکہ اس میں جو کشش ہے وہ دوسری کسی چیز میں نہیں ہوسکتی ،اس لیے بہت سے وہ لوگ جو سستی شہرت کے خواہاں ہوتے اور نام ونمود کی لالچ ان کو بے چین رکھتی ،وہ حدیث کی روایت کرنے لگتے اور جھوٹی روایت ثقہ راویوں کی سند میں ملا کر بیان کرتے تا کہ وہ سچے محدثین کی طرح عوامی مرجعیت کے حقدار سمجھے جایں۔''

صفحہ ۳۷ پر لکھتے ہیں:

''وضع حدیث کا ایک عمومی محرک ترغیب وترہیب رہا ہے،یعنی نیکیوں پر رغبت دلانے اور گناہ کے کاموں سے بغض رکھنے اور اچھے اعمال کی فضیلت اور برے اعمال کی قباحت بیان کرنے کے لیے بھی حدیث وضع کی جاتی رہی ہے۔دوسروں کی اصلاح کرنا اور نیکیوں کو رواج دینا یقیناً امورِ دین سے ہے اور قابلِ تعریف ہے، ہر مسلمان پر واجب ہیکہ جب وہ کوئی برا کام دیکھے تو اسے روکنے کی کوشش کرے اور جس شخص کے اندر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا جذبہ نہ ہو وہ مسلمان نہیں ہوسکتا۔ بہت سے سادہ لوح دین داروں نے جب یہ دیکھا کہ بہت سی ایسی چیزیں رائج ہوچکی ہیں جو دین کے منافی ہیں اور بہت سے دینی اعمال ایسے ہیں جن کو لوگ چھوڑتے جارہے ہیں تو انہوں نے ان اعمال کی فضیلت بڑھانے کے لیے حدیث وضع کرنی شروع کردیں تا کہ لوگ ان کی طرف راغب ہوں اس طرح دین کی اشاعت کے لیے نیک نیتی کے ساتھ خود دین کو نقصان پہنچایا گیا اور یہ سادہ لوح سمجھا کیے کہ 'انهم يحسنون صنعا' وہ اچھا کام کررہے ہیں''

ایسے ہی حقائق کے پیشِ نظر گمان کیا جاسکتا ہیکہ رمضان المبارک کے محدود ایام کی برکتوں اور نعمتوں سے زیادہ سے زیادہ مستفید ہونے کے لئے اس موقعہ پر بھی مذکورہ اجتماعی بھلائی کے خیال نے رات بھر نوافل کی ادائیگی کا خیال پیدا کیا ہوتا کہ مسلمانوں کا زیادہ سے زیادہ وقت ''عبادات ومجاہدات'' میں گذرے!! آخر یہ بھی تو ''ترغیب وترہیب'' کے سنہری اصول سے مستفید ہونے کا ایک انداز ہے!

یہی وہ وجوہات تھیں جن کے سبب راقم الحروف نے بھی یہ خیال ظاہر کیا کہ شبِ قدر کی رات کی نوافل ''عبادات'' کا ایک ہزار سال کی ''عبادات'' سے افضل ہونے کا خیال ایسے ہی محرفینِ احادیث یا ان کے ہم خیال مبلغین کا ہے جو امت کو کثیر ''عبادات'' کی ترغیب وترہیب دینا چاہتے ہیں۔اس ضمن میں ہمیں مسند احمد کی وہ حدیث ذہن میں رکھنی چاہیے جس میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ''میرے بعد بہت سی حدیثیں مجھ سے منسوب کی جائیں گی ،انہیں قرآن کے آگے پیش کرو، جو حدیث اس سے مطابقت رکھتی ہے قبول کرلو، باقی کو رد کردو!''

وضع احادیث کے محرکات عبادات تک ہی محدود نہیں رکھے گئے بلکہ اس کا دائرہ عمل بعثت مہدی وعیسیٰ علیہما السلام کے عقائد کو بھی

گھیرے میں لیے ہوئے ہے اور ہر لحاظ سے علاماتِ قیامت وعدلِ الٰہیہ کے تقاضوں کو مجروح ومشکوک کر چکا ہے۔اور آج ساری امت مسلمہ اس ذمن میں غیر یقینی اور تذبذب میں مبتلا نظر آتی ہے۔

شکر گذاری اور اسلام کی تعلیمات:

اسلام میں شکر گزاری سے متعلق ڈاکٹر خالد مسعود صاحب اپنے مضمون ''قرآن کی اخلاقی اصطلاحات کا معنویاتی مطالعہ'' میں لکھتے ہیں کہ قرآن کریم نے کافر کی بنیادی خرابی یہ بتائی ہیکہ کافر اللہ تعالیٰ کا شکر گزار نہیں ہوتا رب کریم کے احسانات ونعمتوں کا انکار کر کے کفرانِ نعمت کا ارتکاب کرتا ہے۔جبکہ مسلمان کی خصوصیت یہ بتائی ہیکہ وہ ہر لمحہ اللہ تعالیٰ کا احسان منداور شکر گذار رہتا ہے اور لکھتے ہیں کہ اسی احسان مندی سے ایمان جنم لیتا ہے۔(ماہنامہ المعارف،اپریل۔جون ۲۰۰۴ء،ادرہ ثقافتِ اسلامیہ،لاہور؛پاکستان)

مندرجہ بالاتحریر کے پس منظر میں ذہن میں سوال پیدا ہوتا ہیکہ (نعوذ باللہ) کیا نبی کریم ﷺ نزولِ قرآن کے احسان الٰہیہ کے سلسلے میں کفرانِ نعمت کا ارتکاب کر سکتے ہیں؟ (ثمّہ نعوذ باللہ) اللہ سارے مسلمانوں کو عقلِ سلیم سے نوازے اور گمراہی سے بچائے۔یقیناً آپ ﷺ نے بھی شکر ادا کیا ہوگا۔یہاں قیاس یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہے کہ یہ شکرانا سورہ یونس کی متحوالہ آیات کے نزول سے پہلے ہی کر دیا ہوگا (واللہ عالم) کیونکہ شکرادا کرنے کی تعلیم اللہ نے ہر نبی ومرسل کو دی ہے ذیل میں ان کے قرآنی حوالے آگے پیش کیے جارہے ہیں۔

کفرانِ نعمت اور مھتدین:

اچھی طرح سمجھ لیں کہ مہدوی حضرات بھی کسی حال میں کفرانِ نعمت کا ارتکاب نہیں کرتے۔ہمارا حال یہ ہیکہ قرآنی تعلیمات ومہدی علیہ السلام کی احیائے دین کی کاوشوں کے سبب ہم خوشی وغم ہر دو موقعوں پر سنتِ رسول اللہ ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے سب سے پہلے اللہ کی طرف رجوع کرتے ہیں اور اسکا شکر ادا کرتے اور ہر دو حال میں راضی بارضائے الٰہی کا نمونہ بن جاتے ہیں جو کہ اصولِ بندگی اور دین کا عین تقاضہ ہے۔یہ بھی ایمان رکھتے ہیں کہ ہر وہ نصیحت جو اللہ کی طرف سے ہمیں ملتی ہے وہ ہمارے لیے فرض کا درجہ رکھتی ہے چاہے چاروں سنّی فقہہ کی مروجہ فقہی اصطلاحات اسے کسی نام سے لوگوں میں متعارف ومشتہر کریں البتہ ان میں ترجیحات فقہ عالیہ کے تحت دی جاتی ہیں۔چنانچہ جب مہدی علیہ السلام نے ہمیں شبِ قدر کا علم بحکم الٰہیہ عطا فرمایا تو نزولِ قرآن کی شب یعنی شبِ قدر کو ہم نے حسب الحکمِ احکم الحاکمین خوشی (عید) منانا شروع کیا۔

سوچنے کا مقام ہیکہ جب نزولِ قرآن کو اللہ نے بنی نوانسان کے لیے''فضل ورحمت'' سے تعبیر کیا ہے تو کیا ہم پر اللہ کے اس فضل، کرم فرمائی اور نازل کردہ رحمت واحسان کا شکرانا ادا کرنا فرض (obligatory) نہیں ہوجاتا؟ یہ ایک منصوص منطق ہے جس کے تحت نہ صرف خوشی بلکہ اظہارِ تشکر بھی ہر مسلمان کا دینی اور اخلاقی ''فریضہ'' بن جاتا ہے۔یہ اخلاقی فریضہ ''دینی'' کیسے بن جاتا ہے یہ بھی سمجھ لیں!

مسنداحمد کی حدیثِ مبارکہ ہے: بعثت لاتمّ مکارم الاخلاق (میں مکرم اخلاق کی تکمیل کے لیے بھیجا گیا ہوں) پس اخلاقیات کی تعلیم حضورِ اکرم کے فرائض کا حصہ ہونیکے سبب دین کا ایک اہم ترین حصّہ ہے۔قرآنِ کریم نے بہتر اخلاق کو مومن کی صفت بتایا ہے چناچہ نبی کریم ﷺ کی ذاتِ مبارک مکرم ترین اخلاق کا مجسمہ تھی۔واضح ہو کہ عدل کی تعلیمات بھی اخلاقی فرائض کی ادائیگی کا تقاضہ کرتیں ہیں اس طرح

عدل اور مکرم اخلاق، اسوۂ حسنہ میں شامل ہونے کے سبب حقوق اللہ اور حقوق العباد کی لزومات میں شامل ہیں! اسوجہ سے اخلاقی فریضہ دینی فرائض کا حصہ شمار کیا جائیگا۔

قرآنِ کریم کی آیات سے واضح ہوتا ہیکہ شکر گذاری کی صفت انبیاء و مرسلین کا خاصہ رہی ہے، مثلاً حضرت نوح علیہ السلام کے بارے میں کہا گیا کہ ''وہ ہمارا بڑا ہی شکر گذار بندہ تھا'' (سورہ بنی اسرائیل، آیت:۳) موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا ''جو کچھ میں نے تم کو عطا کیا اس کو لو اور شکر کرو!'' (سورہ الاعراف، آیت ۱۴۴) اسی طرح حضرت ابراہیمؑ کے بارے میں کہا گیا کہ ''اللہ کی نعمتوں کے شکر گذار تھے'' سورہ النمل کی آیت ۱۲۳ میں حضور اکرم ﷺ کو حکم دیا ''پھر ہم نے آپ کیجانب وحی بھیجی کہ آپ ملتِ ابراہیم حنیف کی پیروی کریں''۔ اس وجہ سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ اللہ کا شکر ادا کرنا ہر امۃ پر فرض رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مذکورہ تمام امثال دینے کے باوجود موسیٰ علیہ السلام کی قوم سے مخاطب ہو کر شکر نہ ادا کرنے کے بارے میں وارننگ دیتے ہوئے فرمایا:۔

''اور جب تمہارے پروردگار نے تمہیں آگاہ کر دیا (ہے) کہ اگر تم شکر گذاری کرو گے تو بیشک میں تمہیں (اور) زیادہ دونگا اور اگر تم ناشکری کرو گے تو یقیناً میرا عذاب بہت سخت ہے۔'' (سورہ ابراہیم؛ آیت:۷)

یہ وارننگ بظاہر تو بنی اسرائیل کو دی گئی ہے مگر اس کا تعلق ہم سے بھی ہے۔ الحمدللہ کہ متذکرہ ''سخت عذاب'' سے بچنے کیلیے اللہ کی نصیحت و حکم کی پابندی کرتے ہوئے شکر گزاری کا یہ فرض ملت مہدویہ بلا کسی عذر کے ادا کرتی ہے۔ اب کوئی ہمیں یہ بتائے کیا اللہ کے حکم کی تعمیل کے بعد خوشی (عید) منانا قابلِ اعتراض عمل ہے؟ کیا شبِ قدر کی منصوص افضلیت، شرف و عظمت اور اس رات میں انسانوں کی بھلائی کے لئے برپا کیے جانے والے سلامتی کے امور و برکات کے نزول کو ملحوظ رکھتے ہوئے مذکورہ بالا آیت کے تحت شکرانا ادا کرنا فرض نہیں ہو جاتا؟

ہر راسخ العقیدہ مسلمان جانتا ہے کہ دنیا کی طبعی عمر کے اس آخر زمانے میں اللہ تعالیٰ نےبنی نوع انسان کو شبِ قدر میں نازل کی جانیوالی ''خیر'' سے بہتر کوئی اور ''خیر'' نہیں عطا کی!!!

اللہ تعالیٰ کے اس انعام، احسان و کرم فرمائی پر فرض کی نیت سے شکرانا، نماز کی شکل میں ادا کرنے والوں پر اعتراض کرنے والوں کو دیانتداری سے اپنا محاسبہ کرنا چاہیے اور عدل سے کام لینا چاہیے تاکہ روزِ محشر اللہ کے آگے شرمساری و ذلت نہ ہو! میرے عزیزو اللہ سے ڈرو اور اس کے احسانات کے دلے شکرانا ادا کرنے کو ایک ناقابلِ فراموش فرض تسلیم کرلو ورنہ کفرانِ نعمت کے مرتکب قرار پاؤ گے اور ''سخت عذاب'' کے مستحق بھی!

جہالت اور کم علمی نے ہمیں یہ بھی بھلا دیا کہ پانچوں فرض نمازیں شکرانے کی نمازیں ہی ہیں جو کہ انبیاء و مرسلین نے احسان مندی اور شکر گذاری کے اظہار کے لیے ادا کیں تھیں جن کی تفصیل یہ ہے کہ نماز فجر حضرت آدمؑ نے لغزش سے معافی ملنے کی شکر گذاری میں ادا کی تھی! حضرت ابراہیمؑ نے بھی نمرود کی آگ سے محفوظ رکھے جانیوالے احسانِ الٰہیہ کی شکر گزاری کے اظہار کے لیے بوقتِ ظُہر نماز ادا کی تھی۔ حضرت یعقوبؑ نے حضرت یوسفؑ کی سلامتی کی خبر ملنے پر شکرانا ادا کیا تھا جو کہ عصر کا وقت تھا۔ اسی طرح اللہ نے حضرت داؤدؑ کی توبہ قبول کی تھی، انہوںؑ نے شکرانہ ادا کیا تھا اور وہ وقت مغرب کا تھا۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت یونسؑ کو مچھلی کے پیٹ سے زندہ و سالم بچالیا تو انہوں نے بھی شکرانا

ادا کیا تھا اور وہ عشاء کا وقت تھا! یہی وہ پانچ نمازیں ہیں جو ہم پر فرض کی گئیں! کیا یہ سب کچھ جان لینے کے بعد بھی لیلۃ القدر کے سلسلے میں شکرانہ کی ادائیگی کو فرض تسلیم نہیں کیا جائیگا؟

لیلۃ القدر کی بشارت کا حامل کون ہوسکتا ہے؟

اب یہ بھی جان لیں کہ شبِ قدر کی تاریخ کا تعین صرف وہی مامور من اللہ کرسکتا ہے جسے اس بارے میں ''عین الیقین'' عطا کیا گیا ہو جو کہ ثمّ انّا علینا بیانہ سے متعلقہ اوامر کا ایک مضمون ہے۔ اس بارے میں کسی غیر مامور من اللہ کے ''عین الیقین'' کا دعویٰ، امت کے تفرقے کا باعث ثابت ہوگا! کیونکہ ہم سب ایسے بیشمار نیک و پارسا متلاشیانِ شبِ قدر سے واقف ہیں جو ہر ماہِ رمضان میں شبِ قدر کے مل جانے کا دعویٰ کرتے رہتے ہیں اور بڑے روح پرور تجربات و احوالات کے تذکرے سے سامعین کو محظوظ کرتے رہتے ہیں۔ لطف کی بات تو یہ ہے کہ ایک ہی سال میں یہ شب کسی کو ۲۳ویں تاریخ ملتی ہے، کسی کو ۲۵ویں، کسی کو ۲۷ویں تو کسی کو ۲۹ویں شب کو!

<u>مصادر و مراجع:</u>

۱۔ قرآنِ کریم معہ اردو ترجمہ و تفسیر — محمد جونا گڑھی، شاہ فہد قرآن کریم پرنٹنگ کمپلکس؛ مدینہ منوّرہ، سعودی عربیہ

۲۔ ترجمہ قرآنِ مجید معہ مختصر حواشی — سیّد ابوالاعلیٰ مودودی، مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز۔ دہلی

۳۔ ترجمان القرآن — ابوالکلام احمد، شیخ غلام علی اینڈ سنز، ادبی مرکیٹ، چوک انارکلی؛ لاہور

۴۔ اردو شرح مشکوٰۃ المصابح — محمّد فضل یوسف زئی، ناشر ادارہ علم و عمل، جامعہ علومِ اسلامیہ؛ بنوری ٹاون، کراچی

۵۔ موسوعة الحديث الشريف الكتاب السيّية (عربی) دار السلام للنشر و توازيع. رياض؛ سعودی عربيہ

۶۔ صحیح بخاری — اردو ترجمہ وحید الزماں صاحب، فرید بک اسٹال، اردو بازار، لاہور

۷۔ صحیح مسلم معہ مختصر شرح نووی — اردو ترجمہ وحید الزماں صاحب، نعمانی کتب خانہ؛ اردو بازار، لاہور

۸۔ مبادی تدبّرِ حدیث — امین احسن اصلاحی، فاران فاونڈیشن؛ اچھرہ، لاہور

۹۔ ماہنامہ طلوعِ اسلام — ماہ نومبر ۲۰۰۳ھ؛ گلبرگ۔۲، لاہور

۱۰۔ ماہنامہ المعارف، اپریل۔ جون ۲۰۰۴ء — ادارہ ثقافتِ اسلامیہ، ۲۔ کلب روڈ، لاہور

۱۱۔ ماہنامہ صوت الحق — نومبر ۲۰۰۴ء؛ کراچی، پاکستان

۱۲۔ ذخیرہ اسلامی معلومات، حصہ دوم، نظرِ ثانی — مولفہ محمّد غفران صاحب، مکتبہ مکیّہ، مکّی مسجد؛ ۲۲۔ علاّمہ اقبال روڈ، لاہور

✿✿✿✿✿

جناب سید یوسف صاحب (بنگلور)

لیلۃ المبارکہ

ایک رات کی عبادت کا صلہ ایک ہزار مہینہ کی مقبولہ عبادت سے بہتر! یہ دو رکعت نماز یقین کا صلہ بھی ہوسکتا ہے؟ امام ابن ابی حاتمؒ نے حضرت علی بن عروہؓ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنی اسرائیل کے چار آدمیوں کا تذکرہ کیا جنہوں نے اسی برس تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کی اور آنکھ جھپکنے کی دیر بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کی۔ وہ ہیں حضرت ایوب علیہ السلام، حضرت زکریا علیہ السلام، حضرت حزقیل بن عجوز علیہ السلام، حضرت یوشع بن نون علیہ السلام ہیں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہ اجمعین اس پر انتہائی متعجب ہوئے تو حضرت جبریل علیہ السلام حضور ﷺ کے پاس آئے اور کہا: اے محمد ﷺ آپ کی امت نے اسی برس تک ان لوگوں کی عبادت کرنے پر انتہائی تعجب کیا ہے۔ تحقیق اللہ تعالیٰ نے اس سے بہتر اور افضل شئے نازل فرمادی ہے۔ پھر انہوں نے یہ آیات پڑھیں۔ اِنَّـآ اَنـزَلْـنَهُ فِى لَيْلَةِ الْقَدْرِ .... اور کہا یہ اس سے بھی افضل ہے جس پر آپ ﷺ کی امت نے اظہار تعجب کیا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہؓ انتہائی خوش ہوئے۔

حضرت ابوبکر واسطیؒ فرماتے ہیں کہ ''بندوں کی چار قسمیں ہیں اول وہ جنہوں نے پہچانا اور طلب کیا، دوم وہ جنہوں نے طلب کیا لیکن پا نہ سکے، سوم وہ جنہوں نے پایا لیکن مفاد حاصل نہ کرسکے، چہارم وہ جنہوں نے پہچانا لیکن طلب نہیں کیا''۔

اول وہ لوگ جنہوں نے مہدیٔ موعودؑ کے فرمان کے مطابق لیلۃ القدر کو پہچانا اور اس کی فضیلتوں اور برکتوں کو اللہ تعالیٰ سے طلب کیا۔ دوم وہ لوگ جنہوں نے طاق راتوں میں تلاش تو کیا لیکن پا نہ سکے۔ سوم وہ لوگ جنہوں نے مہدیٔ موعود کے فرمان کو فرض سنت اور نفل کے شش و پنج میں الجھ کر رہ گئے ہیں۔ چہارم وہ لوگ جنہیں مہدیٔ موعود کے فرمان کے مطابق اس کی اہمیت تو معلوم ہے لیکن نفاق کی وجہ سے اس عظیم رات کی سعادتوں کو اللہ تعالیٰ سے طلب کرنے میں ان کی عقل مانع رہی۔

جبرائیل علیہ السلام انبیاء و مرسلین کے پاس اللہ کے احکام اور وحی لانے پر مامور تھے۔ خاتم الانبیا ﷺ کے بعد نبوت رسالت اور وحی کا سلسلہ بند ہوگیا۔ تو پھر لیلۃ القدر کی رات کو ملائکہ کا نزول جبرائیل کی معیت میں کیا معنی؟ اور اس رات عبادت کرنا ایک ہزار مہینوں کی مقبولہ عبادت سے بہتر قرار دینا کیا معنی؟ تئیس (۲۳) سال تک جو قرآن مجید کا نزول آہستہ آہستہ ہوتا رہا وہی قرآن کریم اعلان فرماتا ہے کہ لیلۃ القدر کی رات کو قرآن مجید آسمان سے اتارا گیا کیا معنی؟

اللہ تعالیٰ فرامین واحکام کو رسول اکرم ﷺ کے ذریعہ بندوں پر پیش کرنے کے بعد دنیا پر لیلۃ القدر کی رات نظر کرم فرماتے ہیں، توجہ فرماتے ہیں، نگاہ ڈالتے ہیں، ایک لمحہ کے لئے کہ میں نے جو احکام بندوں پر پیش کئے تھے اس پر کون کتنا عمل کر رہا

ہے۔ وہی لمحہ مخصوص خدا کی خوشنودی کا ہے۔ اسی لئے نزول قرآن کے وقت جبرائیل جس طرح تئیس سالوں تک حضور ﷺ کے پاس آیا کرتے تھے اسی طرح فرشتوں کی جماعت کے ساتھ نزول کر کے قرآن کے احکام کی بجا آوری پر امت رسول ﷺ کا محاسبہ کرتے ہیں۔ اس رات کو اطاعت گذار فرمانبردار بندوں کے لئے اللہ سے رحمت اور انعام واکرام کی دعا کرتے ہیں اور نافرمانوں پر لعنت وملامت کرتے ہیں۔ جس لمحہ حضرت ذوالجلال کی نظر عنایت دنیا پر مرکوز ہوتی ہے اس وقت اللہ تعالیٰ اپنی مرضی کے مطابق کہ جیسا وہ چاہتا تھا اپنے بندوں سے عبادت کرنے کو، یا اس کی بندگی کرنے کو ویسا کرنے والے بندوں یا گروہ اور جماعت پر اس کی نظر کا مرکوز ہوجانا ایک ہزار مہینے کی مقبولہ عبادت سے بہتر قرار دیا ہے۔ فرشتوں کا دنیا میں گروہ در گروہ چھاجانا یہ بتارہا ہے کہ وہ لمحہ جب اللہ تعالیٰ اپنے مخصوص بندوں کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو نور خداوندی کے فیضان سے خود کو منور کرلینے کے لئے جہاں پر اللہ کے خاص بندوں کا گروہ ہے فرشتوں پر اس نور کا عکس پڑ جانا بھی ان کی سعادت مندی کا سبب ہے

اہلسنت والجماعت کا بڑا طبقہ ابوالاعلی مودودی کو قابل اعتبار اس لئے نہیں مانتا کیونکہ مودودی نے کئی معاملات میں صحابۂ رسول ﷺ کی تعلیمات ومعاملات میں اعتراض کیا ہے اور اس کے علاوہ مودودی نے مصر کے سیاسی رہنما ؤحسن البناء کی تحریک اخوان المسلمین سے اپنی تحریک جماعت اسلامی مستعار لی تھی یعنی اسلام کے نام پر دنیا میں حکومت کرنا دونوں تحریکوں کا منشاء ومقصد رہا ہے۔ اس کے باوجود مودودی نے کئی حقیقتوں کا انجانے میں ہی سہی اعتراف کیا ہے۔ کبھی کبھی مخالفین و معاندین بھی حقیقت کا اعتراف کرجاتے ہیں۔ جرمن فلسفی وشاعر گوئٹے نے کہا ہے کہ جب بھی میں یہ کتاب (قرآن مجید) پڑھتا ہوں میری روح میرے جسم میں کانپنے لگ جاتی ہے۔ مودودی نے سورۂ العلق کی تفہیم میں لکھا ہے کہ ’’یہ بات اپنی جگہ ایک حقیقت ہے کہ قرآن کی آیات اور سورتیں اللہ تعالیٰ اسی وقت تصنیف نہیں فرماتا تھا جب رسول ﷺ اور آپ کی دعوت اسلام کو کسی واقعہ یا معاملہ میں ہدایت کی ضرورت پیش آتی تھی، بلکہ کائنات کی تخلیق سے بھی پہلے ازل میں اللہ تعالیٰ کے ہاں زمین پر نوع انسانی کی پیدائش اس میں انبیاء کی بعثت، انبیاء پر نازل کی جانے والی کتابوں اور تمام انبیاء کے بعد آخر میں محمد ﷺ کو مبعوث فرمانے اور آپ ﷺ پر قرآن نازل کرنے کا پورا منصوبہ موجود تھا۔ شب قدر میں صرف یہ کام ہوا کہ اس منصوبے کے آخری حصے پر عملدرآمد شروع ہوگیا۔ اس وقت اگر پورا قرآن حاملین وحی کے حوالے کردیا گیا ہو تو کوئی قابل تعجب امر نہیں (شب قدر کی رات کو پورا قرآن حامل وحی فرشتوں کے حوالے کردیا گیا اور پھر واقعات اور حالات کے مطابق وقتاً فوقتاً ۲۳ سال کے دوران جبرئیل اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کی آیات اور سورتیں رسول ﷺ پر نازل کرتے رہے) تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِم مِنْ كُلِّ اَمْرٍ سَلٰم قف هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۔ فرشتے اور روح اس میں

اپنے رب کے اذن (مرضی ،حکم) سے ہر حکم لے کر اترتے ہیں ۔روح سے مراد جبرئیل ہیں ۔وہ بطور خود نہیں آتے بلکہ اپنے رب کی اذن (مرضی) سے آتے ہیں ۔یہاں یہ بات بھی معلوم ہو رہی ہے کہ جب بھی اللہ کی مرضی ہوگی جبرئیلؑ آیا کریں گے اور یہ بھی معلوم ہو رہا ہے کہ اللہ کی مرضی کچھ بھی ہوسکتی ہے اس میں کسی کو تردد نہیں ہونا چاہیئے اور بالواسطہ یا بلا واسطہ حکم یا تعلیم بھی ہوسکتی ہے ۔ترتیب کے لحاظ سے الم نشرح (۹۴) واں سورۂ العلق (۹۶) واں سورہ ہے ۔سورۂ قدر (۹۷) واں اور سورۂ بینہ (۹۸) واں سورہ ہے ۔قرآن کریم میں ان کی ترتیب ایک عجیب وغریب وضاحت کی طرف اشارہ کر رہی ہے ۔اگر فی الواقعہ مودودی ہی کی بات کو مان لیں تو یہ ایک منصوبہ بند ترتیب ہے ۔اس منصوبہ بندی میں کئی باتیں آجاتی ہیں ، خاتم الانبیاء کے بعد خاتم الاولیاء کا ایک معینہ مدت اور مقام پر آنا ،وہ امور جن کا تعلق تعلیمات ولایت یا احسان کے بیان کے لئے مبین کلام اللہ کا آنا ،اور دور نبوت ﷺ میں ان تعلیمات کو مخصوص صحابہؓ تک محدود رکھنا ان کو عام نہ کرنا وغیرہ ۔

مودودی نے سورۂ بینہ کے دیباچہ میں لکھا ہے کہ قرآن مجید کی ترتیب میں اس سورۃ کو سورۂ العلق اور سورۂ قدر کے بعد رکھنا بہت معنی خیز ہے ۔سورہ علق میں پہلی وحی درج کی گئی (اقرا بسم) سورہ قدر میں بتایا گیا کہ وہ کب نازل ہوئی اور اس سورۃ (بینہ) میں بتایا گیا کہ اس کتاب پاک کے ساتھ ایک رسول بھیجنا کیوں ضروری تھا ۔اس سورہ میں اہل کتاب کی گمراہیوں کے متعلق وضاحت کی گئی ہے کہ ان کے مختلف راستوں میں بھٹکنے کی وجہ یہ نہیں تھی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی رہنمائی نہ کی تھی بلکہ وہ اس کے بعد بھٹکے کہ ان کے پاس راہ راست کا بیان واضح آچکا تھا اس سے خود بخود یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اپنی گمراہیوں کے وہ خود ذمہ دار تھے اور اب پھر اللہ کے رسول ﷺ کے ذریعہ (اور اہل قرآن کو مہدیؑ کے ذریعہ) بیان واضح آجانے کے بعد بھی اگر وہ بھٹکے ہی رہیں گے تو ان کی ذمہ داری اور بڑھ جائے گی ۔آخر میں صاف صاف ارشاد ہوا ہے کہ جو اہل کتاب (یا اہل قرآن)اور مشرکین اس رسول ﷺ (یا مبینؑ) کو ماننے سے انکار کریں گے وہ بدترین خلایق ہیں ان کی سزاء ابدی جہنم ہے ۔

لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ مُنْفَكِّيْنَ ۔(سورہ بینہ) ’’اہل کتاب اور مشرکین میں سے جو لوگ کافر تھے (وہ اپنے کفر سے) باز آنے والے نہ تھے ۔

مودودی نے اس کی تفہیم میں لکھا ہے کہ کفر میں مشترک ہونے کے باوجود ان دونوں گروہوں (اہل کتاب ومشرک) کو دو الگ الگ ناموں سے یاد کیا گیا ہے ۔اہل کتاب سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے پاس پہلے انبیاء کی لائی ہوئی کتاب خواہ تحریف شدہ شکل ہی میں سہی ،موجود تھی اور اسے مانتے تھے (آج اہل قرآن کے پاس بغیر تحریف شدہ احکام واضح دلائل والی تنزیل قرآن ہے)اور مشرکین سے مراد وہ لوگ ہیں جو کسی نبی کے پیرو اور کسی کتاب کے ماننے والے نہ تھے ......قرآن کریم میں کہیں ان (یہود ونصاری) کے لئے ’’مشرک‘‘ کی اصطلاح استعمال نہیں کی گئی بلکہ ان کا ذکر اہل کتاب اَلَّذِيْنَ اُوْتُوا

الْکِتٰبَ ۔(جن کو کتاب دی گئی تھی) یا یہود و نصاری کے الفاظ سے کیا گیا۔ کیونکہ وہ اصل توحید کو مانتے تھے اور پھر شرک کرتے تھے (جیسے اہل قرآن بعض احکامات کو مانتے اور بعض کونہیں مانتے)

یہاں کفر اپنے وسیع معنوں میں استعمال کیا گیا ہے جن میں کافرانہ رویہ کی مختلف صورتیں شامل ہیں۔ مثلاً کوئی صفات و اختیارات میں کسی نہ کسی طور پر دوسروں کو شریک ٹھرا کر ان کی عبادت بھی کرتا تھا۔ کوئی اللہ کی وحدانیت بھی مانتا تھا مگر اس کے باوجود کسی نوعیت کا شرک بھی کرتا تھا۔ کوئی خدا کو مانتا تھا مگر اس کے نبیوں کا انکار کرتا تھا۔ کوئی آخرت کا منکر تھا۔

اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ نے بڑے صاف اور واضح انداز میں ''بینہ'' یعنی دلیل روشن کو رسول (یا اللہ کا خلیفہ) کا بھیجا جانا بتایا ہے جو پاک صحیفے پڑھ کر سنائے جن میں بالکل راست اور درست تحریریں لکھی ہوئی ہوں اور مودودی نے جو باتیں کہی ہیں وہ ہیں (۱) اللہ کے رسول (یا اللہ کا خلیفہ) روشن دلیل ہیں (۲) اہل کتاب اگر بھٹکے ہیں تو واضح دلیل اور احکام آنے کے بعد ہی بھٹکے ہیں (۳) اللہ تعالیٰ منصوبہ بند طریقے سے کسی بھی کام کو ترتیب دیتے ہیں۔

حضرت مہدیؑ موعود علیہ السلام نے دعویٰ مہدی کے دلیل میں جو آیات قرآن حجت کے طور پر پیش فرمائیں ان میں سورۂ بینہ اٹھارویں آیت مبارکہ ہے ''کہ اختلاف نہیں کیا ان لوگوں نے جن کو کتاب دی گئی مگر بعد اس کے کہ آیا ان کے پاس بینہ'' مہدیؑ موعود علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو حکم دیا کہ ان لوگوں سے مراد جن کو کتاب دی گئی تیرے زمانے کے علماء ہیں اور بینہ سے مراد مہدیؑ موعود علیہ السلام تیری ذات ہے (ہژدہ آیات۔ بندگی میاں عبدالغفور سجاوندیؓ)

خلیفۃ اللہ تابع تام رسول اللہ ﷺ نے اپنے دعویٰ مہدویت کے ثبوت میں جن اٹھارہ (۱۸) آیات کریمہ کو پیش فرمایا ان میں سورۂ ھود کی آیت کریمہ '' اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَ يَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ '' (سورہ ھود آیت ۱۷) کیا منکر قرآن ایسے شخص کی برابری کرسکتا ہے جو دلیل روشن پر قائم ہوا اور جو اپنے رب کی جانب سے آیا ہے۔ اس کے بعد کی آیت مبارکہ دیکھیں '' وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْ م بَعْدِ مَا جَآئَتْهُمُ الْبَيِّنَةُ ''فتح محمد خاں جالندھری نے اس آیت کا ترجمہ یوں کیا ہے کہ ''اور اہل کتاب جو فرقوں میں بٹے ہیں تو دلیل واضح (بینہ) کے آنے کے بعد ہی بٹے ہیں اور تفہیم القرآن کا ترجمہ یوں ہے۔ پہلے جن لوگوں کو کتاب دی گئی تھی ان میں تفرقہ برپا نہیں ہوا مگر اس کے بعد کہ ان کے پاس (راہ راست کا) بیان واضح آ چکا تھا۔ یعنی جن لوگوں کو کتاب دی گئی اور واضح بیان ہونے کے بعد بھی تفرقہ کیا۔ اب یہی کام اہل قرآن بھی کررہے ہیں۔

حاصل کلام یہ کہ اللہ کی کتابیں اور صاف احکامات ہونے کے بعد ہی لوگوں نے دین میں تفرقہ کیا ہے پس اسی طرح اہل

قرآن بھی نافرمانی کے مرتکب ہوئے ہیں۔

جیسا ہم نے پہلے بتایا الم نشرح (۹۴) سورۂ العلق (۹۶) ویں سورت ہے۔ سورہ قدر (۹۷) اور سورۂ بینہ (۹۸) سورت ہے۔ مودودی کے الفاظ میں اس کی ترتیب ''معنی خیز ہے''

سورۂ ضحیٰ کی تفہیم میں مودودی نے لکھا ہے کہ ''روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ مدت تک رسول اللہ ﷺ پر وحی کا نزول بند رہا...... اس پر رسول اللہ ﷺ سخت غمگین ہو گئے اور مخالفین بھی آپ کو طعنہ دینے لگے تھے...... مشرکین نے کہنا شروع کیا کہ محمد (ﷺ) کو ان کے رب نے چھوڑ دیا ہے یا ان سے رب ناراض ہو گیا ہے...... لامحالہ حضور ﷺ کو سخت پریشانی ہوئی۔ آپ ﷺ کو بار بار یہ شبہ گذرتا کہ کہیں مجھ سے کوئی ایسا قصور تو نہیں ہو گیا کہ میرا رب مجھ سے ناراض ہو گیا ہو اور اس نے مجھے حق و باطل کی اس لڑائی میں تنہا چھوڑ دیا ہو۔ حضور ﷺ کو تسلی دینے کے لئے سورۂ ضحیٰ نازل ہوئی اور کہا گیا کہ ان ابتدائی دور کے مشکلات سے آپ ﷺ مطلق پریشان نہ ہوں۔ ہر بعد کا دور پہلے دور سے آپ ﷺ کے لئے بہتر ثابت ہوتا جائے گا۔ اس کے بعد اس تسلی اور خوشخبری کو بیان کرتے ہوئے سورۂ الم نشرح میں کہا گیا کہ'' وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ ''اور تمہاری خاطر تمہارے ذکر کو بلند کر دیا۔ حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ''جبرئیلؑ میرے پاس آئے اور مجھ سے کہا میرا رب اور آپ ﷺ کا رب پوچھتا ہے کہ میں نے کس طرح تمہارا ذکر رفع کیا ہے؟ میں نے عرض کیا اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ''جب میرا ذکر کیا جائے گا تو میرے ساتھ تمہارا بھی ذکر کیا جائے گا (ابن جریر، ابن ابی حاتم، مسند ابو یعلی، ابن المنذر، ابن حبّان، ابن مردویہ، ابونعیم) ایسی ہی تفصیلات درمنثور، ابن کثیر، طبری اور دیگر کتابوں میں درج ہیں۔

نزول کے لحاظ سے سب سے پہلی وحی ''اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ ''تھی۔ لیکن سورۂ علق کو جس میں یہ آیت مبارکہ ہے سورۂ ضحیٰ اور سورۂ الم نشرح کے بعد رکھا گیا ہے۔ سورۂ ضحیٰ میں آپ ﷺ کو تسلی دی گئی سورۂ الم نشرح میں آپ ﷺ کے ذکر کو بلند کرنے کی بات کہی گئی۔ اس کے بعد نزول وحی کی پہلی سورت ہے اس کے بعد سورۂ قدر ہے جس میں قرآن کو لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر اتارے جانے کی بات ہے'' اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِی لَیْلَةِ الْقَدْرِ ''ہم نے قرآن کو شب قدر میں نازل کیا۔ ''شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ ''(البقرہ ۱۸۵) رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا۔ یہ وہ رات ہے جس میں پہلی مرتبہ خدا کا فرشتہ غار حرا میں نبی ﷺ کے پاس وحی لے کر آیا تھا وہ ماہ رمضان کی ایک رات تھی ''اِنَّـآ اَنْـزَلْـنٰهُ فِی لَیْلَةٍ مُّبٰرَکَةٍ ''(سورۂ دخان ۳) ہم نے اسے ایک برکت والی رات میں نازل کیا اور اس کے بعد ''بینہ'' یا روشن دلیل یا اللہ کے رسول ﷺ اور (خلیفۃ اللہ کی بات) والی سورۃ ہے۔

غور کریں جب رسول اللہ ﷺ کے ذکر کو بلند کر دیا گیا (الم نشرح) وحی نازل کر دی گئی (العلق) قرآن مجید نازل کر دیا گیا (قدر) اس کے بعد روشن دلیل کی بات ہے (بینہ) اگر ہم منکران مہدی ہی کی تحریرات میں مہدیٔ موعود آخرالزماں سید محمد جونپوری علیہ السلام کی بعثت کی حقیقت کو تلاشیں تو تمام سچائیوں کی کڑیاں ایک دوسرے سے جڑی نظر آتی ہیں کہ آپ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی جانب سے مہدی موعود ہونے کی دعوت دینے کے حکم کو قرآن کریم کی آیات مبارکہ کو دلیل کے طور پر پیش فرمایا تھا وہ قرآن کے پیغام میں کئی سورتوں اور آیات میں واضح طور پر بیان کر دیا گیا ہے جیسے کہ مودودی نے بینہ کے دیباچہ میں لکھا ہے ’قرآن مجید کی ترتیب میں سورۂ بینہ کو سورہ علق اور سورۂ قدر کے بعد رکھنا معنی خیز ہے۔ سورہ علق میں پہلی وحی درج کی گئی۔ سورہ قدر میں بتایا گیا کہ وہ کب نازل ہوئی اور اس سورۃ (بینہ) میں بتایا گیا ہے کہ اس کتاب کے ساتھ ایک رسول (روشن دلیل) کا بھیجا جانا کیوں ضروری ہے

ہم کہتے ہیں کہ الم نشرح میں رسول ﷺ کے ذکر کو بلند کر دیا گیا ہے اس کے بعد وحی اور قرآن کے نزول کا ذکر قدر میں کر دیا گیا کہ وہ عظیم رات ہے جس میں قرآن نازل ہوا۔ اس کے بعد روشن دلیل (بینہ) میں رسول کا ذکر یہ بتاتا ہے کہ خاتم الانبیاء ﷺ کے ذریعہ قرآن پیش کیا جا چکا ہے اور اسے ایک عظیم قدر والی رات میں اتارا گیا ہے اب اس کے بعد اس کے بیان کا اہتمام بھی کیا جائے گا۔ اس کے لئے روشن دلیل مبین کلام خلیفۃ اللہ کا آنا اس سلسلے کی آخری کڑی ہے۔ اور صاحب بینہ کا مقام کوئی عام مقام نہیں ہے۔ اس کی وضاحت سورۂ رحمٰن میں بھی کی گئی ہے۔ ’’رحمٰن نے قرآن کی تعلیم دی، اس نے انسان کو پیدا کیا، پھر اس کو بیان سکھایا‘‘ پہلے معلم قرآن کے ذریعہ قرآن کی تعلیم دی گئی پھر انسان کو پیدا کیا اور اس کو بیان سکھایا۔ یہاں بھی بات منصوبہ بندی ہی کی ہے، قرآن کریم نے جہاں کہیں (بینہ) روشن دلیل کا لفظ استعمال کیا ہے اسے پیغمبر ، رسول، نبی اور اللہ کے خلیفہ کے معنوں میں استعمال کیا ہے جیسے سورۂ ہود آیت ۲۷ ’’(نوحؑ نے) فرمایا کہ اے میری قوم! یہ تو بتلاؤ کہ اگر میں اپنے رب کی جانب سے (بینہ) دلیل پر ہوں (جس سے میری نبوت ثابت ہے)‘‘ دیگر مفسرین کی طرح مودودی نے تفہیم کیا ہے۔ یہاں روشن دلیل انہیں معنوں میں اللہ کا خلیفہ ہے جو رسول اللہ ﷺ کا تابع تام ہے جسے اللہ کے رسول ﷺ کے ذکر کو بلند کر دیئے جانے اور نزول قرآن کی عظمت اور حقیقت کے بیان کے لئے مبعوث کیا جانے والا ہے بعد جسے اختیار دیا گیا ہے کہ ’’شب قدر‘‘ کی نشاندہی اور اس کا تعین کرے اور اس عظیم نعمت کی عطا اور تعین پر ’’دو رکعت لیلۃ القدر‘‘ کو فرض قرار دے۔ ان دو رکعت کا ترک کرنا اس قدر والی رات کی عظمتوں کا انکار کرنا ہی قرار پائے گا۔ اس رات امام کے ساتھ نماز پڑھنا جو با جماعت ہوتی ہے اور فرض ہی ہوا کرتی ہے۔ درمنثور کی یہ روایت تائد کرتی ہے۔ ’’امام طیالسی، ابن زنجویہ، ابن حبان اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ

روزہ رکھا۔تو آپ ﷺ نے مہینے میں کسی رات ہمارے ساتھ قیام نہیں فرمایا یہاں تک کہ جب چوبیسویں (۲۴) رات آئی (جو جفت ہے) جو باقی رہنے والی سات راتوں میں سے تھی تو آپ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی ، یہاں تک کہ رات کا تہائی حصہ گزرنے کے قریب ہوگیا۔(صحابہؓ کا یہ کہنا بتا رہا ہے کہ آپ ﷺ نے اس مہینہ رات کو قیام نہ کیا مگر! چوبیسویں کی رات (جو جفت ہے) کو قیام کیا (نماز پڑھائی) یہاں تک کہ صبح ہونے کو آئی)اور جب پچیسویں (۲۵) کی رات آئی (جو طاق ہے) تو آپ ﷺ نے ہمیں نماز نہ پڑھائی اور چھبیسویں (۲۶) کی رات آئی جو باقی رہنے والی سات راتوں میں سے تھی (جفت) تو آپ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی ۔ یہاں تک کہ رات نصف سے زائد گزرنے کے قریب ہوگئی ۔تو میں نے عرض کیا ، یا رسول اللہ ﷺ اگر آپ ہمیں رات کے بقیہ حصے میں نفل پڑھادیں ؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا ’’نہیں بلاشبہ جب آدمی امام کے ساتھ نماز پڑھ کر واپس لوٹتا ہے تو اس کے لئے رات کا قیام لکھدیا جاتا ہے (جیسے نماز فرائض کا قیام لکھا جاتا ہے)(یہ نماز مقبول ہوجاتی ہے) پھر جب ستائیسویں (۲۷) کی رات آئی (جو طاق ہے) تو آپ ﷺ نے ہمیں نماز نہیں پڑھائی ، پھر جب اٹھائیسویں (۲۸) کی رات آئی (جو جفت ہے) تو رسول اللہ ﷺ اور دوسرے لوگ اکھٹا ہوئے اور آپ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی ۔ یہاں تک کہ قریب تھا ہماری سحری کا کھانا رہ جاتا ۔پھر مہینے کے کسی دن آپ ﷺ نے ہمیں نماز نہیں پڑھائی ۔

اس روایت میں یہ بات معلوم ہورہی ہے کہ آپ ﷺ جفت راتوں کو نماز پڑھا رہے ہیں اور طاق راتوں کو نماز نہیں پڑھاتے ہیں اور صحابہ رضوان اللہ علیہ اجمعین کے کہنے پر کہ ہمیں نفل پڑھادیں کہتے ہیں کہ ’’بلاشبہ جب آدمی امام کے ساتھ نماز پڑھ کر واپس لوٹتا ہے تو اس کے لئے رات کا قیام لکھ دیا جاتا ہے‘‘ کیا حضور ﷺ اس رات کی مقبولہ عبادت ’’دو رکعت نماز فرض سے آگاہ کئے جاچکے تھے‘‘؟ یا آپ ﷺ کو وحی کی جاچکی تھی کہ اس رات ادا کی جانے والی نماز فرض قرار دی جائے گی؟ یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ رسول مقبول ﷺ بارگاہ رب العزت میں معزز، محترم اور مقبول ہونے کے باوجود زیادہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی رحمت، قربت اور خوشنودی کے متلاشی رہتے ورنہ کیا بات ہے کہ آپ ﷺ اُمت کو تو طاق راتوں میں شب قدر تلاش کرنے کو کہہ رہے ہوں اور خود ﷺ جفت راتوں میں نماز پڑھاتے ہیں اور طاق راتوں میں نہیں پڑھاتے اور فرماتے ہیں کہ ’’بلاشبہ جب آدمی امام کے ساتھ نماز پڑھ کر واپس لوٹتا ہے تو اس کے لئے رات کا قیام لکھ دیا جاتا ہے‘‘ یہاں اس حقیقت کو یاد رکھنا چاہیئے کہ رسول اللہ ﷺ کا مقام کیا ہے۔مسند امام حنبل (۸۱۶۶) میں ہے کہ فرمایا نبی ﷺ نے ایک ہی سحری سے مسلسل کئی روزے رکھنے سے اپنے آپ کو بچاؤ۔صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ بھی مسلسل روزے رکھتے ہیں؟ نبی ﷺ نے فرمایا! میں تمہاری طرح نہیں ہوں میں تو اس حال میں رات گذارتا ہوں کہ میرا رب خود ہی مجھے کھلاتا ہے پلاتا ہے‘‘

نقل ہے کہ حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ ''جو کچھ خدائے تعالیٰ سے اپنے کانوں سے سنتا ہوں زبان سے تم کو پہنچا دیتا ہوں خواہ یقین کریں یا نہ کریں خدا جانے تم جانو (نقلیات میاں عالمؒ)

نقل ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا جو شخص عمل کرے اور اس کے عمل سے فائدہ نہ ہو وہ عمل ضائع ہے۔ یہ تو سب جانتے ہیں کہ نمازوں میں نماز فرض ہی ایسی نماز ہے جس کو درج کیا جاتا ہے جس پر پرسش ہوگی اور اس کے نہ ادا کرنے پر عذاب ہوگا۔ کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی ادائیگی اور اطاعت میں ہوتی ہے۔ باقی نمازیں جیسے کچھ سنتیں اور نوافل بندے کی سہولت اور مرضی کی ہیں اس میں اللہ کی خوشنودی تو ہے ہی مگر ادائیگی پر ثواب ہے۔ نہ ادا کرنے پر عذاب نہیں ہے۔ یہاں پر رسول اللہ ﷺ نے نمازوں کے ذریعہ اشارہ تو نہیں دیا ہے؟ کہ رمضان کے آخری عشر میں ایک ایسی نماز ہے جو فرض کا درجہ رکھتی ہے جس کا انتظار کیا جانا چاہیئے اور آپ ﷺ کی عترت یا اولاد میں آنے والے خلیفۃ اللہ مامور من اللہ کے حکم سے وہ ادا کی جانے والی نماز لیلۃ القدر کی دو رکعت ہیں! اسی لئے آپ ﷺ نے جفت راتوں میں تو صحابہ کے ساتھ اتنا قیام فرمایا کہ سحری کے فوت ہوجانے کا اندیشہ ہوا مگر طاق راتوں میں نماز نہیں پڑھائی۔ جبکہ کئی روایتوں سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے طاق راتوں میں لیلۃ القدر کو تلاش کرنے کا حکم دیا ہے۔ اس طرح آپ ﷺ نے امت کو پیغام دیا کہ لیلۃ القدر والی رات کی نماز امام کے پیچھے ادا کی جائے گی اور اسے لکھ دیا جائے گا۔ اس میں رات بھر قیام کرنے کا مطلب دو رکعت نماز ہے۔ تو کیا نماز فرض سے بہتر کوئی عبادت ہوسکتی ہے؟ اور نفل نمازیں تو فرائض کا بدل نہیں ہوسکتیں۔ اس لئے سورۂ قدر کی عظمت کو ظاہر کرنے کے لئے دلیل روشن ''بینۃ'' کا آنا طے تھا اس لئے سورہ قدر کے بعد سورۂ بینہ۔ اس مبین کلام اللہ کی آمد کا اشارہ ہے۔ اسی لئے رسول ﷺ جفت راتوں میں نماز پڑھاتے ہیں، طاق راتوں میں نہیں پڑھاتے ہوئے اس نماز کی امامت یا اس بینہ کی ''امامت'' اور اس کی اہمیت بتاتے ہیں۔ حضرت ابوذرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے کوئی چیز بیان کرنے سے نہ چھوڑی حتیٰ کہ وہ پرندہ جو آسمان میں بازو پھیلاتا ہے اس کا علم بھی ہم سے بیان فرمایا (مدارج النبوہ)

امام سعید بن منصور اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت منصور بن زاذان رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ''سورج کے غروب ہونے کے وقت سے لے کر فجر طلوع ہونے تک فرشتے اترتے رہتے ہیں وہ ہر مومن کے پاس سے گذارتے ہیں اور کہتے ہیں ''اسلام علیک یا مومن ''اے مومن تجھ پر سلام ہو۔ یہاں مومن کے ساتھ تخصیص ہے مسلمانوں یا اللہ کے بندوں کے ساتھ خطاب عام نہیں ہے۔ ایمان کا تقاضہ یقین ہوتا ہے جس کو یقین نہیں اسے ایمان نہیں۔ مومن وہ جو اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے احکام پر بغیر چوں بہ چرا عمل کرے۔ اپنے نفس کی پیروی کرنے والے مومن نہیں ہوسکتے۔ اسی لئے اسلام لانے قرآن پڑھنے، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج کرنے اور کلمہ گو ہونے کے بعد بھی اللہ تعالیٰ بندوں سے کہہ رہے ہیں ''یَآ اَیُّھَا

الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا ادۡخُلُوۡ فِي السِّلۡمِ كَآ فَّةً ''(بقرہ ۲۸)اے! ایمان والو اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ۔ یعنی اپنی مرضی سے جس اسلام پر تم چل رہے ہو وہ آدھا اسلام ہے۔ اللہ اس کے رسولوں کا بتایا ہوا اسلام پورا اسلام ہے۔

امام دیلمی رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میری امت کو شب قدر عطا فرمائی ہے اور ان سے پہلے کسی کو عطا نہیں فرمائی (درمنثور)۔ کچھ لوگ جان بوجھ کر حق سے چشم پوشی اختیار کرتے ہیں۔ مودودی نے سورہ علق کی تفہیم میں لکھا ہے کہ ''اللہ تعالیٰ نے نبوت کے منصب پر سرفراز فرمانے کے بعد رسول اللہ ﷺ کو نماز پڑھنے کا طریقہ سکھا دیا تھا۔ اس طریقے کا ذکر قرآن میں کہیں نہیں ہے کہ اے نبی ﷺ کہ تم اس طرح نماز پڑھو لہذا یہ اس امر کا ثبوت ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر صرف وحی نازل نہیں ہوتی تھی بلکہ اس کے علاوہ بھی وحی کے ذریعہ سے آپ ﷺ کو ایسی باتوں کی تعلیم دی جاتی تھی جو قرآن میں درج نہیں''

ایسی ہی باتوں میں مہدیؑ کا ذکر مہدیؑ کی بعثت کا مقصد مہدیؑ کی آمد کا مقام، زمانہ قیام، ماہیت، کیفیت، آپؑ کا مقام و مرتبہ سب کچھ ہمیں رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے ہی معلوم ہوتا ہے۔ قرآن میں صرف اشارے ہیں۔ ہم خدا کی مرضی اور منشاء کو اپنے ناقص خیال سے نہیں بدل سکتے یا اپنی مرضی کے مطابق نہیں دیکھ پاتے۔ علم الغیب پر یقین کرنا ہی ایمان کا جز ہے۔ اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ قرآن کو جس طرح تم سمجھ کر پڑھ رہے ہو تفسیر کر رہے ہو معنی و مطلب بیان کر رہے ہو وہ سب ظاہر ہے باطن کا علم اللہ کے رسول ﷺ اور صاحب بینہ کے پاس ہے۔

حضرت عیسیٰؑ کے حواریوں نے ان سے کہا کہ اگر آپؑ کسی ایسے شخص کو زندہ کریں جو کشتی نوحؑ کو دیکھا ہو تو ہم اس سے کشتی کے متعلق سوال کریں گے۔

پس عیسیٰؑ ان کے ساتھ ایک نشیبی علاقے میں پہنچ گئے، وہاں پہنچ کر آپؑ نے ایک مٹھی مٹی اٹھائی اور حواریوں سے پوچھا کیا تم جانتے ہو یہ کیا ہے۔ انہوں نے کہا اللہ اور اس کے رسول بہتر جانیں عیسیٰؑ نے کہا یہ حام بن نوحؑ کی قبر ہے۔ اس کے بعد انہوں نے اس نشیبی جگہ پر اپنا عصا مارا اور کہا اللہ کے حکم سے کھڑا ہو جا۔ یہ کہتے ہی زمین پھٹ گئی اور اس میں سے ایک بوڑھا شخص اپنے سر سے مٹی جھاڑتے ہوئے اٹھا۔ عیسیٰؑ نے اس سے پوچھا کیا تمہارا انتقال بڑھاپے میں ہوا تھا۔ اس نے جواب دیا نہیں بلکہ میرا انتقال جوانی میں ہوا تھا۔ میں نے یہ گمان کیا کہ قیامت قائم ہو چکی ہے اس خوف سے میرے بال سفید ہو گئے (یہ حام بن نوحؑ تھے)

عیسیٰؑ کے حواریوں نے حام سے کہا۔ آپ ہمارے ساتھ چلیں تا کہ اطمینان سے بیٹھ کر باتیں کریں تو انہوں نے جواب دیا، جس شخص کا رزق دنیا سے ختم کر دیا گیا ہو وہ کس طرح آپ لوگوں کے ساتھ جا سکتا ہے۔ پھر عیسیٰؑ نے فرمایا کہ اللہ کے حکم

سے لوٹ جاؤ وہ دوبارہ مٹی میں چلا گیا (طبری) یعنی ہم خدا کی مشیت کو بدل نہیں سکتے وہ جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے، وہ مرضی کا مالک ہے۔ یہ انسانی فطرت ہے وہ مردوں کے ساتھ بات چیت کرنا چاہتا ہے۔ زندگی اور حیات بعد الموت کے راز جاننا چاہتا ہے وہ اپنے جیسا سب کو بنالینا چاہتا ہے۔ حتیٰ کہ وہ قرآن کے کھلے پیغام کے باوجود خود کو خلیفۃ اللہ کے مقام پر متمکن دیکھنا چاہتا ہے جب کہ یہ ممکن نہیں۔ اسے اپنی حیثیت اور کمتری کا پہلے جائزہ لے لینا چاہیئے۔ یہی زندگی ہے۔ جب وہ نیستی کو اپنالے گا تو معرفت الٰہی کے اسرار اس پر منکشف ہونگے۔

رمضان کا پہلا عشرہ رحمت، دوسرا مغفرت، تیسرا دوزخ سے نجات کا ہے۔ قرآن کریم شروع ہوتا ہے وعدہ وعید سے، وجود آدم سے، حقیقت کائنات سے، ملائکہ کے ذکر سے، انسانوں اور جنوں کے شر و فساد کے ذکر سے، پیغمبروں کا آنا، پیغام سنانا، انسانوں کی اطاعت، بندگی، سرکشی، گناہ، بغاوت، پیغمبروں کو ستایا جانا، اللہ تعالیٰ کا قہر و غضب، اس کے بعد قیامت اس کی ہولناکی، آخرت میں گناہوں کی پرسش، اللہ تعالیٰ کی عدالت، اور اسی قرآن کے آخری حصے میں سورہ قدر ہے جس میں فرشتوں کے ساتھ جبرئیلؑ کا آنا انسانوں کا حال دریافت کرنا ذکر ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ قدر والی رات اپنی رحمتوں کو عام کردیتے ہیں۔

مہدی موعود علیہ السلام نے فرمایا میرے لوگ عیسیٰؑ سے ملاقات کریں گے۔ اور عیسیٰؑ کے بعد قیامت کا قائم ہونا بیان ہوا ہے اور یہ بھی بیان ہوا ہے کہ قیامت برے لوگوں پر قائم ہوگی یعنی اللہ کے مطیع و فرماں بردار لوگوں پر قیامت قائم نہ ہوگی۔ اس سے ظاہر ہے اچھے لوگ ختم ہو چکے ہونگے۔ صرف برے لوگ ہونگے۔ قیامت سے پہلے اچھے لوگوں کو اللہ تعالیٰ اٹھالے گا۔ قیامت کی دہشت کا مزہ چکھنے کے لئے اشرار کفار مشرک اور خدا اور رسول ﷺ کے نافرمان اور جان بوجھ کر قرآن و شریعت کے خلاف کرنے والے ہی رہ جائیں گے۔

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''معاملہ (دنیا) میں شدت بڑھتی جائے گی اور دنیا میں ادبار (افلاس، ذلت، اخلاق رذیلہ) بڑھتا ہی جائے گا۔ لوگ بخیل سے بخیل تر ہوتے جائیں گے اور قیامت انسانیت کے بدترین افراد پر قائم ہوگی اور قرب قیامت کامل ہدایت یافتہ شخص صرف حضرت عیسیٰؑ بن مریم ہونگے'' (سنن ابن ماجہ جلد ۳، ۴۰۳۹)

ایک بات اس حدیث مبارکہ میں ہے کہ قیامت انسانیت کے بدترین افراد پر قائم ہوگی۔ دوسری یہ کہ اس حدیث سے عیسیٰؑ ابن مریم جیسے واحد ہدایت یافتہ شخص کا قرب قیامت ہونا بیان ہے جو مہدی و عیسیٰؑ کے اجتماع کا ایک ہی وقت و زمانہ میں نہ ہونا ظاہر ہو رہا ہے۔ چونکہ مہدی کے معنی ہدایت یافتہ کے ہیں۔ یہاں یہ حدیث مبارک اعلان کررہی ہے کہ اس وقت ہدایت یافتہ صرف عیسیٰ علیہ السلام ہونگے۔ اس طرح بھی مہدی عیسیٰؑ کے اجتماع کی نفی ہو رہی ہے۔

کسی چیز یا حقیقت کو تلاش کرنے کا حکم اس سے نفع حاصل کرنے کے لئے دیا جاتا ہے۔مگر یہ کیا؟ تمام عمر اور قیامت تک تلاش ہی کرتے رہ گئے۔اس سے نفع حاصل نہ کیا تو اس چیز کا تلاش کرنا لا حاصل ہی ہوا۔جس چیز کو دنیا میں تلاش کرنے اور اس کا نفع آخرت میں حاصل کرنے کا حکم ہوا، اس سے فائدہ نہ ہوا تو اس کا کیا نتیجہ۔ یہ ایک لایعنی سوچ ہے۔ جو چیز آموجود ہوئی، مل گئی، خلیفتہ اللہ نے نشاندہی کردی۔اللہ کے حکم کے ذریعہ اس کے باوجود اس سے فائدہ نہ حاصل کیا تو پھر تلاش کرتے رہنا کیا معنی؟ یہ بالکل ایسا ہے کہ کوئی دنیا کی سب سے بلند پہاڑ کی چوٹی پر چڑھنا چاہتا ہے پہنچ بھی جاتا ہے اسے پتہ ہے کہ اس سے بڑی اور کوئی چوٹی نہیں ہے پھر بھی بضد ہے کہ میں اس سے بلند چوٹی تلاش کروں گا تو یہ نادانی ہے۔

ابن مسعودؓ نے فرمایا جو شخص ارادہ کرے علم اولین وآخرین کا تو چاہیئے کہ اختیار کرے قرآن کو اور کہا بعض علماء نے کہا کہ ہر کلمہ کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن۔اور ایک انتہا ہے اور ایک ابتداء اور قرآن میں تمام علوم کی طرف اشارے ہیں اور ہر وہ بات جو فکر کرنے والوں کو مشکل معلوم ہوتی ہے قرآن میں اس کی طرف اشارہ ہے (منہاج التقویم میں بندگی میاں عبدالملک سجاوندیؒ)

زوارف میں ابن مسعودؓ کے قول کے بیان میں مامن اية الا ولها قوم سيعلمون بها کوئی آیت نہیں ہے مگر اس کے لئے ایک قوم ہے جو معلوم کرے گی اس آیت کے معنی، ابن مسعودؓ کا یہ کلام تحریص دلانے والا ہے ہر طالب صاحب ہمت کو اس بات پر اس کی ہمت مسموعات پر منقطع نہ ہوجائے اور یہ صاف کرے کلام وارد ہونے کی جگہ کو اپنے دل سے تاکہ سمجھ جائے ان معنی کے دقایق کو (منہاج التقویم میں بندگی میاں عبدالملک سجاوندیؒ)

تاریخ اسلام میں حضور اکرم محمد ﷺ کے بعد کسی بھی انسان نے کسی بھی نماز کو فرض قرار نہیں دیا سوائے حضرت مہدی موعود علیہ السلام کے جنھوں نے لیلۃ القدر کی دو رکعت نماز کو فرض قرار دیا ہے۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ آپؑ مامور من اللہ تھے، اس حقیقت سے بخوبی واقف تھے کہ لیلۃ القدر کی نماز کو فرض قرار دینے کا مقام کیا ہے۔ یہ بات صرف تابع تام رسول اللہ ﷺ کے مقام ومرتبہ کی متقاضی تھی۔ یہ حکم صرف خلیفتہ اللہ مراد اللہ مامور من اللہ ہی دے سکتے تھے۔ جو قرآن کریم کے مطابق ایک دلیل روشن تھے۔مہدی موعود علیہ السلام نے اپنے دعویٰ مہدی کے ثبوت میں جن آیات قرآن مجید کو بطور حجت پیش فرمایا اس میں سورۂ آل عمران کی یہ آیت بھی ہے '' فَاِنْ حَآجُّوْکَ فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلّٰهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ ط وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَالْاُمِّيّٖنَ ءَاَسْلَمْتُمْ ط فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ اهْتَدَوْا ج وَّاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ ط وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ '' بِالْعِبَادِ (ال عمران آیت ۲۰) پس اگر وہ تجھ سے جھگڑا کریں تو آپ کہہ دیں اے محمد ﷺ میں تو اپنے کو متوجہ کر چکا ہوں اللہ کی طرف اور وہ بھی متوجہ کردے گا اپنے کو اللہ کی طرف جو میری پیروی کرنے والا ہے۔حضرت مہدی موعود علیہ السلام

سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میرے لئے یہ حکم کئے کہ مَن (مَن اِتبعن کامَن) خاص ہے اور اس سے مراد صرف تیری ذات ہے کوئی اور نہیں

نعمت کو قبول کرنے کے لئے قابلیت کی ضرورت ہوتی ہے۔ سورۂ قدر کے انوار کو قبول کرنے اور جذب کرنے کے لئے بھی قابلیت ضروری ہے اور قابلیت پیدا ہوتی ہے تعلیم اور تربیت سے۔ جب تعلیم اور تربیت ہی ناقص ہو تو فکر و عمل میں تضاد پیدا ہو جاتا ہے۔ اسی لئے نفس کے زیر اثر انسانوں میں بغاوت سرکشی اور ہٹ دھرمی کا عنصر نمایاں ہوتا ہے۔ اگر لیلۃ القدر کے انوار کو قبول کرنا ہو تو وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ کی حقیقت کو سمجھنا چاہیئے کہ آخر اللہ تعالیٰ نے حضرت خاتم الانبیا ﷺ کے ذکر کو بلند کرنے کی بات کیوں بندوں کو بتا رہا ہے کیونکہ وہ ہستی مبارک ہے جس کے نور سے یہ کائنات معرض وجود میں آئی۔ جن کے قلب اطہر پر اللہ تعالیٰ نے اپنا کلام نازل کیا وہ کلام جسے قدر والی رات میں اتارا گیا اِنَّا اَنْزَلْنٰہُ فِیْ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ وہ کلام جو لوح محفوظ میں تھا جو دنیا کے سینکڑوں اربوں سینوں کو روشن و منور کرنے والا تھا روئے زمین کے چپہ چپہ سے اس سے نور کی روشنی اور شعاعیں پھوٹنے والی تھیں جو نور آسمانوں میں تھا وہ زمین کے طول و عرض میں پھیل گیا اسی نور کو دیکھنے کے لئے ہر ماہ رمضان مبارک کی ستائیسویں شب کو جبرئیل فرشتوں کی معیت میں زمین پر اتر آتے ہیں کہ فرشتوں کو دکھانے کے لئے کہ اللہ تعالیٰ نے پیدائش آدم پر فرشتوں کی پریشانی اور وسوسے کا جواب دیتے ہوئے فرمایا تھا '' انی اعلمو ما لا تعلمو ن کہ اے فرشتو دیکھو میں نے اولاد آدم میں شرافت اطاعت و بندگی کے ساتھ اس کے نفس کو بھی آزادی دے رکھی تھی اور شیطان اس کی رگ و پے میں سرائیت کر جانے کی قابلیت بھی رکھتا تھا لیکن ! اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ نے بندگی و اطاعت کو معراج پر پہنچا دیا تو ان کے تابع تام نے احسان کو ثابت کر دکھایا۔ حجابات کے پردے چاک کر دینے کا کمال پیدا کر کے دیدار کی منزل آسان کر دی اس میں نہ صرف سرور کائنات ﷺ بلکہ آپکے تابع تام ''بینہ'' (یا روشن دلیل) نے بھی بندوں کو اپنے نفس کو اطاعت کرنے اور شیطان کے مکر و فریب سے باز رہنے کی تعلیم اور تربیت فرمائی تا کہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد پر کھرے اتریں ''وَمَاخَلَقْتُ الْجِنَّ وَالانْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْن میں نے جنوں اور انسانوں کو اپنی عبادت یعنی اپنی معرفت کے لئے پیدا کیا ہے۔ رسول اکرم کی طرح مامور من اللہ مہدی موعودؑ ایک دلیل روشن تھے، اپنے متبوع کی طرح جن کی گواہی دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا۔ اَفَمَنْ کَانَ عَلٰی بَیِّنَۃٍ مِّنْ رَّبِّہٖ وَ یَتْلُوْہُ شَاھِد'' مِنْہُ (سورۂ ہود آیت ۱۷) کیا منکر قرآن ایسے شخص کی برابری کر سکتا ہے، جو دلیل روشن پر قائم ہوا اپنے رب کی جانب سے آیا ہے۔ اسی حقیقت کو مکرر سکرر دہراتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے سورہ بینہ میں ان دونوں روشن دلیلوں کو پیش فرمایا ہے وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ اِلَّا مِنْ م بَعْدِ مَا جَآءَ تْھُم الْبَیِّنَۃُ یہاں یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے اس کے رسول ﷺ کے بتائے ہوئے اور ان کے تابع تام

کے بتائے ہوئے طریقے تعلیم اور تربیت کے ذریعہ ہی ان انوار قرآن سے فائدہ حاصل کیا جاسکتا ہے نہ کہ اپنی مرضی اپنی پسند اور اپنی سہولت سے اللہ کو پایا جاسکتا ہے۔ سابقہ امتوں کی ہزار مہینوں کی عبادت کا ثمرہ لیلۃ القدر کی ایک رات میں اور اس رات کی انوار کا ثمرہ دو رکعت نماز فرض میں۔ اس بات کا اشارہ رسول اللہ ﷺ نے دیا ہے اور اسی لئے ایک صاحب بینہ یا دلیل روشن کا اہتمام ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی منصوبہ بندی ہے (مودودی کے الفاظ میں) کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ہر پیغمبر، نبی، رسول اور خلیفہ ایک دلیل روشن ہوتا ہے۔ کسی پر صحیفہ اتارا جاتا ہے کسی پر تنزیل کی جاتی ہے، کسی کو معجزہ عطا ہوتا ہے، کسی کو دیدار کرایا جاتا ہے۔

احیاء العلوم میں حضرت امام غزالیؒ فرماتے ہیں ''سعادت ایمان پر بعض لوگ اعلیٰ درجات پر فائز ہوتے ہیں۔ بعض کم پر، بعض ادنیٰ پر، سعادت دینوی ہو یا اخروی، سعادت کے یہ درجات معرفت ایمان کے تفاوت کی وجہ سے ہیں۔ معرفت نور ہے اس نور کے بغیر باریٔ تعالیٰ سے ملاقات ممکن نہیں نُوْرُهُمْ يَسْعَى بَيْنَ اَيْدِيهِمْ وَ بَايْمَانِهِمْ (پ۲۸ آیت ۸) ان کا نور ان کے داہنے اور ان کے سامنے دوڑتا ہوگا۔ روایتوں میں ہے کہ لوگوں کو اس نور کی یکساں مقدار عطا نہیں ہوگی، بعض لوگوں کو پہاڑ کی مانند نور عطا ہوگا، بعض کو اس سے کم، اور کسی شخص کو انگوٹھے کے بقدر نور عطا ہوگا۔ وہ (اس کا) نور کبھی چمکے گا کبھی بجھ جائے گا (احیاء العلوم)

آدمؑ کی لغزش کا معاف کیا جانا، نوحؑ کی کشتی کا کوہ جودی پر ٹھرایا جانا، ابراہیمؑ کو آتش نمرود سے رہائی، یونسؑ کو مچھلی کے پیٹ سے رہائی، موسیٰؑ کو فرعون سے نجات، خاتم الانبیاء ﷺ کی عظمت کا اظہار کیا جانا معراج میں ۲۶ رجب کو، ارواح مومنین کی مغفرت کی دعا کیا جانا شب برأت کو۔ لیکن! اللہ کے مقبول بندوں کو انعام عظیم سے نوازا جانا لیلۃ القدر کو۔ مگر بندگی وہ جو اللہ کی مرضی کی ہو صرف سجدہ سجود کی بندگی نہیں مقام احسان کی بندگی، یا تو ہم اسے دیکھ رہے ہوں یا وہ ہمیں دیکھ رہا ہے۔ پنجوقتہ نمازیں نماز مخصوصہ ہیں وہ اطاعت اور ادائیگی فرض ہیں۔ دو رکعت نماز بھی مخصوص ہے اللہ کے رسول ﷺ اور تابع تام رسول اللہ ﷺ خلیفۃ اللہ کے ذریعہ فرض کی گئی۔

احیاء العلوم میں حضرت امام غزالیؒ نے یہ حدیث روایت کی ہے کہ **ان لربکم فی ایام دھر کم لنفحات الا فتحر ضوالھا** تمہاری زندگی کے ایام میں باریٔ تعالیٰ کی رحمت کے بہت سے جھونکے ہیں تم ان کی تاک میں رہو۔

الحمد لله الذی فضلنا علی کثیر من عباده المومنین (النمل ع ۲) تمام تعریف اللہ کے لئے سزاوار ہے جس نے ہم کو اپنے بہت سے ایمان والے بندوں پر فضیلت دی۔

فقیر مقصود علی خاں صاحب

مبارک رات

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اعلیٰ نہیں وہ وحدہ لاشریک ہے۔ بادشاہی اسی کی ہے، حمد اسی کو سزاوار ہے۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اللہ کی ہدایت کے بغیر نہ گناہ سے بچنے کی توفیق ہے نہ نیکی کی قوت۔ وہ اللہ ہی ہے جو دنوں میں جمعہ کے دن کو اور راتوں میں شب معراج، شعبان کی پندرہویں شب کو، شب قدر کو فضیلت عطا کی۔ یہ دن اور یہ راتیں دراصل اُمت محمدیہ کے لئے اللہ کی طرف سے بہترین عطیہ ہے۔ اس پر ہم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں اور اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں کرتے۔ بزرگی اسی کے لئے ہے، بہترین تعریف کا مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

ہزاروں درود و سلام ہو خاتم النبین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر آپ کے طفیل میں قرآن جیسی مقدس کتاب، رمضان جیسا مقدس مہینہ، شب قدر جیسی فضیلت والی رات ہونے کی اطلاع ملی۔ ہزاروں درود و سلام ہو خلیفۃ اللہ حضرت میراں سید محمد جونپوری مہدی موعود علیہ السلام پر جن کے طفیل میں تعین کے ساتھ شب قدر جیسی رات ملی۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رمضان شروع ہوا تو حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا یہ جو ماہ تمہارے پاس آیا ہے اس میں ایک رات ہے جو ہزار ماہ سے بہتر ہے جو اس سے محروم کر دیا جائے وہ تمام خیر اور بھلائی سے محروم کر دیا گیا اور اس کے خیر و بھلائی سے ایک بدنصیب ہی محروم کیا جا سکتا ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ کی سیرت کا مطالعہ کرتے ہیں تو یہ بات بھی ہمارے علم میں آتی ہے کہ آپ ماہ رمضان کے آخری عشرہ کی راتوں میں کثرت سے عبادت و ریاضت کرتے تھے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں جب رمضان کا آخری عشرہ آتا تو نبی اکرم ﷺ عبادت کیلئے کمربستہ ہو جاتے اور خوب شب بیداری فرماتے اور اپنے گھر والوں کو بھی بیدار رکھتے۔ اس سلسلہ میں حضرت نعمان بن بشیرؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ 23 ویں رات میں ابتدائی تہائی رات تک قیام کیا پھر 25 ویں شب میں آدھی رات تک قیام کیا پھر 27 ویں رات میں ہمیں لے کر رسول اللہ ﷺ نے اتنا لمبا قیام اللیل کروایا کہ ہمیں فلاح کے چھوٹنے کا ڈر ہونے لگا اور وہ فرماتے ہیں کہ ہم سحری کو فلاح کہتے تھے۔ اس طرح کی ایک روایت حضرت ابوذرؓ سے بھی مروی ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ 23 ویں شب میں قیام کیا پہلی تہائی رات تک، پھر آپ ﷺ نے فرمایا مجھے ایسا لگتا ہے کہ جس چیز کی ہمیں تلاش ہے وہ ابھی بعد میں ہے۔ پھر ہم نے 25 ویں شب میں آپ ﷺ کے ساتھ قیام کیا آدھی رات تک، پھر آپ نے یہی فرمایا جس چیز

کو تم ڈھونڈ رہے ہو وہ ابھی آ گے ہے۔ پھر ہم نے 27 ویں شب آپ ﷺ کے ساتھ قیام کیا اور یہ قیام صبح تک یعنی فجر کے قریب تک تھا۔ آج آپ ﷺ خاموش رہے کچھ نہیں کہا۔

ایک روایت کے مطابق اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس رات کا علم عطا فرمایا۔ ایک صبح آپ اس سے واقف کروانے کے لئے اپنے حجرہ سے باہر آئے۔ باہر آنے پر دیکھا کہ دو مسلمان آپس میں لڑ رہے ہیں۔ آپ فوراً اس مقام پر پہونچ کر اس لڑائی کو ختم کر کے ان میں صلح کرواتے ہیں۔ اسی دوران آپ کے ذہن سے یہ رات بھلا دی جاتی ہے۔

لیلۃ القدر وہ ہے جو قرآن عظیم کے نزول کی رات ہے، لیلۃ القدر وہ ہے جو ان گنت بے شمار فرشتوں کے نزول کی رات ہے، لیلۃ القدر وہ ہے جو امن، سلام اور رحمتوں کی رات ہے، لیلۃ القدر وہ ہے جو 83 سال کا مقام و مرتبہ رکھتی ہے۔ اس رات کی بہت ساری فضیلتیں بیان کی گئی ہیں۔ حضرت جبریل فرشتوں کی جماعت کے ساتھ نزول فرماتے ہیں۔ نمازی اور ذاکر کے حق میں دعا فرماتے ہیں۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت محمد ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص ایمان اور اجر کی اُمید سے لیلۃ القدر میں قیام اللیل کا اہتمام کرے گا اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

ذخیرہ روایت میں یہ بھی روایت ملتی ہے کہ شب قدر میں جو لوگ سو رہے ہیں ان پر فرشتے اور جو بیدار ہیں ان پر جبریل علیہ السلام سلام بھیجتے ہیں اور جو لوگ مصروف عبادت ہیں ان پر باریٔ تعالیٰ سلام بھیجتا ہے۔ جبریل ہر عبادت گزار سے مصافحہ کرتے ہیں۔ مصافحہ کرنے کی علامت یہ ہے کہ بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، دل میں رقت پیدا ہوتی ہے، آنکھوں سے آنسو جاری ہوتے ہیں۔

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے شب قدر کے بے شمار فضائل بیان فرمائے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ''شب قدر میں جبریلؑ آئے اور کہا یا رسول اللہ ﷺ آسمان کی طرف دیکھئے، میں نے دیکھا کہ جنت کے دروازے کھلے ہوئے ہیں۔ پہلے دروازے پر ایک فرشتہ ندا کر رہا ہے، اس شخص کو خوشخبری ہو جو آج کی رات رکوع میں ہے، دوسرے دروازہ پر ایک فرشتہ کہہ رہا تھا اس کو خوشخبری ہو جو آج کی شب سجدہ میں ہے، تیسرے دروازہ پر کہہ رہا تھا اس کو خوشخبری ہو جو اللہ سے دعا مانگ رہا ہے، چوتھے دروازہ پر کہہ رہا تھا اس کو خوشخبری ہو جو آج یادالٰہی میں ہے، پانچویں دروازہ پر کہہ رہا تھا اس کو خوشخبری ہو جو خدائے تعالیٰ کے خوف سے گریہ وزاری میں ہے، چھٹے دروازہ پر کہہ رہا تھا اس کو خوشخبری ہو جو مشیت کے آگے سر تسلیم خم کر چکا ہے، ساتویں دروازہ پر ایک فرشتہ کہہ رہا تھا کہ آج کی شب جو دعا میں مشغول ہے اس کو خوشخبری ہو کہ خدا تعالیٰ اس کی دعا کو قبول کرنے والا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر کوئی شخص شب قدر میں اتنی دیر عبادت کرے جتنی دیر ایک بکری کا دودھ دوہا جا سکتا ہے تو اس قدر عبادت بھی مجھے عمر بھر کے روزوں سے زیادہ محبوب ہے۔ حضرت مہدی موعودؑ ٹھٹھ سے ہجرت فرماتے ہوئے کاہہ تشریف

لائے، یہیں رمضان المبارک کا چاند نظر آیا۔ 27 ویں شب میں نماز عشاء کے بعد اپنے حجرہ مبارکہ میں تشریف لے گئے۔ نصف شب کے بعد خدائے تعالیٰ کا حکم ہوا کہ آج کی رات شب قدر ہے۔ اس عطیہ پر معہ اصحاب کے دو رکعت نماز ادا کرو۔ حضرت حجرہ سے باہر آئے، اعلان کروایا کہ آج ہی کی شب شب قدر ہے۔ اس اعلان کے بعد حاضر اصحاب کے ساتھ آپ نے دو رکعت نماز جماعت سے ادا فرمائی۔ فرہ مبارک میں دو سال رمضان کے موقعہ پر تمام اصحاب کرام کے ساتھ دُگانہ شب قدر ادا فرمائی۔ حضرت شاہ خوندمیرؓ نے فرمایا کہ حضرت مہدیؑ نے شب قدر میں عشاء کے فرض اور سنت کو ادا کرنے کے بعد ایک دُگانہ خود امامت کر کے ادا فرمایا ہے۔ دُگانہ سے فارغ ہونے کے بعد حضرت مہدیؑ نے یہ دُعا پڑھی۔ **اللھم احینی مسکینا و امتنی مسکینا و احشرنی فی زمرۃ المساکین بفضلک و بکرمک و برحمتک یا ارحم الراحمین** اے اللہ مجھ کو مسکین جلا اور مجھ کو مسکین مار اور مسکینوں کے زمرہ میں میرا حشر کر۔ تیرے فضل سے اور تیرے کرم سے اور ترے رحم سے اے رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ مہربان۔ الغرض یہ رات اپنے شرف کی وجہ سے شب قدر کہلاتی ہے۔ اللہ رب العزت کی طرف سے یہ ایک عظیم تحفہ ہے۔ اس تحفہ کے پانے پر پروردگار عالم کا جتنا بھی شکر بجالائے کم ہے۔ ہم مصدقان مہدی موعودؑ تعین کے ساتھ اس رات کا اہتمام کرتے ہیں اور دو رکعت دُگانہ لیلۃ القدر فرض کی نیت سے ادا کر کے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں۔

اس رات میں عزلت از خلق کو اختیار کرتے ہوئے طلب دیدار خدا میں، ذکر و فکر میں رات گزاریں اور وہ افراد جن کی نمازیں قضاء ہوئی ہیں وہ قضاء نمازیں ادا کریں، تلاوت قرآن اور ذکر میں یہ رات گزاریں۔ روایت میں ہے کہ اس رات میں یہ دعا کثرت سے پڑھی جائے " **اللھم انک عفو کریم تحب العفو فاعف عنیٰ** " اے اللہ تو معاف کرنے والا ہے اور معافی کو پسند کرتا ہے پس میرے قصور تو ہی معاف کردے۔ حضرت عائشہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر میں شب قدر کو پالوں تو کیا عمل کروں فرمایا یہ دعا کرو' **اللھم انک عفو کریم تحب العفو فاعف عنیٰ** .

اس ماہ مقدس میں صدقۂ فطر بھی ایک اہم عبادت ہے۔ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت محمد ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے ہر مسلمان آزاد اور غلام، مرد و عورت، بالغ و نابالغ پر صدقہ فطر فرض ہے۔ رمضان میں صدقہ فطر دینا ایسا ہے جیسے نماز میں سجدہ سہو ادا کرنا، روزہ دار سے اگر کوئی گناہ، لغو، فحش، جھوٹ، غیبت وغیرہ کرنے سے جو نقصان ہوتا ہے۔ یہ صدقہ فطر اس کا بدلہ ہوتا ہے۔ یہ صدقہ روزہ کو کامل بناتا ہے جس طرح توبہ اور استغفار گناہوں کی مصلح ہے اس طرح یہ صدقہ روزہ کی اصلاح کرتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ امت محمدیہ پر فضل و کرم فرماتے ہوئے روزہ داروں کے گناہوں سے پاک ہونے کے لئے صدقہ فطر فرض کیا ہے۔ صدقہ روزہ کو پورا کرتا ہے اس کے لئے ہم اللہ تعالیٰ کا جتنا بھی شکر بجالائے کم ہے۔

صدقہ فطر نماز عید سے قبل ادا کرنا چاہیئے ۔صدقہ فطر جو ادا نہیں کرتے اُن کے روزہ زمین و آسمان کے درمیان معلق رہتے ہیں ۔اگر کسی وجہ سے ماہ رمضان میں صدقہ فطر ادا نہ کر سکیں تو دوسرے ماہ میں ادا کریں۔ صدقہ فطر اُنہیں دیں جنہیں زکوٰۃ دی جاتی ہے ۔حضرت محمدﷺ نے فرمایا ہے محتاج عزیز کی موجودگی میں غیر کو صدقہ دینا جائز نہیں ہے ۔صدقہ فطر اجناس کی صورت میں دینے کے بجائے قیمت ادا کی جائے تو بہتر ہوگا۔صدقہ فطر میں ایک کیلو 750 گرام گیہوں کی قیمت ادا کی جائے

حضرت محمدﷺ نے فرمایا ہے عید کے دن صبح سے اللہ تعالیٰ کے مقدس فرشتے ،آبادیوں ،گلیوں ،گوچوں کے سر پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور اُمت محمدیہ کو خطاب کرتے ہوئے پکارتے ہیں ۔اے لوگو اپنے اس پروردگار کی عبادت کے لئے چلو جو تھوڑی عبادت کو قبول کر لیتا ہے اور تھوڑی عبادت کے بدلے میں اجروثواب بہت دیتا ہے ۔نماز عید کی ادائیگی کے لئے گھر سے نکلتے ہی مسجد تک تکبیرات پڑھتے جائیں۔ **الله اکبر الله اکبر لا اله الا الله و الله اکبر الله اکبر و لله الحمد**

حضرت محمدﷺ نے فرمایا مسلمان عید کی نماز کے بعد مغفرت اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی لے کر واپس آتے ہیں ۔عید کے دن جب مسلمان عید کی نماز ادا کرتے ہیں ۔اللہ تعالیٰ اپنے مقدس فرشتوں سے پوچھتے ہیں ’’اے میرے فرشتو جب کوئی مزدور ،مزدوری پوری کرے اور اپنا کام ختم کردے تو اس کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے ۔فرشتے عرض کرتے ہیں اے ہمارے آقا ،اے ہمارے رب اپنے وفادار مزدور کو اس کی مزدوری ادا کردے ۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے فرشتو تم گواہ رہو میں نے اپنے بندوں کے ان روزوں کے بدلے جو انہوں نے رمضان میں رکھے اور راتوں میں جو عبادت کئے ہیں ان کو اپنی رضا مندی اور مغفرت سے نواز دیا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس ماہ میں ہم سے ادا ہوئی تمام عبادتوں کو قبول فرما اور ہم پر رحمتیں و برکتیں نازل فرما۔آمین۔

فقیر محمد عمر خاں صاحب مہمندزئی مرحوم

نمازِ دُگانہ لیلۃ القدر اور اس کی امامت

ہم سب جانتے ہیں کہ قوم مہدویہ میں ۲۷/ رمضان کو دُگانہ لیلۃ القدر کی ادائی کی بڑی اہمیت ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ اس مبارک شب میں دور دراز مقامات پر مقیم مہدوی سفر کی تکالیف برداشت کرتے ہیں اور نماز کے لئے مقررہ وقت پر اپنے پیر طریقت کی خدمت میں حاضر ہوجاتے ہیں تاکہ اس متبرک شب کی عبادت متقی، پرہیزگار اور صالح بزرگ کی اقتداء میں ادا کریں تاکہ عبادت کی حلاوت میسر آجائے۔

آدابِ نماز

نماز میں قیام نماز، رکوع، سجود، قعدہ اور سلام ہیں ان کی ادائی کے وقت نماز کے آداب کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے اس لئے ان میں سے چند کا ذکر یہاں کیا جاتا ہے۔

قیام کی حالت میں

o وضو سے فارغ ہوکر مصلّے پر سیدھا پیر رکھ کر کھڑے ہونا چاہئے۔ o نماز کی نیت قبلہ کے مقابل کھڑے ہوکر کرنا چاہئے o تکبیر اول اللہ اکبر کہتے وقت دونوں ہاتھوں کے پنجوں کو بطخ کے پاؤں کی طرح اٹھا کر دونوں انگوٹھے دونوں لولکیوں کو لگائیں o ہاتھ کے پنجوں کی ہتھیلیوں کا رخ قبلہ کی طرف رکھیں o دونوں ہاتھوں کی انگلیاں عادت کے موافق کھلی رہیں۔ o اللہ اکبر کہہ کر دونوں ہاتھ ناف کے نیچے اس طرح رکھیں کہ دائیں ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کے پہونچے سے آگے رہیں o نماز کی حالت میں قیام کے دوران چار انگشت کا فاصلہ رکھیں o قیام کے وقت دونوں پیروں پر وزن برابر رکھیں o نماز کی نیت کے بعد ہاتھ باندھتے ہی ثناء پھر تعوذ اور تسمیہ پڑھیں، اس کے بعد سورہ فاتحہ ختم کر کے آمین کہیں پھر کوئی ضم سورہ پڑھیں۔ o حالت نماز میں جمائی لیتے وقت منہ پر ہاتھ رکھنا، داڑھی، ناک، کان، سر یا جسم کے کسی حصہ کو کھجانا، آداب نماز کے خلاف ہے (موید المصدیقن)

چنانچہ حضرت بندگی میاں شاہ نظامؓ کا ارشاد ہے ''فراہ مبارک (افغانستان) میں میاں شاہ نظامؓ کے سامنے، حضرت بندگی میاں شاہ عبدالمجید نوریؓ مسئلہ کہتے تھے کہ اگر مصلّی نماز میں تین فعل کرے تو اس کی نماز فاسد ہوجاتی ہے۔ آپؓ نے فرمایا کہ ایک فعل میں تین فعل ہوتے ہیں۔ میاں عبدالمجیدؓ نے کہا یہ کس طرح ہوں گے تو شاہ نظامؓ نے فرمایا ، جب ہاتھ کھولا ایک

فعل ہوا جب فعل کیا دوسرا فعل ہوا' پھر ہاتھ باندھا ایک فعل ہوا' اس کی نماز باطل ہوئی۔

رکوع کی حالت میں:

نماز میں قیام کے وقت سورہ فاتحہ اور ضم سورہ پڑھنے کے بعد اللہ اکبر کہتے ہوئے رکوع میں جائیں۔ اللہ اکبر کے الف کے ساتھ رکوع شروع کریں اور پیٹھ سیدھی ہونے تک اکبر تمام کریں۔ o رکوع کی حالت میں نظر قدموں پر یا قدموں کے درمیان رکھیں۔ o رکوع میں دونوں ہاتھ کی ہتھیلیوں سے دونوں گھٹنوں کو مضبوط پکڑیں اور انگلیاں کشادہ رکھیں رکوع میں تین (۳) بار **سبحان ربی العظیم** پڑھیں' رکوع سے کھڑے ہوتے وقت یعنی قومہ میں **سمع اللہ** وقف کر کے **لمن حمدہ** کہیں o قیام سے رکوع اور سجود میں جاتے وقت لباس' پاجامہ کو ہاتھ سے اوپر کھینچنے کی کوشش نہ کریں (موید المصدقین)

سجدہ کی حالت میں

o رکوع سے فارغ ہو کر اللہ اکبر کہتے ہوئے سجدہ میں اس طرح جائیں کہ پہلے دونوں گھٹنے پھر دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھیں پھر دونوں ہاتھ زمین پر رکھیں پھر ناک اور پیشانی کو زمین پر رکھیں o رکوع سے سجدہ میں جاتے وقت دونوں پیروں کی انگلیاں قبلہ کی طرف زمین پر رکھیں اور ہاتھوں کے دونوں بازو پہلو سے جدا رکھیں زمین پر ٹکنے نہ دیں o سجدہ کی حالت میں دونوں ہاتھوں کے انگوٹھے' دونوں کانوں کے مقابل رکھیں اور سجدہ میں تین بار **سبحان ربی الاعلیٰ** پڑھیں o سجدہ سے اٹھتے وقت پہلے پیشانی' پھر ناک پھر ہاتھ اور گھٹنے اٹھائیں۔

جلسہ کی حالت میں

دو سجدوں کے درمیان دو زانو بیٹھنے کو جلسہ کہتے ہیں' جلسہ کی حالت میں ایک بار **اللھم اغفرلی وارحمنی** پڑھیں پھر دوسرا سجدہ حسب قاعدہ ادا کریں۔

قعدہ کی حالت میں

دوسری رکعت میں دو زانو بیٹھنے کو قعدہ کہتے ہیں' قعدہ میں بیٹھتے وقت سیدھے پاؤں کا پنجہ سیدھا کھڑا کریں اور بائیں پاؤں کا پنجہ بچھا ہوا رکھیں۔ قعدہ کی حالات میں دونوں ہاتھ' دونوں زانو پر اس طرح رکھیں کہ انگلیاں گھٹنوں کے کنارے رہے اور انگلیوں کا رخ قبلہ کی طرف رہے اور انگلیاں کسی قدر کھلی ہوئی رہیں۔ قعدہ کی حالت میں نظر سینہ یا گود پر رکھیں (منقول ہے کہ حضرت بندگی میاںؒ بوقت تشہد اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں اٹھاتے تھے' (تصدیق عمل صفحہ ۲۱ بحوالہ) دو رکعت والی

نماز ہوتو قعدہ اول میں التحیات، درود شریف اور دعا ماثورہ پڑھیں اس طرح نماز پوری کریں۔ اگر چار رکعت والی نماز ہوتو قعدہ اول میں التحیات اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمدا عبدہ رسولہ تک پڑھیں۔ پھر تیسری اور چوتھی رکعت پوری کریں۔ چوتھی رکعت کے بعد قعدہ دوم میں التحیات درود شریف اور دعاء ماثورہ پڑھ کر نماز پوری کریں۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ سیدھے بائیں کہہ کر نماز ختم کریں (خلاصہ موید المصدقین)

آداب نماز برائے مستورات

o تکبیر تحریمہ کیوقت ہاتھ مونڈھوں تک اٹھائیں o ہاتھ سینے پر باندھیں o رکوع میں ہاتھ کی انگلیوں کو زانو تک لے جائیں o انگلیوں کو کھلی ہوئی رکھیں o سجدہ میں پیٹ کو ران کے متصل رکھیں o بغل کو پہلو سے ملی ہوئی رکھیں o تمام اعضاء کو سمٹی رکھیں o پاؤں کی انگلیاں کھڑی ہوئی نہ ہوں o قعدہ کے وقت دونوں پیر سیدھے جانب سے باہر کردیں o جہریہ بھی آہستہ پڑھیں (موید المصدقین) واضح رہے کہ ماباقی متذکرہ مردوں کے آداب کو مستورات بھی ملحوظ رکھیں

دو رکعت نماز تحیۃ الوضو

وضو کی نیت

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَوَیْتُ اَنْ اَتَوَضَّا لِلّٰہِ تَعَالٰی رَفْعًا لِلْحَدَثِ وَاِسْتِبَاحَۃً لِلصَّلٰوۃِ (دوم کلمہ شہادت اور وَاِنَّ الْمَھْدِیُ الْمَوْعُوْد قَدْ جَاءَ وَمَضٰی بھی ضرور پڑھیں (موید المصدقین صفحہ ۹)

وضو سے فارغ ہوکر مصلّے پر کھڑے ہوکر یہ آیت پڑھے

اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ (پارہ ۷ سورہ ۶ آیت ۸)

دُگانہ تحیۃ الوضو کی نیت

نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ لِلّٰہِ تَعَالٰی رَکْعَتَیْنِ صَلٰوۃِ التَّحِیَّۃِ الْوُضُوْءِ شُکْرُ اللّٰہِ تَعَالٰی مُتَابِعَۃِ الْمَھْدِیّ الْمَوْعُوْدِ مُتَوَجِّھًا اِلٰی جِھَۃِ الْکَعْبَۃِ الشَّرِیْفَۃِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ

نیت کے بعد ثناء پڑھے: سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلَا اِلٰہَ غَیْرُکَ پھر تعوذ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ اور پھر تسمیہ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم پڑھیں۔ اس کے بعد سورہ فاتحہ پڑھیں۔

تحیۃ الوضو کی پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد یہ آیت پڑھے

وَالَّذِیْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَۃً اَوْظَلَمُوْا اَنْفُسَھُمْ ذَکَرُوْااللّٰہَ فَاسْتَغْفِرُوالِذُنُوْبِھِمْ وَمَنْ یَّغْفِرُالذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰہُ وَلَمْ یُصِرُّوْاعَلٰی مَا فَعَلُوْا وَھُمْ یَعْلَمُوْنَ (پنج فضائل صفحہ۲۰۴پارہ۴' سورہ۳' آیت۱۳۵)اس کے بعد رکوع وسجود حسب طریق ادا کرے اور دوسری رکعت کے لئے کھڑے ہوجائے۔

تحیۃ الوضوکی دوسری رکعت

تحیۃ الوضوکی دوسری رکعت میں پہلی رکعت کی طرح سورہ فاتحہ پڑھیں اور پھر یہ آیت قرآنی پڑھیں۔وَمَنْ یَّعْمَلْ سُوْءً اَوْ یَظْلِمْ نَفْسَہٗ ثُمَّ یَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ یَجِدِ اللّٰہَ غَفُوْرً'' رَّحِیْماً(پارہ۵' سورہ۴' آیت۱۱۰)

اس کے بعد حسب طریق رکوع وسجود اور قعدہ میں بیٹھیں۔التحیات' درودودیگر دعائیں پڑھنے کے بعد دونوں طرف سلام پھیر دیں پھر سجدہ میں یہ دعا کریں کہ اللہ ہمیں دین کی بھلائی اور دنیا میں استقامتِ دین بخشے اور ہمیں تصدیق مہدیؑ پر قائم رکھے' کیونکہ اللہ تعالیٰ سجدہ کی حالت میں دعا قبول فرماتا ہے۔

نمازعشاء

رمضان کی ستائیسویں رات میں ایک بجے اذان دے کر دو یا ڈھائی بجے تحیۃ الوضو کے دو رکعت پڑھنے کے بعد' عشاء کی سنت چار رکعت فرض سے پہلے پڑھیں۔پھر عشاء کے چار رکعت فرض پڑھیں۔نماز عشاء سے فارغ ہونے کے بعد دو رکعت سنت ادا کریں''(چراغ دین مہدی صفحہ۲۳)۔نماز عشاء کی فرض وسنت سے فارغ ہونے کے بعد دُگانہ لیلۃ القدر کے دو رکعت باجماعت پڑھیں۔

نماز دُگانہ لیلۃ القدر

امامت

اگر کوئی امام ہوکر نماز دُگانہ پڑھائے تو اس طرح نیت کرے۔

نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ لِلّٰہِ تَعَالٰی رَکْعَتَیْنِ صَلٰوۃِ اللَّیْلَۃِ الْقَدْرِ فَرْضَ اللّٰہِ تَعَالٰی مُتَابِعَۃُ الْمَھْدِیِّ الْمَوْعُوْدِاَنَا اِمَام'' مَعَ الْجَمَاعَۃِ لِمَنْ حَضَرَ وَلِمَنْ یَحْضُرُ مُتَوَجِّھًا اِلٰی جِھَۃِ الْکَعْبَۃِ الشَّرِیْفَۃِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ (موید المصدقین صفحہ۱۵)

دُگانہ لیلۃ القدر کی پہلی رکعت

نیت کے بعد ثناء ' تعوذ' تسمیہ اور سورۂ فاتحہ پڑھیں۔جب سورہ فاتحہ ختم ہوجائے تو آہستہ آمین کہیں پھر والضحیٰ پڑھیں۔ سورہ والضحیٰ پڑھنے کے بعد اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر رکوع میں جائیں' حالت رکوع میں تین بار سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمُ کہے پھر

کھڑا ہوتے وقت سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہہ کر کھڑے ہوجائے (مقتدی ہوتو رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ کہے) پھر اَللّٰہُ اَکْبَرْ کہہ کر سجدہ میں جائے۔اور سجدہ میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی تین بار کہے پھر دوزانو بیٹھ کر اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ ایک بار پڑھے پھر سجدہ میں جا کر سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی تین بار پڑھے پھر اَللّٰہُ اَکْبَرْ کہہ کر کھڑے ہوجائے۔اس طرح پہلی رکعت ہوگئی۔

دُگانہ لیلۃ القدر کی دوسری رکعت

دُگانہ لیلۃ القدر کی دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ قدر پڑھیں۔

سورہ قدر پڑھنے کے بعد حسب طریق رکوع وسجود کیا جائے اور قعدہ میں بیٹھنے کے بعد التحیات درود اور دعائے ماثورہ پڑھے۔التحیات پڑھئے:۔

(۱) اَلتَّحِیَاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلوٰۃُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ وَالسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدً عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ (ذوق شوق نماز صفحہ ۲۶)

(۲) درود شریف:۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْد '' مَجِیْد'' اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْد'' مَّجِیْد'' (ذوق شوق نماز صفحہ ۲۶)

ترجمہ:۔ یا اللہ محمد ﷺ پر اور آل محمد صلعم پر رحمت کاملہ اور برکت اور سلامتی نازل فرما جیسا کہ تو نے ابراہیمؑ اور ابراہیمؑ کی آل پر رحمتِ کاملہ اور سلامتی اور برکت اور رحم، مہربانی اور بخشش نازل فرمائی، اے پروردگار تحقیق کہ تو ہی بہت ستودہ صفات نہایت گرامی اور بزرگوار ہے۔(ذوق شوق نماز صفحہ ۲۷) احادیث میں تقریباً چار ترتیب سے درود شریف پڑھنا بیان کیا گیا ہے۔(سنن نسائی جلد اول صفحہ ۴۴۶)

پھر یہ دعائے ماثورہ پڑھیں۔

الف : رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (پارہ ۲ سورہ ۲ آیت ۱۰۲)

ترجمہ:۔ اے رب ہمارے ہم کو دنیا اور آخرت میں خوبی دے اور ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچا۔

ب:۔ رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْن یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ (پارہ۲۹سورہ۷۱آیت ۲۸ (المومنات تک)

ترجمہ:۔اے ہمارے رب بخش مجھ کواور میرے ماں باپ کواور سب ایمان والوں کو جس دن حساب کھڑا ہوئے ۔

ج:۔ رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَالِوَالِدَیَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَیْتِیَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ(پارہ۲۹سورہ۷۱آیت ۲۸ المومنات تک)ترجمہ:۔اے رب معاف کر مجھ کواور میرے ماں باپ کو‘اور جو آئے میرے گھر میں ایمان داراور سب ایمان والے مردوں اور عورتوں کو بخش دے۔

د:۔بِفَضْلِکَ وَکَرَمِکَ یَا اَکْرَمَ الْاَکْرَمِیْنَ وَبِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْن(ذوق شوق نماز صفحہ ۲۸ تالیف ۱۳۱۰ھ)

ترجمہ:۔تیرے فضل وکرم سے اے سب سے زیادہ رحم کرنیوالے

قعدہ میں مذکورہ دعاؤں کے ساتھ یہ دعا بھی پڑھنا بہتر ہے

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِی وَلِوَالِدَیَّ وَلِاُسْتَاذِی الْمُؤْمِنِیْنَ وَلِجَمِیْعِ مُرْشِدِیَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَیْتِیَ وَلِجَمِیْعِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ الْاَحیَاءِ مِنْهُمْ وَلْاَمْوَاتِ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ (ذوق شوق نماز صفحہ ۲۸ طبع اول)

اس کے بعد اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ کہہ کردائیں اور بائیں سلام پھیرے۔

شبِ قدر میں دعا پڑھنا

دُگانہ لیلۃ القدر کی نماز ختم ہونے کے بعد امام آواز بلند حسب ذیل دعائیں پڑھتے ہیں ۔مقتدیاں بھی اس کے ساتھ ساتھ آہستہ یہ دعائیں پڑھتے جائیں‘اگر کوئی پڑھنا نہ جانتا ہوتو ہر دعا کے ختم پر آمین کہتے جائیں۔(یہ دُعائیں علیحدہ مضمون میں معہ ترجمہ دیدیں گئیں ہیں)

دُعاؤں کے اختتام پر اللہ اکبر کہہ کر سر سجدہ میں رکھ کر یہ دعائیں پڑھیں۔

(۱) اَللّٰهُمَّ سَجَدَتْ لَکَ سُوَادِیْ وَآمَنَ بِکَ فُوَادِیْ وَاَقَّرَبِکَ لِسَانِیْ هَا اَنَا ذَالِکَ اَذْنَبْتُ ذَنْبًا عَظِیْمًا وَمَنْ یَّغْفِرُ الذُّنُوبِ الْعَظِیْمِ اِلَّا الرَّبِ الْعَظِیْمِ اِلَّا الرَّبِ الْعَظِیْمِ اِلَّا الرَّبِ الْعَظِیْمِ (چراغ دین نبویؐ صفحہ ۵۹)

(۲)اِلٰهِی کَفَانِیْ مِنْ نَعِیْمِ الدُّنْیَا بِمُحَبَّتِکَ وَشَوْقِکَ وَعِشْقِکَ وَذِکْرِکَ وَکَفَانِیْ مِنْ نَعِیْمِ

اَلْاٰخِرَۃِ لِقَآئِکَ وَرَضَآئِکَ بِفَضْلِکَ وَکَرَمِکَ یَا اَکْرَمَ الْاَکْرَمِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

(ماخذ چراغ دین مہدی صفحہ ۲۵ طبع اول)

واضح رہے کہ حضرت بندگی میاں شاہ دلاورؓ سے منقول ہے کہ مہدی علیہ السلام نے بعد ادائی دُگانہ تحیۃ الوضو اور شب قدر دو موقعوں پر سرسجدہ میں رکھ کر مذکورہ دعا پڑھی ہے (پنج فضائل صفحہ ۲۰۴)

احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بندہ کی دعا سجدہ کی حالت میں قبول فرماتا ہے۔ خصوصیت سے لیلۃ القدر میں اللہ تعالیٰ بندوں کی دعاؤں کو شرف قبولیت بخشتا ہے اس لئے بڑے خشوع وخضوع کے ساتھ حالتِ سجدہ میں دعا کی جائے۔

مقتدیوں کا امام کی اقتداء میں نماز دُگانہ پڑھنا ہو تو یہ نیت کریں۔

نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ لِلّٰہِ تَعَالٰی رَکْعَتَیْ صَلٰوۃِ اللَّیْلَۃِ الْقَدْرِ فَرْضَ اللّٰہُ تَعَالٰی مُتَابِعَۃُ الْمَھْدِیِّ الْمَوْعُوْدِ اِقْتَدَیْتُ بِھٰذَا الْاِمَامِ مُتَوَجِّھًا اِلٰی جِھَۃِ الْکَعْبَۃِ الشَّرِیْفَۃِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ

امام تکبیر تحریمہ پر ہاتھ باندھے تو مقتدیاں بھی امام کی اقتدا کریں اور مقتدیاں ثنا یعنی

نمازِ وتر

۲۷/ رمضان کی شب، نماز دُگانہ لیلۃ القدر کی ادائی کے بعد دعا سے فارغ ہو کر تین رکعت نماز وتر باجماعت ادا کی جاتی ہے۔

نماز وتر کی نیت

نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ لِلّٰہِ تَعَالٰی ثَلٰثَ رَکْعَاتٍ صَلٰوۃَ الْوِتْرِ الْوَاجِبِ اِقْتَدَیْتُ بِھٰذَہِ الْاِمَامِ مُتَوَجِّھًا اِلٰی جِھَۃِ الْکَعْبَۃِ الشَّرِیْفَۃِ (چراغ دین مہدی صفحہ ۱۹ طبع اول)

وتر کی پہلی رکعت میں: وتر کی پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ قدر پڑھیں

وتر کی دوسری رکعت:۔ وتر کی دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ کافرون پڑھیں۔

سُوْرَۃُ الْکٰفِرُوْنَ

قُلْ یٰٓاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ o لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ o وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ o وَلَآ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ o وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ o لَکُمْ دِیْنُکُمْ وَلِیَ دِیْنِ o (پارہ ۳۰۔ سورہ ۱۰۹ آیت ۱ تا ۶، ذوق شوق نماز صفحہ ۳۸)

سورہ کافرون پڑھنے کے بعد رکوع وسجود حسبِ طریق ادا کریں اور قعدہ اول میں التحیات پڑھیں اس کے بعد تیسری

رکعت کے لئے کھڑے ہوجائیں۔

وتر کی تیسری رکعت:۔تیسری رکعت میں بھی سورہ فاتحہ پڑھیں پھر سورہ اخلاص پڑھیں۔

سورۃ الاخلاص

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَد'' oاَللّٰهُ الصَّمَدُ oلَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ oوَلَمْ يَكُنْ لَّهُ كُفُوًا اَحَد'' o(پارہ۳۰ سورہ۱۱۲ آیت ۱تا ۴' ذوق شوق نماز صفحہ۳۹)

تیسری رکعت میں جب سورہ اخلاص پڑھ چکے ہوں تو اَللّٰـهُ اَكْبَرْ کہہ کر کانوں کو ہاتھ لگائیں اور پھر ہاتھ باندھ لیں اس کے بعد دعائے قنوت پڑھیں۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَ نُؤمِنُ بِكَ وَ نَتَوَكَّلُ عَلَيْكَ وَ نُثْنِىْ عَلَيْكَ الْخَيْرُ وَنَشْكُرُكَ وَلا نَكْفُرُكَ وَنَخْلَعُ وَ نَتْرُكُ مَنْ يَفْجُرُكَ اَللّٰهُمَّ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّىْ وَنَسْجُدُ وَاِلَيْكَ نَسْعٰى وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْارَحْمَتَكَ وَ نَخْشٰى عَذَابَكَ اِنَّ عَذَابَكَ بِالْكُفَّارِ مُلْحِق '' .(تصدیق عمل صفحہ۳۰' چراغ دین مہدی صفحہ۲۰)

دعائے قنوت ختم کرنے کے بعد حسب طریق رکوع وسجود ادا کریں اور قعدہ آخیر میں بیٹھ کر التحیات ودرود اور دعائے ماثورہ پڑھیں اس کے بعد دائیں بائیں سلام پھیریں' نماز وتر سے فارغ ہونے کے بعد شیرینی کی تقسیم اور متوکلین کی خدمات کی جاتی ہے اور آخر میں تسبیح دی جاتی ہے۔

واضح رہے کہ نماز وتر میں امام کی اقتداء میں نماز پڑھنے کے طریقے کو ملحوظ رکھیں اور مقتدی آہستہ دعائے قنوت پڑھیں۔

شب قدر میں شیرینی کی تقسیم

صاحب توفیق مہدوی' ۲۷/ رمضان کی شب نمازِ دُگانہ کے لئے مسجد آتے ہیں تو اپنے ساتھ حسب مقدور شیرینی (از قسم بوندی یا جلیبی) لاتے ہیں۔نماز دُگانہ لیلۃ القدر کی ادائی کی مسرّت میں شیرینی حاضرین میں تقسیم کرتے ہیں۔

متوکلین کی خدمات کا شرف حاصل کرنا

۲۷/ رمضان کی شب تمام مہدوی نماز دُگانہ (نماز شکرانہ) سے فارغ ہوکر حاضرین ایک دوسرے سے عیدین میں جس طرح ایک دوسرے سے گلے ملتے ہیں خصوصاً گجرات کے علاقہ کے مہدوی حضرات اسی شب ایک دوسرے سے بولا چالا معاف کرواتے ہیں اور اس فضیلت والی رات سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

صاحب توفیق حضرات اپنی حق حلال کمائی میں سے زکوٰۃ کے علاوہ، اللہ تعالیٰ رسول اکرم ﷺ اور مہدی علیہ السلام کی محبت میں حسب استطاعت زرنقد یعنی روپیہ پیسہ یا کپڑا وغیرہ، مستحق رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافرین اور متوکلین علی اللہ کی خدمت میں اللہ دیا کہہ کر پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔

واضح رہے کہ متوکل کے عام معنی یہ ہیں کہ خدا تعالیٰ پر بھروسہ کرنے والا۔ مسکین کے عام معنی ہیں غریب محتاج، مفلس لوگ، فقیر کے عام معنی ہیں جس کے پاس ایک روز کا کھانا اس کے اہل وعیال کا ہو اور مسکین کا درجہ اس سے بھی بڑھا ہوا ہے وہ شخص جس کے پاس کچھ نہ ہو۔

شب قدر میں اگر صاحبانِ توفیق مستحق لوگوں کی مالی خدمت کرتے ہیں تو وہ تعین کی تعریف میں نہیں آتا ہے۔ البتہ تعین اسی صورت میں کہا جائے گا جبکہ کوئی صاحبِ توفیق، کسی متوکل کو مقرر کرکے رقم پابندی سے دیتا ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے۔ اگر کوئی شخص متوکلین کے زمرہ میں خود کا شمار کرواتا ہے، صاحبِ توفیق ایسے شخص کو ہفتہ وار یا ماہانہ اور سالانہ مقررہ (فکس) رقم اس کی خدمت میں پیش کرتا رہتا ہے، اور وہ شخص مقررہ آمدنی (یعنی تعین کیا ہوا مال یا رقم) کو قبول کرتا ہے اور اپنے تصرف میں لاتا ہے۔

دوسرا یہ کہ اگر کوئی شخص اپنے آپ کو متوکل باور کرواتا ہے اور صاحب توفیق کو توجہ دلا کر اپنا مقررہ حصہ یا رقم اس سے طلب کرتا ہے اور ایسے مال یا رقم کو اپنے تصرف میں لاتا ہے یہی وہ تعین کی مثالیں ہیں جو تقویٰ کو متاثر کئے بغیر نہیں رہ سکتی۔ اس لئے ''مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ جو کوئی فتوح کا منتظر ہو وہ متوکل نہ ہوگا'' ونیز یہ بھی ارشاد فرمایا ''وخواندہ تعین خارج ایں گروہ ہست'' ترجمہ:۔''اور تعین کھانے والا اس گروہ سے خارج ہے'' (شواہد الولایت صفحہ ۴۴۹ مطبوعہ ۱۳۷۹ھ)

واضح رہے کہ گروہ مہدویہ کے بزرگوں کی ان معاملات پر گہری نظر رہتی ہے اماما علیہ السلام کے فرمان کی روشنی میں اپنے تقویٰ کو متاثر ہونے نہیں دیتے ہیں۔

عشر

ہر نئی آمدنی کا دسواں حصہ راہ خدا تعالیٰ میں دینے کو عشر کہتے ہیں۔ قوم مہدویہ میں کوئی صاحبِ توفیق کسی متوکل علی اللہ کو عشر کی رقم دیتا ہے تو وقت مقرر نہیں کرتا۔ اور نہ رقم کا تعین کرکے پابندی سے ادا کرتا ہے بلکہ بلا تعین دیتا ہے۔ صاحبان توفیق یہ کرتے ہیں کہ ہر نئی آمدنی پر ہر دفعہ کمی وبیشی کرکے متوکلین کی خدمات کا شرف حاصل کرتے ہیں۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ اگر کسی شخص کے پاس ہر نئی آمدنی پر (۵۰) روپئے عشر نکالا جاتا ہے تو وہ اس طرح تقسیم کرتا ہے کہ ایک متوکل علی اللہ کو (۴۰) روپئے اور دوسرے متوکل علی اللہ کو (۱۰) روپئے دے کر (۵۰) روپئے کا ایک دفعہ تکملہ کرلیتا ہے۔ پھر دوسری دفعہ

عشر کی تقسیم میں کسی کو کم کسی کو زیادہ کر کے دیتا ہے۔اس طرح دینا اور لینا تعین نہیں ہے۔

شب قدر میں تسبیح کی اہمیت

علماء اسلام اور محققین امّت سے یہ بات پوشیدہ نہیں ہے کہ نماز فرائضہ پنجگانہ میں جب نماز (عبادت الٰہی) شروع کرنا ہوتو توحید الٰہی اور شہادت رسالت ﷺ کے لئے جامع الفاظ کہے جاتے ہیں۔ان ہی کلمات کو فقہی اصطلاح میں اقامت کہتے ہیں پھر امام اور مقتدیاں اللہ تعالیٰ کی کبریائی یعنی اللہ اکبر کہہ کر متوجہ الی اللہ ہو کر نماز پوری کرتے ہیں۔نماز ختم ہوتی ہے تو دائیں اور بائیں جانب السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہتے ہیں۔پھر درود اور دعاؤں کے بعد تمام حاضرین گھر جانے سے پہلے تمام لوگ حلقہ بنا کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔اور اللہ تعالیٰ کی کبریائی اور محمد ﷺ کی رسالت، مہدیؑ اور قرآن کے امام ہونے کا زبان سے اقرار کیا جاتا ہے۔

نماز سے فارغ ہونے والے حضرات میں تعلیم یافتہ، ان پڑھ، جوان، بوڑھے، مرد، عورتیں، بالغ اور نابالغ سب ہی لوگ شامل رہتے ہیں۔نماز پڑھانے والے امام اور نماز پڑھنے والے مقتدیاں سب مل کر اپنے عقیدہ کا بآواز بلند ان پاکیزہ الفاظ میں اظہار کرتے چلے آئے ہیں تا کہ اس متبرک رات میں اللہ تعالیٰ ہمارے عقیدہ اور دعا کو شرفِ قبولیت بخشے۔ وہ پاکیزہ الفاظ یہ ہیں۔

''اللہ تعالیٰ کے سوا ہمارا کوئی معبود نہیں ہے۔محمد رسول اللہ ﷺ، اللہ تعالیٰ کے رسولؐ ہیں۔قرآن اور امام مہدی جو خلیفۃ اللہ ہیں یہ دونوں ہمارے امام ہیں۔

مذکورہ الفاظ میں تسبیح جو کہی جاتی ہے دراصل تمام عقائد ایمانی کی جامع ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی کبریائی و توحید الٰہی اور شہادت رسالت ﷺ ہے۔انہیں جامع الفاظ میں مہدوی خداوند تعالیٰ کے گھر یعنی مسجد میں کھڑے ہو کر اپنے دل کی گہرائیوں سے بآواز بلند اقرار لسانی کا ثبوت پیش کرتے ہیں۔وہ کلمات مقدس یہ ہیں۔

امام بآواز بلند کہتے ہیں لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ......تو حاضرین کہتے ہیں مُحَمَّد'' رَّسُوْلُ اللّٰهِ

امام بآواز بلند کہتے ہیں اَللّٰهُ اِلٰهُنَا......تو حاضرین کہتے ہیں مُحَمَّد'' نَّبِيُّنَا

امام بآواز بلند کہتے ہیں اَلْقُرْاٰنُ وَالْمَهْدِیُّ اِمَامُنَا......تو حاضرین کہتے ہیں آمَنَّا وَصَدَّقْنَا

تسبیح مہدیوں کا امتیازی نشان ہے۔

حضرت امام نوویؒ صحیح مسلم کی شرح نووی میں تحریر فرماتے ہیں۔''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جنّات یا انسان جو کوئی دنیا میں اذان کے کلمات سنے گا، اسے قیامت کے دن اس کی گواہی دینا پڑے گی'' (صحیح مسلم مترجم جلد دوم حاشیہ صفحہ ۱۶ مطبوعہ ۱۹۸۴ء دہلی)

اذان کے الفاظ سن کر شیطان دراصل ناامیدی اور مایوسی کی وجہ سے بھاگ جاتا ہے کہ اب مسلمانوں کے دلوں میں اس کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے۔

واضح رہے کہ مہدویوں کی اس جامع الفاظ کی تسبیح جب دیگر مسلک کے حضرات سنتے ہیں تو انہیں خدشہ لاحق ہوتا ہے کہ مہدوی، توحیدِ الٰہی اور رسالت پناہی کا اقرار اور اعلان جو دنیا میں کرتے ہیں، کہیں اس کی گواہی بھی قیامت کے دن اذان کی طرح ان لوگوں کو دینا نہ پڑے۔

حضرت بندگی میاں شاہ نعمتؒ کا ارشاد

حضرت مہدی علیہ السلام کے خلیفہ سوم حضرت بندگی میاں شاہ نعمتؒ ہیں (پونہ) قلعہ لوگڑھ کے نشیبی علاقہ میں آپؒ کا ماہ ذی الحجہ ۹۳۴ھ سے ۲۲/ شعبان ۹۳۵ھ نو ماہ قیام رہا جہاں اب آپؒ کا روضہ ہے۔

''حکومت عادل شاہی کے حاسد عہدیداروں نے ۲۲/ شعبان ۹۳۵ھ میں نماز عصر کے بعد سے آنحضرتؒ کے جماعت خانہ اور اس سے ملحقہ دائرہ کی جھونپڑیوں کو جلانا شروع کردیا۔ اس لئے آپ نے اس وقت نماز مغرب کو نماز عشاء کے ساتھ ادا فرمایا، بعد نماز عشاء بآواز بلند تسبیح دی گئی تھی۔ تسبیح کے فوری ہی بعد حاسد عہدیداروں نے آپؒ کو معہ (۲۲) نفوس قدسیہ کے شہید کردیا۔ آپ ہمیشہ نماز عشاء کے بعد تسبیح کہتے تھے۔ آپؒ کا ارشاد ہے ''تسبیح میں جو شخص بلند آواز سے امام کا جواب دے گا ثواب پائے گا'' (خلاصہ پنج فضائل)

یہی وہ تسبیح ہے جو مہدویوں کے دلوں کو گرماتی ہے اور تصدیق مہدی علیہ السلام میں پختگی پیدا کراتی ہے۔

شب قدر میں سحر کا انتظام

نماز دُگانہ لیلۃ القدر کے لئے دور دراز سے آئے ہوئے مہدویوں کے لئے سحر کا انتظام متولیانِ مسجد یا منتظم مسجد یا اس مقام کی انتظامی کمیٹی کرتی ہے۔ جن حضرات کے مکانات قریب ہوں وہ نماز پڑھ کر چلے جاتے ہیں اور اپنے مکانوں میں اطمینان سے سحر کرتے ہیں۔

مردوں میں بعض حضرات مسجد ہی میں فجر کی نماز پڑھتے ہیں اور طلوع آفتاب تک حصولِ دیدارِ الٰہی کے لئے ذکر الٰہی میں مشغول رہتے ہیں۔ طلوع آفتاب کے بعد اپنے بزرگوں اور عزیز و اقارب کی زیارت کے لئے حظیروں کو جاتے ہیں اور مرحومین کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں پھر اپنے گھروں کو واپس ہوجاتے ہیں۔

❁❁❁❁❁

حضرت سید نجم الدین صاحب یداللّٰہیؒ

جبرئیلؑ کی لیلۃ القدر

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں لیلۃ القدر کی جو شان بیان کی ہے اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اتنا بڑا درجہ کسی اور رات کو نہ ملا ہے نہ کسی دن کو اس رتبہ کے بیان کرنے کو۔ایک خاص سورہ قرآن میں آیا اس کا نام بھی سورہ قدر (یعنی قدر کا سورہ) ہے۔

جس رات کی قدر اللہ تعالیٰ خود کرے اس کا صحیح مقام اور مرتبہ سمجھنا ہر کس و نا کس کا کام نہیں۔رسول اللہ ﷺ نے اس کی جو فضلت بیان فرمائی ہے اس سے اس کی بزرگی کا اندازہ لگ سکتا ہے۔پھر جب کوئی دیندار یہ سونچتا ہے کہ اتنی بڑی رات کی عبادت کا درجہ بھی اس کی شان کے مطابق غیر معمولی ہونا چاہئے جب وہ اس کی صحیح تاریخ عبادت کا وقت اور طریقہ تلاش کرنے لگتا ہے تو اسے بڑی حد تک ناامیدی ہوتی تھی۔

قرآن مجید میں اس رات کے رمضان میں ہونے کا ذکر ہے اور حدیثوں میں اشارہ ہے کہ وہ رمضان کے آخری ہفتہ عشرہ کی طاق رات ہے۔لیکن اس کی کوئی مقررہ تاریخ کا پتہ اور پھر اس میں عبادت کرنے کا خاص وقت اور اس کا طریقہ یہ سب چیزیں حدیثوں سے ثابت نہیں ہوتی تھیں۔

جب اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے دنیا والوں کی ہدایت کے لئے اپنے خاص خلیفہ سید محمد جونپوری مہدی موعود علیہ الصلوۃ والتسلیم کو آخری زمانے میں رسول اللہ ﷺ کی طرح پہلے سے بیان کی ہوئی نشانیوں کے موافق قرآن کا بیان ان کے ذمہ کرکے بھیجا تو آپ نے قرآن مجید کا بیان اللہ تعالیٰ کے منشا کے موافق پایا اس سے ساری تشنہ حقیقتیں انسانوں کے سامنے آگئیں اور سب بھید کھل گئے اس وقت لیلۃ القدر کا حال بھی سب پر آشکارا ہوگیا۔

شب قدر کا مہینہ اس کی تاریخ اس میں عبادت کا وقت اور عبادت کا طریقہ سب کچھ صاف صاف بتادیا گیا اس کے بعد سے ایمان والے اس کا صحیح درجہ اور اس سے فائدہ اٹھانے کا ڈھب سمجھ کر اس سے پورا پورا فائدہ اٹھانے کے قابل ہوگئے ۔مہدویوں پر یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے ان کی دوسری نعمتوں کے ساتھ ساتھ اس خاص نعمت سے بھی سرفراز فرمایا۔

امامنا سید محمد مہدی موعود خلیفۃ اللہ الودود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے رمضان شریف کی ستائیسویں رات کو آدھی رات سے زائد گزرنے کے بعد جماعت سے دو رکعت لیلۃ القدر کے شکرانہ کے ادا فرمائے اور اس نماز کی فرض ہونے کا حکم سب کو سنایا اس وقت یہ عبادت سب اللہ والوں پر فرض ہوگئی۔تب سے سارے مہدوی اس فیض سے مالا مال ہوتے چلے آرہے ہیں اور قیامت تک ہوتے رہیں گے۔

لیلۃ القدر کی نماز دو رکعت کی ہے اور ہر دو رکعت والی نماز کو فارسی میں دُگانہ کہتے ہیں اسی لئے مہدویوں کی یہ خاص عبادت دُگانہ لیلۃ القدر کہلانے لگی اور رفتہ رفتہ عام طور پر اس کو فقط دُگانہ ہی کہنے لگے اسی طرح مہدویوں کی اصطلاح میں دُگانہ کے معنی تحیۃ لیلۃ القدر (یعنی شب قدر کے شکرانہ کے دو رکعت فرض نماز) کے ہوگئے۔

لیلۃ القدر میں کئی خاص خوبیاں پائی جاتی ہیں جن کا تفصیلی ذکر کرنے کے لئے ایک طویل رسالہ درکار ہے پھر اس کے مکمل بیان کا دعویٰ نہیں کیا جا سکتا کیونکہ جس چیز کی قدر اللہ تعالیٰ کرتا ہو اس کو ایک ادنی انسان پوری طرح کیسے سمجھ یا سمجھا سکتا ہے۔ یہاں میں اس کے ایک پہلو پر اپنی بے مائیگی کے باوجود رسول اللہ ﷺ و مہدی موعود علیہ السلام کا نام لے کچھ کہنے کی جراءت کرتا ہوں اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ میری رہنمائی فرمائے گا۔

لیلۃ القدر کی شان کی چھان بین کرتے وقت اس کا ایک ایسا پہلو بھی نظر سے گزرتا ہے جس سے مہدویہ کے صحیح مقام کی جھلک ہمارے سامنے آجاتی ہے اس پیکر نوری کے رخ کی تابانی کو جو میری ہی نظر اپنی کمزوری کے باوجود دیکھ سکی وہ بالاختصار یہاں پیش کرتا ہوں۔ لیلۃ القدر کی دوسری خصوصیات پر انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ ایک ایک پہلو کو سامنے رکھ کر اپنی بساط پھر لکھنے کی کوشش کرتا جاؤں گا۔ **وما توفیقی الا باللہ**

سورہ لیلۃ القدر کی آیتوں کی ترتیب ان کی معنی اور مطالب پر غور کیا جاتا ہے تو ایک خاص چیز جو سمجھ میں آتی ہے وہ یہ ہے کہ اس سورہ لیلۃ القدر کا بیان فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ سے **وما ادراک** (تمہیں کیا معلوم) کے الفاظ سے خطاب فرمایا ہے اور اس طرح **وما ادراک** سے کئی دوسرے مقاموں پر بھی آپ کو مخاطب کیا گیا ہے۔ قرآن مجید کے آخری جزوؤں (سپاروں) میں ایسے متعدد مقامات آئے ہیں جن جن مقامات پر نبی کریم ﷺ کو ان الفاظ سے مخاطب کیا گیا ہے ان پر غور کرنے سے یہ بات صاف ظاہر ہوتی ہے کہ ان مقامات پر ایسی چیزوں یا واقعات کا بیان کیا جاتا ہے جو اس وقت ظاہر نہیں ہوئے۔ بلکہ رسول اللہ ﷺ کے بعد ان کا ظہور مقصود قدرت تھا۔ اب اس خیال کے پیش نظر جب ہم لیلۃ القدر کے بارے میں غور کرتے ہیں تو یہ بات صاف طور پر ثابت ہوجاتی ہے اور یہ پتہ چل جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو لیلۃ القدر کی شان اور اس کا مقام اور اس کی عبادت کا مکمل طریقہ رسول اللہ ﷺ کے بعد کے زمانے میں دنیا کے سامنے پیش کرنا منظور تھا (اور ایسا ہی ہوا)

ہمارے اس دعوی کی بین دلیل خود دین کی تاریخ ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ اس دنیا سے کوچ کر جانے کے بہت سال بعد امام آخر الزماں سید محمد مہدی موعود خلیفۃ الرحمٰن علیہ السلام دنیا میں بھیجے گئے اور آپ نے حسب منشاء باری تعالیٰ لیلۃ القدر کی عبادت کا طریقہ انسانوں کو سکھایا اور اس کے فرض ہونے کا حکم سنایا اس طرح یہ کام اپنے وقت پر قانون قدرت کے موافق مکمل ہوا اور جو اشارہ **وما ادراک** کے خطاب میں تھا سمجھ میں آگیا یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے نواز دیتا ہے اسی سورۃ

میں ایک مقام پر خاص انداز میں مہدوی کا مقام کس قدر بلند ہے اس کی طرف بھی اشارہ ہے جس کی تفصیل یوں ہے۔

ارشاد رب العزت ہے تنزل الملئکۃ والروح فیھا باذن ربھم (اترتے ہیں فرشتے اور روح القدس (جبرئیل) اس رات میں اپنے رب کی اجازت سے) اس آیت سے جبرئیل اور فرشتوں کا اترنا اس رات کو (زمین پر) اور ان کا اللہ سے اجازت طلب کرنا ظاہر ہوتا ہے جب ان باتوں پر غور کیا جائے تو کئی اہم حقائق سامنے آتے ہیں جن سے ایک سچے مہدوی کا صحیح درجہ اعلیٰ مقام آسانی سے سمجھ میں آسکتا ہے۔ جبرئیل کے اللہ تعالیٰ سے اجازت طلب کر کے زمین پر اترنے کا منشاء کیا ہے اور اس رات میں کون سی اہمیت ہے جس کی وجہ سے ایسا ہوتا ہے وغیرہ۔ ایسی چیزیں ہیں جن کو بآسانی سمجھنے کے لئے پہلے سے چند باتوں کو ذہن میں رکھنا ضروری ہے اور وہ یہ ہیں۔

پہلا سوال یہ کہ اس رات فرشتوں اور جبرئیل کا زمین پر اترنا ان کے فرائض میں داخل ہے یا ان کا اختیاری امر ہے اس کا جواب خود آیت کے الفاظ میں موجود ہے جیسا کہ باذن ربھم (اجازت سے اپنے رب کی) سے پتہ چلتا ہے کہ ان پر اس امر کا حکم نہیں کیا گیا اس لئے یہ چیز کبھی ان پر فرض نہیں ہے پھر لفظ اذن (اجازت) یہ اشارہ کر رہا ہے کہ انہوں نے اللہ سے درخواست کی اور اس کے بعد انہیں اجازت ملی ہے اور اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

دوسری بات یہ کہ جبرئیل اور فرشتے ایسے بھی کام کرتے ہیں جن کا راست انکو حکم دیا گیا ہو۔ اس کو سمجھنے کے لئے ان احادیث نبوی سے مدد لینی پڑتی ہے۔ جن میں جبرئیل اور دوسرے فرشتوں کا جمعہ کے دن بیت المعمور میں جمع ہو کر نماز جمعہ ادا کرنے کا تفصیلی ذکر آیا ہے ان احادیث سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے انسان پر رحمت و فضل سے ایسی عنایتیں فرمائیں اور اس کو عبادت کے ایسے ایسے طریقے بتلائے جن پر عمل کر کے وہ ان فرشتوں سے جو خلافت باری تعالیٰ سے اس کے مقابلہ میں محروم گردانے گئے تھے بہت آگے نکل جاسکے اور ان سے اونچا مقام حاصل کر سکے تو اس وقت ان کے منہ میں پانی بھر آیا اور وہ اس کی قسمت پر رشک کرنے لگے۔ رحمت ایزدی نے ان کے اس حال پر ترس کھا کر اس کا کچھ حصہ انہیں بھی حاصل کرنے کی اجازت دیدی۔ اسی سبب سے فرشتوں کے جمعہ کی نماز ادا کرنے کا معاملہ پیش آیا ورنہ ان سب عبادتوں کے لئے خطاب اور حکم انسانوں اور جنوں سے کیا گیا ہے نہ کہ فرشتوں وغیرہم سے۔

تیسرا معاملہ یہ کہ انسانوں اور فرشتوں میں کس دور میں کیا نسبت رہی اور اس میں زمانے کے ردوبدل کے ساتھ کیسا اور کتنا فرق آیا اس کا تاریخ کی روشنی میں مطالعہ کیا جانا چاہئے۔

آسمانی صحیفے یہ واضح کرتے ہیں کہ انسان جب تک زمین پر اتارا نہ گیا تھا اسے وہ مقام حاصل تھا کہ فرشتے بھی اس کے آگے سرٹیک دیں پھر جب اس کو نافرمانی کی پاداش میں حکمت پروردگار نے زمین پر پٹکا تو اس کا مقام اپنی حقیقی رفعتوں سے بہت دور اور پست ہو گیا اس کے بعد پھر جب فضل رب اس کے شامل حال ہوا اور اس کی توبہ قبول ہوئی تو اسے دوبارہ اپنے اصلی مقام کی طرف بڑھنے کا موقعہ ملا اس عبوری دور میں ہر منزل پر فرشتوں کے ذریعہ اس پر احکام بھیجے جانے لگے اور وہ ان پر

چل کر تدریجی ترقی کرنے لگا یہاں تک کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک ایسا واقعہ پیش آیا کہ جبرئیلؑ کو بھی اس وقت یہ ماننا پڑا کہ انسانیت اس وقت تک اس درجہ ترقی کر چکی تھی کہ اس کا ایک قدم تو جبرئیلؑ کے حدود میں ہے اگر اس کا دوسرا قدم اس کے مقام سے آگے پڑتا ہے یہ واقعہ معراج النبی ﷺ کا ہے جب کہ وہی جبرئیلؑ جن کے ذریعہ آپ پر وحی آئی تھی سدرۃ المنتہیٰ تک آپ کے ساتھ چل کر یہ عرض کرتے ہیں۔ بیت

اگر ایک سر مو سے برتر پرم فروغ تجلی بہ سوز پرم

اور رک جاتے ہیں مگر انسانیت انہیں وہیں چھوڑ کر اپنے درجہ کمال کی طرف بڑھتی چلی جاتی ہے۔

چوتھی چیز معراج کے دور کے بعد یعنی آخری زمانے میں انسانیت کا صحیح مقام اور اس کی منزل کی بلندی کو سمجھنا ہے اس کے لئے یہ ضابطہ جاننا ضروری ہے کہ جب کوئی دور کامل طور پر ختم ہونے کے قریب ہوتا ہے تو وہ اپنی ابتدائی منزل یا نقطہ اول سے زیادہ قریب ہو جاتا ہے اور تب وہ نقطہ ابتداء سے مل جاتا ہے۔ اسی طرح انسانیت کے زوال وعروج کا دور جب اپنی آخری منزل (زمانہ) میں پہنچا تو وہ اپنے ابتدائی مقام سے جہاں انسان مسجود تھا قریب ہو گیا اور اس حقیقت کو امامنا سید محمد مہدی موعود علیہ السلام نے یہ کہکر آشکار فرمادیا کہ مجھے اللہ تعالیٰ سے بلا واسطہ تعلیم ہوتی ہے اور یہ مقام وہ مقام ہے جو اس درجہ کے قریب ہے جہاں کہ علم الآدم (یعنی اللہ نے آدم کو سکھایا) کی منزل ہے اور فرشتوں کا وہاں کوئی دخل نہیں۔ مہدی موعود علیہ السلام کا یہ دعویٰ آپ کے زمانے کے آخری زمانہ ہونے تک ایک دلیل ہے اور اس دور میں اللہ اور بندہ (مہدی موعودؑ) کے درمیان جبرئیل کے واسطہ کی ضرورت نہیں جبرئیلؑ کا واسطہ ان خاص تعلیمات سے جو امام مہدی موعود علیہ السلام کو اللہ کی طرف سے دی گئیں نہ رہا اور نہ ان میں ان کا کوئی راست دخل پایا جاتا ہے۔

ان سب باتوں کو سمجھنے کے بعد یہ نتائج آسانی سے برآمد ہوتے ہیں کہ لیلۃ القدر کی شان مکمل طور پر ظاہر ہونا اور اس کی عبادت کا فرض ہونا یہ سب رسول اللہ ﷺ کے زمانے کے بعد یعنی امامنا سید محمد جونپوری مہدی موعود علیہ السلام کے زمانے کے لئے موقوف تھا (جو بحمد اللہ اپنے وقت پر پورا ہوا) جبرئیل اور فرشتوں نے جس طرح جمعہ کی نماز کی فضیلتیں سن کر اس پر عمل کرنے کی خواہش کی اور انہیں اس کی اجازت ملی اسی طرح وہ لیلۃ القدر کے فضائل سے واقف تھے (چونکہ پہلے سے یہ سورہ ان کے ذریعہ سے اتاری گئی تھی) اور اس سے فائدہ اٹھانے کے آرزومند تھے جب دور امام مہدی موعود علیہ السلام میں وہ مبارک موقعہ آگیا تو وہ اس کے لئے بھی اللہ تعالیٰ سے اجازت مانگے جو انہیں مل گئی لیکن جمعہ اور لیلۃ القدر میں ایک خاص فرق تھا وہ یہ کہ جمعہ کی نماز کی تعلیم جبرئیل کے واسطے سے ہوئی تھی اس لئے اس کے ادا کرنے اور اس کے فائدہ اٹھانے کے لئے انہیں کسی انسان کے واسطہ کی ضرورت نہیں تھی بلکہ وہ خود ان کا واسطہ تھے مگر لیلۃ القدر کی عبادت کی تعلیم میں جبرئیل کا واسطہ نہ تھا۔ اس لئے وہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ کے منشاء کے تحت بلا واسطہ اس سے فیض پانے کے مجاز نہ تھے اسی بناء پر ان کو مہدی

موعود علیہ السلام کے واسطہ سے یہ فیض حاصل کرنے کی ہر سال فرشتوں کے ساتھ زمین پر اترنا پڑتا ہے اور تا قیامت وہ اس معاملہ میں انسان (مہدوی یا کامل مہدوی) کے واسطے کے محتاج ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ سے اجازت لے کر وہ سب زمین پر اترے اور اس مقدس رات (لیلۃ القدر) کے فیض سے مالا مال ہوتے ہیں۔

امام مہدی موعود علیہ السلام کے صدقہ سے اس زمین کا درجہ عرش کے ہم پایہ ہوگیا اور انسانیت کو وہ عروج ملا ہے کہ جبرئیلؑ جیسے اولوالمرتبت فرشتے بھی انسان (سچے مہدوی) کی اقتداء کرنے اور اس کے واسطے سے فیض پانے زمین پر بڑی آرزو سے اترتے ہیں۔ کیوں نہ ہو یہ وہ دور ہے جس کی شان کا حال سن کر انبیاء عظام علیہم السلام، اولیاء کرام اور خود رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم اس دور میں پیدا ہونے کی آرزو کرتے تھے۔ یہ مہدویہ کا وہ مقام ہے جس کی بزرگی اور عظمت کا حال سن کر عقل دنگ رہ جاتی ہے اور ہر مہدوی یہ سوچنے لگتا ہے کہ کیا واقعی میرا مقام فرشتوں سے اونچا ہے کیا میں اس قابل ہوں کہ جبرئیلؑ اور فرشتے تک میری اقتداء کرنے کے آرزومند ہیں تب اس کے جواب میں اس کے سامنے امام آخرالزماں خلیفۃ الرحمان میراں سید محمد جونپوری مہدی موعود علیہ الصلوۃ والتسلیم کی یہ نقل مبارک آجاتی ہے "تصدیق بندہ عمل است' بے عمل مردود" اور اسے اس کے سوال کا صاف صاف جواب مل جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ خاتمین (رسول و مہدی) علیہما السلام کے صدقے میں مہدویت کے مقام اس کے احکام اور اس کی خوبیوں کو سمجھنے کی ہر انسان کو توفیق عطا فرمائے اور انہیں دل و جان سے مان کر ان پر عمل کرنے اور ان بلندیوں پر پہونچنے کے قابل بنائے جہاں پہنچ کر وہ کائنات کا سرتاج بن جاتا ہے۔ **آمین یا رب العالمین**

{2} عیدوں کی عید

اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی کوئی حد نہیں ہے اور نہ ان کا حساب۔ نیکی کا راستہ بتلانا اور اس پر عمل کرنے کی توفیق دینا یہ سب اس کی طرف سے ہے۔ ایسی صورت میں کوئی انسان اپنی عبادت پر کیسے ناز کرسکتا ہے۔ غرض اجر و ثواب کے معاملے پر غور کیا جائے تو ابتداء سے انتہا تک اللہ کا فضل ہی فضل نظر آتا ہے۔ بندوں کی عبادت سے اللہ تعالیٰ جب خوش ہوتا ہے تو اپنے بندوں کو بھی اسی خوشی میں شریک فرمالیتا ہے۔ خاص عبادتوں کی تکمیل کے موقعوں پر ایسی خوشیاں منائی جاسکتی ہیں۔ جس کو عید کہتے ہیں۔ اسلام میں دو عیدیں ہیں ایک عید الفطر یعنی رمضان کی عید اور دوسری عید الاضحیٰ جسے بقر عید بھی کہتے ہیں۔ اور ان دونوں عیدوں کو رسول انام علیہ السلام کی اتباع میں مسلمان بڑی عزت اور جوش کے ساتھ مناتے ہیں۔ عیدوں کا قانونی مقام بظاہر عبادتوں میں بہت اونچا نظر آتا ہے لیکن حقیقت میں ان کو فرض کا درجہ بھی نہیں دیا گیا یہ اور بات ہے کہ جو چیز کم ہوتی ہے اس سے انسان فطرتاً زیادہ پیار کرنے لگتا ہے اس کے علاوہ عام طور سے جو چیز کمیاب ہوتی ہے وہ مہنگی ہوجاتی ہے یہی حال عیدوں کا ہے۔ جن میں شرکت کا صرف برس میں دو بار موقع ملتا ہے اسی لئے ان کی دلچسپی دوبالا ہوگئی ہے۔ عید کے دن خوشی منانا' نہانا' دھونا' نئے کپڑے پہننا اور خوشبو لگانا غرض ہر طرح کی پاکی اور آرائش سنت ہے۔ اس سے خوشی کا اظہار ہوتا ہے اسی لئے

عید کے معنی خوشی کے دن کے لئے جاتے ہیں۔ان دوعیدوں کے علاوہ حدیثوں میں جمعہ کے بارے میں بھی عید کا لفظ آیا ہے۔رسول خدا ﷺ نے یوں فرمایا کہ ’’جمعہ مومنین کے لئے عید ہےاور مساکین کے لئے حج‘‘ یہاں بھی دوسری نمازوں کے مقابلے میں جمعہ کی نماز کے دیر سے آنے اور تعداد میں کم ہونے کو اس کی برتری کی ایک وجہ سمجھا جاسکتا ہے۔نماز ہو کہ روزہ‘ حج ہو کہ زکوٰۃ ان سب چیزوں میں درجوں کا فرق اوران کا لحاظ پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جن راتوں کی فضیلت بیان کی ہےان میں شب قدر‘شب براءت اور شب معراج کو اونچا مقام حاصل ہے۔اوران سب میں شب قدر کے فضائل سب سے بڑھ کر بتلائے گئے ہیں یوں ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے۔ **لیلة القدر خير من الف شهر** یعنی قدر والی رات (شب قدر) ہزار مہینوں (کی عبادت) سے بہتر ہے‘‘اگر چہ کہ یہ رات ہےمگر ہزار مہینوں کی کوئی تیس ہزار راتوں اوراسی طرح ان کے تیس ہزار دنوں سے بہتر ہے یہاں شب قدر کا ہزار مہینوں کے مقابلے میں بہتر ہونا بیان کیا گیا ہے۔جس سے اس کے مرتبہ کی صرف ابتداء کا پتہ چلتا ہےاوراس کی انتہا کیا ہےاسے اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔دین کی تعلیم میں عید کی تعریف کے ساتھ اسے منانے کا طریقہ بھی بتلا دیا گیا ہے یعنی کس دن کس مہینے میں کس وقت کس طرح عبادت کی جائے۔مگر شب قدر کی اتنی بڑی تعریف کہ وہ ہزار مہینوں سے بہتر ہے بیان کرنے کے بعد بھی اس کی صحیح تاریخ اوراس میں کون سی عبادت کرنی چاہئےاوراس کا وقت اور طریقہ کیا ہے یہ مسئلہ تشنہ رہ گیا۔اگر چہ کہ اس کے ہزار مہینوں سے بہتر ہونے کے یہ معنی ہیں کہ اس مدت میں جتنے فرائض نماز‘روزے یا حج وزکوٰۃ کی صورت میں ادا کئے جائیں ان سب کے مجموعے سے اس کا رتبہ اعلیٰ ہےاس طرح سے عقل یہ پتہ دیتی ہے کہ اسے کم از کم فرض کا درجہ تو ملنا ہی چاہئے۔ایسی صورت میں اس کا مقام سینکڑوں عیدوں سے جو واجب ہیں بلند وبالا ہی ہوگا وہ لوگ جو شب قدر کی حقیقت سے بے خبر ہیں ان کے پاس عید کا چاہے کوئی مقام ہو۔لیکن اللہ کے فضل سے جو حضرات شب قدر کی حقیقت سے واقف ہیں ان کی نگاہ میں عیدوں کی وہ قدر وقیمت باقی نہیں رہتی جو اوروں کے پاس ہے۔کیونکہ ایک طرف تو شب قدر سینکڑوں عیدوں وغیرہ سے بہتر ہے۔دوسری طرف عیدیں تو برس میں دوآتی ہیں اور شب قدر تو صرف ایک مرتبہ آتی ہے اس اعتبار سے بھی فطرتاً اس کے آنے کی خوشی عیدوں سے کہیں زیادہ محسوس کی جائے گی۔مختصر یہ کہ جو لوگ شب قدر کی ماہیت سے بے خبر ہیں عید کو بڑی چیز سمجھتے ہیں مگر جن حضرات کو لیلۃ القدر کی حقیقت اوراس کی خاص عبادت کا علم نصیب ہےتو اُن کے لئے یہ دن عید کے دن جیسا نہیں بلکہ عیدوں کی عید کے جیسا مقام رکھتا ہےاورانہیں عقل اور مذہب کی رو سے شب قدر کو اس انداز سے منانا چاہئے کہ جس کے مقابل میں عید کا اہتمام کم اور ماند معلوم ہو۔غرض عید عید ہے اور شب قدر شب قدر اس کا فرق خاص لوگ ہی جانتے ہیں اور خاص اور عام حضرات کے اعمال اور طریقہ غور وفکر میں بڑا فرق ہے۔خاص لوگوں کے پاس شب قدر عیدوں کی عید ہے۔اورانہیں اسے اس طرح منانا چاہئے کہ وہ ہر طرح عید سے برتر ظاہر ہو جو اس کا صحیح مقام ہے۔

جناب سید افتخار اعجاز صاحب

قدر کی رات

نقلست از بندگی میاں سید خوندمیرؓ که بار ہا شنیده ام و تاریخ بست و شش ماه مبارك رمضان حضرت میراں علیه السلام فرض عشاء ادا کردند پس بالا دیده فرمودند۔ امشب کدام شب است میاں سید سلام الله گفتند بست ہفتمی است۔ بعده فرمودند که فرمان لاخود که قرآن به سید المرسلین دریں شب نزول کریم و در سوره قدر بیان نمودیم۔ لیکن پوشیده داشتم برائے تو " **لیلة القدر خیر من الف شهر** " از عبارت مقبول بہتر است نرادادیم ۔ بر خیر دُگانه شکرانه اد کن۔ بعده میراں علیه السلام برخاستند دُگانه خود امامت کرده گزارده اندسیزده کس حاضر بردنیم بعده نشسته ایں دی باآواز بلند خواندد۔ **اللهم احیني مسکیناً** درمیان سید سلام الله عرض کردند که خوندکار ماراودین رحمت داخل بایدکرد۔ بعده به فرمان خدا به ایں نوع خواند ند **اللهم احیینا مسکینا و امتنا مسکینا و احشر نایوم القیٰمة فی زمرة المساکین و بفضل و بکرمک یا اکرم الاکرمین و برحمتک یا ارحم الراحمین اللهم صغرالدنیا الخ . اللهم ارنا لحق حق . الح و ربنا لامتنوع قلوبنا .** الخ خواند و سربه سجده نہادند تاربع یاس مقدار باشد که سر بالا بلند و باز شرف ایں شب بیان کردند و سال دیگر یا ہفتادو دو کس ادا کردند۔

ترجمہ: بندگی میاں سید خوندمیرؓ سے نقل ہے کہ (آپؓ نے فرمایا) کہ میں نے بارہا سنا ہے کہ ماہ مبارک رمضان کی ۲۶/ تاریخ حضرت میراں علیہ السلام نے فرض عشاء کوادا کیا پھر آسمان کی طرف دیکھ کر فرمایا۔ آج رات کونسی رات ہے ؟ میاں سید سلام اللہ نے کہا ستائیسویں ہے۔ اس کے بعد فرمایا کہ (خدائے تعالیٰ کا فرمان ہوتا ہے کہ اس رات ہم نے سید المرسلینؐ) پر قرآن نازل کیا اور سورۂ قدر میں اس واقعہ کو بیان کیا ہے۔ لیکن شب قدر کو ہم نے تمہارے لئے پوشیدہ رکھا۔ (لیلۃ القدر کی فضیلت والی رات) ہم نے تم کو دی ہے۔ اُٹھو شکریہ کا دُگانہ ادا کرو۔ اس کے بعد میراں علیہ السلام اٹھے اور خود امامت کرتے ہوئے دُگانہ ادا کیا۔ اس وقت ہم تیرہ اشخاص حاضر تھے اس کے بعد بیٹھ کر یہ دعا باواز بلند پڑھی۔ اے اللہ مجھے مسکین بنا کر زندہ رکھ۔ درمیان میں سید سلام اللہؓ نے عرض کیا کہ خوندکار ہم کو بھی اس رحمت میں شامل کر لینا چاہیئے۔ اس کے

بعداللہ کے حکم سے اس طرح دعا کی ائے اللہ ہم سب کو مسکین بنا کر زندہ رکھ اور مسکین بنا کر موت دے اور قیامت کے دن ہمارا حشر مسکینوں کے زمرہ میں کرا پنے فضل وکرم کے طفیل سے۔ائے سب سے بڑھ کر کرم کرنے والے اپنی رحمت کے طفیل سے، ائے سب سے بڑھ کر کرم کرنے والے اے اللہ دنیا کو ہماری نظروں میں چھوٹی کر دے (آخرتک) اے اللہ ہم کو حق کے طور پر دکھلا دے (آخرتک)۔اے اللہ ہمارے رب ہمارے ہمارے دلوں کو نہ پھیر جب کہ تو ہم کو ہدایت دے چکا (آخر تک) یہ سب دعائیں پڑھیں اور سر سجدہ میں رکھ دیا ۴۵ منٹ تک پھر سر اٹھایا (سجدہ سے) پھر اس رات کی بزرگی کو بیان کیا۔ دوسرے سال (۷۲) اشخاص کے ساتھ دُگانہ ادا کیا (متن شریف)

اس روایت سے حضرت بندگی میراں کے دو (۲) دوگانوں کی ادائی کا حال معلوم ہورہا ہے۔پہلے سال صرف (۱۳) اشخاص موجود تھے۔دوسرے سال صرف (۷۲)۔بعض اہل علم کا خیال ہے کہ حضرت بندگی میراں علیہ السلام نے پہلا دُگانہ بمقام کاہہ (۲۷) ویں شب رمضان ۹۰۹ ہجری میں ادا کیا اور دوسرا دُگانہ بمقام فرح ۹۱۰ ہجری میں ادا کیا۔اس واقعہ کے ایک ماہ بیس روز بعد رحلت فرمائی۔

مولود شاہ عبدالرحمٰنؒ میں مذکور ہے کہ بعداز داخل شدن درفرح دوسال وپنج ماہ حیات آنحضرت ماند یعنی شہر فرح میں داخل ہونے کے بعد آنحضرتؑ کی حیات مبارک دوسال پانچ ماہ ہوئی (صفحہ ۱۲۹)۔اس بیان کے پیش نظر حضرت بندگی میراں علیہ السلام نے فرح ہی میں دومرتبہ لیلۃ القدر دُگانہ ادا کیا ہے۔

شب قدر کی فضیلت یہ ہے کہ جو خود کلام الٰہی میں بھی ہے اور اس روایت میں بھی کہ فضیلت کی وجہ اول نزول قرآن مجید ہے۔لفظ نزول سے یہ ظاہر ہورہا ہے کہ کلام پاک یکبارگی مکمل طور پر نازل کر دیا گیا۔اس کی ماہیت اور اہمیت یہ ہے کہ کلام بے صورت و بے کیف نے صورت مسموع اختیار کی اور قلب حضرت سید المرسلین ﷺ پر اس کا نزول شب قدر کی قدر افزائی کا موجب ہے یہ سب تو بذریعہ قرآن شریف بیان میں آچکا۔اور سب پر ظاہر ہو چکا تھا لیکن وہ رات جس میں صفت حق یہ کیفیت اختیار کی اور اپنے بندے (حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) کو حق نے یہ مرتبہ عالی بخشا مصلحتاً پوشیدہ کر دی گئی تھی اس لئے کہ قرآن اعلیٰ میں انسان کے قلوب تزکیہ وتخلیہ کے ایسے مقام پر پہونچے تھے کہ تمام کے تمام عالم ملکوت سے اتصال پیدا کر سکیں ۔لیکن (۹) سو سال کے عرصہ کے مزید گزرنے اور حضرت بندگی میراں علیہ السلام کی تقریباً ۲۱ سالہ جدوجہد کے بعد بندگان خدا کے قلوب فیضان سماوی کے حصول کے قابل ہو چکے تھے۔تب حق تبارک وتعالیٰ نے بندگی میراں علیہ السلام پر اس قیمتی وقت کا انکشاف یقیناً ایک بہت بڑا احسان رب العالمین ہے۔اس کے شکریہ میں بارگاہ رب العالمین میں سر جھکانا بہت بڑی خوش قسمتی ہے۔شب قدر کی یہ خصوصیت بھی بیان ہورہی ہے کہ اس کی عبادت ہزار مہینوں کی مقبولہ عبادت سے بہتر ہے یعنی

اس کا درجہ قبولیت بہت بڑھ جاتا ہے اور وہ بھی ایک قلیل سے وقت میں توجہ الی اللہ رکھنے سے ظاہر ہے کہ تھوڑے سے وقت میں عظیم المرتبت قبولیت کا حصول انتہائی خوش نصیبی ہے۔

حدیت: فیه لیلة خیر من الف شهر من حرم خبرها فقد حرم من خیر کثیر (عن ابی ہریرہؓ)

حدیث:من خیر مها فقد حرم من خیر ها الا کل محروم (عن ابن ملک)

ترجمہ:(۱) آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ رمضان میں ایک رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے جو اس رات کی نیکی وثواب سے محروم کر دیا جائے وہ بہت بڑی نیکی سے محروم ہو گیا (۲) جو اس رات کی بھلائی سے محروم کر دیا گیا وہ تمام نیکیوں سے محروم رہا اور صرف بدقسمت ہی اس سعادت سے محروم کر دیا جاتا ہے (مشکوٰۃ) احادیث پاک سے بھی واضح ہو رہا ہے کہ شب قدر میں ثواب واجر کا ملنا سعادت کی دلیل ہے۔

مسکین۔ اصطلاحاً تارک الدنیا فانی فی اللہ کو کہتے ہیں اور ترک دنیا حقیقی توفیق باللہ پر منحصر ہے اس لئے اس مقدس شب میں اس توفیق کے لئے دعا کی جارہی ہے تاکہ مفرون باجانب ہوسکے۔ دنیا کا انسانی فطرت میں حقیر بن جانا ہی کارساز حقیقی کے فضل پر منحصر ہے۔ اور پھر حقائق کا بصیرت پر انکشاف سب کچھ من جانب اللہ ہی ہوسکتا ہے اور سب سے آخری اور اہم دعا ہے کہ ہدایت کے بعد گمراہی سے محفوظ رہنا ہے۔ دعا ہے کہ حق تعالیٰ اپنے طالبوں پر فضل کرے (آمین)

❁ ❁ ❁ ❁

فقیر محمد نورالدین صاحب عربیؒ

ماخوذ از ''ہفت مسائل''

نماز شب قدر

حضرت مہدی علیہ السلام نے نماز شب قدر اس رات کے اظہار کے شکریہ کے طور پر خدا کے حکم سے اپنے گروہ پر فرض کر دی ہے۔ بالکل ایسے ہی جیسے آدمؑ نے فجر ابراہیمؑ نے ظہر یعقوبؑ نے عصر' داؤدؑ نے مغرب اور یونسؑ نے نماز عشاء خدا کے فضل و نعمت کے شکریہ میں پڑھی ہے۔ اور یہی پانچ نمازیں امت پر فرض ہیں۔ دوگانہ لیلۃ القدر کی فرضیت پر بعض ناواقف مذہب کہ اٹھتے ہیں یہ چھٹی نماز شریعت میں اضافہ اور نسخ ہے۔ حالانکہ چھٹی نماز کی زیادتی کو جمہور علماء نے نسخ نہیں قرار دیا یہی قول علامہ تفتازانی کا ہے۔ نماز پنجگانہ کے علاوہ اور بھی تو نمازیں ہیں جو فرض و واجب ہی ہیں جیسے نماز جمعہ' نماز عیدین' نماز وتر موخر الذکر دو نمازیں واجب ہیں اور ظاہر ہے کہ واجب اور فرض میں کچھ زیادہ فرق نہیں ہے۔ نماز تہجد آنحضرت ﷺ پر فرض تھی اور افراد امت کے لئے اس کی ادائی سنت ہے۔ مگر بعض اولیائے امت نے جو سنت رسول کی اتباع کو فرض جانتے تھے اس کو اپنے آپ پر فرض ہی کر لیا ہے۔ امام زفرؒ نے وتر کو فرض کہا ہے۔ دوسرے ائمہ اس کو سنت یا واجب کہتے ہیں چونکہ سب کا ماخذ آیات و احادیث ہیں اس لئے کوئی ایسے حکم کو نسخ شریعت یا اس میں اضافہ نہیں جانتا بلکہ وتر عشاء کے ساتھ یا عشاء کے وقت پڑھی جانے سے اور جمعہ ظہر کے وقت ادا کرنے سے نمازیں پانچ ہی شمار کی جاتی ہیں پس دوگانہ لیلۃ القدر بھی چونکہ نماز عشاء کے ساتھ اور وقت عشاء ادا ہوتا ہے اس لئے اس کو چھٹی نماز کہنا غلطی ہے بلکہ اس لحاظ سے نمازیں وہی پانچ ہی ہیں۔ ائمہ مجتہدین باوجود غیر معصوم ہونے کے وتر اور عیدین کے فرض یا واجب ہونے کا حکم لگا سکتے ہیں حالانکہ ان کا قول قیاس و اجتہاد کی بناء پر ہے تو حضرت مہدی علیہ السلام جو بروئے حدیث معصوم عن الخطاء اور خلیفۃ اللہ ہیں' خدا کے حکم سے نماز لیلۃ القدر کو فرض قرار دیں تو ضرور وہ فرض ہے اس سے نہ نسخ شریعت لازم آتا ہے نہ احکام میں زیادتی کیونکہ خدا سے بلا واسطہ تعلیم کے علاوہ آپ کے احکام کا ماخذ بھی قرآن و حدیث ہی ہے۔ قرآن میں شب قدر کی فضیلت کا بیان موجود ہے جس کا مقصود و منشاء اس رات کی عبادت ہے' اور حدیث شریف ہے کہ جو شخص اللہ پر ایمان رکھ کر شب قدر میں عبادت کرے اس کے اگلے اور پچھلے گناہ بخش دیئے جائیں گے (کنز العمال) اسلامی عبادات میں بہترین طریقۂ عبادت نماز اور اس کی اقل مقدار دو رکعت ہے۔ قرآن و حدیث کے اس منشاء کے تحت حضرت مہدی علیہ السلام نے دو رکعت نماز اس رات میں فرض کر دی ہے۔ خود رسول اللہ ﷺ نے بھی اس رات عبادت کا بطور خاص اہتمام کیا ہے۔ چنانچہ حضرت ابوذر غفاریؓ کہتے ہیں '' رمضان کی تیئیسویں رات کو رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور تہائی رات تک ہم کو نماز پڑھائی چوبیسویں رات کو آپ تشریف نہیں لائے۔ پچیسویں رات کو تشریف لائے اور آدھی رات تک ہم کو نماز پڑھائی ہم نے عرض کی یارسول اللہ اچھا ہوتا اگر آپ ہم کو تمام رات نماز پڑھاتے۔ فرمایا جو شخص امام کے ساتھ نماز کو

کھڑا رہے اور امام کے ساتھ ختم کرے اس کو پوری رات کی عبادت کا ثواب دیا جاتا ہے۔ پھر چھبیسویں رات کو آپ برآمد نہیں ہوئے۔ ستائیسویں رات کو تشریف لائے اور ہم سب کو اور اہل خانہ کو جمع فرمایا اور سب کو لے کر اتنی دیر تک نماز پڑھائی کہ ہم کو سحری کے فوت ہوجانے کا اندیشہ ہوگیا'' (غنیۃ الطالبین) حضرت مہدی علیہ السلام نے اسی سنت کو زندہ کردیا' اپنے اہل وعیال اور متعلقین اور دائرہ کے تمام لوگوں کو جمع کرکے اس رات نماز پڑھائی۔ اتنی دیر تک کہ سحری کا وقت آگیا اور آج تک یہی عمل گروہ کا ہے کہ یہ نماز آدھی رات گذرنے کے بعد سہ پہر رات کے قریب پڑھتے ہیں کہ یہ وقت نزول رحمت باری کا ہے۔ امام کا اس نماز کو اتنی تاخیر سے پڑھانے کا سبب یہ ہے کہ لوگ اس نماز کے انتظار میں سونے کے بجائے بیٹھے رہیں اور بروئے حدیث'' جو نماز کے انتظار میں ہے وہ نماز ہی میں ہے'' پس ان کو تمام رات کی عبادت کا ثواب حاصل ہو ورنہ اول وقت نماز پڑھ لینے پر لوگ بعد نماز سوجاتے اور شب بیداری کا ثواب ہاتھ سے کھودیتے (۱)

(۱) ''نماز لیلۃ القدر پڑھانے کو بزرگان دین نے افعال ارشادی میں شمار کیا ہے۔ سوائے اہل ارشاد کے کوئی شخص یہ نماز نہیں پڑھا سکتا سوائے اس کے جس کو اس نماز پڑھانے کی کسی اہلِ ارشاد سے اجازت ملی ہو اور اس نماز کے فوت ہوجانے پر اس کی قضا بھی نہیں ہے۔ جیسے نماز جمعہ کی کوئی قضا نہیں اور یہ بات اس نماز کی اہمیت اور شب قدر کی بزرگی وعظمت کے تحت بالکل صحیح ہے کیونکہ اس نماز کی قضا کو تسلیم کرنا اس نماز سے غفلت کا حکم دینا ہے اور یوں بھی بعض کے پاس یہ نماز بغیر جماعت کے فرداً پڑھ لینے سے ہوتی ہی نہیں''

حضرت رسول خدا ﷺ فرماتے ہیں کہ'' شب قدر کو رمضان کے آخری دہے میں تلاش کرو'' یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ آنحضرت ﷺ کو اس کا علم یقینی نہیں تھا لیکن اس کے اخفاء میں مصلحت یہ تھی کہ حضرت مہدی علیہ السلام کے ذریعہ اس کا اظہار ہوکر آپ کا گروہ آپ کی تصدیق کے صلہ میں اللہ کے اس انعام واحسان سے مستفید ہو یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے۔

بہتر ہزار ماہ سے کہتے ہیں ہم جسے
پوشیدہ رات سب کی نگاہوں سے وہ رہی
تاکہ ملے دوگانہ سے خیر کثیر ہمیں
مہدیؑ نے آکے بخشی ہے اس شب سے آگہی

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہاری زندگی گذشتہ امتوں کے مقابل میں فقط اتنی ہے جتنی عصر سے آفتاب کے غروب ہونے تک اور تمہاری اور یہود ونصاریٰ کی مثال اس شخص کے جیسی ہے جو مزدوری پر کسی کو ٹھہرائے اور کہے جو میرا نصف کام کرے گا اسکو ایک قیراط ملے گی۔ لہذا یہود نے نصف دن تک کام کیا اور ایک ایک قیراط لے لیا اس نے پھر کہا میرا کام ایک قیراط کے معاوضہ میں کون کرے گا۔ نصاریٰ نے عصر تک کام کیا اور ان کو ایک ایک قیراط مل گئی۔ پھر اس نے کہا عصر سے مغرب تک کو جو شخص کام کرے گا اس کو دو قیراط ملیں گے لہذا وہ لوگ تم ہو کہ عصر سے مغرب تک کام کرکے دوہرا اجر لوگے۔ یہود اور نصاریٰ کو

اس فعل سے نہایت غصہ ہوا اور کہنے لگے ہم نے کام تو زیادہ کیا اور مزدوری ہم کو کم ملی ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا میں نے تمہاری مزدوری میں کچھ کمی کر کے تم پر ظلم کیا ہے انہوں نے کہا نہیں ظلم تو نہیں کیا جتنی مقرر تھی مل گئی ۔ فرمان ہوا پس تو یہ میرا فضل ہے جس کو چاہوں دوں'' نیز آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے اس امت کے آخر میں ایک ایسی قوم ہوگی جس کو اولین امت کا ثواب ملے گا وہ امر معروف اور نہی عن المنکر میں مشغول ہوں گے ۔ فتنہ والوں سے لڑیں گے (المصابیح جلد دوم) اور فرمایا اس کے (میری امت کے) آخر ایک بہت لمبی چوڑی جماعت ہوگی اور بہت خوبی والی ہوگی (مشکوٰۃ) حضرت رسول خدا ﷺ نے جو مثال مزدوری کرنے والوں کی بیان فرمائی ہے ایسی ہی ایک تمثیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی بیان کی ہے کہ ایک شخص نے کچھ مزدور ایک دینار روز مزدوی ٹھہرا کر علی الصباح اپنے باغ میں بھیج دیئے ۔ پھر پہر دن چڑھے کچھ اور مزدور اسی مزدری پر بھیجے پھر دوپہر' سہ پہر کے قریب کچھ اور مزدور اس نے بھیجے پھر جب ایک گھنٹہ دن رہ گیا اس نے کچھ اور مزدور باغ میں بھیج دیئے ۔ جب مزدوری دی جانے لگی اس نے اگلوں پچھلوں سب کو ایک ایک دینار دیا اس پر پہلے مزدوروں نے شکایت کی کہ جن لوگوں نے صرف ایک گھنٹہ کام کیا ہے ان کو ہمارے برابر مزدوری ملی ہے ۔ حالانکہ ہم نے دن بھر کام کیا اور دھوپ کی سختی جھیلی ۔ مالک نے کہا میں نے تم سے کوئی ناانصافی نہیں کی جو مزدوری تم سے ٹھہری تھی وہ برابر دی ہے اب رہا اوروں کو بھی اتنا ہی دینا یہ میری مرضی ہے (انجیل متیٰ باب ۲۰) اس تمثیل میں جو لوگ علی الصبح کام پر آئے وہ اگلی امتیں ہیں ۔ پھر دن چڑھے آنے والے موسیٰ علیہ السلام کی امت ہے اور دوپہر کو آنے والے عیسیٰ علیہ السلام کی امت' سہ پہر کو آنے والی جماعت نبی کریم ﷺ کی امت ہے ۔ اور ایک گھنٹہ باقی رہنے پر جو لوگ کام پر لگے وہ گروہ مہدی علیہ السلام ہے ۔ جس کی صراحت خود نبی کریم ﷺ نے آخرین امت کے نام سے کر دی ہے اور فرمایا

''میری امت کی مثال بارش جیسی ہے نہیں معلوم اس کا اول بہتر ہے یا آخر'' (مشکوٰۃ) اور یہ شب قدر کی مختصر عبادت ہی ہے جس نے گروہ مہدی (آخرین امت) کو اس کی عمر کے مختصر عرصہ میں گذشتہ امتوں کے برابر ثواب کا مستحق بنا دیا ۔

مہدیؑ موعودؑ کی تصدیق کا ہے یہ اثر
ایک تھوڑی سی عبادت اور بے گنتی اجر

والسَّلام علیٰ من اتبع الهُدیٰ

❁❁❁❁❁

حضرت سید نور محمد خوندمیری (کرگاول)

افضل ترین رات

خالق کائنات نے قرآن مجید میں افضل ترین رات یعنی لیلۃ القدر کی فضیلت میں ایک سورۃ کو نازل فرمایا ہے ارشاد ہوتا ہے۔

اِنَّآ اَنۡزَلۡنٰهُ فِیۡ لَیۡلَةِ الۡقَدۡرِ o وَمَآ اَدۡرٰکَ مَالَیۡلَةُ الۡقَدۡرِ o لَیۡلَةُ الۡقَدۡرِ خَیۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَهۡرٍ o تَنَزَّلُ الۡمَلٰٓئِکَةُ وَالرُّوۡحُ فِیۡهَا بِاِذۡنِ رَبِّهِمۡ ج مِنۡ کُلِّ اَمۡرٍ o سَلٰمٌ هِیَ حَتّٰی مَطۡلَعِ الۡفَجۡرِ o

''بے شک ہم نے قرآن مجید کو شب قدر میں اتارا ہے اور آپ کو کچھ معلوم ہے کہ شب قدر کیسی چیز ہے۔ شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اس رات میں فرشتے اور روح القدس (جبرئیل) اپنے پروردگار کے حکم سے ہر امر خیر کو لے کر زمین کی طرف اترتے ہیں اور وہ شب سراپا سلامتی ہے طلوع فجر تک''

احادیث میں بھی لیلۃ القدر کی فضیلت ثابت ہے چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔''جو شخص اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھ کر حصولِ اجر و ثواب کے لئے لیلۃ القدر میں عبادت کرے اس کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔''

سورۃ لیلۃ القدر کا شانِ نزول یہ ہے ایک مرتبہ حضرت رسالت مآب ﷺ صحابہ کرامؓ کے روبرو بنی اسرائیل کے ایک عابد و زاہد شخص شمعون کا ذکر یوں فرمائے کہ

''آپ کی والدہ نے ان کو خدا کی راہ میں نذر کیا تھا اسی سبب سے اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسی قوت بخشی تھی جس کی برابری کوئی انسان نہیں کرسکتا تھا۔ شمعون تن پر جنگی ہتھیار رکھے ہزاروں ماہ جہاد فی سبیل اللہ یوں کیا کرتے تھے کہ دن میں روزہ رکھتے ہوئے جنگ کرتے اور رات کو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہتے۔ شہر روم کے لوگ بہت بڑے سرکش اور بت پرست تھے۔ شمعون ان لوگوں کی ہدایت کی راہ پر بلاتے نہ ماننے پر ہزار مہینے اسی طریقہ سے جنگ کیا کرتے تھے۔ الغرض ان کی بیوی بت پرستوں کی قوم سے تھی۔ زر و مال کی طمع میں انہیں کے کہنے پر شمعون کو باندھ کر پکڑ کر دینے راضی ہوگئی۔ پہلی رات شمعون کو سوتے ہوئے پاکر مضبوط رسی سے ہاتھ پاؤں باندھی لیکن جب آپ ہشیار ہوئے بہ آسانی تمام رسی کو توڑ ڈالے۔ پوچھنے پر عورت نے کہا کہ آپ کی طاقت آزما رہی تھی۔ دوسری رات اسی طرح لوہے کی زنجیروں سے جکڑ دیا۔ شمعون عبادت کے لئے جاگے اور زنجیر توڑ ڈالے۔ استفسار کرنے پر مکار عورت نے بتایا کہ شہر میں آپ کی طاقت کا بڑا چرچہ ہے یہی آزمانا چاہتی تھی۔ حقیقتاً تم بہت بڑی طاقت کے مالک ہو اس کے جواب میں شمعون نے کہا''ہاں اللہ کا یہ عطیہ ہے اس طاقت کا راز صرف مجھے معلوم ہے'' جب اس مکار عورت نے مکر و فریب کی باتوں سے اس راز جو جاننا چاہا۔ شمعون نے عاجز آکر بتلادیا کہ

میرے سر کے دراز بال ہی اس طاقت کا راز ہیں۔ تیسری رات اس عورت نے آپ کے بال سے آپ کو باندھ دیا۔ اور کفار نے آ کر آپ کو کاٹ کر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے۔ لیکن عبادت کے وقت ان تمام اعضاء اور ٹکڑوں سے آواز آتی تھی کہ اے اللہ ایسی حالت میں تیری عبادت کیسے کروں میری مدد فرما۔ جب جبرئیل اللہ کے حکم سے آپ کے تمام اعضاء جوڑ کر درست کئے اور پھر آپ زندہ ہوگئے۔ شمعون نے زندہ ہوکر کافروں کو ایسا للکارا کہ آپ کی آواز کی ہیبت سے تمام کے تمام نیست و نابود ہوگئے۔ اور آپ اپنی باقی عمر اللہ جل شانہ کی عبادت میں گذار دیئے''

یہ حکایت سن کر صحابہ کرام کو بہت تعجب ہوا اور اپنی کوتاہ عمروں پر افسوس ہوا۔ آنحضرت ﷺ سے دریافت کیا کہ یہ مرتبہ ہمیں کیوں کر حاصل ہوگا وہ عمر اور عبادت ہم کو کہاں حاصل ہوگی۔ سورۃ القدر لے کر جبرئیل تشریف لائے تاکہ ہزاروں ماہ کی عبادت کا مداوا بن سکے۔

رمضان المبارک کا عشرہ اخیرہ آتے ہی آنحضرت ﷺ کا عمل اس قدر اہتمام کے ساتھ پایا جاتا کہ آپ عبادت میں مشغول ہوجاتے اور اہل و عیال کو جمع کر کے نمازیں ادا فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رمضان کے آخری دہے میں عمل و عبادت میں اسی قدر محنت اور کوشش فرماتے تھے کہ دوسرے مہینہ کے آخری دہے میں اتنا نہ فرماتے ہیں۔

لیلۃ القدر کی اس مسلمہ فضیلت اور حضور اکرم ﷺ کے اس قدر اہتمام عبادت کے باوجود لیلۃ القدر کے تعین میں صحابہؓ سے لے کر مجتہدین تک سب الگ الگ مختلف قول کہتے ہیں۔

امام اعظمؒ کے پاس لیلۃ القدر رمضان ہی میں ہے لیکن نہیں کہا جاسکتا کہ کونسی رات ہے۔ امام مالکؒ کہتے ہیں کہ لیلۃ القدر رمضان کے آخری دہے میں کوئی ایک تاریخ ہے۔ امام شافعیؒ کے پاس لیلۃ القدر اکیسویں رات ہے۔ اسی طرح ابوہریرہ اسلمیؒ ۲۳/ حسن بصریؒ ۲۵/ ابن عباسؓ اور ابی ابن کعب ۲۷/ اور عائشہ صدیقہؓ ۲۹/ کو لیلۃ القدر ہونے کے قائل ہیں۔ (غنیۃ الطالبین)

یہی وہ افضل ترین رات ہے جس کی تلاش میں کئی خاصانِ خدا نے اپنی عمریں صرف کردیں۔ لیکن پھر بھی یقین کے ساتھ نہ جانا کہ کونسی رات ہے۔ خدا تعالیٰ نے اپنے عین فضل و کرم سے اس رات کا اظہار امامنا مہدی موعود علیہ السلام پر کیا ہے۔ امامنا مہدی موعود علیہ السلام نے اللہ کے حکم کی بنا پر جونپور سے ہجرت فرمائی۔ کئی برس کی مسلسل ہجرت کے بعد خراساں کو قدوم میمنت سے زینت بخشی۔ ماہ رمضان المبارک ۹۰۹ھ شہر کاہہ میں گذارے۔ یہاں رمضان المبارک کی ۲۷/ ویں شب میں آپ اپنے حجرہ میں جلوہ گر تھے کہ پروردگار عالم کا ارشاد ہوا کہ ''اے سید محمد سر کو اٹھاؤ آپ نے اپنا سر اٹھا کر دیکھا کہ آسمان کے تمام دروازے کھول دئے گئے ہیں جنت کو آراستہ کردیا گیا ہے۔ اللہ جل شانہ انوار جلال و جمال کے ساتھ تجلی فرما ہے۔ آپؑ نے عرض کیا۔ یا خدایا! یہ رات کس قدر اچھی معلوم ہوتی ہے۔ ارشادِ خداوندی ہوتا ہے کہ اے سید محمد یہ لیلۃ القدر ہے۔ ہم

نے اس کو تجھ پر ظاہر کیا ہے۔ ہماری اس نعمتِ عظمیٰ پر دو رکعت نماز بطور شکر ادا کر“

لیلۃ القدر کے تعین میں جو اختلاف و تذبذب تھا وہ بطفیل مہدی موعود علیہ السلام مہدویوں کے لئے اس طرح یقین سے بدل گیا۔ حضرت امامنا مہدی علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ سے یہ معلوم کیا گیا کہ لیلۃ القدر ۲۷/ویں رمضان ہی ہے اور حکم دیا گیا کہ اس انعام باری کے شکر میں جو تعین لیلۃ القدر کے یقینی علم حاصل ہونے کی صورت میں دو رکعت ادا کی جائے۔ حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے اس حکم کی تعمیل میں اس رات میں دو رکعت نماز پڑھی اور اس کے بعد بھی حیات تک اس طرح ادا فرماتے تھے۔ پس تمام مہدوی اس حکمِ الٰہی کی تعمیل اور حضرت مہدی موعودؑ کی اتباع میں اس کو فرض و لازم جان کر ادا کرتے رہے۔ یہی نماز لیلۃ القدر یا دُگانہ لیلۃ القدر ہے۔

یہاں اب تین امور حل طلب ہیں۔(۱) لیلۃ القدر میں نماز پڑھنا (۲) دو رکعت کا تعین (۳) اس کو فرض جاننا۔ نماز پڑھنا کسی مسلمان کے لئے نا قابلِ اعتراض ہوسکتا ہے اور نہ بدعت۔ دو رکعت کا تعین بھی احکام دینی کے لحاظ سے نہ کوئی ممنوع امر ہے نہ بدعت۔ کیونکہ یہ اصولی ضابطہ ہے کہ **الامر یقع علی اقل جنسہ** یعنی امر مطلق کا اطلاق کم از کم اقل جنس پر ہوتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ نماز کی کم از کم مقدار جس پر نماز کا اطلاق ہوسکتا ہے وہ دو رکعت ہی ہے۔ ہر دو رکعت والی نماز کو فارسی میں دُگانہ کہتے ہیں۔ اس لئے مہدوی حضرات لیلۃ القدر کو دُگانہ شب قدر کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ اس کو فرض ماننا بھی کئی عقلی و نقلی وجوہ سے اہل سنت کے اصول پر قابل اعتراض نہیں ہے۔ حضرت مہدی موعودؑ اور آپ کے واسطہ سے آپ کے متبعین پر اللہ کا یہ فضل و احسان ہے کہ اس نے لیلۃ القدر کے تعین کا یقین و قطعی علم عطا فرمایا ہے۔ پس اس نعمت خداوندی کا شکر یہ آیت قرآنی **واشکروالی ولا تکفرون** یعنی تم میرا شکر ادا کرو ناشکری مت کرو کے مطابق فرض ہے۔ اس کے علاوہ بعض احادیث سے ثابت ہے کہ نماز پنجگانہ میں سے ہر ایک نماز ایک ایک نبی نے فضل و نعمتِ خداوندی کے شکریہ ہی میں ادا فرمائی ہے۔ چنانچہ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ غنیۃ الطالبین میں فرماتے ہیں کہ ”انصار میں سے ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ نمازِ فجر سب سے پہلے کس نے پڑھی ہے فرمایا حضرت آدمؑ نے اور ظہر سب سے پہلے حضرت ابراہیمؑ نے پڑھی جب کہ ان کو خدائے تعالیٰ نے نمرود کی آگ سے نجات دی۔ نماز عصر حضرت یعقوبؑ نے پڑھی جب کہ جبرئیلؑ نے ان کو حضرت یوسفؑ کی خوشخبری دی جب خدائے تعالیٰ نے حضرت داؤدؑ کی توبہ قبول فرمائی تو انہوں نے نماز مغرب پڑھی۔ اور جب حضرت یونسؑ کو خدائے تعالیٰ نے مچھلی کے پیٹ سے نکالا تو انہوں نے نماز عشاء پڑھی۔ پس ادائے شکر خداوندی کی مختلف سورتوں میں سے دو رکعت نماز کی ادائی کا لازم قرار دینا بھی احکام دین اسلام کے خلاف نہیں بلکہ سنت انبیاء علیہم السلام کی عین اتباع ہے۔ اس کے قطع نظر بعض اکابرین اہلِ سنت کے اقوال سے بھی ثابت ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام کی ذات خلیفۃ اللہ ہے۔ چنانچہ علامہ طحطاوی حاشیہ در المختار میں لکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مہدی میرے نقشِ قدم پر چلیں گے۔ اسی طرح

امام عبدالوہاب شعرانیؒ نے یواقیت کے انچالیسویں باب میں لکھا ہے کہ ''امت محمدیہؐ کے ہر عالم کو علم احکام واحوال ومقامات میں اس وقت تک درجہ استادی حاصل ہے کہ مہدیؑ کا ظہور ہوجائے۔ جو ائمہ مجتہدین کے خاتم ہیں۔ ان اقوال سے ثابت ہے کہ مہدیؑ معصوم عن الخطا، خلیفہ اور حاکم شرعِ محمدی ہیں آپ کے احکام بلاواسطہ خدائے تعالیٰ کے الہام اور رسول اللہ ﷺ کی تعلیم پر موقوف ہیں آپ جو حکم دیں رائے وقیاس پر مبنی نہیں۔ بلکہ عین خدا اور رسول کا حکم اور حقیقی شرع محمدی ہے۔ اگر رسول اللہ ﷺ موجود ہوتے تو مہدی کے حکم کو برقرار رکھتے یا آپ کے روبرو یہ مقدمہ پیش ہوتا تو آپ بھی وہی حکم دیتے جو مہدیؑ نے دیا ہے۔ اس ارفع واعلیٰ حیثیت کے پیش نظر حضرت نے خدائے تعالیٰ کے حکم سے ان دو رکعت کی ادائی فرض قرار دی ہے تو وہ ضرور فرض ہے۔ اس مسئلہ میں اگر کسی کو شبہ ہو کہ نماز لیلۃ القدر کی فضیلت سے ایک چھٹی نماز کی زیادتی ہوتی ہے اور شریعت کا نسخ لازم آتا ہے تو یہ شبہ صحیح نہیں۔ کیونکہ جو امر اصولِ شرعیہ پر مبنی اور انہی سے مستخرج ہو اس سے نسخ شریعت لازم نہیں آتا ورنہ مجتہدین کے تمام اخلاقی مسائل میں بھی نسخ شریعت لازم آجائے گا۔ حالانکہ کوئی بھی اس کا قائل نہیں۔ چنانچہ علامہ صاحب تلویح لکھتے ہیں کہ علمائے اصول کو اس امر میں اختلاف ہے کہ نص پر زیادتی نسخ ہے یا نہیں یعنی اگرچہ زیادتی عبادت مستقل ہے جیسے چھٹی نماز کی زیادتی تو اس کو جمہور علماءؒ نے نسخ نہیں قرار دیا ہے۔ پس علمائے اصول کے اس متفقہ ضابطہ کے لحاظ سے نماز لیلۃ القدر ایک چھٹی نماز بھی فرض کی جائے تو نہ اس سے نسخ لازم آتا ہے اور نہ یہ قابل اعتراض ٹھہرائی جاسکتی ہے۔ پس نماز لیلۃ القدر کی نسبت بھی حضرت مہدی موعودؑ نے جو حکم دیا ہے وہ قرآن وحدیث ہی کی بنا پر دیا ہے۔ لیلۃ القدر کا ذکر قرآن میں موجود ہے اس کی فضیلت قرآن شریف سے ثابت ہے۔ احادیث سے اس رات میں عبادت کرنے کی تاکید اور اس کے فضائل ثابت ہیں۔ خود حضرت رسول اللہ ﷺ کے عمل سے اس کی اہمیت ثابت ہے کہ رمضان کا عشرہ اخیر آتے ہی عبادت میں خاص اہتمام فرماتے تھے۔ خود رات کو عبادت کرتے اور اپنے اہل وعیال کو بیدار فرماتے تھے۔ اس کے پیش نظر حضرت مہدی موعودؑ نے لیلۃ القدر کی عبادت کو فرض قرار دیا۔ اس کی فرضیت کے یہ معنی ہیں کہ ہر مہدوی اس رات میں روزمرہ عبادت فرض وسنت کے علاوہ کم ازکم یہ دو رکعت بھی ادا کرے تاکہ اس کو اس رات کی عبادت کی فضیلت باتباع رسول کریم ﷺ حاصل ہو۔ اس کے برعکس دوسرے برادرانِ اسلام جو اس رات کے تعین میں مشتبہ ہوں یا جن کے پاس اس عبادت کی اہمیت نہ ہو ممکن ہے کہ وہ اس رات کو کھودیتے ہوں۔ لیکن کسی مہدوی سے لیلۃ القدر کبھی فوت نہیں ہونے پاتی اور یہ ہر مہدوی کا ان دو رکعتوں کو اپنے آپ پر فرض جاننے کا نتیجہ ہے۔

آخر میں دعا کرتا ہوں کہ اے پروردگار ہم تمام مہدویوں کو لیلۃ القدر میں **ھی حتی مطلع الفجر** تک عبادت میں لگے رہنے کی توفیق عطا فرما۔ اور ہمیں خلوص دل، یکسوئی اور حضورِ قلب، نیک نیتی سے امور خیر میں مشغول رکھ کہ ایک لمحہ بھی اور ایک سانس بھی تیرے ذکر کے بغیر ضائع جانے نہ پائے آمین

✿✿✿✿✿

حضرت سید روشن منور صاحب (بنگلورو)

لیلۃ القدر

ماہِ رمضان کی ساری نعمتوں سے بڑھ کر بھی ایک عظیم ترین نعمت اس مہینے میں مومنوں کو عنایت ہوئی ہے۔ وہ ہے لیلۃ القدر یعنی قدر کی رات یہ اتنی عظیم اور اتنی بابرکت رات ہے کہ جس کی شان میں اللہ جل جلالہ اپنے کلام میں ایک سورت ہی ''سورۃ القدر'' کے نام سے نازل فرمائی اسی سورت میں فرمانِ حق تعالیٰ ہوا ہے لیلۃ القدر خیر من الف فی شھر یعنی ایسی قدر والی رات جو ہزار مہینوں سے افضل ہے۔

ایک امیر رئیس شخص جس کا بینک میں کھاتا ہوتا ہے اس کی کافی رقم لاکھوں بلکہ کروڑوں روپئے بنک میں جمع رہتے ہیں۔ وہ اپنے نوکروں کو تنخواہ کے علاوہ بونس اور دیگر انعامات دیتا ہے۔ مختلف افراد کو مختلف رقم دیتا ہے جو نقد نہیں چیک کی صورت میں دیتا ہے۔ کسی کو دو ہزار کسی کو بیس ہزار تو کسی کو دو لاکھ دیتا ہوگا۔ مگر جو بھی رقم دیتا ہے اسے کاغذ پر لکھتا ہے جسے چیک کہتے ہیں۔ چیک نامی کاغذ کا سائز ایک ہی رہتا ہے مگر اس کی قیمت وہ ہوتی ہے جو قیمت کہہ کر وہ رئیس یعنی اس کا مختار اسی کاغذ کو دیتا ہے۔ وہ رئیس بنک میں اپنی جمع شدہ رقم پر اپنا اختیار رکھتا ہے وہ اس کاغذ کو جو قیمت چاہے دینے کا اختیار رکھتا ہے بلکہ وہ چاہا تو کسی کو بلانک چک دے سکتا ہے کہ چاہے جتنی رقم چاہے لکھ لو۔

ایک رات عموماً دس بارہ گھنٹوں کی ہوتی ہے رات کا یہ مقررہ سائز ہے جیسا چیک کا سائز ہوتا ہے۔ اللہ علی کل شئی قدیر ہے یعنی ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے وہ کسی رات کو جو قیمت (طوالت) چاہے قرار دے لیتے ہیں۔ شب معراج' شب براءت' شب قدر جو بڑی راتیں کہلاتی ہیں ایسی ہی بڑی قیمتوں والی راتیں ہیں۔ شب قدر ان میں سب سے بڑی قدر و قیمت والی رات ہے جس کے تعلق سے اللہ نے اپنے کلام قدیم میں خیر من الفِ شھر کی مہر لگائی ہزار مہینوں کی جو قیمت ہوتی ہے اتنی قیمت بلکہ اس سے کہیں زیادہ اس ایک رات کی قیمت ہوتی ہے کتنی زیادہ؟ اس سے زیادہ کی کوئی حد نہیں لامحدود۔ ''زیادہ'' اس زیادہ کا انحصار عمل کرنے والے کے عمل اور اخلاص پر ہوتا ہے۔ گویا خداوند کریم نے بلانک چیک دے دیا ہے کہ اپنے خلوص عمل کے قلم سے جتنی رقم چاہے لکھ لے۔ اس رات کی قیمت کو ہزار مہینوں سے بہتر قرار دیا گیا ہے۔ اس کا مطلب گنے چنے 30x2x1000=60000 گُنا نہیں بلکہ اس رات کی وسعت بے حد و بے حصر ہے' بے پایاں ہے۔ ایک نیکی کا اجر اس مناسبت سے بیحد و بیکراں میسر ہوگا۔ یہ وہ رات ہے جس کے متعلق روایتوں میں آیا ہے کہ فرشتوں کی تخلیق ہوئی تھی۔ آدمؑ کی تخلیق کی مٹی اسی رات میں جمع کی گئی تھی۔ قرآن شریف آسمان وزمین پر اسی رات اترا۔ قرآن کیا ہے؟ اس کی تقدیس

کیا ہےاس کے بیان کے لئے ایک الگ طویل وعریض مضمون درکار ہے۔جس کی یہاں گنجائش نہیں ہے۔مختصر یہ کہ زعیم الانبیاءصاحب الاولیاء نےفرمایا ''الصیام والفرقان شفعان للعبد'' روزہ اورقرآن بندے کی شفاعت کے دوسہارے ہیں۔پس قرآن شریف شفاعت کا ذریعہ ہے۔قرآن ہماراامام ہے جسےہم ہرروز کہتے ہیں القرآن والمهدی امامنا امنا وصدقنا۔

پس یہ رات اللہ کی منتخب رحمتوں‘فضیلتوں کی رات ہے۔اس رات میں اللہ کےفرشتے نازل ہوتے ہیں اوراپنے ساتھ تمام کے لئے''امر سلام''،یعنی سلامتی کا تحفہ لئے رہتے ہیں اور یہ نزول مطلع الفجر(یعنی صبح پو پھٹنے) تک جاری رہتا ہے۔اس رات کا ہرثانیہ(سکنڈ) بلکہ ثانیہ کا بھی جز مقدس ہےقیمتی ہے ہرمومن مہدوی کے لئےضروری ہے کہ اسے ضائع نہ ہونے دے۔

ہمارےایک بھائی تھے وہ ایجوکیشنل افسر تھے بحمد اللہ عملہ امتحانات کےرکن بھی تھے۔ایک بار کا ذکر ہے کہ خاندان کے تین بچے امتحان کو بیٹھے تھےموصوف نے ان تینوں کا رزلٹ دیکھ لیا تھا کہ کامیاب ہوگئے ہیں۔رزلٹ کا اعلان اپنے وقت پر ہونے والا تھا۔بالفاظ دیگر یہ کہ رزلٹ کےاعلان کرنے کا اختیار عملے کو تھااوراس کا وقت معین تھا۔یعنی وقت سے پہلے کوئی شخص بھی چاہے عملے کاممبرہی کیوں نہ ہواعلان کرنے کا مجازنہیں تھا۔پس ہمارے بھائی صاحب نے خاندان کے بچوں کے رزلٹ دیکھ تو لئے تھےاعلان کردیتے تو اعلان غلط بھی نہ ہوتا تاہم اعلان کرنے کےمجازنہیں تھے۔اوراعلان کا مقررہ وقت بھی ابھی باقی تھا۔گھرمیں آکراپنی ماں سے بتادئے کہ بچے پاس ہوگئے ہیں پھرتاکید کی کہ''بات راز ہی رکھوکسی سے مت بولووقت آنے پر اعلان ہوگا''ماں محترمہ نےکسی اورسے‘کسی اورنےکسی اورسے‘اورکسی اورنے دوسرےکسی اور سے یہ بات کہدی پھرہرایک نے دوسرےکوتاکید بھی کردی کہ بات راز ہی میں رہےوقت آنے پراعلان ہوگا۔گویا یہ ایک ایک کھلا راز ہوگیا۔سارے خاندان کومعلوم ہوگیا بلکہ باہرسب کومعلوم ہوگیا کہ بچے پاس ہوگئے ہیں۔لیکن چونکہ مختارومجازہستی کی جانب سےمقررہ وقت پراعلان ہونا باقی تھااس مقررہ وقت کا سب کو بےچینی سے انتظار تھا۔آپ اندازہ لگاسکتے ہیں جب مقررہ وقت پراعلان ہوا ہوگا کیا خوشیاں منائی نہیں گئی ہوں گی۔

لیلۃ القدربھی ایک مدت تک اسی طرح ایک کھلا راز رہی۔ بیشتر اولیاء کرام کوکشف سےمعلوم ہوگیا تھا کہ رمضان المبارک کی ستائیسویں رات ہی لیلۃ القدر ہے۔مگروہ اعلان کرنےکےمجازنہیں تھے۔اوراعلان کا مقررہ وقت بھی باقی تھا۔ اسی لئے وہ اپنے ارادت مندوں کوتاکید کردیتے کہ رمضان کے آخری عشرہ کے طاق راتوں کا اہتمام کریں اور بالخصوص ستائیسویں کی شب کا اہتمام کریں۔خودسیدالکونین صاحب العلمین رسول مقبول ﷺ نے بھی یہی فرمایا تھا کہ آپ کوشب قدردکھا کر بھلادی گئی۔نیز رمضان کے آخری دہے کی طاق راتوں کا اور بالخصوص ستائیسویں شب کا اہتمام کرنے کی تاکید

فرمائی۔عوام وخواص میں رمضان شریف کی ستائیسویں شب ہی کولیلۃ القدر کی حیثیت سے شہرت عامہ حاصل رہی ہے۔الحمد للہ امامنا مہدی الموعود علیہ السلام نے اس رات کا اعلان فرمایا یعنی وہ مجاز ومختار ہستی آپ ہی تھے۔آپ نے کاہہ کے مقام پر ۹۰۹ھ میں اللہ جل جلالہ کے حکم سے اس کھلے راز پر سے پردہ ہٹادیا اور فرمایا کہ رمضان شریف کی ستائیسویں شب لیلۃ القدر ہے۔اس ظہور قدسی کے لئے بطور شکرانہ آپ نے اللہ کے حکم سے دو رکعات نماز بھی جماعت کے ساتھ ادا فرمائی۔ چونکہ یہ دو رکعات خدا کے حکم سے پڑھائی گئی تھیں فرض قرار دی گئی۔نماز کے بعد آپؑ نے بارگاہِ خداوندی میں بہترین دعائیں پیش کیں۔یہ دعائیں آج بھی بعد نماز لیلۃ القدر گروہ اولوالالباب میں پڑھی جاتی ہیں جن کی تشریح انشاءاللہ اگلے صفحات میں آئے گی۔

دُگانہ لیلۃ القدر کی ادائیگی سے متصل مناجات کا ایک سجدہ بھی امامنًا کے صدقہ سے مصدقین امامنًا کو نصیب ہوتا ہے۔ سجدے میں جاکر خشوع وخضوع کے ساتھ دعائیں مانگی جاتی ہیں۔یہ سجدہ خشوع وخضوع بھی ایک عظیم نعمت ہے۔

روایات میں آیا ہے کہ اسی مقدس رات کو حضرت عیسیٰؑ کو آسمانوں پر اٹھالیا گیا تھا۔

اعتکاف: اعتکاف مسجد میں گوشہ نشینی کو کہتے ہیں۔شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے غنیۃ الطالبین میں لکھا ہے کہ اعتکاف مستحب ہے۔رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف سنت موکدہ ہے (چراغ دین نبوی صفحہ ۱۴۸) گروہ مبارک میں اکثر بزرگانِ دین شب قدر سے چاندرات تک معتکف رہتے ہیں۔(چراغ دین نبوی ۱۴۹) اعتکاف کے لئے وہ مسجد شرط ہے جس میں جماعت کی نماز پانچوں وقت ادا ہوتی ہے۔اس کی کم سے کم مدت ایک دن رات ہے ایک مغرب سے دوسری مغرب تک۔اعتکاف کے لئے روزہ شرط ہے۔عورت گھر کی مسجد میں اعتکاف کرسکتی ہے یعنی وہ جگہ جو نماز کے لئے مخصوص ہوتی ہے۔معتکف کو مسجد میں کھانا پینا سونا جائز ہے۔اگر ایک ساعت بھی بغیر عذر کے معتکف مسجد کے باہر رہے تو اعتکاف باطل ہوجائے گا۔عذر سے مراد پیشاب پاخانہ کے لئے، غسل احتلام کے لئے یا انتیسویں رات چاند دیکھنے کے لئے باہر آنا جائز ہے۔معتکف کو خاموش رہنا یا بیہودہ کلام کرنا دونوں باتیں مکروہ ہیں۔تلاوت کلام مجید یا ذکر میں مستغرق رہنا چاہئے۔قرآن شریف پڑھانا یا دینی تعلیم دینا بھی روا ہے۔

حضرت رسول اکرم ﷺ کو اعتکاف بہت مرغوب تھا۔منقول ہے کہ حضرت خلیفہ گروہ ملک الہدادؓ نے جالور کی جامع مسجد میں جو قلعہ کے اندر تھی کئی بار اعتکاف کیا ہے (تصدیق وعمل صفحہ ۷۶) گروہ مقدس میں لیلۃ القدر میں سحری کے بعد عموماً معتکف گوشہ نشین ہوجاتے ہیں پھر چاند کا جلوہ رمضان کے الوداع ہونے کی خبر دیتا ہے۔الوداع رمضان المبارک الوداع۔ اب اگلے گیارہ ماہ تک الوداع۔

عیدالفطر: چاند عید کی خوشخبری دیتا ہے گویا رمضان المبارک جاتے جاتے بھی مومنوں کو عید کی خوشیوں سے بھرپور تحفہ دے جاتا ہے۔اس مہینے کے تعلق سے حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ یہ مہینہ تین حصوں میں منقسم ہے۔ نیز آپؐ نے فرمایا کہ اس کا پہلا حصہ رحمت ہے۔دوسرے حصے میں روزوں کے انعام کی صورت میں اللہ کی مغفرتوں، بخششوں، نوازشوں کا نزول شروع ہوتا ہے۔اور آخری حصے میں جہنم کی آگ سے بچنے کے اسباب میسر ہوتے ہیں۔گویا مومن روزے شروع کرتے ہی رحمتوں، بخششوں کا نزول بھی شروع ہو جاتا ہے۔شیطان قید کر دیئے جاتے ہیں۔

غرض عید کا چاند دیکھتے ہی مومن رمضان میں حاصل ہونے والی بے شمار نعمتوں کے تصور میں ڈوب جاتا ہے اسی تصور میں رات کٹ جاتی ہے۔روایات میں آیا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرشتوں سے پوچھتا ہے ''اے فرشتو جس مزدور نے اپنا کام پورا کر چکا ہے اس کا عوض کیا ہے؟ فرشتے عرض کریں گے ''اے ہمارے پروردگار اے ہمارے مولیٰ اس مزدور کی پوری مزدوری عطا کر'' تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہوگا ''اے فرشتو گواہ رہو ان لوگوں نے روزے رکھے، نمازیں پڑھیں، تلاوت کیں، صدقے خیرات کئے۔غرض ایسے چھوٹے بڑے نیک کام کئے ان کی ساری نیکیوں کے عوض میں نے انہیں مغفرت عطا کیا۔ پھر پروردگار بندوں سے کہتا ہے۔''اے میرے بندو مجھ سے مانگو، مجھے میری عزت وجلال کی قسم تم میں سے جو بھی دنیا وآخرت کے لئے کچھ مانگے گا اسے ضرور دوں گا۔تمہارے عیب تمہاری لغزشیں ڈھانپ دوں گا'' غرض مومن اس دن نماز فجر کے بعد سے ہی نماز عیدالفطر کی تیاری شروع کر دیتا ہے۔نہا دھو کر نئے کپڑے پہن کر تیار ہوتا ہے۔آنکھوں میں سرمہ اور کپڑوں پر عطر لگا کر گھر سے دیگر افراد کے ساتھ نکلتا ہے۔رمضان بھر کے ذکر وفکر کا سرور دل ودماغ پر چھایا رہتا ہے۔آنکھوں میں وہی خمار وہی نشہ، وہی وارفتگی قائم رہتی ہے۔اسی سرور ونشہ کے عالم میں تسبیح **اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد** پڑھتا ہوا عیدگاہ مسجد پہنچتا ہے۔

اللہ ذوالجلال والاکرام نے فرمایا ہے **ولتکبروا اللہ علی ما ھداکم** یعنی اور اللہ کی تکبیر بلند کرو ان تمام نعمتوں کے عوض شکرگزاری کے طور پر جو تم پر رمضان بھر میں عنایت (ہدایت) کی گئیں۔یہ جو تکبیر **اللہ اکبر اللہ اکبر** پڑھی جاتی ہیں اس حکم الٰہی کی تعمیل میں پڑھی جاتی ہیں۔

سرور دو عالم ﷺ نے فرمایا ہے کہ عید کے دن جب لوگ نماز کے لئے گھروں سے عیدگاہ یا مسجد کی طرف جانے لگتے ہیں ان کے لبوں پر تسبیح کے کلمات رہتے ہیں تب اللہ ان کی طرف توجہ کر کے فرماتا ہے ''اے میرے نیک بندو تم نے میرے ہی لئے روزے رکھے میرے ہی لئے تلاوتیں کیں، میرے ہی لئے نماز پڑھیں۔نیک کام کئے اب تم اس کی جزاء پاؤ

غرض نماز عیدالفطر کی جماعت کھڑی ہونے تک تکبیرات مومنوں کی زبان پر جاری رہتی ہیں یہ تکبیرات سب مل کر آواز

بلند پڑھتے ہیں۔حدیث میں آیا ہے کہ جہاں اللہ اور اللہ کے برگزیدہ بندوں کا ذکر ہوتا ہے وہاں فرشتے بھی حاضر ہوتے ہیں ۔اس حدیث کی رو سے نماز عید کے مقام پر بھی بیشمار فرشتے شریک ہوتے ہیں اور ان کی زبانوں پر بھی تسبیحات یقیناً ہوتی ہوں گی۔رمضان شریف کی کتنی بڑی دین ہے کہ جاتے جاتے بھی مومنوں کو فرشتوں کے درمیان بیٹھے تسبیحات پڑھنے کی سعادت دیتے ہوئے جاتا ہے۔

عید کی نماز دو رکعات بھی ایک دُگانہ ہوتی ہے چھ زائد تکبیرات کے ساتھ۔یہ چھ تکبیرات بھی **ولتکبروا اعلیٰ ما ھداکم** کی تکمیل میں ہی شمار ہوتی ہیں۔

نماز ختم ہونے کے بعد خطیب خطبہ صادر کرتا ہے۔حدیث میں آیا ہے کہ عیدالفطر کے دن اللہ تعالیٰ کے ایجاب وقبول کے دروازے کھلے رہتے ہیں۔بندہ بھی اللہ سے ضرور مانگنا چاہتا ہے۔دھڑلے سے مانگنا شروع کر دینے کے بجائے بارگاہ ایزدی میں دُگانہ شکرانہ ادا کرے گا۔خطبہ سنے گا اس کے بعد مناجات کے سجدے میں جا کر اللہ کے حضور عاجزی کے ساتھ اپنی معروضات پیش کرے گا۔سجدہ میں جا کر اس لئے کہ بقول رسول انامؐ سجدہ ہی وہ مقام ہے جہاں بندہ اللہ سے قریب ترین ہو جاتا ہے۔

مختصر یہ کہ رمضان رحمتوں فضیلتوں کا مہینہ ہے عنایتوں اور برکتوں کا مہینہ ہے۔اس مہینے بھر میں مومنوں نے اللہ تعالیٰ سے بے شمار نعمتیں حاصل کیں۔مہینے بھر کی عبادتوں، ریاضتوں کی بدولت مومن کا ایمان تازہ رہتا ہے۔ضمیر بیدار رہتا ہے ایسے عالم میں خدا کی خوشنودی کے حصول سے بیحد خوش ہونا قدرتی امر ہے۔خدا بھی خوشی دوسروں میں بانٹتا ہے چونکہ سارے کے سارے خوش رہتے ہیں اسی لئے سب ہی ایک دوسرے سے بغل گیر ہوتے ہیں۔اسی خوشی کا نام ہی ''عید'' ہے بعض اوقات یوں بھی ہوتا ہے کہ دو ایسی شخصیتیں ایک دوسرے کے سامنے آ جاتی ہیں جن میں آپس میں کچھ رنجش پیدا ہوگئی تھی اور وہ دونوں ایک دوسرے سے دور ہو گئے تھے آمنا سامنا ہوتے ہی دونوں ایک دوسرے سے لپٹ جاتے ہیں۔دلوں کا غبار چھٹ جاتا ہے یہ بڑی عید ہے یہ بھی رمضان المبارک کی دین ہے۔

حضرت وہب بن جندؓ سے روایت ہے کہ جنت عیدالفطر کے دن پیدا کی گئی۔طوبیٰ کا درخت اسی دن لگایا گیا۔وحی الٰہی پیغمبروں تک پہنچانے کے لئے حضرت جبرئیل الامینؑ کا انتخاب اسی دن ہوا۔فرعون کے جادوگروں کو نور ہدایت اسی دن عطا ہوا۔کہتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہ عید کے دن سوکھی روٹی کھا رہے تھے کسی نے عرض کیا یا سیدی آج عید کا دن ہے اور آپ سوکھی روٹی کھا رہے ہیں؟ آپ نے جواب میں فرمایا ''الحمدللہ ہماری تو ہر روز عید ہے مطلب یہ کہ جس دن آدمی گناہ نہ کرے وہ دن اس کے لئے عید کا دن ہے''

پس عید کی سچی خوشی سے لطف اندوز ہونے کی تمنا ہے تو مومنو صحیح معنوں میں مومن مصدق بن جاؤ' اسوۂ رسول ﷺ پر چلنے کا پختہ عہد کرلو۔ اپنے اندر حسنِ عمل کی تڑپ اور آمادگی پیدا کرلو۔ خدا کی رضامندی اور خوشنودی حاصل کرنے کی دھن میں اپنے آپ کو فنا کردو۔ قدم قدم پر مہدوی مصدق نظر آؤ۔

جب نہادھوکر صاف پاک ہوتے ہیں' صاف ستھرا لباس پہنتے ہیں۔ بالخصوص اس وقت آپ ہرگز یہ گوارہ نہیں کرتے کہ آپ کے صاف بدن پر صاف دھلے ہوئے کپڑوں پر ذرا بھی دھول پڑ جائے۔ اگر کہیں سے ذرہ پڑ جائے تو فوراً اسے جھٹک دیتے ہیں کوئی ذراسی چھینٹ یا دھبہ چپک ہی جائے تو دھودیتے ہیں۔ بالکل اسی طرح آپ رمضان بھر اللہ کی رحمتوں کی بارش سے نہادھوکر پاک صاف ہوتے ہیں۔ بہترین لباس' لباس تقویٰ پہنتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے **یبنی آدم قد انزلنا علیکم لباسا یواری سواتم وریشا لباس التقویٰ ذلک خیر ذلک من ایت اللہ لعلھم یذکرون** (الاعراف) اے اولادِ آدم ہم نے تم پر لباس نازل کیا کہ تمہارے جسم کے قابل شرم حصوں کو ڈھانکے اور تمہارے لئے جسم کی حفاظت اور زینت کا ذریعہ بنے اور بہترین لباس' لباسؔ تقویٰ ہے یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے شاید کہ لوگ اس سے سبق لیں۔

روزہ کا اصل مقصد ہی روزہ دار کو لباس تقویٰ عطا کرنا ہے۔ جیسا کہ اوپر روزہ کی تشریح میں تفصیل آئی ہے پس لباس تقویٰ پہن لینے کے بعد مکمل احتیاط کی ضرورت ہے۔ گناہوں' برائیوں کی غلاظت کا چھینٹا آپ کے بدن پر یا صاف لباس پر آنہ جائے۔ اگر کبھی ایسا ایک آدھ چھینٹا آ بھی گیا تو فوراً توبہ واستغفار کے صابن سے ذکر وفکر کے پانی سے دھو لیجئے۔ یہ بھی یاد رکھئے کپڑا چاہے کتنا بھی مضبوط ہو بار بار گندہ ہونے اور گھس گھس کر دھلنے سے پھٹ جاتا ہے اسی لئے اپنے لباس تقویٰ کی حفاظت کیجئے۔ **ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب آمین ثم آمین برحمتک یا ارحم الراحمین**

{}{}{}{}{}{}

جناب سید عبدالقادر مجاہد صاحب
نبیرہ سلطان الواعظین حضرت سید عیسیٰ حاجی میاںؒ

شبِ قدر

شب قدر رمضان المبارک کی ستائیسویں شب ہے جو بہت ہی قدر و منزلت اور خیر و برکت کی حامل رات ہے۔اس رات کو اللہ تعالیٰ نے ہزار مہینوں سے زیادہ افضل قرار دیا ہے۔ ہزار مہینوں کے تراسی برس اور چار ماہ بنتے ہیں۔یعنی جس شخص نے ایک رات عبادت میں گزاری اس نے گویا تراسی برس اور چار ماہ عبادت میں گذار دیئے۔ تراسی برس کا زمانہ کم سے کم ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ سورہ قدر میں فرماتا ہے۔ خیر من الف شہر اس امر کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جتنا زیادہ اجر عطا فرمانا چاہے گا عطا فرمائے گا۔اس اجر کا اندازہ انسانوں کے بس کے باہر ہے۔

امام ثوری فرماتے ہیں کہ قدر کے معنی ''مرتبہ'' کے ہیں۔ چونکہ یہ رات باقی راتوں کے مقابلے میں شرف و مرتبہ کے لحاظ سے بلند ہے اس لئے اسے لیلۃ القدر کہا جاتا ہے۔

قدر کے معنی ''تنگی'' کے بھی آتے ہیں۔اس معنی کے لحاظ سے قدر والی کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس رات آسمان سے فرش زمین پر اتنی کثرت کے ساتھ فرشتوں کا نزول ہوتا ہے کہ زمین تنگ ہو جاتی ہے۔(تفسیر الخازن جلد ۴ صفحہ ۳۹۵)

اس رات کو قدر کے نام سے تعبیر کرنے کی وجہ یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ اس رات میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قابل قدر کتاب (قرآن شریف) کو قابل قدر امت مسلمہ کے لئے صاحب قدر فرشتے (جبرئیل) کی معرفت قابل قدر رسول (محمدؐ) پر نازل فرمائی۔اور قابل قدر خلیفہ (مہدیؑ) پر اس رات کا انکشاف کیا۔شب قدر بڑی برکتوں اور رحمتوں والی رات ہے۔اس رات کے مراتب و درجات کا کیا کہنا کہ خداوند قدوس اس مقدس رات میں پورا قرآن مجید لوح محفوظ سے آسمانی دنیا پر نازل کیا۔ اور اس مقدس رات کے بارے میں ایک سورہ قرآن شریف میں نازل فرمایا۔

اِنَّآ اَنۡزَلۡنٰهُ فِیۡ لَیۡلَةِ الۡقَدۡرِo وَمَآ اَدۡرٰکَ مَالَیۡلَةُ الۡقَدۡرِo لَیۡلَةُ الۡقَدۡرِ خَیۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَهۡرٍo تَنَزَّلُ الۡمَلٰٓئِکَةُ وَالرُّوۡحُ فِیۡهَا بِاِذۡنِ رَبِّهِمۡ ج مِنۡ کُلِّ اَمۡرٍo سَلٰمٌ هِیَ حَتّٰی مَطۡلَعِ الۡفَجۡرِ o

ترجمہ: بیشک ہم نے اسے شب قدر میں اتارا اور تم کیا جانتے ہو شب قدر کا کیا مقام ہے؟ شب قدر ہزار مہینوں سے افضل ہے اس میں فرشتے اپنے رب کے حکم سے نازل ہوتے ہیں سلامتی ہے یہ رات جو طلوع فجر تک ہوتی ہے۔

اس مقدس رات میں ملائکہ کو لے کر جبرئیل علیہ السلام مومنوں کو سلامتی دینے زمین پر آتے ہیں۔ان کی تعداد روئے زمین کی کنکریوں سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔ایک روایت میں ہے کہ شب قدر میں سدرۃ المنتہیٰ کے فرشتوں کی فوج حضرت جبرئیل علیہ السلام کی سرداری میں زمین پر اترتی ہے۔اوران کے ساتھ چار جھنڈے ہوتے ہیں۔ایک جھنڈا بیت المقدس کی چھت پر ایک کعبہ معظّمہ کی چھت پر ایک جھنڈا طور سینا پر اور ایک جھنڈا مدینہ منورہ کی چھت پر لہراتے ہیں۔اور پھر یہ فرشتے مسلمانوں کے گھروں میں تشریف لے جا کر مومن مرد اور مومن عورتوں کو سلام کرتے ہیں۔جو عبادتوں میں مصروف رہتے ہیں۔مگر ان گھروں میں فرشتے داخل نہیں ہوتے جن گھروں میں بُت‘ تصویر‘ کتا‘ شرابی ہو یا خنزیر کھانے والا رہتا ہو یا غسل جنابت نہ کرنے والے ہو یا بلا کوئی شرعی عذر کے رشتہ داری کو کاٹنے والے لوگ رہتے ہیں۔حضرت نبی کریم ﷺ کو ایک دن خیال ہوا کہ اللہ تعالیٰ میری امت کے ساتھ کیا سلوک فرمائے گا۔وحی آئی یا محمد ﷺ آپ کب تک امت کا غم کھائیں گے۔میں آپ کی امت کو اس وقت تک دنیا سے نہ اٹھاؤں گا جب تک کہ ان کو انبیاء کا درجہ نہ دیدوں۔انبیاء کی شان یہ ہے کہ ان پر فرشتے وحی اور سلام لے کر آتے ہیں۔آپ کی امت پر بھی اس طرح شب قدر میں فرشتے نازل ہوں گے۔اور میری طرف سے سلام اور رحمت پہنچاتے رہیں گے اور میں اس رات کو جاگ کر عبادت کرنے والوں کی مغفرت کرتا رہوں گا۔شب قدر دوسری سب ہی راتوں سے کئی لحاظ سے افضل ہے۔اللہ تعالیٰ کی تجلی اس رات میں شام سے صبح تک بندوں کی طرف متوجہ رہتی ہے۔ارواح‘ ملائکہ‘ صالحین اور عبادت گذار بندوں کی ملاقات کے لئے آسمانوں سے زمین کی طرف آتے ہیں۔اوران کے قرب کی وجہ سے عبادتوں کی کیفیت وحلاوت دوسری راتوں کے بہ نسبت بدرجہ بڑھ جاتی ہے۔شب قدر افضل ہے غیر شب قدر کی تیس ہزار راتوں اور تیس ہزار دنوں سے اس رات کو عبادت کرنے والے کے تمام گذرے ہوئے گناہ بخش دئے جاتے ہیں۔لیلۃ القدر فقط محمد ﷺ کی امت کی خصوصیت ہے امام جلال الدین سیوطیؒ حضرت انسؓ سے نقل کرتے ہیں۔نبی کریم ﷺ نے فرمایا یہ مقدس رات اللہ تعالیٰ نے صرف میری امت کو عطا فرمائی ہے۔سابقہ امتوں میں یہ شرف کسی اور نبی اور رسول کو نہیں ملا۔

مفسرین اکرام لکھتے ہیں کہ پہلی امتوں میں عابد اسے قرار دیا جاتا تھا جو ہزار ماہ تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے لیکن نبی اکرم کے صدقے میں اس امت کو یہ فضیلت حاصل ہے وہ ایک رات کی عبادت سے اس سے بہتر مقام حاصل کر لیتی ہے۔تو یہ عظیم نعمت سرکار دوجہاں نبی اکرم کے صدقے میں امت کو نصیب ہوئی اور مہدی موعود علیہ السلام کے صدقے میں اس رات کا ہم کو علم نصیب ہوا جو کہ ستائیسویں رمضان کو ہے۔جس کے شکرانے میں ہم تمام مہدوی دو رکعت فرض لیلۃ القدر ادا کرتے ہیں۔مہدی موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوتا ہے کہ آج ستائیسویں رمضان کی رات ہی شب قدر

کی رات ہے۔اس مبارک رات میں میں نے محمد ﷺ پر قرآن نازل کیا اور اس رات کی فضیلت ہم نے سورہ قدر میں بیان کی ہے۔مگر اس رات کو تیرے لئے پوشیدہ رکھا تھا۔اور تجھ پر ہی اس رات کا انکشاف کیا ہے۔اس عطا خاص کے شکر میں دو رکعت نماز ادا کر۔غرض اس حکم محکم پر امام علیہ السلام نے گیارہ حاضرین مسجد کو لے کر خود اپنی امامت میں دو رکعت نماز لیلۃ القدر ادا فرمائی۔حضرت نے پہلی رکعت میں سورہ والضحیٰ اور دوسری رکعت میں سورہ قدر قراءت فرمائی اور بعد نماز بحکم خدائے تعالیٰ با آواز بلند یہ دعا پڑھی۔

اَللّٰھُمَّ اَحْیِنَا مِسْکِیْنًا وَّاَمِتْنَا مِسْکِیْنًا وَّاحْشُرْنَا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ فِی زُمْرَۃِ الْمَسَاکِیْنِ بِفَضْلِکَ وَکَرَمِکَ یَا اَکْرَمَ الْاَکْرَمِیْنَ وَبِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْن . اَللّٰھُمَّ صَغِّرِ الدُّنْیَا بِاَعْیُنِنَا وَعَظِّمْ جَلَالِکَ فِیْ قُلُوبِنَا وَوَفِقْنَا لِمَرْضَاتِکَ وَثَبِّتْنَا عَلٰی دِیْنِکَ وَطَاعَتِکَ وَمُحَبَّتِکَ وَشَوْقِکَ وَعِشْقِکَ بِفَضْلِکَ وَکَرَمِکَ یَا اَکْرَمُ الْاَکْرَمِیْنَ وَبِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ . اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًا وَّارْ زُقْنَا اِتِّبَاعَہٗ اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلاً وَارْزُقْنَا اجْتِنَابَہٗ بِفَضْلِکَ وَکَرَمِکَ یَا اَکْرَمُ الْاَکْرَمِیْنَ وَبِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ ط رَبَّنَا لاَ تُوَاخِذْنَا اِنْ نَسِیْنَا اَوْ اَخْطَانَا رَبَّنَا وَلاَ تَحْمِلْ عَلَیْنَا اِصْرًا کَمَا حَمَلْتَہٗ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلاَ تُحَمِّلْنَا مَالاَ طَاقَۃَ لَنَا بِہٖ وَاعْفُ عَنَّا قف وَاغْفِرْلَنَا وَارْحَمْنَا قف اَنْتَ مَوْلَانَا فَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکَافِرِیْنَ . رَبَّنَا اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِیًا یُّنَادِی لِلْاِیْمَانِ اَنْ آمِنُوْا بِرَبِّکُمْ فَآمَنَّا . ربَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَکَفِّرْ عَنَّا سَیِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَاوَعَدْتَّنَا عَلٰی رُسُلِکَ وَلاَ تُخْزِنَا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ ط اِنَّکَ لاَ تُخْلِفُ الْمِیْعَادُ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْآخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارْ رَبَّنَا لاَ تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ ھَدَیْتَنَا وَھَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَۃً ط اِنَّکَ اَنْتَ الْوَھَابَ اِنَّکَ اَنْتَ الْوَھَابَ اِنَّکَ اَنْتَ الْوَھَابَ

ترجمہ:۔یا اللہ ہم کو مسکین زندہ رکھ، مسکین مار اور قیامت کے دن ہمارا مسکینوں کے ساتھ حشر کر اپنے فضل اور اپنے کرم سے اے سب کرم کرنے والوں سے زیادہ کرم کرنے والے اور اپنی رحمت سے اے سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والے۔یا اللہ دنیا کو ہماری نظروں میں چھوٹی اور حقیر کر کے بتلا اور اپنے جلال کی عظمت ہمارے دلوں میں بٹھا اور اپنی مرضی سے ہم کو واقف کر اور ہم کو اپنے دین اور اپنی اطاعت اور اپنی محبت اور اپنے شوق اور اپنے عشق پر ثابت قدم رکھ اپنے فضل سے اور اپنے کرم سے اے سب کرم کرنے والوں سے زیادہ کرم کرنے والے اور اے سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والے یا اللہ ہم کو حق کو حق کر کے بتلا اور اس کی اتباع روزی کر یا اللہ ہم کو باطل کو باطل کر کے بتلا اور اس سے دوری ہم کو روزی

کر اپنے فضل اور اپنے کرم سے اے سب کرم کرنے والوں سے زیادہ کرم کرنے والے اور اپنے رحم سے اے سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والے۔ اے ہمارے پروردگار ہم کو بھول اور خطا پر نہ پکڑ اے ہمارے پروردگار ہم پر بھاری بوجھ مت رکھ جیسا کہ تو نے ہم سے پہلے لوگوں پر رکھا تھا اے ہمارے پروردگار ہم سے وہ بار نہ اٹھا جس کی ہم کو طاقت نہیں اور درگزر کر ہم سے اور بخشدے ہم کو اور رحم کر ہم پر تو ہی ہمارا مولا ہے پس مدد کر ہماری کافروں کی قوم کے مقابلے میں اے ہمارے پروردگار بیشک ہم نے سنا ایک منادی (یعنی مہدی) کو جو بلاتا ہے ایمان کی طرف یہ کہ تم ایمان لاؤ اپنے پروردگار پر پس ہم ایمان لائے اے ہمارے پروردگار پس ہمارے گناہ بخشدے اور ہماری برائیاں اتاردے اور نیک لوگوں کے سات ہم کو موت دے اے ہمارے پروردگار ہم کو عطا کر وہ چیز جس کا وعدہ تو نے اپنے رسولوں کے ذریعہ کیا ہے اور قیامت کے دن ہم کو رسوا مت کر بیشک تو اپنے وعدہ کا خلاف نہیں کرتا اے ہمارے پروردگار ہم کو عطا کر اس دنیا میں بھلائی اور آخرت میں بھلائی اور ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچا اے ہمارے پروردگار ہمارے دلوں کو ہدایت دینے کے بعد مت پھیر اور اپنے پاس سے ہم کو رحمت عطا کر بیشک تو سب کچھ دینے والا ہے بیشک تو سب کچھ دینے والا ہے بیشک تو سب کچھ دینے والا ہے۔

اور اس دعا کے بعد سر مبارک سجدہ میں رکھ کر کافی دیر تک مناجات کرتے رہے اور پھر سر مبارک سجدہ سے اٹھالیا اور سورہ قدر کا بیان فرمانے لگے اس کے بعد حضرت بندگی میاں شاہ خوندمیرؓ کی طرف دیکھ کر فرمایا اس نماز کو فرض عین سمجھنا چاہئے اور تمام مہدویوں پر لازم ہے کہ اس رات میں دو رکعت فرض لیلۃ القدر ادا کریں۔

ایک روایت میں ہے کہ شاہ دلاورؓ پہلی نماز لیلۃ القدر کے وقت حاضر نہیں تھے۔ بعد نماز حاضر ہوکر حضرت شاہ دلاورؓ ایسی نعمت غیر مترقبہ فوت ہوجانے پر بہت افسردہ وملول ہوئے تو حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے اس کی قضاء ادا کرنے کا حکم دیا۔(المہدی الموعود صفحہ ۳۱۱)

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ لیلۃ القدر میں دو رکعت نماز ادا کرنا فرض ہے۔ کیونکہ قضاء صرف فرض اور واجب کی ہوتی ہے۔ لیلۃ القدر میں نماز پڑھنا نہ کسی مسلمان کے نزدیک قابل اعتراض ہوسکتا ہے اور نہ کوئی مسلمان اس کو نسخ شریعت کہہ سکتا ہے۔ کیونکہ یہ منشاء قرآنی کی عین تعمیل اور سنت نبوی کی عین اتباع ہے۔ دو رکعت کا تعین بھی احکام دین اسلام کے لحاظ سے کوئی ممنوع امر نہیں کیونکہ یہ اصولی ضابطہ ہے کہ ''امر مطلق کا اطلاق کم از کم جنس پر ہوتا ہے۔'' اور ظاہر ہے کہ مقدار جس پر نماز کا اطلاق ہوسکے وہ دو رکعت ہی ہے۔ اس سے کم مقدار پر نماز کا اطلاق نہیں ہوسکتا۔ اس کو فرض ماننا بھی کئی عقلی ونقلی وجوہ سے اہل سنت کے اصول پر نسخ شریعت محمدیہ کا مستلزم نہیں ہوسکتا۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کی طرف سے لیلۃ القدر کے تعین کا یقینی وقطعی علم عطا ہونا اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہے اور ایک قرآنی آیت کے ذریعہ سے آپ کو سمجھانا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی کوئی خاص نعمت جب کسی

بندے کو نصیب ہو تو اس کا شکر بجالانا چاہئے۔ ورنہ وہ کفرانِ نعمت ہوگی۔ آیت ''فَاذْکُرُوْنِیْ اَذْکُرْکُمْ وَاشْکُرُوْا لِیْ وَلاَ تَکْفُرُوْنِ '' ترجمہ: میرا شکر ادا کرو اور کفرانِ نعمت نہ کرو۔) اس لئے ہم مہدوی جو لیلۃ القدر کی دو رکعت فرض نماز ادا کرتے ہیں قرآن شریف سے ثابت ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی قوم خاص کے لئے کوئی خاص رات عطا کرتا ہے تو اس قوم کو بھی چاہئے کہ شکرانے میں اس کے لئے دو رکعت نماز ادا کرے جو ہم لوگ کرتے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا حکم فرض ہوتا ہے۔ اور وہ حکم کرتا ہے کہ میرا شکر ادا کرو اس لئے ہم اس کو فرض مانتے ہوئے دو رکعت فرض لیلۃ القدر ادا کرتے ہیں۔ ادائے شکر کی مختلف سورتوں میں سے دو رکعت نماز کی ادائی لازمی قرار دینا دین اسلام کے خلاف نہیں بلکہ احکام اسلامی کے لحاظ سے سنت انبیاء علیہم السلام کی عین مطابقت ہے۔ جیسا کہ بعض احادیث سے ثابت ہے کہ ہم لوگ جو پانچ وقت کی نمازیں ادا کرتے ہیں وہ کسی نہ کسی نبی کی سنت ہے جو شکرانے کے طور پر وہ نبی نے ادا کی تھی۔ حدیث شریف حضور اکرم ﷺ سے ایک انصار صحابی نے پوچھا کس نے سب سے پہلے نماز فجر ادا کی تھی۔ تو حضور پر نور ﷺ نے فرمایا سب سے پہلے فجر کی نماز آدم علیہ السلام نے ان کی توبہ قبول ہونے پر ادا کی تھی۔ پھر صحابی نے پوچھا ظہر کی نماز تو حضور ﷺ نے فرمایا ظہر کی نماز ابراہیم علیہ السلام نے پڑھی۔ جب کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں نمرود کی آگ سے نجات دی تھی۔ تو صحابی بولے عصر کی نماز تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا سب سے پہلے نماز عصر یعقوب علیہ السلام نے ادا کی جب جبرئیل علیہ السلام نے انہیں یوسف علیہ السلام کی بشارت دی تھی۔ پھر صحابی نے پوچھا مغرب کی نماز تو حضور ﷺ نے فرمایا سب سے پہلے مغرب کی نماز داؤد علیہ السلام نے پڑھی جب کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی تھی۔ پھر صحابی پوچھے عشاء کی نماز تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا عشاء کی نماز یونس علیہ السلام نے ادا کی جب کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں مچھلی کے پیٹ سے نکالا تھا۔ (غنیۃ الطالبین)

اس حدیث سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مہدی موعود علیہ السلام نے جو شکرانے کی نماز ادا کی تھی وہ حکم خداوندی اور انبیاء کی سنت ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی احادیث سے اور اکابرین اہل سنت کے اقوال سے یہ ثابت ہے حضرت مہدی موعود علیہ السلام کی ذات خلیفۃ اللہ اور معصوم عن الخطا ہے۔ حضرت مہدی موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ اور روح رسول اللہ سے بلا واسطہ علم حاصل ہوتا ہے۔ حضرت کے احکام رائے وقیاس پر مبنی نہیں بلکہ عین خدا اور رسول کے احکام اور حقیقی شرع محمدی ہے۔ اگر کوئی مجتہد اپنی رائے وقیاس سے کسی فعل کو فرض اور واجب اور کسی کو حرام یا مکروہ قرار دے سکتا ہے جبکہ وہ معصوم الخطا بھی نہیں ہوتا۔ تو مہدی موعود علیہ السلام جو خلیفۃ اللہ، مامور من اللہ، معصوم الخطا ہیں۔ وہ اگر نماز لیلۃ القدر کو فرض قرار دیتے ہیں تو اتنا واویلا کیوں مچاتے ہیں۔ یہ سب بے دین عالموں کی پھیلائی ہوئی باتیں ہیں جن کو دین کا صحیح فہم ابھی تک حاصل نہیں ہوا جو معصوم لوگوں کو مہدی موعود علیہ السلام اور مہدویت سے دور کرنے کے لئے اپنا وقت، پیسہ اور ایمان زائل کر رہے ہیں۔ اللہ ان کے شر سے ہر

مہدوی کو محفوظ رکھے اور ان کو ایمان کی توفیق دے۔

حضرت سیدنا انسؓ سے مروی ہے کہ رمضان المبارک کی آمد پر ایک مرتبہ حضور ﷺ نے فرمایا ''یہ جو ماہ تم میں آیا ہے اس میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے جو شخص اس رات سے محروم رہ گیا گویا وہ سارے خیر سے محروم رہا اور اور اس رات کی بھلائی سے وہی شخص محروم رہ سکتا ہے جو واقعتاً بد بخت ہو (ابنِ ماجہ صفحہ ۲۰)

ایسے شخص کی محرومی میں کیا شک ہوسکتا ہے جو اتنی بڑی رات کی نعمتوں کو غفلت کی وجہ سے گنوا دے'' جبکہ آج کا مادہ پرست مسلمان معمولی معمولی باتوں جیسے شادی بیاہ' رسمیں' ناچ گانے' نیا سال منانے' کھیل کود کا نظارہ کرنے اور کئی لغو چیزوں کے لئے رات رات بھر جاگتا ہے۔مگر عبادتوں کے لئے ایک رات جاگنے کے لئے کہو تو نوکری' کاروبار نہ جانے کتنے بہانے بنانے لگتا ہے۔سال بھر میں تین سو ساٹھ سے زیادہ راتیں ہوتی ہیں اس میں سے صرف تین رات بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے نہیں نکال سکتا۔ بڑے افسوس کی بات ہے۔یہی ہماری قوم کی نااہلی اور کمزوری ہے جس کی وجہ سے آج ہم اس مقام پر ہیں کہ لوگ ہمیں کافر کا فتویٰ دیتے ہیں' منافق کہتے ہیں۔مگر ہمیں افسوس ہوتا ہے نہ کسی قسم کا دکھ ہوتا ہے ہماری قوم اتنی کمزور ہوگئی ہے کہ اخباروں میں مہدی موعود علیہ السلام کا پورا نام تک نہیں لکھوا سکتے۔مگر پھر بھی ان لوگوں کی جی حضوری کرنے میں عار تک محسوس نہیں کرتے۔ہم اپنے آپ کو غیر ممالک تو چھوڑیئے اپنے ہی ملک میں مہدوی کہلانے سے شرم محسوس کرتے ہیں۔اس کی وجہ یہ ہے کہ دین سے دوری۔اگر والدین شروع ہی سے اپنی اولاد کو دینی تعلیم کا انتظام کرتے۔مہدی موعود علیہ السلام کی تعلیم ان تک پہنچاتے تو آج ہم بھی اپنے آپ کو مہدوی کہلانے پر فخر محسوس کرتے۔ہمارے بزرگان دین نے ہمارے دین کو بچانے کے لئے کتنی قربانیاں دی تھی۔حضرت سید محمود ثانی مہدیؓ نے لوہے کی زنجیریں سر سے پیر تک بندھوانا قید میں رہنا منظور کیا جس سے آپ کے جسم پر بڑے بڑے زخم آگئے مگر آپ نے سچائی کا دامن نہیں چھوڑا۔حضرت بندگی میاں سید علی فرزند مہدی موعود علیہ السلام اپنے آپ کو دیوار میں چنوایا مگر باطل طاقتوں کے آگے نہیں جھکے۔احمد آباد کے دور نگریز بچے جو صحیح طور پر سن بلوغ کو بھی نہ پہنچے تھے مگر شہادت پانے کا شوق جوان میں تھا (سبحان اللہ) حکومت کے کارندوں نے بہت کوشش کی کہ وہ ایک بار مہدی موعود علیہ السلام کا انکار کردیں مگر وہ نہ مانے بہت ڈرایا دھمکایا' لالچ دی' اذیت دی مگر وہ سب کچھ برداشت کرتے ہوئے اپنے آپ کو شہید کروادیا۔مگر ان کے آگے نہیں جھکے جو جنگ بدر ولایت کے پہلے شہید بنے۔ان کے بعد ہی حضرت بندگی میاں شاہ خوندمیرؓ اور ان کے کئی رفقاء ہمارے دین کو بچانے کے لئے اس کی سرخروئی کے لئے شہادت کا جام پیا مگر کبھی بھی ان ظالم بادشاہوں کے آگے نہیں جھکے۔مگر آج ہم مادی طاقتوں کے زیر اثر اتنے بزدل ہوگئے ہیں کہ ہماری قوم کے نونہالوں اور نوجوانوں کو کچھ لوگ کھلے عام گمراہ کررہے ہیں اور ہم ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہوئے ہیں۔

اس انتظار میں کہ کوئی غیبی امداد آئے گی اور ان گمراہ لوگوں کو کیفر کردار تک پہنچائے گی۔ خدا بھی ان کی مدد کرتا ہے جو اپنی مدد آپ کرتے ہیں۔

میرے بھائیو! جاگو اگر آج ہم کچھ نہیں کریں گے تو آنے والی نسلوں کو کیا جواب دیں گے۔ یہ دنیا' یہ پیسہ' یہ جاہ وجلال' یہ عیش وعشرت' یہ عزت' یہ حرام کی کمائی' یہ اونچی اونچی بلڈنگیں' مہنگی سواریاں' یہ سب یہیں رہ جائیں گے۔ کام آئیں گے تو صرف ہمارے اعمال۔ تو ہمیں اپنے اعمال کی درستگی کیلئے گناہوں سے توبہ کرتے ہوئے فرائض وواجبات ادا کرنا چاہئے اور حرام اور مکروہ چیزوں سے بچنا چاہئے۔

مسلمانوں کی طاقت قرآن مجید پڑھنے' سمجھنے اور اس پر عمل کرنے میں ہے۔ قرآن کہتا ہے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک مت کرو۔ شرک کرنا چھوڑو۔ اور مل جل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رہو اور تفرقے میں نہ پڑو' مگر ہم اللہ تعالیٰ کے فرمان پر عمل کرنے کے بجائے کافروں کے طریقوں پر عمل کر رہے ہیں۔ کافروں نے ہمیں اللہ' رسول ﷺ' مہدی موعود علیہ السلام اور قرآن کریم سے سازشوں کے ذریعہ دور کر کے شرک پر لگادیا ہے۔ وطنیت' قومیت' صوبائیت' لسانیت' برادری' سوشلزم' کمیونزم وغیرہ کے خودساختہ بتوں کی پوجا کرنے پر مجبور کردیا اور ہم کافروں اور مشرکوں کی سازش میں ایسا الجھ گئے کہ قرآن مجید کا درس یاد رہا نہ رسول خدا کی سنت نہ ہی مہدی موعود علیہ السلام کے نقلیات پر عمل پیرا رہے ہم ایک اللہ کی عبادت کرنے کے بجائے سینکڑوں بتوں کو پوجنے لگے۔ ہمارے پاس اسلام کہاں رہا؟ ہم مسلمان کہاں رہے؟ ہم کتنی ہی بدعتیں' رسم ورواج' فیشن' ہندوؤں' یہودیوں' عیسائیوں سے ادھار لئے ہوئے ہیں۔ ہم اپنی ذاتی انا' عزت' نمود کی خاطر کسی رشتہ دار کو ناراض کردیتے ہیں۔ کسی سے رشتہ توڑ لیتے ہیں۔ مگر ہمیں اللہ تعالیٰ کا کوئی خوف نہیں۔ جب برادری' دنیاداری رسم ورواج وغیرہ کو اہمیت دی جائے اور خدا اور اس کے رسول کے احکام کو نظرانداز کردیا جائے تو پھر اسلام کہاں باقی رہ سکتا ہے۔؟ لیکن پھر بھی ہم مسلمان ہیں۔؟۔ ہمارے معاشرے کی بگاڑ کی کئی اور وجوہات کے ساتھ ساتھ سب سے بدترین چیز ٹیلی ویژن ہے جسے بڑے اہتمام کے ساتھ گھر کے بڑے چھوٹے سب دیکھ رہے ہیں یہ الکٹرونک میڈیا' ڈش سیٹلائٹ کافروں کے ہاتھ میں ہیں اور وہ اس کے ذریعہ ہمارا برین واش کر رہے ہیں۔ ہماری سوچ تبدیل کر رہے ہیں۔ کہیں پر بھی بم بلاسٹ ہوا سب سے پہلے مسلمانوں پر شک کیا جاتا ہے۔ کافروں نے جو بھی ہمارے خلاف سازشیں کی اس میں ہمارا بھی بہت قصور ہے۔ وہ نت نئے انداز میں گناہوں کو کبھی تعلیم کے نام پر کبھی ترقی کے نام پر کبھی فیشن کے نام پر ہم کو دیتے رہے اور ہم اسلام سے دور ہوتے رہے۔ ہم نے اسلام کو اپنے اندر سے نکالا اور واپس قرآن میں رکھ کر الماری کے سب سے اوپر کے خانے میں رکھ دیا۔ نہ کبھی قرآن پڑھا نہ سمجھا نہ عمل کیا۔ قرآن نور ہدایت ہے لیکن ہم نے اس سے ہدایت نہیں لی۔ ہاں کبھی کبھی کسی خاص موقع پر جیسے

شب معراج، شب برات، شب قدر یا کبھی رمضان کے مہینے میں ایک دو بار طوطوں کی طرح پڑھا اور پھر رکھ دیا۔ پوچھو کیا سمجھ میں آیا جی عربی میں تھا ہمیں کیا سمجھ میں آتا و یسے بھی اس کو سمجھنا عالموں کا کام ہے۔ اگر کوئی ترجمہ کے ساتھ پڑھتا اور اسے کچھ سمجھ میں بھی آتا اور کچھ سمجھ میں نہیں آتا تو وہ عالم صاحب کے پاس جا کر کہتا ہے حضور میں نے قرآن شریف ترجمہ کے ساتھ پڑھا مجھے یہ سمجھ میں آیا اور یہ سمجھ میں نہیں آیا۔ ذرا سمجھا دیجئے۔ عالم صاحب غصہ میں آگئے اور کہنے لگے قرآن شریف کا ترجمہ پڑھ کر سمجھ گئے۔ تم کو معلوم ہے قرآن کے ایک ایک لفظ کے کئی کئی معنی ہوتے ہیں۔ اگر تم لوگ اس طرح پڑھ کر کچھ کا کچھ سمجھو گے تو گمراہ ہو جاؤ گے۔ قرآن کو تفسیر سے سمجھنے کے لئے کسی معتبر عالم کے پاس جایئے جو قرآن کے ترجمے اور تفسیر کا صحیح بیان کر سکے۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے ''اور ہم نے قرآن کو سمجھنے کے لئے آسان کر دیا ہے۔ اس میں غور وفکر کرو'، اللہ تعالیٰ قرآن شریف کو خود ہدایت کہہ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے سچی بات تو کسی اور کی نہیں ہو سکتی۔ تو ہمیں چاہئے کہ اللہ کی بات کو مان لیں اور اسے ترجمہ اور تفسیر سے پڑھیں۔ قرآن کو اللہ تعالیٰ نے پڑھنے، سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کے لئے نازل فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں نافرمان بندوں کے لئے جس عذاب کی وعید دی ہے اس کے چھوٹے سے چھوٹے عذاب کو بھی برداشت کرنے کے قابل نہیں ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور مہدی موعود علیہ السلام کی اطاعت کے ذریعہ اس جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ سے بچنے کی کوشش کریں جسکا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے۔ اور آخر میں اللہ سے دعا کرتا ہوں یا اللہ اس مقدس رات کے صدقے ہمارے گناہوں کو معاف فرما ہمیں دین کی صحیح سمجھ عطا فرما اور اس پر چلنے کی توفیق دے اور ایمان پر دیدار الٰہی کے ساتھ خاتمہ بالخیر کر آمین۔

حضرت سید اشرف روحی صاحب خوندمیری (چن پٹن)

لیلۃ القدر لیلۃ النزول القرآن

لیلۃ القدر رمضان المبارک کی ایک ایسی عظمت و بابرکت والی رات ہے جس میں حکمت بھرے معاملات طئے کئے جاتے ہیں۔ جس کی تعریف میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی پوری سورت نازل فرمائی جس میں پورا قرآن لوح محفوظ سے بیت المعمور میں سمائے دنیا پر یکبارگی نازل کیا گیا۔ اور وہاں سے پھر جبرئیلؑ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں تئیس سال تک لاتے رہے۔ اور اسی شب میں حضور پرنور محمد مصطفیٰ ﷺ پر نزول قرآن کی ابتداء ہوئی۔

جس طرح نزول قرآن کے لئے ایک مقدس نورانی ذات کی ضرورت تھی اسی طرح اس کے نزول کے لئے ایک مقدس رات کا انتخاب کیا جو ایک ہزار مہینوں سے بہتر ہو۔ خیر من الف شھر اور جس ہستیؑ پر قرآن نازل ہوا وہ ہستی خیر البشر ہے۔

قرآن مجید میں دو صیغے آتے ہیں ایک باب تفصیل اور دوسرا باب افعال۔ باب تفصیل جیسے نـزّل' یـنـزّل' تنزیلاً اور باب افعال جیسے انزل' ینزل' انزالاً

پس جس جگہ باب تفصیل ہو وہاں مراد ہوتی ہے تھوڑا تھوڑا کر کے اتارنا اور جہاں باب افعال ہو وہاں مراد یہ ہے کہ دفعۃً واحدۃً یعنی یکبارگی۔ افعال سے مراد لوح محفوظ سے بیت المعمور پر اترنا۔ اور تفصیل سے مراد بیت المعمور سے آنحضرت ﷺ کے قلب اقدس پر نازل ہونا۔

حدیث میں آیا ہے کہ ابراہیمؑ کے مصاحف' توریت اور انجیل بھی رمضان شریف کے مہینے میں ہی نازل کئے گئے ہیں۔ قرآن شریف کا نزول بھی ماہ رمضان کی چھبیس اور ستائیس کی درمیانی رات لوح محفوظ سے آسمانِ اول پر ہوا۔ اسی شب میں خاص نوع کی روحانیت پھیلتی ہے۔ اور ملائکہ زمین پر اترتے ہیں اور مومنین سے نزدیک ہوتے ہیں اور شیاطین ان سے دور ہوجاتے ہیں۔ اسی رات میں کی جانے والی عبادات اور دعائیں نہ صرف قبول کی جاتی ہیں بلکہ ان کا ثواب واجر ہزار مہینوں کی مقبولہ عبادت سے افضل ہوتا ہے۔ حضور محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص شب قدر میں بحالت ایمان وطلب ثواب کی نیت سے کھڑا ہو (یعنی عبادت کرے) تو اس کے تمام پچھلے گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب شب قدر ہوتی ہے تو جبرئیلؑ فرشتوں کی ایک جماعت کے ہمراہ اترتے ہی اور جو بندہ کھڑا ہوا یا بیٹھا ہوا اللہ بزرگ و برتر کا ذکر کرتا ہو اس کے لئے بخشش کی دعا کرتے ہیں۔ اور جب ان کی عید یعنی عید الفطر کا دن ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں پر فخر کرتا ہے اور فرماتا ہے اے میرے فرشتو اس مزدور کی کیا

مزدوری ہونی چاہئے جو کام پورا کردے۔فرشتے عرض کرتے ہیں اے پروردگار عالم اس کی مزدوری یہی ہے کہ اسے پورا بدلہ دیدیا جائے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے ان کے گناہ بخشدیئے اور گناہوں کو نیکیوں میں بدل دیا۔آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ وہ لوگ بخشے ہوئے گھر چلے آتے ہیں۔اس حدیث میں جو فرشتوں سے اللہ تعالیٰ کا مخاطب ہونا مذکور ہے راوی کا کہنا ہے کہ شاید یہ فرشتے وہی ہوں گے جنہوں نے حضرت آدمؑ کے پیدا کرنے میں اللہ تعالیٰ پر اعتراض کیا تھا۔اور اللہ تعالیٰ اس لئے فخر کرتا ہے کہ ان فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی قدرت اور علم وارادہ معلوم ہوجائے۔

حضرت عبادۃ بن صامتؓ فرماتے ہیں کہ نبیٔ اعظم ﷺ ہمیں شب قدر بتانے کے لئے مکان سے نکل کر باہر تشریف لائے اتفاق سے اسی وقت دو مسلمان آدمی جھگڑ رہے تھے۔آنحضور ﷺ نے فرمایا میں تمہیں شب قدر بتانے کے لئے مکان سے آیا تھا اور فلاں فلاں آدمی جھگڑ رہے تھے اس لئے اس کی پہچان اُٹھالی گئی۔اور شائد یہ بھی تمہارے واسطے بہتر ہی ہوا اب تم شب قدر کی انتیسویں اور ستائیسویں اور پچیسویں رات میں تلاش کیا کرو۔

اور اس فرمان کے بعد سے اُمت حضور ﷺ کی بتلائی گئی تواریخ میں ماہ رمضان میں شب قدر تلاش کرتی رہی۔اسی طرح صدیاں گذر گئیں لیکن آمد مہدی موعودؑ کے بعد شب قدر کی تلاش کا سلسلہ ختم ہوا۔آپؑ کی آمد کے بعد اور آپؑ کے ذریعہ شب قدر کو اللہ تعالیٰ نے ظاہر فرمایا۔اللہ تعالیٰ کا امت پر یہ احسان عظیم ہے کہ اس نے حضرت مہدی موعودؑ کو بھیجا اور آپؑ کے ذریعہ اسرار ومعرفت کے معاملے جو آپ کے ذریعہ ظاہر ہونے تھے ظاہر فرمایا۔جس میں شب قدر بھی ہے۔شب قدر کی نماز فرض ہے اور کسی عبادت کو فرض کا درجہ قرار دینے کا حق صرف اللہ کو ہے۔اور اللہ کسی کام کو فرض قرار دیتا ہے تو اس کے دو ذریعے ہوتے ہیں (۱) یا تو کلام اللہ کی آیات کے ذریعہ یا (۲) خلیفۃ اللہ کو امر اللہ کے ذریعہ۔یہاں دونوں باتیں ہیں ایک یہ کہ لیلۃ القدر (کی عبادت) ہزار مہینوں سے افضل ہے۔اس کا مطلب یہی ہے کہ اس رات میں عبادت کرو اور دوسرا حضور ﷺ کے بعد خلیفۃ اللہ کی شان ومرتبہ رکھنے والی ہستی جو امت کو ہلاکت سے بچائے۔راہ راست وراہ دین ودید پر بلائے وہ ہستی حضرت امر اللہ مراد اللہ خلیفۃ اللہ سید محمد جونپوری مہدی موعودؑ کی ہے۔اور جب آپ نے اللہ کے حکم سے ایک جماعت کے ساتھ نماز پڑھی ہے پس وہ فرض ہے۔پس امام علیہ السلام کی اتباع میں جو نماز پڑھی جاتی ہے وہ یقین کی حامل ہے اور یقین کی دو رکعت فرض نماز گمان کی ہزار نفل نماز سے بہتر وافضل ہے۔

بعثتِ مہدی موعودؑ کے ضمن میں حضرت علامہ والدی ومرشدی قبلہ مدظلہ العالی کا ایک نعتیہ شعر ہے۔

کیا بتاؤں کہ ملا آپ سے کیا کیا کیا مہدیؑ
دل ملا آنکھ ملی مل گیا اللہ مہدی

دل کو زندگی ملی ذکر اللہ سے، آنکھ کو بینائی ملی نتیجہ میں اللہ مل گیا۔ حضرت مہدی موعودؑ کے ذریعہ۔ حضرت امام مہدی موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ سب تو حق کو دیکھتے ہیں مگر پہچانتے نہیں۔ بندہ کا آنا ہی حق کی پہچان کروانے کے لئے ہوا ہے۔ جب آپؑ کے ذریعہ حق کی پہچان ہوگئی تو آپ ہی کے ذریعہ شب قدر کی پہچان بھی ہوگئی۔ یہ سب آپؑ پر ایمان لانے کا ثمرہ وتحفہ ہے جو کہ اپنے آپ میں ایک دولت عظیم ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ اگر مجھے شب قدر مل جائے یا میں پالوں تو کیا دعا کروں آپؐ نے فرمایا یہ دعا پڑھو۔ **اللھم انک عفو تحب العفو فاعف عنی** ترجمہ: اے اللہ تو درگذر کرنے والا ہے درگذر کو پسند کرتا ہے۔ پس مجھ سے درگذر فرما۔

شب قدر کے تعین کے تعلق سے صحابہ میں جو مختلف قول مروی ہیں ان کی بنیاد ادراک ووجدان کا اختلاف ہے یعنی صحابہ نے خوابوں میں اس شب کو دیکھا ہے علامتوں سے اس کو پہچانا ہے۔ اور ذوق وجدان سے اس کو جانا ہے اور اس میں اسی وجہ سے مختلف اقوال ہو گئے ہیں۔

جیسا کہ سورہ القدر میں اللہ قادر نے یہ فرمایا کہ **تنزل الملئکۃ والروح فیھا** اترتے ہیں فرشتے اور جبرئیلؑ اس قدر والی رات میں اور طلوع فجر تک یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔ فرشتے اور حضرت جبرئیلؑ جو سلامتی ورحمت کے طبقات لے کر آتے ہیں اس میں بھی ایک بہت بڑا راز مخفی ہے۔ جیسے دور نبوتؐ میں حضرت اسید بن حضرؓ نے ایک مرتبہ رات کو سورہ بقرہ کی تلاوت شروع کی ان کا گھوڑا جو کہ پاس ہی بندھا ہوا تھا اس نے بدکنا شروع کیا۔ آپؓ نے قراءت کرنا موقوف کیا گھوڑا بھی بدکنا بند کر دیا جیسے ہی پھر آپؓ نے پڑھنا شروع کیا گھوڑا پھر بدکنے لگا۔ پھر آپؓ نے تلاوت کرنا موقوف کیا تو پھر گھوڑا بھی ٹھیک ٹھاک ہوگیا۔ تیسری مرتبہ بھی یہی ہوا۔ چونکہ ان کے صاحب زادے یحییٰ گھوڑے کے پاس ہی لیٹے ہوئے تھے اس لئے ڈر ہوا کہ کہیں بچے کو چوٹ نہ آ جائے آپ نے قرآن کا پڑھنا بند کر دیا۔ صبح حضورؐ کی خدمت اقدس میں آ کر واقعہ بیان کرنے لگے۔ آپؐ سنتے جاتے ہیں اور فرماتے جاتے ہیں کہ اے اُسید کہتے جاؤ۔ حضرت اُسید نے کہا حضورؐ تیسری مرتبہ کے بعد تو یحییٰ کی وجہ سے میں نے پڑھنا بالکل بند کر دیا۔ اب جو نگاہ اٹھی تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک نورانی چیز ابر کی طرح سایہ فگن ہے اور اس میں چراغوں کی سی روشنی ہے بس میرے دیکھتے ہی دیکھتے وہ اوپر کو اٹھ گئی آپؐ نے فرمایا جانتے ہو یہ کیا چیز تھی؟ یہ فرشتے تھے جو تمہاری قراءت کو سن کر قریب آ گئے تھے اگر تم پڑھنا موقوف نہ کرتے تو وہ صبح تک یونہی رہتے اور ہر شخص انہیں دیکھ لیتا کسی سے نہ چھپتے۔

اسی طرح ایک مرتبہ لوگوں نے حضورؐ کی خدمت میں عرض کیا کہ گذشتہ رات ہم نے دیکھا کہ رات بھر حضرت ثابتؓ کا

گھر نور کا بقعہ بنا رہا اور روشن چراغوں سے جگمگا تا رہا حضور ﷺ نے فرمایا کہ شاید انہوں نے رات کو سورۂ بقرہ پڑھی ہوگی۔ جب انؓ سے پوچھا گیا تو ثابتؓ نے کہا سچ ہے رات کو میں سورہ بقرہ کی تلاوت میں مشغول تھا ان روایتوں سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ جب عام راتوں میں سورۂ بقرہ کی تلاوت کا یہ اثر ہے تو شب قدر کی قدر و منزلت کا کیا کہنا حدیثوں میں مذکور ہے کہ اس رات جبرئیلؑ فرشتوں کی ایک جماعت کے ساتھ زمین پر رحمت وسلامتی کے طبقات لے کر اترتے ہیں۔ اور فرشتے پوری زمین پر پھیل جاتے ہیں اور اللہ کے بندوں کی عبادات ذکر و تسبیح و دعاؤں کا مشاہدہ کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس وقت اللہ تعالیٰ فرشتوں سے کہتا ہے تم سب گواہ رہو کہ میں نے ان کے تمام پچھلے گناہوں کو معاف کر دیا اور ان کے گناہوں کو نیکیوں میں بدل دیا۔ آپؐ نے فرمایا کہ شب قدر میں فرشتے عبادت گذار بندوں سے مصافحہ کرتے ہیں۔ آپؐ سے پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ہمیں کیسے معلوم ہوگا کہ فرشتے ہم سے مل رہے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ جب تمہارے بدن میں ایک طرح کی جھنجھناہٹ محسوس ہو تو تم سمجھ لو کہ فرشتے تم سے مل رہے ہیں۔

ایک مرتبہ حضرت حسن بصریؒ کے پاس ایک آدمی آیا اور پوچھا کہ میں چاہتا ہوں کہ مجھے ایسا علم ملے جس کے ذریعہ سے مجھے دونوں علم یعنی علم اولین وآخرین حاصل ہوجائیں۔ تو حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا کہ دیکھ تجھے ایک کتاب کا نام و پتہ بتاتا ہوں اس کو پڑھ لے اس کتاب کے ذریعہ تجھے دونوں علم حاصل ہوجائیں گے۔ اس کتاب میں علم اولین وآخرین موجود ہیں۔ پوچھا کہ وہ کونسی کتاب ہے۔ آپؒ نے جواب دیا کہ قرآن شریف ہے۔ یہ اللہ کا ایسا مقدس کلام ہے جس میں دونوں علم موجود ہیں یقیناً۔ اس فرمان سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو علم حضورؐ کو ملا تو حضورؐ نے اس علم کو بھی اپنی امت کے حوالہ کر دیا۔ اور فرمایا کہ دیکھو میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں اگر تم ان دونوں کو مضبوطی سے تھامے رہو گے تو کبھی گمراہ نہ ہوں گے۔ ایک قرآن شریف ہے اور دوسری میری عترت (حضرت امام مہدی علیہ السلام) ہے ایک کلام اللہ ہے اور دوسرا مبین کلام اللہ۔ کلام اللہ شب قدر میں نازل ہوا اور شب قدر مبین کلام اللہ مہدی مراد اللہؑ پر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے ظاہر فرمایا اس لئے قوم مہدویہ شب قدر میں دو رکعت فرض نماز کی نیت باندھتی ہے۔ اور متابعت المہدی الموعودؑ کا بھی اقرار کرتی ہے۔ حضرت بندگی میاں سید قاسم مجتہد گروہؓ نے فرمایا کہ اگر کوئی متابعت المہدی الموعودؑ کی نیت نہیں کرتا تو وہ اکفر ہے۔ اکفر ہے۔ اکفر ہے۔

غرض لیلۃ القدر وہ نورانی رات ہے جس میں عظمتوں اور نعمتوں کی ایک کائنات چھپی ہوئی ہے۔ ہم مہدویوں پر اللہ کا یہ احسان عظیم ہے کہ اس نے اس فضیلت والی رات کو مہدی موعودؑ کے ذریعہ ہم پر ظاہر فرما کر اور دو رکعت نماز پڑھنے کا حکم دے کر اس برکت والی رات کی عظمتوں اور نعمتوں سے فیض یاب فرمایا لہذا ہم مہدوی، مہدی موعودؑ کی اتباع میں فرض دُگانہ شب قدر ادا کرتے ہیں اور اس رات کی نعمتوں اور رحمتوں کے مستحق ہوجاتے ہیں۔

{2}

شب قدر کی قدر

اِنَّآ اَنۡزَلۡنٰهُ فِیۡ لَیۡلَةِ الۡقَدۡرِo وَمَآ اَدۡرٰکَ مَالَیۡلَةُ الۡقَدۡرِo لَیۡلَةُ الۡقَدۡرِ خَیۡر'' مِّنۡ اَلۡفِ شَهۡرٍ o تَنَزَّلُ الۡمَلٰٓئِکَةُ وَالرُّوۡحُ فِیۡهَا بِاِذۡنِ رَبِّهِمۡ ج مِنۡ کُلِّ اَمۡرٍ o سَلٰم'' هِیَ حَتّٰی مَطۡلَعِ الۡفَجۡرِo

اللہ رب العزت نے کلام پاک کو شب قدر میں نازل کیا۔اور اسے مبارک رات یعنی ''لیلۃ المبارکہ'' بھی کہا ہے۔جیسے قرآن میں ایک جگہ فرمایا کہ انا انزلنه فی لیلة المبارکةاور قرآن سے یہ بھی ثابت ہے کہ یہ رات مبارک مہینے رمضان میں ہی ہے۔ شهر رمضان الذی انزل فيه القرآن تو اس سے یہ معلوم ہوا کہ ماہ رمضان کی وہ مقدس رات جس میں قرآن مجید لوحِ محفوظ سے نازل ہوا وہ شب قدر ہے۔اور اس رات کی عظمت اور بزرگی کے بارے میں فرمایا کہ لَیۡلَةُ الۡقَدۡرِ خَیۡر'' مِّنۡ اَلۡفِ شَهۡرٍ

ذرا غور کریں کہ رمضان شریف کی ایک رات میں قرآن مجید لوحِ محفوظ سے نازل کیا گیا۔وہ ایک رات عظمت وفضیلت میں اتنا بلند مرتبہ رکھتی ہے کہ اس کا نام ہی قدر والی رات ہے وہ ایسی منزلت والی رات ہے کہ ایک رات ایک ہزار مہینوں سے بہتر ہے تو پھر سوچئے کہ پورا قرآن جس ذاتِ اقدس پر نازل ہوا جو قرآن کے امین اور رسولِ رب العالمین ہیں۔آپ ؐ جس روز روئے زمین پر تشریف لائے کیا وہ روز سال کے تین سو ساٹھ دنوں میں ایک خاص حیثیت سے افضل واعلیٰ اور بہتر وبالا نہ ہوگا؟ قرآن فقط آسمانی کتاب ہی نہیں ہے بلکہ ''خدائی خطاب'' ہے۔جس طرح قرآن کو نازل کرنے کے لئے ایک ''مقدس ذات'' کی ضرورت تھی اسی طرح قرآن کے نزول کے لئے ''ایک مقدس رات'' درکار تھی جو ''لیلۃ القدر'' ہے۔اور جو کلام قدر والی رات میں نازل ہوا اس کلام کی مراد بیان کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک ایسی ہستی موعودؑ کا انتخاب فرمایا جو خود یہ فرماتی ہے کہ بندہ کی ایک نظر ایک ہزار سال مقبولہ عبادات سے افضل ہے۔

حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے بنی اسرائیل کے ایک شخص کا ذکر فرمایا جو ایک ہزار ماہ تک اللہ کی راہ میں جہاد کرتا رہا مسلمانوں کو یہ سن کر تعجب ہوا تو اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی کہ ایک لیلۃ القدر کی عبادت اس شخص کی ایک ہزار مہینے کی عبادت سے افضل ہے۔

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے بنی اسرائیل کے چار عابدوں کا ذکر فرمایا۔جنہوں نے (۸۰) سال تک اللہ کی عبادت کی تھی اور ایک آنکھ جھپکنے کے برابر بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کی تھی۔ وہ چار اللہ کے بندے حضرت ایوبؑ حضرت ذکریاؑ حضرت حزقیل بن عجوز اور یوشع بن نونؑ ہیں۔صحابہ کرامؓ کو بہت تعجب ہوا آپ ؐ کے پاس جبرئیل آئے اور کہا کہ اے محمدؐ آپ کی

امت نے اس جماعت کی اس عبادت پر تعجب کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس سے بھی افضل چیز آپ ؐ پر نازل فرمائی ہے۔اور فرمایا کہ یہ رات افضل ہے اس سے جس پر آپ ؐ اور آپ ؐ کی امت نے تعجب ظاہر کیا تھا۔پس آنحضرت ﷺ اور آپ ؐ کے صحابہ کرامؓ بے حد خوش ہوئے تو حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس رات کا نیک عمل اور عبادات ایک ہزار مہینوں کی عبادتوں سے افضل ہے۔

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص لیلۃ القدر کا قیام ایمانداری اور نیک نیتی سے کرے اس کے تمام اگلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔پھر فرمایا کہ اس رات میں بکثرت فرشتے نازل ہوتے ہیں فرشتے تو ہر برکت اور رحمت کے ساتھ نازل ہوتے ہیں۔جیسے تلاوت قرآن کے وقت اترتے ہیں اور ذکر کی مجلسوں کو گھیر لیتے ہیں اور علم دین کے سیکھنے والوں کے لئے راضی وخوشی سے اپنے ''پر'' بچھا دیا کرتے ہیں۔اور ان کی عزت وتکریم کرتے ہیں لیکن شب قدر کی عظمت اور فضیلت کی وجہ سے اس رات فرشتوں کا بکثرت نزول ہوتا ہے۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ فرماتے ہیں جب شب قدر ہوتی ہے تو جبرئیل فرشتوں کی ایک جماعت کے ہمراہ اترتے ہیں۔اور جو بندہ کھڑا ہوا یا بیٹھا ہوا اللہ کا ذکر کر رہا ہو تو اس کے لئے بخشش کی دعا کرتے ہیں۔اور حضور پرنور محمد ﷺ فرماتے ہیں کہ لیلۃ القدر میں فرشتے زمین پر سنگریزوں کی گنتی سے بھی زیادہ ہوتے ہیں۔اور اس رات میں ہر امر میں سلامتی ہی سلامتی ہے۔

اور اس رات کی خصوصیت یہ ہے کہ اس رات میں اللہ تعالیٰ بندوں کے اگلے اور پچھلے گناہ معاف فرمادیتا ہے۔آپ ؐ فرماتے ہیں کہ یہ رات بالکل صاف اور ایسی روشن ہوتی ہے کہ گویا چاند چڑھا ہوا ہے۔اس میں سکون اور دلجمعی ہوتی ہے نہ سردی زیادہ ہوتی ہے نہ گرمی' صبح تک ستارے نہیں جھڑتے۔ایک نشانی اس کی یہ بھی ہے کہ اس کی صبح کو سورج تیز شعاعوں سے نہیں نکلتا بلکہ وہ چودھویں رات کی طرح صاف نکلتا ہے۔

حضرت زر بن جیش کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابی ابن کعبؓ سے کہا کہ تمہارے بھائی ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ جو شخص سال بھر (رات کو) قیام کرے گا وہ لیلۃ القدر کو پائے گا۔حضرت ابیؓ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ان پر رحم کرے وہ جانتے ہیں کہ وہ رات رمضان شریف میں ہی ہے۔یہ ستائیسویں (۲۷) رات رمضان کی ہے پھر اس بات پر حضرت ابیؓ نے قسم کھائی میں نے پوچھا آپؓ کو یہ کیسے معلوم ہوا جواب دیا کہ ان نشانیوں کو دیکھنے سے جو ہم کو بتائی گئی ہیں کہ اس دن سورج شعاعوں کے بغیر نکلتا ہے۔اور روایت میں ہے کہ حضرت ابیؓ نے کہا اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ یہ رات رمضان ہی میں ہے۔اور آپؓ نے اس پر انشاء اللہ بھی نہیں فرمایا۔اور پختہ قسم کھائی پھر فرمایا مجھے خوب معلوم ہے کہ وہ کونسی رات ہے جس میں قیام کرنے کا

رسول اللہ ﷺ کا حکم ہے۔ یہ ستائیسویں رات ہے اور اس کی نشانی یہ ہے کہ اس کی صبح کو سورج سفید رنگ کا نکلتا ہے۔ اور تیزی نہیں ہوتی۔

حضرت عمر فاروقؓ نے اصحابِ رسول اللہ ﷺ کو جمع کیا اور ان سے لیلۃ القدر کی بابت سوال کیا تو سب کا اجماع اس امر پر ہوا کہ یہ رمضان شریف کے آخری دہے میں ہے تو ابن عباسؓ نے اس وقت فرمایا کہ میں تو یہ بھی جانتا ہوں کہ وہ کونسی رات ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ پھر کہو وہ کونسی رات ہے؟ فرمایا اس آخری عشرے میں سات گذرنے پر یا سات باقی رہنے پر۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا یہ کیسے معلوم ہوا؟ تو جواب دیا کہ دیکھو اللہ تعالیٰ نے آسمان بھی سات پیدا کئے اور زمینیں بھی سات بنائیں' ہفتہ کے دن بھی سات' انسان کی پیدائش بھی سات کی ہے' کھانا بھی سات ہیں' سجدہ بھی سات اعضاء پر ہے' طواف بیت اللہ کے چکر بھی سات ہیں' رمی جمار کی کنکریاں بھی سات ہیں۔ اور اسی طرح سات کی گنتی کی بہت سی چیزیں اور بھی گنوادیں۔ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا تمہاری سمجھ وہاں پہنچی جہاں تک ہمارے خیالات کو رسائی نہ ہوسکی۔ یہ جو فرمایا کھانے بھی سات ہیں اس سے قرآن کریم کی وہ آیت مراد ہے جس میں سات کھانے کی چیزوں کا ذکر ہے۔ اور حضرت معاویہؓ حضرت ابن عمرؓ حضرت ابن عباسؓ وغیرہ سے بھی مروی ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ رات رمضان کی ستائیسویں (۲۷) شب ہے۔

یہ مختصر سا خلاصہ لیلۃ القدر کا جس کا تعلق احادیث نبویؐ سے ہے اور بہت سی ایسی بھی احادیث ہیں جن میں حضورؐ نے شب قدر کو ڈھونڈھنے کا حکم صادر فرمایا کہ آخر عشرے میں ۲۱ سے ۲۹ تک طاق راتوں میں تلاش کرو۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ تمہیں شب قدر بتانے کے لئے مکان سے نکلا تھا اور فلاں فلاں آدمی جھگڑ رہے تھے۔ اس لئے اس کی پہچان اٹھالی گئی۔ اور شاید تمہارے واسطے یہ بہتر ہی ہوا۔ اب تم شب قدر کو آخری عشرے میں تلاش کیا کرو۔ اس فرمان کے معنی یہ ہیں کہ تلاش کرو تم کو ملے گی یا نہیں۔ یہ نہیں فرمائے۔ کیونکہ جب کوئی چیز تلاش کرتے ہیں تو پانے کے لئے۔ اگر تلاش میں پورا رمضان شریف گذر گیا اور تلاش باقی رہی تو پانے کا طریقہ کیا ہوسکتا ہے۔ حضور ﷺ کے فرمان تلاش کرو سے یہ مراد ہے کہ قدر والی رات کو تلاش کرتے رہو۔ اور جب اللہ کا خلیفہ سید محمد مہدی موعود علیہ السلام جو میری عترت سے ہے' آئے گا تو تمہیں تلاش کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہے گی۔ بلکہ اسوقت مہدی موعودؑ کو تلاش کرلو۔ اگر وہ ذات' ہستی موعودؑ مل گئی تو تم سمجھ لو کہ سب کچھ مل گیا۔ اور اس سب کچھ میں شب قدر بھی ہے۔

چنانچہ حضرت سید محمد مہدی موعودؑ کا قیام مقام کاہہ میں تھا ماہ رمضان کی ۲۷ ویں شب کو اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا کہ اے سید محمد اٹھ آج کی رات ''لیلۃ القدر'' ہے یہ ہمارا تجھ پر احسان ہے کہ تجھ پر شب قدر عیاں کررہے ہیں تو اس کے بدلہ میں ہمارا شکر ادا

کر۔ بطور شکرانہ دو رکعت نماز ادا کر۔ تو اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں حضرت سید محمد مہدی موعودؑ دائرے میں جتنے بھی افراد قوم تھے ان سب کو بیدار کیا اور دو رکعت نماز ادا فرمائے۔

جب اللہ کے حکم سے مہدی موعودؑ پر شب قدر ظاہر کردی گئی تو اب اس کی تلاش کا حکم منسوخ ہوگیا۔ اس لئے نیت دُگانہ میں متابعت المہدی موعودؑ کہہ کر باھتے ہیں اور نیت میں فرض اللہ تعالیٰ بھی کہنا ضروری ہے۔ اور جو فرض کہنے سے پرہیز کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ دن میں پانچ نمازیں فرض ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے مقرر کیا اب اس میں پھر کیسے کوئی تبدیلی کرسکتا ہے تو اس کا بھی آسان جواب ہے وہ یہ کہ حضرت آدمؑ اللہ کے خلیفہ جب دنیا میں آئے تو رات گذارنے کے بعد جب صبح ہوئی تو بطور شکرانہ دو رکعتیں نماز ادا کی اور یہ دو رکعات حضور کی امت کے لئے فرض نماز فجر ہوئیں۔ اسی طرح حضرت ابراہیمؑ نے بھی چار مصیبتوں سے نجات پائی تو چار رکعات بطور شکرانہ ادا کیا۔ وہ چار رکعت امت مسلمہ کے حق میں فرض نماز ظہر ہوئیں۔ حضرت یونس علیہ السلام کو جب چار اندھیروں سے نجات ملی تو آپؑ نے بطور شکرانہ چار رکعات نماز ادا فرمائی۔ امت محمدیہ کے لئے وہ چار رکعتیں نماز عصر کی فرض قرار دی گئیں۔ اسی طرح حضرت عیسیٰؑ کو اللہ تعالیٰ نے تین پریشانیوں سے نجات دلائی تو آپؑ نے بطور شکرانہ تین رکعات نماز ادا فرمائی جو مسلمانوں کے لئے مغرب کی تین رکعات فرض نماز ہوئیں۔ اسی طرح حضرت موسیٰؑ کلیم اللہ کو بھی جب چار مصیبتوں سے اللہ تعالیٰ نے نجات دلائی تو حضرت موسیٰؑ نے بطور شکرانہ چار رکعات نماز ادا کی جو امت کے حق میں چار رکعات نماز عشاء فرض ہوگئیں۔

جب اللہ تعالیٰ نے اپنی مرضی اور فضل وکرم اور احسان سے حضرت مہدی موعودؑ خلیفۃ اللہ کو ایک ایسی چیز عطا فرمائی جو پچھلی امتوں کو عطا نہیں ہوئی تھی یعنی شب قدر جو قرآن کے نزول کی سالگرہ بھی ہے یہ وہ شب ہے جو رسول اللہ ﷺ کو بتلائی جاکر بھلادی گئی۔ پھر اپنے ایک ایسے خلیفے کے ذریعہ اس رات کو ظاہر فرمایا جو ہم نام و ہم مقامِ محمد رسول اللہ ﷺ ہیں جب آپؐ کو اللہ کا حکم ہوا تو آپؑ نے دو رکعات نماز بطور شکرانہ ادا فرمائی۔ چونکہ خدا کا حکم تھا اس لئے وہ نماز فرض ہوئی اور نیت بھی فرض اللہ کی کرنی چاہیئے۔ اس طرح مہدویوں کو شب قدر ڈھونڈھنے کی ضرورت باقی نہ رہی۔ کیونکہ اس ضرورت کو اللہ تعالیٰ نے حضرت سید محمد مہدی موعودؑ کے ذریعہ ظاہر کرکے اس کی تکمیل فرمادی اور مہدویوں کو اس عظیم الشان رات کی نعمتوں، فضیلتوں اور برکتوں سے نوازا۔ محمد رسول اللہ ﷺ کو شب معراج میں جب اللہ نے آسمانوں پر بلایا تو وہ رجب کا مہینہ اور ۲۷ ویں شب تھی۔ اسی طرح شب قدر امت کو عطا ہوئی تو وہ ماہِ رمضان کی ۲۷ ویں شب ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ جو دعائیں شب قدر کے موقع پر حضرت مہدی موعودؑ نے پڑھیں جس کو ہم متابعت میں پڑھتے ہیں ان تمام دعاؤں کو اللہ تعالیٰ قبول فرمائے آمین ثم آمین

OOOOOOOO

حضرت سید ابراہیم صاحب اہل بچپڑی

شب قدر کا تعین

امامنا مہدی موعود علیہ السلام ۹۰۵ھ میں بڑلی میں دعویٰ موکدہ فرمانے کے بعد جانب خراساں ہجرت فرماتے ہوئے بمقام کاہہ قیام فرما ہوئے۔ ماہ رمضان المبارک ۹۰۸ھ میں اسی مقام پر آپ پر منجانب اللہ لیلۃ القدر کے تعین کا انکشاف ہوا۔ ستائیسویں شب آپ نماز عشاء سے فارغ ہوکر حرم محترم بی بی ملکانؓ کے حجرہ میں استراحت فرما رہے تھے۔ نصف شب گذرنے کے بعد آپ کو حکم خداوندی صادر ہوا کہ ''اے سید محمد آج کی رات لیلۃ القدر ہے اٹھو اور اپنے اہل وعیال اور اصحاب کے ساتھ دو رکعت نماز شکرانہ ادا کرو'' آپ نے آسمان کی طرف دیکھا تو ملاحظہ فرمایا کہ آسمان کے تمام دروازے کھول دیئے گئے ہیں اور جنت آراستہ کردی گئی ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ انوارِ جلال و جمال کے ساتھ جلوہ فرما ہے۔ آپ نے عرض کیا یا بارخدایا یہ رات کس قدر اچھی معلوم ہوتی ہے اور اس کی کیا اچھی شان ہے۔ فرمان ہوا کہ یہ شب قدر ہے اور اس کو ہم نے تم پر ظاہر کیا ہے تا کہ تمہاری اتباع کرنے والوں کو اس بات کا یقین ہوجائے کہ اس کا تعین منجانب اللہ ہوا ہے۔ یہ ہمارے افضال ہیں جو تم کو عطا کئے جاتے ہیں۔ آپ حجرہ سے باہر تشریف لائے اذان دینے کا حکم فرمائے اور اپنے اہل وعیال اور اصحاب کو جمع کرکے خود اپنی امامت سے دو رکعت نماز لیلۃ القدر بالجہر ادا فرمائی۔ اور اس طرح دو رکعت نماز لیلۃ القدر ہم پر بحکم خلیفۃ اللہ ومراد اللہ ہم پر فرض ہوگئی۔ کیونکہ آپ نے یہ نماز اللہ کے حکم سے پڑھی تھی اس کے بعد دو رمضان آپ کے قیام فراہ کے دوران آئے اور مزید دو دُگانہ لیلۃ القدر آپ نے اسی طرح با جماعت کثیر خود اپنی امامت سے ادا فرمائے جو رمضان ۹۰۹ھ اور رمضان ۹۱۰ھ میں آئے تھے اگر چہ کہ تینوں موقعوں پر آپ نے جو نماز دُگانہ لیلۃ القدر ادا فرمائے ہیں وہ خاص اللہ تعالیٰ کے بلا واسطہ حکم سے ادا فرمائے ہیں لیکن اس میں اتباع رسول اللہ ﷺ کی شان بھی جلوہ گر تھی۔

حضرت بی بی عائشہؓ اور حضرت ابوذر غفاریؓ کی روایت سے جو احادیث وارد ہوئے ہیں اس کا قدر مشترک یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر رمضان کے آخری دہے میں (عشرہ آخر) عام دنوں سے زیادہ قیام اللیل فرماتے۔ مستند روایت سے یہ بات ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بحکم خداہی شب قدر کا تعین نہیں فرمایا تھا یہ بات نہیں تھی کہ آپ کو اس کا علم نہیں تھا بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کے تعین کو پوشیدہ رکھنے کا حکم فرمایا تھا۔ اس میں مصلحت خداوندی یہ تھی کہ عبادت کرنے والے اور اعمالِ نیک کی طرف راغب رہنے والے خود اس مقدس رات کی جستجو رکھیں کیوں کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت میں یہ جاری ہوچکا تھا کہ شب قدر کے تعین کو امام آخر الزماں خلیفۃ الرحمٰن مہدی موعود علیہ السلام کی ذاتِ مبارکہ سے مختص رکھے۔ یہی وجہ ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ میں نے لیلۃ القدر کی تلاش کی مجھے وہ بتلائی جاکر بھلادی گئی ہے۔ میں نے اس رات نماز پڑھی ہے (مشکوۃ شریف) اس کی توثیق ''اشعۃ اللمعات' میں حضرت ابوذر غفاریؓ سے روایت کردہ اس حدیث سے بھی ہوتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک رمضان میں ستائیسویں شب کو جماعت کے ساتھ اہل بیت عورتوں اور مردوں کو جمع کرکے نماز

لیلۃ القدر ادا فرمائی اور اس نماز کے بعد اس رات میں کوئی اور نماز نہیں پڑھی۔ آپ یہ بھی فرماتے کہ جو شخص لیلۃ القدر میں امام کے ساتھ نماز کے لئے کھڑا رہے اور امام کے ساتھ نماز ختم کرے تو اس کو پوری رات ہی کی عبادت کا ثواب ملے گا۔

صحیح روایت سے ثابت ہے کہ سورہ قدر کی تلاوت رمضان کے سوا دوسرے مہینوں میں کی جائے تو پڑھنے والے کو ربع (پاؤ) قرآن ختم کرنے کا ثواب ملتا ہے اور رمضان کے مہینہ میں تلاوت کی جائے تو نصف قرآن کے ختم کا ثواب ملتا ہے۔ لیکن رمضان میں لیلۃ القدر میں اگر ایک بار سورہ قدر کی تلاوت کی جائے تو پڑھنے والے کو پورا قرآن شریف ختم کرنے کا ثواب ملتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت امامنا مہدی موعود علیہ السلام نے دُگانۂ لیلۃ القدر کی ادائی کے تینوں موقعوں پر شب قدر میں نماز عشاء میں ایک بار اور دُگانہ لیلۃ القدر میں ایک بار اور وتر میں ایک بار اس طرح تین بار سورہ قدر پڑھی ہے۔ جو تین بار پورا ختم قرآن کرنے کے مساوی ہے۔ چونکہ مقتدیوں کی نماز امام کی نماز کے تابع ہوتی ہے اس لئے دُگانہ لیلۃ القدر ادا کرنے والے خوش نصیبوں کو علاوہ دوسرے فضائل کے تین بار قرآن شریف ختم کرنے کی سعادت بھی حاصل ہوتی ہے۔

امامنا حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے نماز دُگانہ لیلۃ القدر کی ادائی کے موقعوں پر جو سورتیں پڑھی تھیں اور دُگانہ کے بعد با آواز بلند جو دعائیں پڑھی تھی وہی سورتیں اور وہی دعائیں من وعن (بطریق مسنون) آج تک بھی ہر دائرہ میں ادا کی جانے والی نماز لیلۃ القدر میں صاحب دائرہ (مرشدین کرام) جو بھی امام نماز ہوں پڑھنے کا طریقہ رائج وقائم ہے بحمد للہ العزیز یہاں اس امر کا تذکرہ بھی خالی از دلچسپی نہیں کہ وہ رمضان ہی کا مبارک مہینہ تھا جبکہ ۹۰۵ھ میں برصغیر ہند میں ایک مہدویہ ریاست وجود میں آئی تھی۔ امامنا حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے ۹۰۵ھ میں بمقام بڑلی دعویٰ موکدہ فرمایا۔ اس کے بعد آپ کا پہلا رمضان جالور میں گذرا۔ جالور کی مسجد میں آپ نے نزولِ اجلال فرمایا اور رمضان ۹۰۵ھ کے آخری عشرہ میں آپ نے اسی مسجد میں اعتکاف فرمایا۔ اس زمانہ میں جالور میں ملک محمد عثمان خاں حکمراں تھے۔ بہ اختلاف روایت ان کے بھتیجے ملک بڈھن خاں کا نام بھی حکمران کی حیثیت سے تاریخ میں آیا ہے۔ جالور میں امامنا علیہ السلام کے قیام کے دوران آپ کے وعظ تذکیر اور بیان قرآن کی بیحد شہرت ہوئی اور تاریخ بتاتی ہے کہ تقریباً (۹۰۰) نوسو علماء ومشائخین اور امرائے مملکت نے آپ کی تصدیق وبیعت کی ہے۔ حاکم وقت بھی اپنے پورے خاندان کے ساتھ امامناؑ کی تصدیق وبیعت سے مشرف ہوئے۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے بادشاہ کا سارا لشکر، امرائے سلطنت اور خواص وعوام کی ایک بہت بڑی تعداد نے امامنا علیہ السلام کی تصدیق مہدیت کا شرف حاصل کرلیا تھا۔ اور جالور کی ریاست جس کا پایہ تخت بعد میں پالن پور بنا اور جو ریاست پالن پور کے نام سے مشہور ہوئی۔ ایک مہدویہ ریاست کے طور پر صدہا برس تک قائم رہی ہے۔

اللہ جل شانہ وتبارک تعالیٰ کے حضور بصد عجز ونیاز دعا ہے کہ وہ ہم تمام مصدقین ومصدقاتِ مہدی موعود علیہ السلام کو خاتمین علیہا السلام کے تصدق وطفیل سے ماہ رمضان المبارک میں صوم وصلوٰۃ کی اور ہمیں بزرگانِ دین کے صدقہ سے اپنے افضال وانعامات سے نوازے آمین یارب العالمین۔ اللھم وفقنا لمرضاتک وثبتنا علی دینک وعلی طاعتک ومحبتک برحمتک یا ارحم الراحمین

فقیر سید یعقوب سلیم صاحب مرحوم

دُگانہ لیلۃ القدر

اس نماز کی اہمیت کے لئے سورہ قدر اوراس کے مضمون پر غور کریں۔

بسم الله الرحمن الرحيم

اِنَّآ اَنۡزَلۡنٰهُ فِیۡ لَیۡلَةِ الۡقَدۡرِo وَمَآ اَدۡرٰکَ مَالَیۡلَةُ الۡقَدۡرِo لَیۡلَةُ الۡقَدۡرِ خَیۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَهۡرٍo تَنَزَّلُ الۡمَلٰٓئِکَةُ وَالرُّوۡحُ فِیۡهَا بِاِذۡنِ رَبِّهِمۡ ج مِنۡ کُلِّ اَمۡرٍo سَلٰمٌ هِیَ حَتّٰی مَطۡلَعِ الۡفَجۡرِo

ترجمہ:۔ہم نے اس (قرآن) کو شب قدر میں نازل (کرنا شروع) کیا اور تمہیں کیا معلوم کہ شبِ قدر کیا ہے؟ شب قدر ہزار مہینے سے بہتر ہے۔اس میں روح (الامین) اور فرشتے ہر کام کے (انتظام) کے لئے اپنے پروردگار کے حکم سے اترتے ہیں۔یہ (رات) طلوع فجر تک (امان) اور سلامتی ہے۔

شانِ نزول: ۔ایک روز نبی کریم ﷺ نے بنی اسرائیل کے شمعون کے ہزار مہینے (یعنی ۸۳ سال ۴ ماہ) کی مقبولہ ریاضت وعبادت کی تعریف فرمائی یعنی انہوں نے ہزار مہینے تک روزہ رکھ کر کفاروں سے جہاد کیا اور راتوں میں ذکر اور تسبیح میں مصروف ہے اور آخرش شہادت پراُن کا خاتمہ ہوا۔حاضرین کو شمعون کی طرح ریاضت اور جفاکشی کا تاب وتواں نہ ہونے سے رقت اور نبی کریم ﷺ بھی متاثر ہونے سے امت نبی کریم ﷺ پر خدائے تعالیٰ نے فضل وکرم فرما کر اس وقت سورۂ قدر نازل کیا اور اس میں شمون کی ان ہزار مہینوں کی ریاضت سے ایک شب قدر بہتر ہونے کی تعریف فرمائی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا''میں نے لیلۃ القدر کی تلاش کی تو مجھے بتلا کر بھلادی گئی اور میں نے اس رات میں نماز بھی پڑھی'' حضور ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ اس کو رمضان شریف کے آخری عشرہ کے طاق راتوں میں تلاش کرو۔۹۰۹ھ رمضان شریف کی ۲۷ ویں شب میں ادائی عشاء کے بعد خدائے تعالیٰ کی ذات سے حضرت سید محمد مہدی موعودؑ خلیفۃ اللہ کو یہ فرمان خداوندی شرف صدور پایا کہ'' سید المرسلین پر قرآن اسی شب میں نازل کر کے سورہ قدر میں اس کا بیان کیا جا کر تمہارے لئے پوشیدہ رکھی گئی تھی۔لیلۃ القدر ہزار مہینوں کی عبادت مقبولہ سے بہتر ہے وہ تم کو دی گئی ہے۔اُٹھو دُگانہ شکرانہ ادا کرو''۔

اسی وقت مہدی موعود علیہ السلام نے اللہ سبحان وتعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں باجماعت دُگانہ شب قدر ادا فرمایا۔اور اس سال سے یقین کے ساتھ قوم مہدویہ شب قدر بطفیل حضرت مہدی علیہ السلام مستفید اور مشرف ہو رہی ہے اسی لئے شب قدر کے دو رکعت دُگانہ کی نیت میں مُتابعَةَ الْمَهْدِیَ الْمَوْعُوْد کہا جاتا ہے۔

اور چونکہ یہ نماز اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں ادا کی جاتی ہے اس لئے یہ فرض ہے اس لئے اس کی نیت میں بھی ''فَرضُ اللّٰہِ تَعَالیٰ'' کہا جاتا ہے۔

دُگانہ لیلۃ القدر کی نیت

نَوَیتُ اَنْ اُصَلِّیَ لِلّٰہِ تَعَالیٰ رَکْعَتَیْنِ صَلٰوۃِ لَلَیلَۃِ الْقَدْرِ فَرْضُ اللّٰہِ تَعَالیٰ مُتَابِعَۃَ الْمَھْدِی الْمَوْعُوْدِ اِقْتَدَیْتُ بِھٰذَا الْاِمَامِ مُتَوَجِّھاً اِلیٰ جِھَۃِ الْکَعْبَۃِ الشَّرِیْفَۃِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔

ترجمہ:۔ میں نیت کرتا ہوں کہ نماز پڑھوں اللہ تعالیٰ کے لئے دو رکعتیں، نماز لیلۃ القدر اللہ تعالیٰ کے فرض کی متابعت مہدی موعود علیہ السلام، اقتداء کرتا ہوں اس امام کی متوجہ ہوکر کعبہ شریف کی جہت کی طرف اللہ تعالیٰ بہت بزرگ ہے۔

مہدی موعود علیہ السلام سے لیکر آج تک دُگانہ لیلۃ القدر ادا کرنے کا طریقہ اس طرح ہے کہ رمضان المبارک کی ۲۷ویں شب یعنی ۲۶واں روزہ رکھنے کے بعد جو شب آتی ہے نہا کر جہاں تک ہوسکے نیا لباس زیب تن کرکے خوشبو لگا کر اپنے اپنے مرشد کی مسجد کو قبل دو پہر شب پہنچ جائیں۔

پہلے دو رکعت تحیۃ الوضو ادا کریں پھر چار رکعت عشاء کی سنت اس طرح ادا کریں کہ ہر رکعت میں ضم سورہ یعنی ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد کوئی سورہ پڑھیں نماز ظہر کی چار رکعت والی سنت کی طرح اور پھر جماعت سے نماز عشاء ادا کریں اور دو رکعت عشاء کی سنت ادا کریں پھر دو رکعت دُگانہ لیلۃ القدر اس طرح پڑھیں کہ پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ ''وَالضُّحیٰ وَاللَّیْلِ اِذَا سَجیٰ ''اور دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ قدر ''اِنَّآ اَنْزَلْنٰہُ فِیْ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ ''پڑھیں اور سلام پھیرنے کے بعد یہ دعائیں پڑھ کر سجدہ میں جاکر ایمان کی دعا کریں۔

یہ نماز چونکہ سال میں ایک بار پڑھی جاتی ہے اس لئے جہاں تک ہوسکے اپنے اپنے مرشدین کرام کی اقتداء میں ادا کی جانی چاہئے اور چونکہ اس رات کی عبادت ہزار مہینوں کی عبادت سے افضل ہے اس لئے ہر مہدوی کا فرض ہے کہ وہ اس رات میں اپنی سانس کی حفاظت کرتا رہے اس طرح کہ کوئی سانس بھی لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہ سے خالی نہ جائے یعنی جب سانس لے تو اِلَّا اللّٰہ توں ہے کا تصور کرے اور جب سانس چھوڑے تو لَا اِلٰـہَ ہوں نہیں کا اس طرح نماز مغرب سے نماز فجر تک یہی ذکر کرتا رہے اور ایسا کوئی کام (یعنی تمبا کو نوشی) وغیرہ جس سے اس کا ذکر متاثر ہونہ کرے۔

دو رکعت نماز لیلۃ القدر پڑھنے کے بعد یہ دعائیں پڑھیں

(۱) اَللّٰھُمَّ اَحْیِنَا مِسْکِیْناً وَّ اَمِتْنَا مِسْکِیْناً وَّ احْشُرْنَا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ فِیْ زُمْرَۃَ الْمَسَاکِیْنَ بِفَضْلِکَ وَبِکَرَمِکَ یَا اَکْرَمَ الْاَکْرَمِیْنَ وَبِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ۔

ترجمہ: یا اللہ زندہ رکھ ہم کو مسکین بنا کر اور فوت کر تو ہم کو مسکین بنا کر اور قیامت کے دن ہمارا حشر مسکینوں کے زمرہ میں کر تیرے فضل و کرم کے طفیل سے اے زیادہ کرم کرنے والے بڑے کریموں سے اور تیری رحمت کے طفیل سے اے زیادہ رحم کرنے والے بڑے رحیموں سے۔

(۲) اَللّٰھُمَّ صَغِّرِ الدُّنْیَا بِاَعْیُنِنَا وَ عَظِّمْ جَلَالَکَ فِیْ قُلُوْبِنَا وَفِّقْنَا لِمَرْضَاتِکَ وَ ثَبِّتْنَا عَلٰی دِیْنِکَ وَطَاعَتِکَ وَ مُحَبَّتِکَ وَشَوْقِکَ وَعِشْقِکَ بِفَضْلِکَ وَکَرَمِکَ یَا اَکْرَمَ الْاَکْرَمِیْنَ وَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ.

ترجمہ:۔ یا اللہ بہت چھوٹی اور حقیر کر کے بتا دُنیا کو ہماری نظروں میں اور بہت بڑی کر کے بتا تیری بزرگی اور جلال کو ہمارے دلوں میں اور تیری رضا مندی اور تیری خوشنودی کی توفیق عطا فرما ہم کو ثابت رکھ تیرے دین پر اور تیری عبادت پر اور تیری محبت پر اور تیرے شوق پر اور تیرے عشق پر تیرے فضل و کرم کے طفیل سے اے زیادہ کرم کرنے والے بڑے کریموں سے اور تیری رحمت کے طفیل سے اے زیادہ رحم کرنے والے بڑے رحیموں سے۔

(۳) اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقاً وَّرْزُقْنَا اِتِّبَاعَہٗ وَ اَرِنَا الْبَاطِلَ بَا طِلاً وَّ ارْزُقْنَا اِجْتِنَا بَہٗ بِفَضْلِکَ وَکَرَمِکَ یَا اَکْرَمَ الْاَکْرَمِیْنَ وَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ.

ترجمہ:۔ یا اللہ دکھا ہم کو حق کو حق کر کے اور اس پر چلنے کی توفیق عطا فرما اور دکھا تو ہم کو باطل کو باطل کر کے اور اس سے بچنے کی توفیق عطا فرما تیرے فضل و کرم کے طفیل سے اے زیادہ کرم کرنے والے بڑے کریموں کے اور تیری رحمت کے طفیل سے اے زیادہ رحم کرنے والے بڑے رحیموں سے۔

(۴) رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ

ترجمہ:۔اے ہمارے پروردگار دے ہم کو دنیا میں خوبی اور نعمت اور آخرت میں خوبی اور نعمت اور بچا ہم کو دوزخ کے عذاب سے

(۵) رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِیْنَآ اَوْ اَخْطَانَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَیْنَآ اِصْرًا کَمَا حَمَلْتَہٗ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِنَا . رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَالَا طَاقَۃَ لَنَا بِہٖ . وَاعْفُ عَنَّا قف وَاغْفِرْلَنَا قف وَارْحَمْنَا قف اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ ط

ترجمہ:۔اے ہمارے پروردگار نہ پکڑ ہم کو اگر بھولیں یا چوکیں اے رب ہمارے نہ رکھ ہم پر بھاری بوجھ جیسا کہ رکھا تھا ہم سے اگلوں پر اے رب ہمارے نہ اُٹھوا ہم سے وہ چیز کہ جس کی طاقت ہم کو نہیں اور ہمارے گناہوں سے درگذر کر اور بخشدے ہم کو اور رحم کر ہم پر تو ہی ہمارا مالک ہے اور خاوند ہے تو ہی مدد کر ہماری اور غلبہ دے ہمارا کافروں کی قوم پر۔

(۶) رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِیاً یُّنَادِیْ لِلْاِیْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْ بِرَبِّکُمْ فَاٰمَنَّا صلے رَبَّنَا فَاغْفِرْلَنَا ذُنُوْبَنَا وَ کَفِّرْعَنَّا سَیِّاٰتِنَا وَ تَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ o رَبَّنَا وَ اٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰی رُسُلِکَ وَلَا تُخْزِنَا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ ط اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادِ o

ترجمہ:۔اے رب ہمارے بیشک ہم نے سنا کہ ایک پکارنے والا پکارتا ہے بآواز بلند ایمان لانے کو ایمان لاؤ اپنے رب پر سو ہم ایمان لائے اے رب ہمارے اب بخش دے ہمارے گناہ اور اتار دے ہماری برائیاں اور موت دے ہم کو مسکینوں کے ساتھ اے ہمارے پروردگار اور دے ہم کو جو کچھ وعدہ کیا تو نے اپنے رسولوں کے ساتھ اور رسوا نہ کر ہم کو قیامت کے دن بے شک تو خلاف نہیں کرتا اپنا وعدہ (الِ عمران ۱۹۴ لن تنالو)

(۷) رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ ھَدَیْتَنَا وَھَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَۃً . اِنَّکَ اَنْتَ الْوَھَّابُ (اِنَّکَ اَنْتَ الْوَھَّابُ اِنَّکَ اَنْتَ الْوَھَّابُ)o الِ عمران (۸)

ترجمہ:۔اے ہمارے رب دل نہ پھیر جب ہم کو ہدایت دے چکا اور عطا کر اپنے پاس سے ہم کو رحمت اور نعمت، بیشک تو ہی سب کچھ دینے والا، بیشک تو ہی سب کچھ دینے والا، بیشک تو ہی سب کچھ دینے والا۔اِنَّکَ اَنْتَ الْوَھَّابُ کو تین مرتبہ نہایت عجز وانکساری اور نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ کہیں۔

اس کے بعد مناجات کے سجدے میں جا کر تحیۃ الوضو کے بعد کی اور اوپر لکھی ہوئی دعائیں مانگ کر ایمان کی دعا مانگیں

دُگانہ لیلۃ القدر کے بعد تسبیح کہیں

{}{}{}{}{}{}{}{}{}{}{}{}{}

فقیر سید مشتاق حسین صاحب کاظمی (اہل مصدق آباد)

جشن خلافت آدم

ماہ رمضان المبارک کو ماہ صیام بھی کہا جاتا ہے صیام کے معنی ٹھہر جانے اور رک جانے کے ہیں۔ چونکہ روزہ کی حالت میں ہم کھانے پینے سے رک جاتے ہیں' جماع سے باز رہتے ہیں اور گناہوں کو ترک کردیتے ہیں اسی لئے اس ماہ کو ماہ صیام کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا ہے۔

روزہ حضرت آدم علیہ السلام پر پہلی بار فرض ہوا۔ اس کے بعد اور قوموں پر بھی بحکم ربّی روزے فرض کئے گئے۔ جس کا پتہ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ (سورہ البقرۃ آیت ۱۸۳) سے چلتا ہے۔

روزہ تونگری کو فقیری سے' صاحب مال کو حاجت مند سے' عبادت گذار کو جنت کے مقامات سے' ذاکر کو مذکور سے ملا دیتا ہے۔ روزہ تونگروں پر فقراء اور مساکین کی حالت کا انکشاف کرتا ہے۔ ان کو بھوک اور پیاس کی شدت کی حقیقت سے ہمکنار کرتا ہے۔ مالدار پر حاجت مند کی کیا تڑپ ہوتی ہے اس کو سمجھنے کی صلاحیت پیدا کرتا ہے۔ عبادت گذار پر اعلیٰ مقامات کو حاصل کرنے کی سعی و کوشش کی ترغیب دلاتا ہے۔ ذاکر کو مذکور کے قریب ہونے کی سعادت نصیب فرماتا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ''روزہ میرے لئے اور میں ہی اس کی جزاء ہوں۔''

روزہ رمضان مبارک کا چاند دیکھنے سے شروع ہو کر شوال کا چاند نظر آنے تک ہے۔ اس کی ابتداء نماز تراویح سے ہوتی ہے۔ ماہ رمضان کے پہلے دس دن روزہ کی کیفیت اور اس کی حالت سے عادی ہونے اور اس پر قائم ہونے میں لگ جاتے ہیں۔ رمضان کے دوسرے دہے میں روزہ دار پر روزہ کی حقیقت ظاہر ہونی شروع ہوتی ہے اور خوشی خوشی اس پر قائم ہونے کی خواہش پیدا ہو جاتی ہے۔ اور رمضان کے آخری دہے میں نہ صرف روزے بلکہ ماہ رمضان کی حقیقت کا اظہار ہوتا ہے۔ جس پر برضا و رغبت کاربند ہو کر اعتکاف کا قیام کر کے نہ صرف روزے بلکہ توکل کے مزے لوٹنے لگتا ہے۔

ان تمام باتوں کا مطلب یہ ہوا کہ پہلے دس دن میں روزہ دار کھانے پینے' اٹھنے بیٹھنے' بات چیت میں لغو کاموں اور باتوں پر قابو پانے کے قابل ہو جاتا ہے اور اس کی ذات پر فقیری کی حقیقت' حاجت مند کی ضرورت' عابد کی خواہش اور ذاکر کو اپنی کوشش پر قابو پانے اور سمجھنے کی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے۔ دوسرے دہے میں یہ باتیں اس کی عادت میں شامل ہو جاتی ہے۔ اور پھر آخری دس دن میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے قرآن کے نازل ہونے اور اس کے سمجھنے کا پیغام اعتکاف کے ذریعہ فرماتا

ہے۔معتکف نہ صرف مسجد میں تنہا رہتا ہے بلکہ ہر وہ کام جو کہ دنیاوی راحت وسکون کے فراہم کرنے کے ہوتے ہیں اس سے دور ہوجاتا ہے۔دنیاداروں اور دنیاوی کاموں سے اپنا تعلق یکلخت ختم کرلیتا ہے۔اس کو وہاں تنہائی نہیں ملتی! بلکہ اس کو ملتی ہے تو قرآن کی تلاوت کرنے کی سعادت' اس پر غور وفکر کرنے کی ہمت' معتکف کو وہاں عزلت از خلق میسر ہوتی ہے۔اس کو ملتی ہے تو صحبتِ صادقین۔اس کو ملتا ہے تو قید قدم پر ثابت قدم رہنے کا موقع اور پھر معتکف میں آٹھوں پہر ذکر دوام پر قائم رہنے کی ترغیب پیدا ہوجاتی ہے۔

جب روزہ داران پر پابند رہ کر خدا کی بارگاہ میں قرب حاصل کرتا ہے تو ایسے میں اللہ تعالیٰ کی نظر کرم بھی شروع ہوجاتی ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بندہ رب کے قریب سے قریب تر ہونے لگتا ہے۔رب کریم کی یہ نوازش اور بندہ کی قریب سے قریب تر ہونے کی کوشش ایک دوسرے کے ساتھ ساتھ آگے بڑھتی ہے اور بڑھتے بڑھتے قرب الٰہی تک پہنچ جاتی ہے۔تب اللہ تعالیٰ ''میں ہی اس کی جزاء ہوں'' کا اظہار کرتا ہے۔اب اگر بندۂ خدا دنیاوی قید وبند سے آزاد' زیب وزینت سے بے پروا' نفع ونقصان کے حصار سے نکل کر' حرص' تکبر' حسد اور خود پسندی کا چوغہ اتار کر پھینک دے تو پھر خلافت ارض وسما کا تاج پہننے کا مستحق ہوسکتا ہے۔

حجۃ الوداع کے موقع پر شمع محمدیؐ کے لاکھوں پروانوں اور اسلام کے متوالوں کے سامنے منیٰ کے مقام پر حضور اکرم ﷺ نے جو انقلابی خطبہ دیا اس کا سب سے اہم پہلو عالم انسانیت کو مساوات کا پیغام تھا۔حضور ﷺ نے رنگ وزبان' نسل ونسب' مال ودولت' ملک وعلاقے کی بنیاد پر بڑائی اور فضیلت کے جاہلانہ دستور کی پامالی کا اعلان فرمایا اور یہ بھی فرمادیا کہ فضیلت صرف تقویٰ میں ہے۔اور پھر اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمَ الْاِسْلَامَ دِیْنًا (سورہ المائدہ آیت ۳) کے ساتھ مکمل قانون کی اجرائی ہوئی۔اس پر عمل پیرا ہونے کی سخت تاکید کی گئی اور اس کو نہ صرف عام کرنے بلکہ پھیلانے کا وعدہ اسلام کے متوالوں سے بار بار لیا گیا۔قانونِ الٰہی کے نفاذ کا اعلان اس بات کا متقاضی تھا کہ ایک عظیم الشان جشن کے ساتھ اس کا استقبال کیا جائے اور سب کی توجہ لیلۃ القدر کی طرف ہوگئی تھی کہ ایک ''عظیم الشان جشن'' منانے کے لئے ایک ''عظیم الشان شب'' ہی اس کے شایانِ شان ہوسکتی ہے۔کیونکہ اللہ ہی طرف سے اہم اور عظیم کام رات میں انجام پائے ہیں۔اس بات کا قرآن بھی گواہ ہے۔

(۱) حضرت آدم علیہ السلام کو رات ہی میں اتارا گیا۔

(۲) حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے ساتھ فرعون سے نجات کا سفر رات ہی میں شروع کئے۔اور دریائے نیل سے بحفاظت وخیر وخوبی پار ہوکر وادئ سینا کے میدان میں آئے۔

(۳) اور رات ہی میں اس قوم موسیٰ پر من وسلویٰ اللہ کی طرف سے اُتارا جاتا رہا۔

(۴) وہ رات ہی کا وقت تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے حواریوں پر اللہ کی طرف سے خوانِ نعمت (کھانے کا خوان) نازل ہوا۔ قوم مسیح آج تک اس رات کو عید کی رات منا کر روٹی کے ٹکڑے آپس میں تقسیم کر کے بڑے اہتمام سے کھاتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کی سنت ہے۔

(۵) حضور اکرم ﷺ پر قرآن کی پہلی آیت کا نزول بھی بذریعہ جبرئیلؑ رات ہی میں ہوا۔

(۶) رات کے انتہائی وقت میں حضور اکرم ﷺ مکہ مکرمہ سے ہجرت فرما کر منجانب اللہ غارِ ثور میں قیام فرمائے۔

(۷) اور پھر رات ہی کے وقت مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی۔

(۸) اور پھر رات ہی کے وقت ام ہانیؓ کے مکان سے بحکمِ ربی بذریعہ جبرئیل علیہ السلام براق پر سوار حرم شریف سے نکل کر آسمانی سفر یعنی معراج مبارک کا سفر شروع فرمایا۔

(۹) رات ہی میں بحکمِ خدا تمام انبیاء مسجد اقصیٰ میں جمع ہوئے اور آپ کی امامت میں نماز ادا کی گئی۔

حضور اکرم ﷺ پر جشن کے ماہ اور دن اور وقت کا اظہار ہوا مگر بھلا دیا گیا۔ ایسا ایک بار نہیں کئی بار ہوا۔ اور ایک بار ایسا ہوا کہ آپ اعلان فرمانے گھر سے باہر تشریف لائے مگر دو افراد کے آپسی بحث وتکرار کی وجہ سے آپ دن اور وقت بھول گئے اعلان نہ کر سکے۔ اصحاب رسول نے خواب دیکھے مگر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تمہارے خواب اس تاریخ اور دن پر مجور ہو گئے ہیں مگر اس کو رمضان کے آخری دہے اور طاق راتوں میں تلاش کرو۔ اور ایک وقت آپ نے کہا مجھ سے اس کا علم اٹھا لیا گیا ہے۔ اور ''علم اُٹھا لیا گیا ہے'' کا مطلب یہ لیا گیا کہ اس جشن اور اس رات کا نزول ختم ہو گیا اس پر کوشش کرنا اور اس کی خواہش کرنا عبث ہے۔ بعض حضرات نے اس کو ۲۱، ۲۳، ۲۵، ۲۷ اور ۲۹ رمضان المبارک کی راتوں میں تلاش کرنا شروع کیا۔ اور آج تک کر رہے ہیں۔ مگر کسی نے بھی اس رمز کی طرف توجہ نہیں دی کہ آخر وہ کیا بات ہے جس کو ظاہر کیا جا رہا ہے اور پھر بھلا دیا جا رہا ہے۔ اور اظہار میں پس وپیش ہے اس پر کسی نے غور وفکر نہ کیا اسی خیال میں گم ہیں کہ رات تو ضرور ہے آخری دہے میں ہے مگر پوشیدہ ہے۔ اگر اس پر تھوڑی سی توجہ دی جائے تو اس میں کیا رمز پوشیدہ ہے وہ ظاہر ہو سکتا ہے۔ وہ یہ کہ ابھی قانونِ خداوندی کے اجراء کرنے کا کام باقی ہے۔ ابھی پوری تکمیل نہیں ہوئی ہے۔ جس کے نتیجہ میں تاریخ اور وقت کا اعلان بحکمِ ربّی نہیں ہو رہا ہے۔

رسول اکرم ﷺ کا جو مرغوب عمل تھا اس کو آپ نے اعتکاف کی شکل میں عوام الناس کے سامنے پیش فرما دیا اور عملی طور پر اصحاب صفہ کی جماعت کی تشکیل دی گئی جو کہ حضور ﷺ کی زندگی کا محور اور ذاتی زندگی کا آئینہ دار تھا۔ جس کو اسلامی اور شرعی

اصطلاح میں ''ولایتِ محمدیؐ'' کہا جاتا ہے۔عوام الناس پر حکمی طور پر دعوتی انداز میں یہ ولایتِ محمدی کا باب عام نہیں ہوا تھا۔ ولایت محمدی یعنی قربِ الٰہی کا ضابطۂ حیات آپ کے رحلت فرمانے کے بعد مختلف قیاس آرائیوں کی شکل میں ظاہر ہونے لگا۔ اس پر مختلف مکاتب فکر قائم ہوئے۔اس پر بعض نے یوں اظہار خیال کیا کہ اس کی ضرورت ہی کیا ہے۔انہوں نے قرآن کی اس آیت کو بالکل بھلا دیا بلکہ اس کا مطلب ہی کچھ اور لے لیا کہ ''ہم نے انس وجن کو صرف ہماری عبادت کے لئے پیدا کیا ہے'' یہاں عبادت کے معنی یوں لئے جانے لگے کہ شریعت کی پابندی کا نام ہی عبادت ہے۔سب سے ٹوٹ کر اس کے ہو جانا عبادت نہیں۔عالم اسلام اس طرح کی قیاس آرائیوں کا شکار ہوگیا اور ہو رہا ہے۔

مگر ماحول وزمانہ جب اس کا متقاضی ہوگیا تو وقت مقررہ پر اللہ نے ولایت محمدی کو عام کرنے اس پر اُمتِ محمدی کو کاربند رہنے کی تلقین دینے کے لئے حضرت سید محمد جونپوری مہدی موعود علیہ السلام کو مظہر ولایتِ محمدی کا منصب دے کر دعوتِ عام دینے کا حکم فرمایا۔ آپؑ نے بحکمِ ربّی ولایت محمدی اور سنت محمدی کو نہ صرف عام کیا بلکہ تقویٰ کے قیام کے لئے **امر بالمعروف اور نهی عن المنكر** کا اجراء فرمایا۔اور اسلامی ماحول کو رسم عادت وبدعت سے پاک کیا۔جب تکمیل ولایتِ محمدی کا وقت پورا ہوا ولایت محمدی کا حامل قرب کی منزل سے گزر کر احسان کے درجہ تک پہنچا۔تو **اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ دِيْنَكُمْ** کی آیت کا تقاضہ پورا ہوا۔جب اس کا حق پورا پورا ادا کیا گیا تو قدرت الٰہی حرکت میں آ گئی اور ربِ کریم نے اعلان فرمایا آج شریعت محمدی کی تکمیل اور ولایتِ محمدی کی تعلیم مکمل ہوئی (قرآن کریم) کے احکامات اجراء پاچکے اسی خوشی میں جشن ترتیب دیا جائے گا۔اس جشن کی شان یہ ہے کہ آدم سے خلیفۃ الارض کا اعزاز اُتار کر خلافت ارض وسما کا اعزاز عطا کیا جائے گا۔اس کے ساتھ ہی امام عالی مقام سید محمد مہدی موعود علیہ السلام پر القا ہوا کہ اے محمد اٹھو آج کی رات ستائیسویں رمضان المبارک کی شب ہی وہ مبارک شب ہے۔ بفرمانِ ربّی آپ اٹھے اس جشن کے اہتمام پر اور خلافتِ ارض وسما کی اجرائی پر اللہ کا شکر بجالائے احباب خاندان کو جمع کیا اور ربِ کریم کی درگاہ میں دو رکعت شکرانہ ادا کیا۔عام طور پر اس قرآنی آیت

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمَ الْاِسْلَامَ دِيْنًا (سورہ المائدہ آیت ۳)

ترجمہ: آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا تم اپنی نعمت مکمل کردی اور دین اسلام پر اپنی رضامندی کی مہر لگا دی۔

کہ تعلق سے علمائے اسلام، مفسرین اکرام ہی نہیں بلکہ عوام الناس اپنے اپنے قیاس سے کہتے ہیں کہ اس آیت کے نزول کے ساتھ ہی دین مکمل ہوگیا۔ بے شک دین مکمل ہوگیا اس کا انکار کسی بشر میں نہیں، کسی طبقہ اسلام میں نہیں مگر اس بات پر بھی غور کرو کہ قرآن کیا کہتا ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہارے پاس کے ہزار سال اللہ کے پاس ایک دن کے برابر ہے۔

اس طرح آج (الیوم) کا اطلاق ایک ہزار سال کے تکمیل ہونے تک برقرار ہے اور یہ میں اپنے قیاس یا عقلی دلیل سے نہیں بلکہ حکم خداوندی سے کہہ رہا ہوں ارشاد ہوتا ہے وَاِنَّ یَوۡماً عِنۡدَ رَبِّکَ کَاَلۡفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوۡنَ (سورہ الحج آیت ۴۷)

ترجمہ: اور بے شک ایک دن تمہارے رب کے پاس ہزار سال کے مانند اس سے جو تم گنتے ہو۔

اب آپ دیکھیں اس آیت کے نزول سے لے کر سید محمد مہدی موعود علیہ السلام کی بعثت کا زمانہ ۹۱۰ھ کا ہے یعنی بحکم خداوندی ایک دن مکمل ہوا۔ یعنی الیـــــوم کا حکم پورا پورا ہوا اور دین مکمل ہوا۔ شریعت محمدی عام ہوئی اس پر کاربند ہونے کی ہدایت مکمل ہوئی اور پھر اللہ تعالیٰ کی نعمت بھی تکمیل کو پہنچی۔ اللہ تعالیٰ کی نعمت بندوں پر یہی ہے کہ قربِ الٰہی بلکہ رویت باری تعالیٰ بھی مکمل طور پر ظاہر ہوئی اس کی تعلیم عام کی گئی۔ اور اس پر کاربند رہنے کی ہدایت پر ہدایت دی گئی۔ تخلیق کائنات سے قبل نورِ محمدی کی ابتداء ہو چکی تھی اس نور کے ذریعہ ہی کائناتِ ارض وسما تشکیل پائی، تخلیق آدم ہوئی اور بتدریج نبی آخرالزماں رحمۃ للعالمین، خاتم النبیین اور خاتم ولایت محمدیہ امام آخرالزماں مہدی موعود علیہ السلام کے ذریعہ ظاہر فرمایا۔

اگر ہم حضور اکرم ﷺ کے رحلت فرمانے سے قبل آپ کے دہن مبارک سے جو الفاظ جاری ہوئے۔ صلوٰۃ صلوٰۃ، غلام غلام، زکوٰۃ زکوٰۃ۔ اور پھر امام آخرالزماںؑ نے بھی اپنے رحلت فرمانے سے قبل قُلۡ هٰذِهٖ سَبِيۡلِىۡۤ اَدۡعُوۡۤا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيۡرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِىۡ (سورہ یوسف آیت ۱۰۸) اور پھر فرمایا سبحٰن اللہ وَمَاۤ اَنَا مِنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ (سورہ یوسف آیت ۱۰۸) یعنی میں شرک کرنے والوں سے نہیں۔ یہ کہنے کے بعد آپ نے سکوت فرمایا۔ چادر اوڑھ لی اس پر اصحاب مہدی آپس میں آہستہ آہستہ کہنے لگے یہ کون سا شرک ہے جو یہ دواعلیٰ ذاتِ صفات کے تعلق سے ہے۔ اس پر میرانجی مہدی موعود علیہ السلام نے چادر اُٹھائی آنکھیں کھول دیں، فرمایا خدا کو مقید دیکھنا شرک ہے۔ اور آپ نے دوبارہ چادر اوڑھ لی اصحاب نے آپ کے سینہ مبارک پر نظر ڈالی دیکھا کہ آپ رحلت فرما چکے ہیں۔ امامناؑ کے یہ آخری جملے اور رسول اللہ ﷺ کے آخری الفاظ عالم اسلام بلکہ عالم انسانیت کے لئے ایک انقلابی پیغام ہیں۔ حضور اکرم ﷺ کی زبان سے ''صلوٰۃ'' کا لفظ اشارہ دیتا ہے کہ نماز ہی ہے جس کے ذریعہ انسان ظاہری و باطنی پاکی حاصل کرتا ہے، اور اپنے آپ کو شہوت و چھوٹے بڑے شرک سے دور رکھتا ہے۔ لفظ ''غلام'' اس بات کی طرف اشارہ دیتا ہے کہ مساوات ضروری ہے نسلی، قبائلی، رنگ ونسل، تونگری ولاچاری کے فرق کو ختم کردیں۔ ''زکوٰۃ'' اس بات کی طرف اشارہ دیتا ہے کہ اگر اس کے احکام پابندی سے ادا کئے جائیں اور اس کے ادا کرنے میں رغبت کا عنصر شامل رہے تو عالم انسانیت میں امیری اور غریبی کا فرق ختم ہو جائے گا۔ اور انسانی معاشرہ غریبی، لاچاری اور مسکینی سے پاک اور مطہر ہو جائے گا۔ مہدی موعود علیہ السلام کے آخری الفاظ (خدا کو مقید کرنا شرک ہے) وہ اس بات کا

اعلان فرمارہے ہیں کہ یہ جو عالمِ اسلام قربِ الٰہی' دیدار خداوندی کی بھول بھلیوں میں پریشان ہے اور یہ دنیا والے دیدارِخداوندی کے چکر میں مناظرے پر مناظرے کررہے ہیں ۔قرآنی آیات کے مطلب اوراس کے رمز کے حاصل کرنے میں سرگرداں ہیں وہ اس پیچیدہ مسئلے سے نکل کرخشیت الٰہی کے مطلب کوسمجھ کر دیدارِخداوندی کے متحمل ہوسکتے ہیں۔یہی خدا کی وحدانیت کو عام کرنے کا حاصل ہے اور یہی رب کریم چاہتا ہے کہ بندہ اس کے احاطے میں شامل ہوجائے۔ یہ قانونِ خداوندی کا اظہار جوان دو ذوات مبارکہ کے ذریعہ تکمیل کو پہنچا اسی تکمیل کے نتیجے میں آدم کو یہ اعزاز ارض وسماعطا کیا گیا اور اس اعزاز کی خوشی میں جشن ترتیب دیا گیا جس رات میں جشن ترتیب دیا گیا وہ رات بڑی مبارک اور بڑی برکت والی رات کے نام سے آسمانوں اورزمین میں پکاری جانے لگی اوراللہ تعالیٰ نے اس رات کو''لیلۃ القدر'' کے نام سے واقف کروایا۔

انشاءاللہ اس لیلۃ القدر کے سورت کے ہر آیت کے معنی اورتفسیر اگراللہ تعالیٰ کی طرف سے توفیق عطا ہو تو کروں گا۔اس لئے کہ رب کریم کی قدرت سے یہ بات بعید نہیں کہ ناممکن کوممکن کردے۔جو کــــن کے ذریعہ کائنات ترتیب دے سکتا ہے۔ اُمّی کہہ کر پوری کائنات کا علم سینے میں بھر دے سکتا ہے اور جب اسعد العلماء کے لقب کوسلب کرکے ہر روز نئی تعلیم دے سکتا ہے۔اس لئے یہ بندہ بڑی عاجزی اور انکساری سے درگاہِ رب العزت میں درخواست گزار ہے کہ اے رب العالمین صلاحیت دے کہ کچھ سمجھ سکوں' کچھ کہہ سکوں' کچھ لکھ سکوں۔اہل اسلام' دین کے متوالے' ولایت کے شیدائی اوراس پرعمل پیرا ہونے والے احباب اس حقیر فقیر کے مفہوم کو سمجھیں اور پھر گذارش ہے کہ اس بندۂ حقیر سے کچھ نادانی ہو تو توجہ دلائیں۔تاکہ لکھنے اور سمجھنے میں کچھ غلطی سرزد ہو تو دور ہوجائے۔

آیت۵ ﴿ تفسير سورة القدر مكيه ﴾ رکوع ۱

إِنَّا أَنزَلْنَاهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ترجمہ: بیشک ہم نے اسے اتارا(عزت والی رات میں)

مفسرین علماء دین بلکہ اسلام کا ہر طبقہ اس بات پرمختلف انداز میں اتفاق کرتا ہے جیسا

(الف)ابن کثیراپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ ہم نے قرآن کواتارا اس رات میں۔اس کی دلیل یہ کہ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ (سورہ بقرہ آیت ۱۸۵) یعنی پورا قرآن لوح محفوظ سے ساتویں آسمان پر لاکر(اتارا گیا) رکھا۔اور پھر تھوڑا تھوڑا ۲۳ سال میں بذریعہ جبرئیل امین لے کر رسول اکرم ﷺ کے پاس آتے تھے۔اس کے راوی ابن عباس ہیں۔

(ب) شہاب بن طارق کی روایت ہے کہ ابوذر غفاریؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قرآن مجید رمضان کی چودھویں تاریخ کو اُترا۔

(ج) قرآن کریم کی تعریف اورحقیقت یہ ہے کہ

هُدًى لِّلنَّاسِ یعنی قرآن گمراہی سے نکالنے والا اور ہدایت دینے والا ہے۔

وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى یعنی حلال اور حرام کے حدود اور احکام کی روشن دلیل دینے والا

وَالْفُرْقَانِ. یعنی حق و باطل کو جدا جدا کرنے والا۔ (سورہ بقرہ آیت ۱۸۵)

اگر ان باتوں پر غور کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ ''بیشک ہم نے اُتارا'' میں کچھ تشنگی ہے۔ اور یہ تشنگی غور و فکر کی طرف توجہ دلاتی ہے وہ یہ کہ کیا یہ ممکن نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس رات میں آدم علیہ السلام کو جو ارضی خلافت کا اعزاز دیا تھا اس کو اتارا۔ اور پھر دوبارہ ان کو کائنات ارض و سما کا اعزاز پہنا دیا۔ قرآن جیسی مبارک کتاب جو کہ مکمل قانونِ کائنات ہے۔ حلال و حرام کے حدود مقرر کرنے والی ہے۔ ایسی عظیم کتاب کو ایسی ہی عظیم اعزاز والی شخصیت پر اُتاری جائے اور اسی سے اس کا بیان جاری کیا جائے جو کہ کائنات ارض و سما کی خلافت پر فائز ہے۔ یعنی اس رات میں ارضی خلافت سے دست بردار کر کے رب کائنات نے کائنات ارض و سما کا اعزاز آدم کو دوبارہ عطا فرمایا۔ چونکہ یہ کام اسی رات میں ہوا اسی لئے اس رات کو لیلۃ المبارکہ یا القدر سے قرآن میں ذکر کیا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ ''بے شک ہم نے اُتارا'' یعنی نہ صرف قرآن کو اس ماہ میں اتارا بلکہ خلافت ارضی کا تاج اتار کر خلافت ارض و سما کا اعزاز آدم کو عطا کیا۔ یہ تشریح بڑی حد تک صحیح اور درست معلوم ہوتی ہے۔

ف ۱ (داستانِ آدم مولف مولانا محمد اسحاق صاحب صفحہ نمبر ۱۷) آدم نے عرض کیا میں زمین پر جاتا ہوں مگر اس کے ساتھ ہی تیری سرکار میں التماس کرتا ہوں کہ اول میری توبہ قبول کی جائے اور دوسرا یہ کہ مجھے اعزاز کے ساتھ دوبارہ جنت میں بھیجنے کا وعدہ فرمایا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے توبہ قبول کی اور دوبارہ جنت میں لانے کا وعدہ کیا۔

وَمَا أَدْرَاکَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ترجمہ: اور کیا آپ نے سمجھا (لیلۃ القدر)؟

(الف) یہ آیت خود ایک سوالیہ نشان ہے۔

(ب) شیخ عبدالقادر جیلانیؒ غنیۃ الطالبین میں لکھتے ہیں قرآن مجید میں جہاں بھی وما ادرک آیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو اس چیز کی اطلاع دی ہے۔ اور جہاں و مایدرک آیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس کی اطلاع دی نہ علم دیا۔ جیسے

''وَمَا يُدْرِكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيْبٌ (سورہ شوریٰ آیت ۲۵)''

چنانچہ قیامت کے دن کا رسول اللہ ﷺ پر انکشاف نہیں ہوا۔

مگر اس آیت کا مفہوم یہ بتا رہا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کو اس رات کا پتہ تھا پھر بھی آپ خاموش رہے۔ اس پر رب کریم سوالیہ انداز میں اس رات کا ذکر فرما رہا ہے۔

(ج) علامہ عمادالدین ابن کثیرؒ اپنی تفسیر ابن کثیر میں ذکر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہیں کیا خبر لیلۃ القدر کیا ہے۔

اس آیت کی تفسیر بھی تشنہ طلب ہے اور غور وفکر کا دفتر کھول دیتی ہے۔ کہ وہ کیا چیز ہے وہ کیا رمز ہے اور وہ کیا پوشیدہ پہلو ہے جو کہ اس رات کو قدر والی رات بنا دیتی ہے۔ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی کتاب غنیۃ الطالبین کی جو عبارت ہے اس سے پتہ چلتا ہے رسول اکرم ﷺ پر اس کا علم ظاہر تھا مگر خاموش رہے۔ اور پھر بات وہیں پر آ کر رک جاتی ہے کہ اس رات میں کائنات ارض وسما کا اعزاز جو عطا کیا جانے والا ہے۔ اس کی ابھی مکمل اجرائی نہیں ہوئی اسی لئے اس رات اور وقت کو مخفی رکھا گیا

لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ ترجمہ: (لیلۃ القدر) بہتر ہے ہزار مہینوں سے

اس آیت میں یہی ذکر ہے کہ "ہزار مہینوں سے بہتر ہے"۔ "یہ بہتر کیا ہے" اس کا ذکر نہیں

(الف) نسائی سے روایت ہے کہ اس رات میں عبادت کرنا ہزار مہینوں کی عبادت سے بڑھ کر ہے۔ اس رات میں جو بھی ایمان داری اور نیک نیتی سے قیام کرے گا اس کے گناہ بخش دیے جائیں گے۔ اس رات میں جبرئیلؑ اترتے ہیں جو کوئی تلاوت قرآن کر رہا ہو تو اس کو گھیر لیتے ہیں۔ اور کوئی علم دین کی باتیں کر رہا ہو تو آپ ان پر اپنے پر بچھا دیتے ہیں۔

(ب) بنوامیہ کہتے ہیں کہ اس آیت میں ہزار مہینوں کا ذکر ہماری حکومت کے قیام کی مدت ہے۔ اور ہماری حکومت ایک ہزار ماہ تک ہی رہی اور اس میں خیر ہی خیر ہے۔ مفسرین کہتے ہیں کہ بحساب ان کی حکومت ہزار ماہ تک جاری نہیں رہی۔ یہ ان کی خوش فہمی اور خود ساختگی کی طرف اشارہ ہے۔

بہر حال ان تفاسیر کو دیکھ کر یہ بات ذہن میں آتی ہے کہ علمائے دین نے "بہتر ہے ہزار مہینوں سے" عبادت، ریاضت، قیام اللیل، تلاوت قرآن، دینی باتوں اور حکومت کے عروج وزوال میں شمار کیا ہے۔ جو کہ غور وفکر کا دفتر کھول دینے کا سبب بنتی ہے۔

اگر آپ ایک دن کی عبادت کریں یا ایک سال کی کریں یا ہزار ماہ کی کریں مگر اس دنیا سے رخصت ہونے کے ساتھ ہی سوال وجواب کے دفتر کا قیام ضروری ہے۔ قبر کی تنگی اور کشادگی کا عمل باقی ہے۔ اور عالم برزخ میں رہنا ضروری ہے۔ یوم الحساب کے دن سیدھے ہاتھ اور بائیں ہاتھ میں دفتر کا دیا جانا ضروری ہے۔ یہ ایسی باتیں ہیں جن پر ہر مسلمان کا عقیدہ ہے اور اس پر کئی احادیث دلالت کرتی ہیں۔

مگر آیت یہ بتا رہی ہے کہ "بہتر ہے ہزار مہینوں سے" پھر یہاں بھی یہ بات آ کر ٹھیر جاتی ہے کہ حضرت آدم کا خلافتِ ارضی کا اعزاز اتارنا اور خلافت کائنات ارض وسما کا اعزاز کا عطا کیا جانا۔ اب آپ ہی بتائیے کہ عبادت کے بعد سوال وجواب کا باقی رہنا بہتر ہے یا اس اعزاز کا حاصل کرنا جو کہ سوال وجواب سے بری کر دیتا ہے۔ واقعی یہ اعزاز ان عبادتوں سے بہتر ہے۔ اس لئے کہ اس اعزاز کے عطا ہونے کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں نہ تم ارض پر رہو گے نہ سما میں رہو گے بلکہ جنت

تمہارا مقام ہے۔اور تم ان ارضی وسماوی پابندیوں سے گذر چکے ہو۔جب ہی تو تم کو اس اعزاز سے نوازا جارہا ہے۔'' جو کہ بہتر سے بہتر ہے' 'اور پوری کائنات تمہاری اقتدا کرے گی۔

تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِم مِّن كُلِّ أَمْرٍ

ترجمہ: اترتے ہیں فرشتے اور روح الامین اپنے رب کی اجازت سے اور ہر کام سلامتی کے ساتھ

اس آیت میں علماءِ مفسرین اور مفکرین ''بـاذن'' کے معنی ''حکم'' کے لئے ہیں۔حالانکہ عربی میں اذن کے معنی اجازت کے آتے ہیں۔(حکم دیا جاتا ہے اور اجازت لی جاتی ہے۔) یہاں پر حکم کا لفظ لگا کر پوری سورت کے معنی اور مطلب کا رخ دوسری طرف پھیر دیا گیا ہے۔اور اس رات کی اہمیت کو جتلایا گیا ہے۔حالانکہ اس رات میں جو کام ہوا ہے اور ہو رہا ہے اس کی اہمیت کا اظہار کرنا اور اس کو اہمیت دینا ہے۔ابتداء میں جو حکم فرشتوں کو دیا گیا تھا وہ اپنی جگہ باقی ہے۔پھر حکم پر حکم نہیں دیا جاسکتا۔اس لئے اس آیت میں حکم کا استعمال بے محل ہے۔اذن اس لئے درست ہے کہ یہ حکم ربّی اس اعزاز اس جشن کے اجرائی کی اطلاع پر امام دو جہاں حضرت مہدی موعود علیہ السلام فوراً اُٹھے اس اعزاز کی خوشی میں اللہ کا شکر ادا کر کے اس کی درگاہ میں سجدہ ریز ہوکر دو رکعت شکرانہ ادا کیا جو کہ پیغمبرانہ سنت کا مظہر ہے۔(آدم کی توبہ قبول ہونے پر آپ نے دو رکعت شکرانہ پڑھی جو بعد میں فجر کے دو رکعت فرض ہوئے۔ابراہیم خلیل اللہؑ نے نارِ نمرود سے نجات پانے کے بعد نماز پڑھی جو ظہر کی چار رکعت فرض کہلائی۔یونس علیہ السلام نے مچھلی کے پیٹ سے نکلنے کے بعد شکرانہ نماز پڑھی جو کہ عصر کی چار رکعت فرض ہوئی۔اور عیسیٰ علیہ السلام نے خوانِ نعمت کی دعا کی اس دعا کی قبولیت پر شکرانہ نماز ادا کی جو کہ مغرب کی تین رکعت فرض ہوئی۔موسیٰ علیہ السلام نے جب فرعونیوں سے نجات پائی تو شکرانہ ادا کیا جو عشاء کے چار رکعت فرض ہوئے۔)اور یہاں مہدی موعود علیہ السلام نے اعزاز کے دوبارہ اجراء ہونے اور عارضی ارضِ خلافت سے اُتارے جانے کے شکر میں دو رکعت نماز ادا کی جو کہ شکرانہ لیلۃ القدر کہلائی۔اس پر فرشتے بے چین ہوگئے اور اللہ تعالیٰ سے اجازت لینے لگے یا رب کریم ہم کو اجازت دے ہم بھی شکرانے میں شریک ہوجائیں اور اس کی اقتداء کریں۔اس پر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔خوشی، مسرت اور شادمانی کے ساتھ جاؤ اور ہم نے جو حکم دیا تھا آدم کی اقتداء کرنے کا اس کو ادا کرو۔فرشتے آسمانوں سے خوشی اور شادمانی کا اظہار کرتے ہوئے زمین پر آتے ہیں اس نماز شکرانے میں شریک ہوتے ہیں۔

سَلَامٌ هِيَ حَتَّى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ترجمہ: سلامتی ہو جب تک طلوع فجر نہ ہو۔

اور فرشتے، نمازی خوشی خوشی ایک دوسرے سے ملتے ہیں ایک دوسرے کو چھوتے ہیں اور اپنے میں سمیٹ لیتے ہیں۔یہ کیفیت طلوع فجر سے قبل تک رہتی ہے۔اور بندگانِ خدا سحر کے وقت سحری کی تیاری میں لگ جاتے ہیں۔اور پھر اعتکاف میں

رہ کر اعزاز خداوندی کے شکریہ پر شکر ادا کرتے ہیں۔

یہ ہے اس سورہ کی شان اور اسی عظمت کی وجہ سے یہ رات قدر والی رات کہلائی۔

عالمِ اسلام' علمائے عظام اور مفکرین اسلام نے اس رات میں جو عظیم واقعات ہوئے اس کو تو بھول گئے۔ اور رات کی تعریف یوں کرنے لگے اور اس کا حق یوں ادا کیا جانے لگا کہ یہ رات عبادت والی رات ہے' منزلت والی رات ہے' اس رات کی عبادت میں ثواب زیادہ ہے اور اس رات میں خیر ہی خیر ہے۔ اور اس رات میں سماوی مخلوق برکتیں لے کر اُترتی ہے۔ عبادت کرنے والوں پر خوش ہوتی ہے۔ ان پر رحمت بن جاتی ہے۔ اور قرآن پڑھنے والوں پر پروں کو نچھاور کرتی ہے۔ مگر اس میں جو رمز پوشیدہ ہے اس کو بھول گئے اور رات کی قدر و منزلت میں اپنی نجات تلاش کرنے لگے یہ بڑی حد تک صحیح بھی ہے۔ مگر جشن کو جشن کے طور پر' خوشی کو خوشی کے طور پر قبول کر کے درگاہ رب العزت میں شکرانہ ادا کرنا بھی بڑی عبادت ہے۔ جیسا کہ شوال کا چاند نظر آتے ہی رمضان کے ماہ کے ختم ہونے کا اعلان ہو کر عید کا جشن منانے کا حکم ہوتا ہے۔ اور تمام عالم اسلام اس خوشی میں شریک ہونے کے لئے فجر کی نماز کے ساتھ ہی تیاری شروع کر دیتا ہے۔ اور ماہ رمضان کے خیر و خوبی سے گزرنے اور روزوں کا اہتمام خشوع و خضوع کے ساتھ ہونے کے ضمن میں فطرہ کے ذریعہ خیر و خیرات کرتے ہیں تاکہ ہر حاجت مند و فقیر اس خوشی میں شریک رہے۔ اور اس خوشی کا اظہار عیدگاہوں میں' مسجدوں میں واجب نماز کی نیت کے ساتھ دو رکعت عید کی ادا کرتے ہیں۔ اور اس خوشی کا اظہار یوں بھی کرتے ہیں کہ مسکینوں کے لئے خیر و خیرات کے دفتر کھول دیتے ہیں، عزیز و اقارب و احباب کے ساتھ خوشی خوشی گلے ملتے ہیں۔ یہی صورت حال اس اعزازِ خداوندی کے عطا کئے جانے اور نماز شکر ادا کرنے میں ہونا چاہئے۔ اس کے لئے بھی بڑے اہتمام اور احترام سے تیار ہو کر وقت مقررہ پر اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے دو رکعت کا ادا کرنا ضروری ہے اور کر رہے ہیں۔

اور اس ادائیگی میں من جانب اللہ مہدی موعود علیہ السلام نے احتیاط یہ فرمائی کہ اس دو رکعت شکرانہ کو عشاء کی نماز کے ساتھ ملا دیا۔ یعنی یہ نماز شکرانہ عشاء کی فرض کی تکبیر اقامت کے ساتھ ہی ادا کرتے ہیں۔ جیسا کہ آپ نے دیکھا ہوگا حج کے دوران حاجی حضرات میدان عرفات میں ظہر اور عصر کی فرض نماز ایک ہی تکبیر کے ساتھ ادا کرتے ہیں۔ اور اس وقت عصر کا وقت نہیں ہوتا۔ بالکل ایسے ہی مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نماز ایک ہی تکبیر کے ساتھ ادا کی جاتی ہے جبکہ مغرب کا وقت باقی نہیں رہتا۔ اور یہ دو نمازیں عصر اور مغرب کی ایک ہی تکبیر کے تابع رہتی ہیں۔ بالکل ایسے ہی مہدی موعود علیہ السلام نے شکرانے کی دو رکعت کو بھی عشاء کی فرض نماز کے تابع فرما دیا۔ اور وہ حضرات جو اس کو ایک اضافی نماز کہتے ہیں اس پر ان کا یہ خیال باطل ہو جاتا ہے۔ ہاں اگر یہ نماز علیحدہ ادا کی جاتی اور اس کی ابتداء تکبیر اور امامت کے ساتھ ادا ہوتی تو یہ اضافی نماز کہلاتی۔

جس طرح نماز تراویح میں تراویح کی نماز ختم ہونے کے بعد وتر بھی جماعت کے ساتھ بالجہر ادا کی جاتی ہے جو کہ نماز عشاء کی تکبیر کے پابند رہتی ہے بالکل ایسے ہی یہ دو رکعت نماز فرض نماز عشاء کی تکبیر کے تحت بالجہر ادا کی جاتی ہے۔

گروہ مصدقین، مہدی حضرات ہی نہیں بلکہ علمائے اسلام اور مفتی حضرات میں ایک بات بہت ہی عام ہوتی جارہی ہے اور ہر کوئی ایک دوسرے سے سوال پر سوال کر رہا ہے کہ یہ اضافی نماز کیوں؟ اس سوال کا جواب یہی ہے کہ ان حضرات کے دن اور رات کے مشاغل صرف اور صرف ارضی خلافت کے تحت ہو رہے ہیں۔ جو کہ منجانب اللہ عارضی طور پر امتحاناً ان کو اس ارض پر عطا کیا گیا اور خلافتِ ارضی دیتے وقت یہ کہا گیا کہ یہ ارض تمہارے لئے امتحان گاہ ہے اگر اس میں کامیاب رہو گے، میرے احکام کی پابندی کرنے کا پورا پورا حق ادا کرو گے تو تم دوبارہ اس اعزازِ ارض و سما کے حامل ہو جاؤ گے اور ہوا بھی یہی جب یہ اعزاز عطا کئے جانے کا اعلان ہوا اور اس اعزاز کے شکر میں یہ شکرانہ ادا کیا گیا اس لئے یہ نماز کوئی اضافی نماز نہیں۔

بعض حضرات کے ذہن اس نماز کے تعلق سے شک وشبہ کے آماجگاہ بن گئے ہیں اور یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ یہ نماز فرض کیوں ہے، واجب کیوں ہے، اور شکرانہ کیوں؟ اس ضمن میں میں اپنا اظہار خیال تو کچھ نہیں کروں گا بس ایک نقل مبارک پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں ہماری قومی کتاب ''انصاف نامہ'' کی آخری صفحہ نمبر ۳۴۶ پر ایک نقل مبارک ملتی ہے وہ یہ کہ ''بندگی میاں شاہ خوندمیر سید السادات نے فرمایا حضرت مہدی علیہ السلام نے شب قدر میں عشاء کے فرض اور سنت کو ادا کرنے کے بعد ایک دُگانہ خود امامت کر کے فرمایا۔ دُگانہ سے فارغ ہونے کے بعد مہدی موعود نے دعا پڑھی۔

''اے اللہ مجھے مسکین جِلا، مسکین مار، مسکینوں کے زمرے میں ہمارا حشر کر، تیرے فضل سے تیرے کرم سے، تیرے رحم سے اے رحم کرنے والے جو سب سے زیادہ مہربان ہے'' اور نیز بندگی میاں شاہ خوندمیر ؓ نے بھی ایسا ہی کیا اور دعا بھی اسی طرح طلب کی اور خود جماعت کئے۔

بات یہاں فرض، سنت، اور شکرانہ کی نہیں بلکہ اس نماز کی حقیقت کیا ہے اس کی روح کیا ہے، اس کو پڑھنے کا جو موقع مل رہا ہے اس پر غور کریں اور اس اعزاز کو ذہن میں رکھیں اور اس کیفیت اور جذبہ کو اپنے دل و دماغ میں پیدا کریں اور اس اعزاز پر ہر وقت قائم رہنے کے لئے جو اصول وقواعد رسول اللہ ﷺ اور مہدی موعود علیہ السلام نے قرآن کی روشنی میں دنیائے اسلام کو بتلائے ہیں اس پر کاربند رہنے میں لگے رہیں۔ ورنہ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ (سورہ الماعون آیت ۵) کے جذبہ کے ساتھ فرض پڑھیں، شکرانہ پڑھیں، یا واجب پڑھیں، کوئی فرق نہیں پڑتا۔

وہ حضرات جو اس نماز کو دُگانۂ لیلۃ القدر یا فرض دُگانہ لیلۃ القدر سے شروع کرتے ہیں اس پر میرے ذہن میں ایک بات آئی ہے جس کو تحریر کرنے کی جسارت کر رہا ہوں۔ آج سے سو سال قبل دنیا کے مفکروں نے دنیا میں گھوم پھر کر یہ طئے کیا کہ اس دنیا میں کئی عجائبات ہیں

کیوں نہ ان عجائبات دنیا کی فہرست ان کی قدر ومنزلت کو ذہن میں رکھ کر ترتیب دی جائے۔ اور پھر یہ بات سات کی تعداد پر آ کر رک گئی۔ اور دنیا کے سات عجائبات کا سلسلہ شروع ہوا اس وقت سے لے کر آج تک ہندوستان میں جو صناعی کا شاہکار ''تاج محل'' ہے' کا شمار اس میں ہونے لگا۔ اور اب تو اس کا شمار دنیا کے اول نمبر پر ہے۔ اس کو دیکھنے ساری دنیا سے لوگ آتے ہیں اور اس کی خوبصورتی میں ایسے گم ہو جاتے ہیں کہ ان کی زبان تعریف ادا کرنے سے گنگ ہو جاتی ہے۔ مگر اس کی تعمیر میں جو جذبہ پوشیدہ ہے اور اس کا وجود کن بنیادوں کی گواہی دے رہا ہے اس پر کوئی توجہ نہیں کرتا۔ بالکل ایسے ہی عالم اسلام لیلۃ القدر میں گم ہے۔ مگر اس رات میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو جلیل القدر کام کی اجرائی ہوئی یعنی قرآن کریم کا نزول اس کو سمجھنے اور اس پر عمل پیرا ہونے اور اس قانون خداوندی کی مکمل پابندی کرنے کی ہدایت و قبولیت آدم اور اولادِ آدم سے ہوئی جس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے آدم کو دوبارہ خلافت ارض وسما پر فائز کیا اس کو بھول گئے۔ اس پر عمل پیرا ہو کر اس اعزاز کو قائم رکھنے کی کوشش اور توجہ تقریباً ختم ہوگئی۔ اور جذبہ بندگی کو کسی نہ کسی اور جذبہ کے تحت معدوم کر دیا۔ اور یہ آہستہ آہستہ ایسا ختم ہوا کہ لوگ اصل مقصد کو بھول کر لیلۃ القدر کی قدر ومنزلت کرنے لگے اور اسی میں نجات کا راستہ سمجھنے لگے۔ حالانکہ یہ سورہ حضور اکرم ﷺ مہدی علیہ السلام بلکہ ہم سب سے راست مخاطب ہو کر کہہ رہا ہے کہ اب تم خلافتِ ارض وسما پر فائز ہو اس پر قائم رہو اس اعزاز کی اجرائی پر مسکین بن کر رہو۔ اس نماز کے بعد جو دعائیہ الفاظ ہیں ان میں پوشیدہ جو معنی ہیں اس کی طرف توجہ دلا رہا ہوں کہ اے اللہ مجھے مسکین بنا' مسکین رکھ' مسکین مار اور جب اُٹھوں تو میرا شمار مسکینوں میں کر۔ اس دعا میں پہلی بار ''مجھے مسکین بنا'' کہ جو لفظ آیا ہے وہ اشارہ دے رہا ہے کہ اللہ ہمیں حسد' تکبر' بخل کی کیفیت سے آزاد کر دے۔ دوسری بار ''مسکین رکھ'' کا جو لفظ آیا ہے وہ اشارہ دے رہا ہے کہ ہم سے دوبارہ کوئی ایسی غلطی سرزد نہ ہو کہ ہم تیرے دربار عالی سے دور ہو جائیں یعنی ہمیں شجر ممنوعہ سے دور رکھ۔ تیسری بار ''مجھے مسکین بنا'' کا جو لفظ آیا ہے وہ یہ اشارہ دے رہا ہے کہ ہم میں کوئی ایسی خواہش نہ پیدا فرما کہ ہم کو تیرے دربار سے ہر وقت کے لئے علیحدہ ہونا پڑے یعنی یہ اشارہ فَتَلَقّٰی اٰدَمُ مِنْ رَّبِّہٖ کَلِمٰتٍ (سورہ البقرہ آیت ۳۷) کی طرف ہے۔ اور پھر چوتھی بار جو ''مسکین اٹھا'' کا لفظ آیا ہے وہ یہ کہ حشر کے دن جب ہم اٹھائے جائیں ہمارا شمار مسکینوں میں کر کے ہم پر سے حساب وکتاب کا دفتر اٹھا لے اور پھر دعا کے اختتام میں سب اللہ کی درگاہ میں ملتجی ہوتے ہوئے کہتے ہیں کہ اللہ تیرے فضل سے تیرے کرم سے' تیرے رحم سے اے رحم کرنے والے جو سب سے زیادہ مہربان ہے۔ یہ دعا' یہ نماز' اس اعزاز وجشن کی ضامن ہے ان ہی اعزازات کی وجہ سے اس رات کا شمار برکت والی رات میں ہو کر لیلۃ القدر کہلائی اور یہ رات جشن خلافت آدم کا مظہر بنی۔ جس میں نماز کی تیاری خوشی خوشی سے کرنا جو عبادت کا ایک حصہ ہے اور وہ اس جشن میں شرکت کا سبب ہے۔

اور یہ دعا مسکین رکھ' مسکین مار اور قیامت کے دن ہمارا شمار مسکینوں میں کر' اے اللہ تیرے فضل سے' تیرے کرم سے' تیرے رحم سے' اے رحم کرنے والوں میں زیادہ رحم کرنے والے۔

✿✿✿✿✿✿✿

بحمدہٖ تعالیٰ

منظوم بیان لیلۃ القدر

حضرت سید سعد اللہ سید نجی صاحبؒ سعدؔا کیلوی

لیلۃ القدر کا بیان، رات کی فضیلت اور اندھیرے کا اسرار (مثنوی زبدۃ العرفان)

قدر کی ہے بس مبارک راتِ خاص	رات سے رویت کا ہے اثباتِ خاص
جسمِ جاں پرور کلامِ کبریا	مُنہ میں اِک انسان کے ڈالا گیا
قدر کی شب یعنی عزت کی ہے رات	سربسر اکرام و حرمت کی ہے رات
اَلفُ مہ سے ہے جو رتبہ میں زیاد	اس میں ہے گویا خداوندے عباد
ہے فرشتوں کے یہاں آنے کی رات	آسمانوں سے خبر لانے کی رات
آسمانوں پر جو کچھ ہوتی ہے بات	وہ سناتے ہیں زمینی نکات
قدر کی شب میں ہی ظاہر ہے سلام	قدر کی شب میں ہے آرامِ تمام
قدر کی شب امن اُترا ہے تمام	قدر میں ہے کُلِّ امرٍ و سلام
ہم کو ہوتا ہے یہ حکمِ کبریا	ق اور ن رات میں نازل کیا
رات کو ہوتا ہے سارا انتظام	ہم ادا کرتے ہیں خود اپنا پیام
دوست کا معلوم ہے کیا تجھ کو نام	کون ہے وہ دوست محبوبِ انام
ہم خبر دیتے ہیں اپنی ذات کی	بولتے ہیں کیفیت ہم رات کی
رات کو کرتے ہیں خود ہم اپنا کام	رات کو ہم کام کرتے ہیں تمام
تجھ کو یہ کس نے بتایا ہے نشاں	رات کی عظمت ہوئی کیسے عیاں
کیا ہے عزت اور حرمت والی رات	کیا ہے عظمت اور فضیلت والی رات
یہ معظم اور مکرّم رات ہے	کیا مبارک محترم یہ رات ہے
رات میں محبوب سے ہے اتصال	رات میں ہوتا ہے دلبر سے وصال
رات میں اترے صحیفے سربسر	رات میں معلوم ہوتی ہے خبر
رات میں اُتریں کتابیں ہیں جو چار	بولتا ہے رات میں اسرارِ یار
رات میں کھلتی ہیں ساری مشکلات	راز کی ہوتی ہے ساری شب میں بات

رات میں ہوتا ہے ہر شئے کا ظہور	رات میں ہوتا ہے ظاہر ہے جو نور
نورِ حق کا ہے جو مخزن رات ہے	ہے وہ ثابت رات کی جو بات ہے
ذات کا جو راز ہے وہ رات ہے	رات کیا شئے ہے وہ نورِ ذات ہے
رات کیا ہے دیکھ دن کا اصل ہے	رات کو ذاتِ خدا سے وصل ہے
فرض ہے تیرے لئے حبِ وطن	جا وطن کو چھوڑ کر خاکی بدن
دن کو تُو بیدار رہتا ہے سدا	رات کو ہے نیند میں تُو مبتلا
دن کو دانا رات کو نادان ہے	رات میں پوری طرح انجان ہے
دن میں بینا شب کو نابینا ہے تُو	دن میں کینہ شب کو بے کینہ ہے تُو
سونگھتا ہے دن کو پوری طرح تُو	رات میں کچھ بھی نہیں آتی ہے بُو
دن کو سنتا ہے جو ہوتا ہے کلام	رات کو سنتا نہیں کچھ بھی پیام
بولتا ہے دن کو پورا ہوش ہے	رات میں پوری طرح خاموش ہے
جب تُو سوجاتا ہے ہوتا ہے خموش	کچھ نہیں رہتا ہے اس عالم کا ہوش
رات کو ہوتا ہے پورا گُنگ و کر	کچھ نہیں رہتی تجھے اپنی خبر
رات میں ہوتا ہے تُو بالکل خموش	رات میں گویا نہیں بینی و گوش
غور کر تو رات کی کیا بات ہے	قدر کی یہ شان ہے جو رات ہے
راز دلبر کا عیاں ہے رات میں	نورِ حق آتا ہے تیری ذات میں
دن میں اپنی ہے سدا ذکرِ معاش	رات کو رہتی ہے دلبر کی تلاش
دن کو سب رہتا ہے دنیا کا خیال	رات کو ہوتا ہے دلبر کا وصال
دن کو سب کرتا ہے اپنا کام تُو	شب کو کرتا ہے خدا کا کام تُو
روزِ روشن تُو جو کرتا ہے خیال	کچھ نہیں رہتا ہے اس میں احتمال
یہ تخیل کام کرتا ہے تمام	سوچتا ہے تُو جو سب کرتا ہے کام
رات کو بیکار ہے تیرا خیال	واں نہیں تیرا نہ کچھ میرا خیال
کچھ نہیں رہتا تجھے اپنا شعور	کفر اور ایمان سے رہتا ہے دور
دن کو دانا رات کو دیوانہ ہے	دوست دن کو رات کو بیگانہ ہے
شب میں جانِ جاں کے آگے ہے سدا	کفر اور ایماں کے آگے ہے سدا
رات میں ان پڑھ ہے دن کو مولوی	شب میں صوفی اور دن میں مہدوی
رات میں یکساں ہے قیدی اور شاہ	رات میں دونوں کو ملتی ہے پناہ

ہے قسمِ الٰہی کلامِ کبریا	سن دل و جاں سے کلامِ کبریا
حق نے احمدؐ کو جگایا رات میں	دوست کو اپنے بلایا رات میں
رات میں ہے آشنائی یار سے	شب میں ہے بیگانگی اغیار سے
رات کو پورا تجھے آرام ہے	تُو نہیں شب کو کسی کا رام ہے
دن کو پردہ رات کو پردہ نہیں	دن کو بردہ رات میں بردہ نہیں
دن میں بردہ شب میں دلبردہ ہے تُو	دن کو زندہ رات کو مردہ ہے تُو
ہیں برابر باپ اور بھائی وہاں	ہیں برابر اس جگہ والد و ماں
واں نہیں ماں اور بیٹی کی تمیز	مرد عورت اس جگہ ہیں ایک چیز
دن کو ہے تُو خواہشوں کی قید میں	مبتلا ہے بندِ عمر و زید میں
دن میں تُو ہے شہر اور بازار میں	رات کو ہے خاص تُو دیدار میں
دن کو قیدی رات کو ہے بادشاہ	شب میں حُبِّ شاہ دن میں حُبِّ جاہ
دن کو تُو دینار کا ہے خواستگار	رات کو دلدار کا ہے خواستگار
دن کو فرشی ہے تُو عرشی رات میں	تُو نہیں واں اس نفی اثبات میں
رات کو ہے جلوۂ بدرِ منیر	رات کو ہے جلوۂ ربِ قدیر
رات کو تسکینِ دل ہے اور قرار	رات میں راحت ہے دن کو اضطرار
مسکنِ اصلی سے ہے دن کو فرار	رات کو اپنے وطن میں ہے قرار
دن کو دار اور در پہ رہتی ہے نظر	اور دن بھر زر پہ رہتی ہے نظر
رات کو جس وقت سوجاتا ہے تُو	بے خبر اپنے سے ہو جاتا ہے تُو
رات کو تقدیم ہے دن پر ضرور	دیکھ وَاللیلِ میں ہے ظلماتِ نور
لیل میں اکثر کرامت ہے عیاں	لیل میں سب استراحت ہے عیاں
دن ہے فرقت اور جدائی کا محل	شب ہے وصل و آشنائی کا محل
ہے حضورِ قلب کامل رات کو	ہے کمالِ وصل حاصل رات کو
رات جنت سے ہے دن ہے نار سے	رات میں ہے وصل اپنے یار سے
اَلف مہ سے برگزیدہ ہے جو رات	اس میں ہوتا ہے عیاں اسرارِ ذات
اس میں ہوتا ہے فرشتوں کانزول	اس میں بندوں کو خدا سے ہے وصول
ہے طلوعِ صبح تک یہ شب تمام	مؤمنوں کو امن ہے اس میں تمام
سب کی قسمت کا ہے اس میں انفعال	اس میں سب اقوامِ عالم کا ہے حال

فضلِ حق کی اس میں بارش ہے تمام	بحر کو رحمت کی جوشش ہے تمام
تھا نبوت کا خزینہ جس کا جیب	کُھل گئے اس سینہ میں اسرارِ غیب
ارض پر اُتری خدا کی رحمتیں	ہوگئی سب دور جو تھی شامتیں
قدر کی شب قدر کے شایان ہے	شاہد اس کے فضل کا قُرآن ہے
قدر کی ہے رات کا جو نیک کام	ہے برابر اَلفُ مہ کے لا کلام
قدر کی شب میں جو آتے ہیں مَلَک	نور کے اطباق لاتے ہیں ملک
سب دعا کرتے ہیں امت کے لئے	امتِ ختمِ نبوت کے لئے
صبح تک کرتے ہیں کرُّوبی دعا	وہ دعا ہے دافعِ درد و بلا
سال بھر کے ہیں جو تقدیری امور	سب فرشتوں کو سناتا ہے غفور
ہے وہ سب کرّوبیاں مخصوصِ رب	جو عمل کرتے ہیں حکمِ رب پہ سب
بخشش اس میں ہوتی جاتی ہے تمام	ہیں جو مؤمن بخشے جاتے ہیں مدام
قدر میں احمدؐ حمایت کرتے ہیں	اپنی اُمّت کی شفاعت کرتے ہیں
قدر کی جو رات ہے ذی عزّ وشاں	ہم نے قرآں اس میں بھیجا بے گماں
بے توسل مصطفیٰؐ کے قلب پر	ہم نے قرآں کو اتارا سربسر
گرچہ قرآں از لبِ پیغمبرؐ است	ہر کہ گوید حق نہ گفت اوؑ کافر است
غور کر والسَّحر کہتا ہے خدا	اور لیالٍ عشر بولا کبریا
سب سے اول ہے ظہورِ مصطفیٰؐ	ظاہر و باطن ہے نورِ مصطفیٰؐ
ہے عما سے آفرینش سب عیاں	نور تاریکی کے اندر ہے نہاں
ہے جو تاریکی وہ اصلِ نور ہے	ہے جو ظلمت ذات کی منظور ہے
جہل و ظلمت شہر کے دو دَر ہیں خاص	قرب اور وصل اس کے اندر ہی ہیں خاص
جہل و ظلمت ہیں مدینہ کے دو باب	تجھ کو ہونا ہے وہاں سے فتحیاب
جہل و ظلمت ہے ترا اصلی مقام	جب تلک جاہل نہیں ہے ناتمام
نور کا ظلمت سے ملتا ہے نشاں	نور تو ظلمت سے ہوتا ہے عیاں
فجر سے پُر نور ہے ہر دوسرا	فجر سے ہے ذاتِ احمدؐ مصطفیٰؐ
فجر کا ہے اصل کیا! تاریک رات	فجر ہے ذاتِ رسولِؐ کائنات
کُنتُ کنزاً مخفیاً بولا خدا	ہے عما کا مرتبہ وہ اَئے فتا
ہے سُہیلِؒ نیک خُو کا یہ بیاں	نورِ احمدؐ سے ہے روشن دو جہاں

فجر ہے ذاتِ محمدؐ مصطفیٰؐ	سرورِ عالم امامؑ دوسرا
اور لیالٍ عشر ہیں اصحابِ دس	جن کو جنت کی بشارت دی ہے بس
ہیں لیالٍ عشر اصحاب رسولؐ	ہے خدا کی ذات سے ان کو وصول
مصطفیٰؐ کی ان میں ہیں سب عادتیں	ہیں رسولؐ اللہ کی سب خصلتیں
ہیں نبیؐ کی سیرتوں پر وہ تمام	سب ہیں مانندِ نبیؐ عالی مقام
صورتیں اصحابؓ کی ہیں سب جدا	ایک ہیں باطن میں اصحابِ ہدیٰ
دس ہیں اصحابِؓ نبیؐ کے رویتی	رویتی ہیں دس وہ قطعی جنتی
کیا ہے جنت رویتِ رحمٰن ہے	جب تلک رویت نہیں زندان ہے
رات میں دیدار احمدؐ کو ہوا	منکشف سارا محمدؐ کو ہوا
رات میں دیکھا خدا کی ذات کو	رکھ کے دیکھا روبرو مرأت کو
آئینہ میں اپنی صورت دیکھ لی	دیکھنے کی تھی جو مورت دیکھ لی
صورتیں جو اصل کی تھیں دیکھ لیں	سب میں جلوہ تھا خدا کا بالیقیں
ہیں کہیں آدمؑ کسی جا ہیں خلیلؑ	ہیں کہیں موسیٰؑ کسی جا جبرئیلؑ
ہیں کہیں عیسیٰؑ محمدؐ ہیں کہیں	ہیں کہیں محمود احمدؐ ہیں کہیں
ہیں صفاتی نام اس کے سہ ہزار	ہے جوذاتی نام اس کا آشکار
سب میں ہے جلوہ خدا کی ذات کا	ہیں جلیل اسم و صفاتِ کبریا

تمام قرآن کا آنِ واحد میں نزول

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِی ہے حکمِ رب	اس میں ہے قرآن کا ارسال سب
قدر کی شب ہی ہے قرآں کا نزول	قدر میں ہے دولتِ رویت حصول
آیتوں کی ہیں مرادیں سب جدا	جو برس تئیس میں پورا ہوا
حسبِ موقع اتری ساری آیتیں	آیتوں کی ہیں جدا سب حکمتیں
باطن و ظاہر محمدؐ کا ہے نور	اول و آخر محمدؐ کا ہے نور
بے گُماں احمدؐ پہ اتری ہے کتاب	کُل برس تئیس میں بے ارتیاب
قلبِ احمدؐ پر ہوا سارا نزول	مدعائے دیں ہوا پورا حصول
قلبِ احمدؐ پر ہوا نازل تمام	آن میں قرآں ہوا کامل تمام
ہوگئی قرآن کی تکمیل سب	ایک دم میں ہوگئی تحصیل سب
ہے ولایت سربسر ذاتِ رسولؐ	ہے رسولؐ اللہ کو حق سے وصول

ہے نبوت ظاہرِ پیغامبرؐ	ہے ولایت اس کا باطن سربسر
قلبِ احمدؐ پر خدا نے کی نظر	ایک دم اتری کتاب نامور
غور کر احمدؐ کا باطن ہے احد	اس کی ہے تعریف اللہُ الصّمد
ہے رسولؐ اللہ کا باطن احدیت	جانتے ہیں عارف اس کی کیفیت
باطنِ احمدؐ میں کرلو اجتہاد	ہے وہی ختمِ ولایت سے مراد
جو محمدؐ کا ہے باطن بالخصوص	فیضِ حق کا ہے وہ مخزن بالخصوص
ذات اس کی مہدئ موعودؑ ہے	فخرِ عالم نائبِ معبود ہے
جو محمدؐ کا ہے باطن ہے احد	اس سے سب پیغمبروں کو ہے مدد
علم ہے اقوالِ شانِ مصطفیٰؐ	ہے مفصل سب بیانِ مصطفیٰؐ
ثُمَّ اور اِنَّ علینا ہے صریح	ہے مرادِ مہدیؑ عالم صحیح
کردیا اس نے حقیقت کا بیاں	تھا جو احکامِ ولایت کا بیاں
وہ مبیں ہے پناہِ اولیاؑ	مہدیؑ موعود شاہِ اولیاؑ

اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ ○

حق نے انزلنا کہا قرآن میں	ہے وہ قلبِ مصطفیٰؐ کی شان میں
یعنی ہم نے کی تجلّی اپنی خاص	ہے ولایت یاں عیاں بالاختصاص
یاں حقیقت ذات کی ہے آشکار	ہے حقیقت پر یہاں دار و مدار
یہ ولایت ہے مقامِ احدیت	سربسر ہے یاں قیامِ احدیت
ہیں یہاں ظاہر سبھی اسماً صفات	ہے یہاں سب جلوۂ دیدارِ ذات
اپنے بندے پر کیا ہم نے عطا	جو حقیقت کا ہے اصلی مدعا
ہے وہ بندہ کون خاص اللہ کا	ہے مقرّب خاص وہ درگاہ کا
گر نہ ہوتے مہدئ خیرالبشرؑ	دو جہاں ہرگز نہ ہوتے جلوہ گر
ذات کا ہے یہ ولایت کا مقام	باطنِ ختمِ نبوت کا مقام
ہے محمدؐ مصطفیٰؐ عالی صفات	ہے ولایت خاص پیغمبرؐ کی ذات
ذات پیغمبرؐ کی ہے اصلِ وجود	دو جہاں کا ہے پیمبرؐ سے نمود
اس کا باطن مہدئ موعودؑ ہے	ہے محمدؐ اور وہ محمود ہے

وَمَا اَدْرٰكَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ ○

جانتا ہے قدر کی کچھ عزّ و شاں	قدر کے معنی ہے کیا اَئے رازداں

منزلِ وحدت میں ہے تیرا بیاں	ہے تجھے حاصل ولایت کا مکاں
ہے ازل کا راز سب تجھ پر عیاں	اور ابد کا ہے تو پورا رازداں
نصف شعباں میں تجلّیٔ صفات	قدر کی شب ہے وجودِ پاک ذات
روح کی ہوتی ہے اس شب میں صفا	ملتی ہے اس رات میں سب کو غذا
قدر کی شب کر عبادت اور جاگ	بول اللہ اور غیرِ حق سے بھاگ
ہے قیامِ احدیت اس میں ضرور	اسم کا فعل و صفت کا ہے ظہور
ذکرِ لیلِ قدر ہے یاں تین بار	احدیت ہے اور وحدت کا شمار
وحدیت کا تیسرا ہے جو مقام	ذات کی تفصیل ہے اس میں تمام
اس میں ہے ذات و صفات اسمِ خاص	سیرِ مہدیؑ سب میں ہے بالاختصاص
عارفوں کو ذات میں ہوتی ہے سیر	اَلف مہ سے ہے عبادت ان کی خیر
چار مہ اور ہیں جو تریاسی برس	ہے عبادت ان کی بڑھ کر اس سے بس
روح مہدیؑ کی جو ہے لاہوت ہے	قلب مہدیؑ کا جو ہے جبروت ہے
جسم ہے مہدیؑ کا ملکوت اَئے پسر	سَیر ہے مہدیؑ کو سب میں سربسر
اوَلیاؒ کو سیر ہے ملکوت میں	انبیاؑ کو سیر ہے جبروت میں
ہیں اولوالعزم اَئے پسر جو نامور	خاص ہے لاہوت میں ان کا گزر
ان کے اوپر ہے جو لاہوت اَئے پسر	خاتمینِؑ پاک کا ہے وہ مقر
ذات میں مہدیؑ کی سب کو سیر ہے	سیر اس میں جس کو ہو وہ خیر ہے

لَیْلَۃُ الْقَدْرِ خَیْرٌ ''مِّنْ اَلْفِ شَھْرٍ o

تجھ سے بولا ہے خداوندِ عباد	اَلف سالہ کی عبادت سے زیاد
بہتر و برتر ہے تیری اِک نظر	تیرے اندر ذاتِ حق ہے جلوہ گر
ذات تیری ذات کا مظہر ہے خاص	مدعی رویت کی ہے بالاختصاص
دعوتِ رویت تجھے شایان ہے	آشکارا ہے جو تیری شان ہے
مہدیٔ موعودؑ کا ہے قولِ خاص	ہے ولایت سے کمالِ اختصاص
ہے خدا استاد میرا حق نہاد	خود کراتا ہے مجھے وہ علم یاد
ہے معلم میرا خلاقِ عباد	ہو گئیں چاروں کتابیں مجھ کو یاد
جس زماں پیدا ہوا مَیں بے گماں	حق نے سکھلایا مجھے سارا بیاں
کچھ تجھے معلوم ہے اَئے نیک پَے	کون سا وقت اس کی پیدائش کا ہے

قبل پیدائش کے کیا تھی اس کی ذات	تھا کہاں قبلِ وجودِ کائنات
جان تُو اس کا مقام و مستقر	کون سے درجہ میں ہے اس کا گزر
اس کا ہے منظور منظورِ خدا	اس کا ہے مہجور مقہورِ خدا
مسئلہ تصحیح کا تُو تحقیق کر	مہدیٔ موعودؑ کی تصدیق کر
حق کی بینائی ہے تصدیقِ امامؑ	عین دانائی ہے تحقیقِ امامؑ
قولِ محمودِ ہدیٰ ہے مشتہر	اَلف مہ سے بڑھ کہ ہے میری نظر
سیدِ محمودؓ عالی جاہ ہیں	تابعِ تامِ مراداللہ ہیں
مہدیٔ موعودؑ کا ہے جانشیں	ذات کا جلوہ ہے اس میں بالیقیں
آئی ہے موعودِ حق کی اس میں خو	اس میں ہے سب بات تھی مہدیؑ میں جو
دیکھتے اخلاقِ مہدیؑ کو اگر	خُلق ہیں اصحاب میں وہ سربسر

تَنَزَّلُ الْمَلٰئِکَۃُ وَالرُّوْحُ فِیْھَا بِاِذْنِ رَبِّھِمo

ہیں تجلّیاتِ اسماء و صفات	ہیں مقرر مؤمنین و مؤمنات
واسطے سے مہدیٔ موعودؑ کے	دیکھتے ہیں جلوے ہم معبود کے
سب کو ملتے ہیں مقاماتِ عُلا	فیض سب پاتے ہیں اصحابؓ ہُدیٰ
ہے یہ صدیقؓ ولایت کا بیاں	ہے یہ فرمانِ امامِ انس و جاں
ختم ہوتا ہے ولایتؑ کا جہاں	انبیاؑ کے ہوتے ہیں قائم وہاں
ہے کسی کو سیر موسیٰؑ کی نصیب	ہے کسی کو سیر عیسیٰؑ کی نصیب
ہے کسی کو سیر ختم الانبیاؐ	ہے کسی کو سیر ختمِ اولیاؑ
ہے یہاں مخزن طہورِ ذات کا	جلوہ ہے ذاتِ تجلیات کا
جلوۂ باطن ہے ظاہر ذات کا	ہے وہ مؤمن جو ہے ناظر ذات کا
دیکھتا ہے خواب میں اللہ کو	ہے یہ پہلا مرتبہ اَۓ نیک خو
چشمِ دل سے دیکھتا ہے حق کو جو	دوسرا ہے مرتبہ اَۓ نیک خُو
چشمِ سر سے دیکھنا اللہ کو	تیسرا رتبہ ہے اَۓ فرخندہ خُو
مرد و زن کو فرض ہے دیدارِ رب	فرض ہے دیدارِ یزداں کی طلب
جب نہیں ہے تجھ کو دیدارِ خدا	ہے تو ایمانِ حقیقی سے جدا
غیرِ حق سے پھیر اپنا روئے دل	کر تُو اپنا دل خدا سے مشتغل
تُو خدا کی ذات میں مشغول رہ	خَلق اور دنیا سے تُو معزول رہ

قصد اپنے سے نکل جانے کا کر	عزم پھر تُو یاں نہیں آنے کا کر
صادقوں کے پاس رہ شام و سحر	صادقوں کا تجھ میں ہوتا ہے اثر
فرض ہے رہنا سدا صادق کے پاس	ہے جو صادق بات کا رکھ اس کی پاس
ہے جو صادق پیر و مرشد ہے ترا	صاف فرماتا ہے تجھ کو کبریا
اس کی صحبت سے نہ رہ اِک دم جدا	اس کی صحبت میں ہے دیدارِ خدا
جب ہوا تُو صحبتی ہے رویتی	ہے منافق جو نہیں ہے صحبتی
شب میں حضرت کو ہوا حکمِ خدا	ہم ہیں تجھ پر مہرباں بے انتہا
ہم نے دکھلایا تجھے اپنا جمال	ہم نے روشن کردیا تیرا خیال
ہم نے سکھلایا تجھے اپنا بیاں	ہم نے بتلایا تجھے اپنا نشاں
واسطے ہی تیرے اَئے خیرالبشرؐ	کی ہے بخشش ہم نے تیری قوم پر
ہے عیاں تجھ پر حقیقت ذات کی	ہے تجھے معلوم رویت ذات کی
اول و آخر کا ہے تُو رازداں	باطن و ظاہر کا ہے تُو رازداں
ہے ولایت کا تُو خاتم بالخصوص	ہے زمانہ کا تُو حاکم بالخصوص
احدیت کا جانتا ہے تُو نشاں	تجھ پہ پوری ہو گئی وحدت عیاں
کر تُو پوری طرح شکرانہ ادا	قدر کی شب کر تُو دُگانہ ادا
قدر کی شب تھے مراداللہ امامؒ	مقتدی گیارہ صحابی تھے تمام
قدر میں ہوتی ہیں نازل رحمتیں	ہوتی ہیں اللہ کی کامل رحمتیں
قدر کی شب میں ظہورِ ذات ہے	جلوہ گر مؤمن پہ نورِ ذات ہے
عارفوں کا قلب جب ہوتا ہے صاف	عالمِ ملکوت کا ہے انکشاف
نور سب پڑتا ہے تیرے قلب پر	عالمِ ملکوت آتا ہے نظر
جب خدا کی سمت تُو مشغول ہے	ہے جو طاعت تیری وہ مقبول ہے
شکر کے قابل ہیں ذکر و فکر شوق	یہ سخاوت یا محبت اور ذوق
اور جو اعمال ہیں اس کے سوا	سب ہیں مقبولِ جنابِ کبریا
بندگی اس رات کی ہے سب قبول	قدر کی شب کو خدا سے ہے وصول
قدر کی شب میں اترتے ہیں ملک	تیری طاعت دیکھتے ہیں سب ملک
قدر میں آتے ہیں عیسیٰؑ فرش پر	دیکھتے ہیں مؤمنوں کو سربسر
ڈالتے ہیں عرشِ رحماں پر نظر	سربسر ہے قلبِ انساں پر نظر

ہے اسی انساں میں یہ اللہ کا عرش	ہے برابر جس کو سب عرش اور فرش
ہے جو بینائے خدا انسان ہے	جو نہیں بینائے حق حیوان ہے
بلکہ ہے حیوان سے بھی یہ اضل	وہ نہیں زنہار مقبولِ ازل
قومِ مہدیؑ پہ ہے فضلِ کبریا	بانی حق کی ہے بے انتہا
آتے ہیں خود دو جہاں کے تاجورؐ	کرتے ہیں اخلاص و طاعت پہ نظر
ہے اگر تیری عبادت بے ریا	تجھ پہ کرتے ہیں عنایت مصطفیٰؐ
حق کا ہوتا ہے کرم بے انتہا	حشر کے صدمہ سے تُو ہوگا رہا
قدر کا مقبول ہوتا ہے عمل	ہے جو عامل ہے وہ مقبولِ ازل

مِنْ كُلِّ اَمْرٍ سَلٰمٌ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ٥

ہے عمل اس رات کا بہتر تمام	حق سے سب بندوں کو آتا ہے سلام
قدر میں ہوتا ہے رحمت کا نزول	دولتِ دیں اس سے ہوتی ہے حصول
حق کا بندوں پر ہے رحمت کا ظہور	مؤمنوں پر ہے عنایت کا ظہور
قدر کی شب میں ہے خالق مہرباں	مؤمنوں پر لطفِ حق ہے بے گماں
ہے محمدؐ کی ولایت کا یہ دور	طور ہے کچھ اس ولایت کا کچھ اور
منقطع ہوگا نہ یہ رحمت کا دور	ہے یہ رحمت اور ہے رویت کا دور
ہے قیامت تک یہ دورِ مصطفیٰؐ	اور ہی کچھ ہے یہ دورِ مصطفیٰؐ
دور تُست آئینہ را موسیٰ کلیمؑ	آرزوئے می برد زیں دواتِ مقیم
چوں کہ موسیٰؑ رونقِ دور تو دید	کاندر و صبح تجلّی می رسید
گُفت یارب ایں چہ دور رحمت است	آں گذشت از رحمت ایں جا رویت است
غوطہ دہ موسیٰؑ خود را در بحار	از یاں دورۂ احمدؐ برار
غرب سے نکلے گا جس دم آفتاب	بند ہوگا رحمتِ رحماں کا باب
خاتم المرشدؓ کا ہے ارشادِ خاص	شکر مہدیؑ کا کریں بالاختصاص
اِک زمانے سے تھا جس کا انتظار	فضلِ حق سے ہوگیا وہ آشکار
حق سے کی پیغمبروں نے التجا	انبیاؑ اعطینا کہہ کر کی دعا
ہم کو بے محنت یہ دولت مل گئی	دو جہاں کی ہم کو ثروت مل گئی
نام پر مہدیؑ کے ہم قربان ہیں	جان و دل سے تابعِ فرمان ہیں
ہے یہ احسانِ امامِ کائنات	اس کے صدقہ سے ملی ہم کو یہ رات

اگلے لوگوں نے اٹھائیں محنتیں	کام پر ان کی نہ آئیں محنتیں
جاگتے تھے رات کو اصحابِ دل	رہتے تھے اس کی طلب میں مشتغل
جاگتے تھے اولیأ سب رات بھر	قدر کی شب سے نہ ہوتی تھی خبر
قدر کی شب کا تھا ان کو احتمال	کچھ نہیں ان کا معین تھا خیال
ہم خدا سے مانگتے ہیں یہ دعا	اسکا صدقہ ہم کو روز ہی کر عطا
ہم پہ ہوگی کچھ اگر اس کی عطا	عفو ہوگی جو ہماری ہے خطا
مہدویوں کو ہے سب واجب سدا	رحمتِ رحماں کے ہوں طالب سدا

مولوی سید علی صاحب دائرہ نواہل ہمنا آباد

ماخوذ از: جریدۂ ''زبدۃ الملک'' چن پٹن جلد۳ شمارہ ۱۰. رمضان المبارک ۱۳۳۶ھ م جولائی ۱۹۱۸ء

لَیۡلَۃُ الۡقَدۡرِ خَیۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَہۡرٍ

تضمین بر شعر حافظؔ

تعالیٰ شانہ ' اللہ اکبر	ہزاروں ماہ سے یہ شب ہے بڑھ کر
نہ ہو یہ رات کیوں رتبہ میں بڑھ کر	کہ ہے عاشق کو حاصل وصلِ دلبر

شب قدر است طئی شد نامۂ ہجر

سَلٰمٌ ھِیَ حَتّٰی مَطۡلَعِ الۡفَجۡرِ

عجب شب ہے یہ ستائیسویں شب	اسی کے منتظر تھے مومنین سب
مری ہمخواہ یہ ہے لیلائے مطلب	تعالیٰ اللہ چہ دولت دارم امشب

شب قدر است طئی شد نامۂ ہجر

سَلٰمٌ ھِیَ حَتّٰی مَطۡلَعِ الۡفَجۡرِ

شبِ معراج ہے یہ شب بھی گویا	سراپا ہو بہو ہے اس کا نقشا
امیدِ وصل ہے اس میں بھی پیدا	کرم ہے آشنا پر آشنا کا

شب قدر است طئی شد نامۂ ہجر

سَلٰمٌ ھِیَ حَتّٰی مَطۡلَعِ الۡفَجۡرِ

برس دن تک رہا دوری کا صدمہ	ہوائے دید میں اڑنے کو ہی تھا
کہ پہونچا اتنے میں وہ محفل آرا	سنایا آپ ہی نے مجھ کو مژدہ

شب قدر است طئی شد نامۂ ہجر

سَلٰمٌ ھِیَ حَتّٰی مَطۡلَعِ الۡفَجۡرِ

خدا کو بھولے کیوں بندہ خدا کا	یہ جلوہ ریزیاں یہ شب کا خاکا
علاقہ رخ سے ہے زلف دوتا کا	قرآں واللیل سے ہے والضحیٰ کا

شب قدر است طئی شد نامۂ ھجر

سَلٰم" ھِیَ حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْر

کہاں مہدیؑ کہاں ہم جائیں کیوں کر	ملیں کیا ہم سے ہم وصفِ پیمبر
اسی غم میں ہوا جب حال ابتر	لسان الغیب نے فرمایا بڑھ کر

شب قدر است طئی شد نامۂ ھجر

سَلٰم" ھِیَ حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْر

کہاں وہ صاحبان دل کا مرجع	کہ ہر زندہ دلوں کا وہ مرقع
نظر آیا نہ جب مجھ کو وہ مجمع	تسلی دل کو دی کہہ کر یہ مطلع

شب قدر است طئی شد نامۂ ھجر

سَلٰم" ھِیَ حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْر

طفیلِ مہدیؑ دیں جانِ عالم	الٰہی رحم کن یارب حزجم
ادا کرکے دُگانہ شکر کا ہم	ترانہ گائیں یہ بے رنج و غم

شب قدر است طئی شد نامۂ ھجر

سَلٰم" ھِیَ حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْر

طفیلِ لیلۃ القدر اگلے قصے	الٰہی بھول جائیں دونوں فرقے
اٹھیں کچھ لوگ اِدھر سے اور اُدھر سے	یہی کہتا ہوا ہر شخص بیٹھے

شب قدر است طئی شد نامۂ ھجر

سَلٰم" ھِیَ حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْر

ضیا پاشی کرے جب شاہد طور	نہو کیوں شام مثلِ پُر نور
نظر آئے نہ کیوں ہر شخص مسرور	بقولِ حافظؔ شیراز منظور

شب قدر است طئی شد نامۂ ھجر

سَلٰم" ھِیَ حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْر

✡✡✡✡✡

حضرت میاں سید سلام اللہ ممتازؒ

نبیرہ حضرت بندگیمیاں سید ابراہیمؒ

بن حضرت بندگیمیاں سید یعقوب حسنِ ولایت رضی اللہ عنہ

ماخذ۔ مثنوی ''گلزارِ ولایت''

بیان فرضیت دُگانہ لیلۃ قدر

تواتر سے یہ نقل ہے راویوں سے	جو ثابت ہے مسلسل عالموں سے
کہ تھے کاہہ میں پہنچے شاہِ والا	وہیں رمضان کا آیا مہینہ
چھبیس تاریخ تھی رمضاں کی گذری	جو آئی شب سُو ستائیسویں تھی
نماز عشأ ادا فرمائے حضرتؑ	تھی ہمراہ سب صحابہؓ کی جماعت
پڑھے تھے فرض و سنّت آپ جس جا	وہیں حکمِ خدا حضرتؑ کو پہنچا
کہ ائے سید محمدؑ سر اُٹھا کر	تو منظر دیکھ جو ہے آسماں پر
تو دیکھے عَالَمِ بالا کا عالم	نزول انوارِ رحمت کا تھا ہر دم
جو دیکھے کر نظر اللہ کے محبوب	بہشت آراستہ آئے نظر خوب
تھے سب حور و ملائک محوِ تسبیح	بہشتوں میں تھے کرتے سیر و تفریح
سب اہلِ بہشت تھے شاداں و خنداں	بحالِ حمد و شکرِ ذاتِ سبحاں
کئے حضرتؑ وہیں پھر سر کو نیچے	سلام اللہ صاحب سے یہ پوچھے
کہ یہ شب کون سی ہے ائے برادر	کہے شب ہے ستائیسویں ائے سرورؑ
تو یوں فرمائے اُس وقت شاہِ والا	کہ ہوتا ہے یہ حکمِ حقِ تعالیٰ
یہی شب ہے شبِ قدر تھی جو مخفی	تجھی پر تھی یہ ظاہر ہونے والی
ہمارا تجھ پہ ہے احساں و منّت	کہ یہ شب کئے ہم تجھ کو عنایت
دو رکعت شُکر میں اس کے ادا کر	ہے یاں سے فرض یہ ہر سال سب پر
دُگانہ فرض یوں ہوا بر حضرت	متابعت میں حضرت کی بر اُمّت

دُگانہ تب پڑھے محبوبِ داور	تھے جتنے حاضرین اُن سب کو لے کر
ہوا معلوم جب سب کو تو ہر سال	ادا کرنے لگے سب ہو کے خوش حال
امام ہو کر پڑھے حضرتؒ دُگانہ	کئے حق سے دعا یہ عاجزانہ
کہ تو مجھ کو جِلا مسکین یا رب	سلامؒ اللہ صاحب یوں کہے تب
کریں شامل دعا میں ہم کو آقاؒ	تو بولے جِلا ہمیں مسکین خدایا
دعائیں جو بیٹھ کر پڑھے تھے سرکارؒ	پڑھے سجدے میں بھی جا کر پھر اک بار
اُٹھا کر سر کو پھر سجدے سے سرورؒ	پڑھائے وتر بھی خود امام ہو کر
پلٹ کر رُو بہ مشرق پھر تھے بیٹھے	بیاں سورۂ شبِ قدر کرتے

ہوئے فارغ بیاں سے جب وہ سرورؒ

سلام پھیر کر گئے حجرے کے اندر

حضرت سید علی اطہر یداللّٰہی صاحب {ماخذاز ''اسرارِ عشق}

دوگانہ لیلۃ القدر کی فرضیت

کاہہ میں محوِ ذکر خدا تھا یہ قافلہ	لب پر الہ الہ دلوں میں الہ الہ
عاشق تھے بندگی کا نہ درکار تھا صلہ	آفاتِ روز وشب سے تھی ایمان کو جلا

فاقے گزرہے تھے مگرسب تھے شاد شاد
دیدار ذات حق سے تھے دل شاد و بامراد

مہدیٔ دیں وہ دینِ محمدؐ کا افتخار	وہ ہم مقام سرورِ کونین ذی وقار
مامور حق وہ داعیٔ دیدارِ کردگار	تھا جن کی ذات سے دل ایمان کو قرار

اس قافلے کے قافلہ سالار تھے وہی
اُمت کے وسط میں شہہ ابرار تھے وہی

رمضان کے مہینے کا تھا تیسرا دہا	تھی بست وہفت شب رمضاں کی بلا شبہ
شب قدر کی یہی ہے ہوا حکمِ کبریا	اٹھو اور اٹھ کے فرض دُگانہ کرو ادا

فرض ہوگئی نماز بہ فرمانِ ذوالجلال
تعینِ شب سے دور ہوا شک و احتمال

اب تک کے ہر عمل کی تھی بنیاد بر قیاس	کرتے تھے سب عبادتِ رحمٰن ورب ناس
ہر رات سے بندھی تھی فضیلت کی سب کو آس	لیکن نہ طاق رات کا تھا کوئی اختصاص

تخصیص شب کی ہوگئی از حکمِ ذوالمنان
مہدیؑ دیں کے فیض سے دور ہوگیا گمان

یوں بھی یہی عمل تھا پیمبر کا سر بسر	فرماتے تھے یہ ایک صحابیؓ ذوالقدر
اک شب کہ بست و ہفت تھی اٹھے شہہ بشر	اور اہلِ خاندان کو جگایا تمام تر

پھر نصف شب ہوئی تو گئے مصطفٰیؐ قیام
آقاؑ نے کی نماز ادا با صد اہتمام

شب زندہ دار تھے ہی شہہ دین مصطفیٰ	کرتے تھے روز و شب میں نوافل کئی ادا
لیکن جو اہتمام شب قدر کا کیا	ظاہر ہے اس سے اہمیتِ فرض بے شبہ

فرمایا آپؐ نے کبھی ایسا نہ اہتمام
فرض ہوگئی نماز تو پھر اس میں کیا کلام

اس شب کی ہیں فضیلتیں بے حد و بے شمار	یہ شب ہے گنج رحمتِ خلاقِ روزگار
نازل ملائک ہوتے ہیں از حکم کردگار	نیکی کا ایک شب کی شمار ہے کئی ہزار

بارانِ نور و رحمتِ حق ہے فجر تلک
ہو فرض یہ نماز تو پھر اس میں کیوں ہے شک

مہدیؑ ذی وقار ہے مامورِ کردگار	بعدِ نبی وہی ہے اس امت کا تاجدار
شب قدر کی اُسی پہ ہے کی حق نے آشکار	ورنہ ائمہ سارے تھے تشکیک کا شکار

یہ بھی اک دلیل امامِ اولیِ الامم
قرآن کا بیاں اور عمل ہوگئے بہم

حضرت سید یعقوب باقر منظور صاحب

قطعات

(ماہِ رمضان)

ماہِ رمضاں برکت و رحمت کا مہینہ
انگشتریٔ ذوقِ اطاعت کا نگینہ
ماہِ رمضاں تزکیۂ نفس کا مژدہ
بارانِ کرم بخشش اُمت کا سفینہ

قرآن

نزولِ رحمتِ باری بصورتِ قرآں
کتابِ حق ہے یہ دستورِ منزلِ ایماں
اسی کے دم سے اُجالا ہے بزمِ ہستی میں
یہی ہے معرفتِ کردگار کا عنواں

روزہ

تیغِ جہادِ نفس ہے ایماں کی ہے سپر
مجموعۂ صفاتِ حمیدہ بیک نظر
ایثار و صبر و شکر و تحمل کا آئینہ
روزۂ عُلوے فکر و نظر کا پیامبر

شبِ قدر

شبِ قدر کی کچھ فضیلت نہ پوچھو
شرف کیا ہے کیا شان و رفعت نہ پوچھو
ہے قرآن خود اس کی عظمت کا شاہد
حدِ ارتقائے عبادت نہ پوچھو

☆☆☆☆☆

ابواشرف سید نجی اللہ منجو قمرؔ یداللّٰہی

لیلۃ القدر

ooo

لیلۃ القدر ہے صد فخر و مباہات کی رات
لیلۃ القدر ہے حاجات و مناجات کی رات
رحمتِ پاک کے الطاف و انعامات کی رات
صحیفۂ عرش کی امت کو ہے سوغات کی رات
جس کے نظارے کو نازاں ہوں ملائک و امیںؑ
وہ ہے قرآں کی فضیلت و کرامات کی رات
کیا ہی پُر کیف ہے یہ مقطعٔ امیرؔ قمرؔ کی رات
دیدہ ور ہوتو ہے اس کے لئے حسنات کی رات
لیلۃ القدر ہے فضیلت کی دعا مانگ امیرؔ
اس سے بہتر ہے کہاں اور کوئی حاجات کی رات

حضرت سید موسیٰ کلیم صاحب یداللّٰہی

لیلۃ القدر

(اس نظم کے جزواول میں سورۂ لیلۃ القدر کا منظوم ترجمۂ دوسرے جز میں تشریح اور تیسرے جز میں دعا ہے)

لیلۃ القدر کو نازل کیا ہم نے تم پر	لیلۃ القدر ہے کیا چیز تمہیں کچھ ہے خبر
لیلۃ القدر کا ہے ایسا مقام اور وقار	خیر وبرکت میں وہ بڑھ کر ہے مہینوں سے ہزار
یعنی اس رات کو جبرئیل امیںآتے ہیں	اور ساتھ اُن کے ملائک بھی اُتر آتے ہیں
اور اس رات میں فرمان ِ الٰہی کے سبب	کام سب پاتے ہیں انجام بخیر و خوبی

رہتی ہے مطلع انوارِ سحر تک باقی

یہ زمین بنتی ہے اُس رات میں گلزارِ ارم	چوم لیتی ہے بہشت آ کے زمیں کے بھی قدم
یہ وہی رات ہے جس میں ہوا قرآن کا نزول	اور اس رات دعا ہوتی ہے ہر اک مقبول
اسی اک رات کے بارے میں یہ ارشاد ہوا	یاد جس شخص نے ہم کو کیا وہ شاد ہوا

لیلۃ القدر میں جس شخص نے غفلت برتی

دونوں عالم کی ہر اک نعمت و رحمت کھودی

آؤ دربارِ الٰہی میں دعا ہم مانگیں	دے رہاہے وہ دو عالم تو دو عالم مانگیں
اے خدا ہم کو چلا راستہ ایسا سیدھا	جس پہ چلتا ہے جو معصوم ہے بندہ تیرا
اے خدا ہم کو بچا ' رہ سے گنہ گاروں کی	اور دے صف میں جگہ تیرے طلب گاروں کی
اے خدا مذہب و ایمان کی دولت دیدے	رحمتوں میں تیری سب سے بڑی رحمت دیدے
اے خدا قوم کو اب قعرِ مذلّت سے نکال	ذلّت و نکبت و افلاس و مصیبت سے نکال
راہ ِ ہستی کے اندھیرے میں اجالا کردے	امت مہدیؑ کی شوکت کو دوبالا کردے

مختصر یہ کہ ہمیں بخش دے دنیا اور دین

آیئے ایک زبان ہوکے کہیں ہم ''آمین''

جنابِ نثار مہدی علی خاں صاحب طالبؔ ساندوزئی

شبِ قدر

آج کی رات خالق کا پیام آیا تھا	اُس کا قرآن کی صورت میں کلام آیا تھا
اپنے بندے کی بھلائی کا نظام آیا تھا	ابنِ آدم کو فرشتوں کا سلام آیا تھا

آج کی رات زمانے میں اَماں لائی تھی
داعیٔ امن و مسرت کا جہاں لائی تھی

آج کی رات جو بندے سے عبادت ہوگی	اُس کے ہاتھوں ہیں میں ایمان کی دولت ہوگی
ایسے بندے سے خدا کو بھی محبت ہوگی	اور محشر میں شفاعت کی بھی صورت ہوگی

آؤ دل اور جگر آج منور کرلیں
رحمتِ عام کے انوار سے دامن بھرلیں

آج کی رات ہی بندے کو صلہ ملتا ہے	قسم اللہ کی اللہ کا پتہ ملتا ہے
دیکھئے پوچھ کے ان سے انہیں کیا ملتا ہے	طالبؔ ِ حق کو ہی دیدارِ خدا ملتا ہے

ایک کے بدلے یہاں ملتے ہیں لاکھوں ہی ثواب
جو بھی ملتے ہیں ہمیں اس کا نہیں کوئی حساب

آج کی رات ہے مہکی ہوئی عالم کی فضا	ہر کسی کے لئے دروازہ ہے توبہ کا کھُلا
آج مقبول ہوئی جاتی ہے بندے کی دعا	جس نے جو چاہا خدا سے وہی اس کو ہے ملا

آج کی رات یہ بہتر ہے ہزاروں شب سے
افضل و اکمل و برتر ہے ہزاروں شب سے

آج کی رات فرشتوں نے یہ دیکھا منظر	شادماں ان کو نظر آتا ہے ایک ایک بشر
آج ہر اہلِ نظر کو یہی آیا ہے نظر	نور کی پھیلی ہوئی جیسے ہے ہر سو چادر

زندگی نور کے سانچے میں ڈھلی جاتی ہے
غم ہوا دور ' مسرت کی گھڑی آتی ہے

پیاسی آنکھوں کو ہی دیدارِ خدا ہوتا ہے	دل کے آئینے میں وہ جلوہ نما ہوتا ہے
فضل حق کا یوں ہی بندے کو عطا ہوتا ہے	ہر کرم سونچ کی حد سے بھی سوا ہوتا ہے

آج کی رات زمیں ہوگئی فردوسِ بریں
آج کی رات مسّرت کی کوئی حد ہی نہیں

آج کی رات بشر جو بھی پڑھے گا قرآن	مرتبہ ہوگا بلند اس کا بنے گا ذیشاں
ہوگا حاصل اسے ایقان و متاعِ ایماں	دور و نزدیک بَلا آئے نہ کوئی طوفاں

سر سے بندے کے ہر اک آج بَلا ٹلتی ہے
جوش پر رحمتِ باری ہے سزا ٹلتی ہے

جناب سید سمیع اللہ حسینی صاحب سمیعؔ

شبِ قدر

خدا کی خاص شبِ قدر اِک عنایت ہے — بیاں نہ ہو سکے ایسی خدا کی رحمت ہے
ہزار ماہ سے افضل ہے کیا فضیلت ہے — امامناؑ کی عطا مہدوی کی دولت ہے
تم اپنے مہدیؑ موعودؑ سے وفا کرنا
دوگانہ شکر کا فرض جان کے ادا کرنا

نمازِ فجر تلک اِس کا وقت ہوتا ہے — اسی لئے تو کوئی مہدوی نہ سوتا ہے
خدا کے قُرب کی خاطر وہ آج روتا ہے — وہ اپنے اشکوں سے اپنے گناہ دھوتا ہے
عمل جو نیک ہے اُس سے نہ کچھ سِوا کرنا
دوگانہ شکر کا فرض جان کے ادا کرنا

مُصافحہ ہی کو جبریلؑ بھی اُترتے ہیں — بہ فیضِ مہدیؑ مقدر بُرے سنورتے ہیں
ہر اِک مقام سے دُنیا کے وہ گزرتے ہیں — اُنہیں سے ملتے ہیں جو رب کو یاد کرتے ہیں
ملیں وہ تم سے بھی رب سے یہی دعا کرنا
دوگانہ شکر کا فرض جان کے ادا کرنا

تو اپنی دید کے قابل ہمیں بنا یا رب — تو حق کی بات کو حق کر کے ہی دکھا یا رب
ہمیں بھی زُمرۂ مسکین ہو عطا یا رب — اُنہیں کے ساتھ ہمیں حشر میں اُٹھا یا رب
دعا خدا سے یہی آج باخدا کرنا
دوگانہ شکر کا فرض جان کے ادا کرنا

حضرت محمد نورالدین عربؔی صاحب

شب قدر

فضا چمک اٹھی تمام	خلا میں بھر گیا ہے نور
ہوا میں مستیاں ہیں آج	ادا میں سب کی ہے سرور

کہ رات آج قدر کی
بہار بن کے آئی ہے

اک انتظار مضطرب	جو کر رہا تھا سال بھر
دلوں میں بندگی کا شوق	اُبھر رہا تھا سال بھر

وہ مٹ گیا کہ آج وہ
قرار بن کے آئی ہے

یہ کیف اور بے خودی	یہ بات جو کبھی نہ تھی
وہ آج ہم کو مل گئی	کہ رات آئی قدر کی

وہ عاشقوں کے واسطے
خمار بن کے آئی ہے

یہ کوہ و دشت و بوستاں	یہ زمین آسماں
یہاں وہاں جہاں تہاں	خوشی ہے اک رواں دواں

وہ حسن اور پیار کا
سنگار بن کے آئی ہے

اُتر رہے ہیں وہ ملِک	زمیں پہ آسمان سے
وہ جبرئیلؑ آگئے	پیامِ مغفرت لئے

کہ رحمتوں کی رات ہے
شعار بن کے آئی ہے

بحکم ذات پاک رب	امام دو جہاںؐ نے
خبر ہمیں دی اس کی جب	مراد پائی جان نے

یہ رات بہر عاشقاں
نگار بن کے آئی ہے

اٹھو اٹھو چلو چلو	کریں دُگانہ ہم ادا
کہ یک ہزار ماہ سے	ہے رات قدر کی سوا

یہ بندگی گناہ کی
شرار بن کے آئی ہے

یہ رات اور آج یوں	تو گھل رہا ہے فکر میں
بچھا مصلّے رکھ قدم	اے درد مند ذکر میں

یہ رات حسن دید کا
نکھار بن کے آئی ہے

جناب محمد نعمت اللہ خاں صاحب صوفیؔ
نبیرہ لِسان الاُمّت فقیر محمد نعمت اللہ خاں صاحب صوفیؒ

لیلۃ القدر

اس کی عظمت کو سمجھو تم خدا کے لئے	سجدہ ریزی کرو تم دعا کے لئے
لیلۃ القدر ہے قدر والی بہت	اس کی ہر اک ادا ہے جمالی بہت
اللہ والوں کے نام و نسبت کی قسم	ہم پہ احسانِ مہدئؑ ہے رب کی قسم
وہ نہ بتلاتے تو کیسے چلتا پتہ	برکتوں والی ہو جاتی شب لا پتہ
ہم کو آیا یقیں اُن کے فرمان سے	اہتمام اس میں کرتے ہیں ہم شان سے
دو رکعت فرض ہم پر نماز اس میں ہے	اس کو پانے کا پوشیدہ راز اس میں ہے
اس کو ہی عیدِ رمضاں سمجھتے ہیں ہم	قولِ مہدی کو ایمان سمجھتے ہیں ہم
ساری راتوں میں یہ رات ہے محترم	اس میں ہوتا ہے تقسیم لُطف و کرم
صوفی مسجد میں آؤ عبادت کرو	حق پرستوں کی محفل میں شرکت کرو
جھولی پھیلاؤ حاصل یہ دولت کرو	طے رہِ زندگی کی مسافت کرو

اس کی عظمت کو سمجھو تم خدا کے لئے
سجدہ ریزی کرو تم دعا کے لئے
لیلۃ القدر ہے قدر والی بہت
اس کی ہر اک ادا ہے جمالی بہت
ہو مبارک مبارک یہ رات
پائی قسمت سے ہم نے حسین یہ کائنات

جناب شاہ نور محمد نظامی سلیم

لیلۃ القدر

قدر کی رات ہے اس کی قدر کرو	شب بھر ذکر و فکر میں اس کی بسر کرو
بطفیلِ امامناً ملی ہم کو یہ شب بالیقیں	اس مژدۂ جانفزا کا شکر عمر بھر کرو
اک پل بھی غفلت میں گزرنے نہ پائے	مغرب سے لے کر فجر تک تم ذکر کرو
ڈھونڈنے والے ڈھونڈتے رہ جائیں گے عمر بھر	ہم کو ملا اس رات کا تعین صدہا شکرو
ہے ہزار ماہ کی عبادت کے مثل یہ رات	فقط اک رات میں یہ صلہ ہم کو ملا فخر کرو
غنیمت جانو اگلے سال ملے نہ ملے یہ رات	پوری رات عبادت کا حاصل ثمر کرو
ہے یہ نماز فرض یقینِ کامل سے	امامناً کی اتباع میں نیت مگر کرو
رات ہے یہ عیدوں کی عید مہدوی کے لئے	تحفہ سمجھ کر اس رات کی تم قدر کرو
اس رات کا پورا فائدہ اٹھانے کے لئے	ادا اپنے مرشد کی اقتدأ میں نماز مگر کرو
اچھے کپڑے پہن کر جاؤ نماز کو	اپنے کپڑوں کو عطر سے معطر کرو
جاگو نہ غفلتوں کا شکار ہو کر تم اس رات میں	عبادت پورے انہماک سے شام و سحر کرو
شیطان کے وسوسوں میں ہرگز نہ آؤ تم	لاحول پڑھ کر اس لعین کا شہر بدر کرو
اللہ کے فضل سے تم کو ملا ہے مال و زر	اس میں سے حاجت مندوں کو ادا زکواۃ وعشر کرو
اُترتے ہیں فرشتے اس رات میں ہر طرف	عبادت سے خوش کرو اللہ کو ایسا امر کرو
سلامتی ہی سلامتی ہے اس رات میں	پوری رات عبادت کر کے ادا فجر کرو
ادا کرو نماز دُگانہ خشوع و خضوع سے تم	سجدۂ مناجات سے دعاؤں میں ایسا پیدا اثر کرو
ذکرِ خفی کرو پڑھو نماز جماعت کے ساتھ	آئے عبادتوں میں حلاوت پیدا ہُنر کرو
گر مرشد ہے دور اپنے مرید سے	نماز ادا کرنے کے لئے تم ضرور صفر کرو
پَروں سے مس کرتے ہیں فرشتے اس رات میں	مہمانوں کی تم خوب ذکر سے خاطر کرو
اغیار کے بہکاوے میں نہ آؤ سنبھالو اپنے آپ کو	کامل اتباع امامناً کی بلا خوف و خطر کرو

ائے خدا سلیم کو نواز تو عقلِ سلیم سے
خاتمہ بالخیر ہو میرا آمین بالجہر کرو

جناب سید داؤد رفیق صاحب

مدیر ''آوازِ دوست'' شام نامہ۔حیدرآباد

آج کی شب یہ انقلاب بھی ہو

(۱)
وقت کے بحرِ رواں میں
شامل
رات اور دن کا سفر......
صبح کے ساتھ شروع ہوتی ہے
جُستجو......رزق اور راحت کی
جُستجو......مال اور دولت کی
جُستجو......جاہ اور عزت کی
جُستجو......نام اور شہرت کی
جُستجو......عیش اور عشرت کی
جُستجو......جو سکون کی قاتل
جُستجو......جو عذابِ ذہن ودل
خوف وحزن وملال
جس کا مآل......!
(ہر نئی صبح
یونہی......عمر تمام
جستجو کا یہ سفر چلتا ہے)
اور پھر
رات چلی آتی ہے
اپنے آنچل میں لئے نیند کی
سوغات چلی آتی ہے
رات
آرام کا پیغام لئے آتی ہے......

(۲)
آج کی رات مگر
اور راتوں کی طرح چین سے سونے کی نہیں
غفلتوں اور خرافات میں کھونے کی نہیں
آج کی رات
مقدس ہے فضیلت والی
لیلۃ القدر ہے یہ
لیلۃ القدر۔قدر والی شب
لیلۃ القدر۔رب کا احساں ہے
ہے نوازش۔عطائے بیش بہا
رب کا فضل وکرم یہ
بے پایاں
بے کراں مہر اور عنایت ہے
لیلۃ القدر۔رب کا احساں ہے

(۳)
آج کی شب ہے
منزلت والی
آج کی شب
نزولِ قرآں کی
اور قرآن عشق نامہ رب
رحمت وحکمت وہدایت کا
جگمگاتا ہوا خزانہ ہے
اور قرآن
نور کامل ہے
ذہن ودل جس سے جگمگا اُٹھے
ظلمت وجور مٹے
آج کی شب
ہزار ماہ کی شب
اور اس ایک شب میں
پوشیدہ
عظمتیں سینکڑوں مہینوں کی
برکتیں سینکڑوں مہینوں کی
رحمتیں سینکڑوں مہینوں کی
نعمتیں سینکڑوں مہینوں کی

آج کی شب
انہیں کو پانا ہے
اپنی آہوں سے التجاؤں سے
اپنے سجدے اور دعاؤں سے
لیلۃ القدر...رب کا احساں ہے
(۴)
آج کی شب یہ انقلاب بھی ہو
آج کچھ اپنا احتساب بھی ہو
اپنے اعمال کا حساب کتاب
اپنی کوتاہیوں کا اندازہ
اپنے طرزِ عمل کی کھوج، پرکھ
دوست احباب رشتہ داروں سے
اپنے ہمسائے اپنے پیاروں سے
اپنے برتاؤ پر نظر ڈالیں
اپنے لہجوں کی
اور رویّوں کی
غیر جذباتیت سے جانچ کریں
رنجش و دشمنی پر غور کریں
یا تو خود
کشدلی سے معاف کریں
یا بڑھیں
اور مانگ لیں معافی.....
ربطِ باہم کا ہو نیا آغاز

ایک ہو جائیں.....نیک ہو جائیں
جستجو کا بھی ہو الگ انداز
جستجو اب ہو ترکِ عصیاں کی
جستجو ہو راہِ قرآں کی
جستجو اب عمل کی، ایماں کی
جستجو عزمِ نو کی ایقاں کی
جستجو اب ہو رب کے عرفاں کی
جستجو بلند اور اعلیٰ
جستجو کا سفر یہ نورانی
یہ سفر ہے
سکونِ دل کا سفر
یہ سفر ہے
روح کے اجالوں کا
حاصلِ زندگی سفر ہے یہی
خوف و حزن و ملال اس میں نہیں
ہے مسرت حیات کی اس میں
روح کا انبساط بھی اس میں
یہ سفر.....مقصدِ حیات بھی ہے
یہ سفر باعثِ نجات بھی ہے
یہ سفر
ہے جو روشنی کا سفر
آج سے اپنا انتخاب بھی ہو
اپنے ایماں میں آب و تاب بھی ہو

زندگی اپنی کامیاب بھی ہو
آج کی شب یہ انقلاب بھی ہو

4.Point Digital

16-4-710/1,Sobedar Ameer Ali Khan Road

Chanchalguda,Hyderabad-500024(A.P)

INDIA

+91-40-24517296, +91-9966187296

E.mail: four.digital@yahoo.com.sg

&

SanComputer

Sobedar Ameer Ali Khan Road

Chanchalguda,Hyderabad-500024(A.P)

INDIA

+91-9959912642